مرغوب الفتاوی

جلد سوم

از

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ

مفتیٔ اعظم برما

ترتیب وتحقیق وحواشی

از

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوز بری

فہرست ''مرغوب الفتاوی'' ج ۳

باب قضاء الفوائت	۳۰
عصر و فجر کے بعد قضا کا حکم	۳۰
صاحب ترتیب مغرب کے وقت قضائے عصر پہلے پڑھے	۳۱
سوال مثل بالا	۳۱
باب سجود السھو	۳۳
پہلی رکعت میں بیٹھنے یا دوسری رکعت میں اٹھنے سے سجدۂ سہو ہے؟	۳۳
پہلی رکعت میں بیٹھ گیا مگر لقمہ سے فوراً اٹھ گیا تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟	۳۳
نماز عشا کی دو رکعت پر بھول سے کھڑا ہو گیا تو؟	۳۴
قعدۂ اخیرہ کے بعد بھولے سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟	۳۴
قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہوا پھر بیٹھ کر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟	۳۵
اگر قعدۂ اولی بھول جائے تو سجدۂ سہو کا کیا حکم ہے؟	۳۶
آیت کی تکرار سے سجدۂ سہو	۳۶
ایک سورت کی ایک دو آیت کے بعد دوسری سورت شروع کی تو	۳۷
درمیان قرأت آیت چھوٹ گئی تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟	۳۷
لقمہ دینے سے سجوۂ سہو ہے یا نہیں؟	۳۸
وسط قرأت میں امام کے ٹھہرنے سے سجدۂ سہو لازم آئے گا	۳۸
قرأت کی غلطی سے سجدۂ سہو نہیں	۳۸
سجدۂ سہو سب نمازوں کے لئے ہے	۳۹

دو کی جگہ تین سجدے کیے تو سجدۂ سہو واجب ہے ۴۰
چار رکعت کی جگہ تین رکعت پڑھ کے سجدۂ سہو کرلیا تو؟ ۴۰
سجدۂ سہو نقصان واجب کے تدارک کے لئے ہے ۴۰
مسبوق نے سلام پھیر دیا تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟ ۴۱
آیت کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں؟ ۴۲

باب سجود التلاوۃ

۴۵
سورۂ ''ص'' میں سجدہ کی آیت کونسی ہے؟ ۴۵
شافعی سجدہ میں حنفی کا اور حنفی سجدہ میں شافعی کا مخالف امام کی اقتدا کرنا ۴۵
سجدۂ تلاوت بعد عصر ۴۶

باب صلوۃ المسافر

۴۷
شرعاً مسافر کس کو کہتے ہیں؟ ۴۷
دریائی سفر میں مسافت سفر کی تحقیق ۴۷
دریا کے کنارے جہاز پر نماز قصر ہے یا اتمام؟ ۴۸
دریا کے کنارے یا سمپان یا کشتی میں رہنے والوں کی نماز ۵۰
سوال مثل بالا ۵۱
دریا میں جہاز کے ملازم قصر کرے یا اتمام؟ ۵۱
ملازمین ریلوے کے لئے نماز کا حکم ۵۳
مقیم منی میں پوری نماز پڑھے ۵۴
حالت سفر میں جو نمازیں پوری پڑھیں ان کا کیا حکم ہے؟ ۵۴

مسافر بجائے قصر کے اتمام کرے تو؟	۵۵
مسافت سفر ۴۸ رمیل شرعی ہے یا انگریزی؟	۵۶
فرسخ، میل اور کیلومیٹر کا حساب	۵۷
میل شرعی، میل انگریزی اور کیلومیٹر میں فرق	۵۸
برد، فرسخ، کیلومیٹر کا حساب ایک نظر میں	۵۸
باب صلوۃ المریض	۶۰
سلس البول کے مریض کی نماز کا حکم	۶۰
کرسی پر نماز پڑھنے والے حضرات کے لئے ضروری تنبیہ	۶۱
کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام	۶۱
باب الجمعة و العیدین	۶۵
جس بستی میں پانچ سو مسلمان کام کرتے ہوں وہاں جمعہ کا حکم	۶۵
تین ہزار کی بستی ہے مگر مسلمان کم ہیں تو نماز جمعہ کا حکم	۶۵
سو پچاس آدمی کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ	۶۶
جنگل و دیہات میں جمعہ وعیدین کا حکم	۶۷
دیہات میں جمعہ کا حکم	۶۸
مجموعۃ الفتاوی کا فتوی: ''کیا نماز جمعہ مثل پنج گانہ کے ہے''؟	۷۰
ایک بستی میں مختلف جمعہ	۷۱
سوال مثل بالا	۷۱
قبرستان کی مسجد میں نماز جمعہ صحیح ہے	۷۳

مدرسہ میں جمعہ کی نماز صحیح ہے	۷۴
انگریزی حکومت میں خودمختار قوم کے لئے جمعہ کا حکم	۷۴
جمعہ کے لئے بادشاہ وقاضی کا ہونا ضروری ہے؟	۷۴
مسافر پر جمعہ نہیں	۷۵
خطیب کا منبر پر چڑھ کر سلام کرنا	۷۶
جمعہ میں قبل اذان ثانی ترقیہ کا حکم	۷۷
اذان خطبہ کے بعد دعا	۷۸
اذان خطبہ کے بعد مناجات ثابت ہے یا نہیں	۷۸
خطبہ کی اذان کا جواب اور بعد اذان دعا	۷۹
منبر کے ہر طبقہ پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا جائز ہے	۷۹
خطبہ کے وقت عصا پکڑنا کیسا ہے؟	۷۹
خطبہ کے وقت عصا لینا کیسا ہے؟	۸۰
خطبہ کے وقت عصا کا نہ لینا بھی حدیث سے ثابت ہے	۸۲
کیا خطبہ کے وقت عصا پکڑنا مکروہ ہے؟	۸۳
خطیب عصا کس ہاتھ میں پکڑے؟	۸۳
سوال مثل بالا	۸۳
خطبۂ جمعہ مادری زبان میں کیوں ناجائز ہے؟	۸۴
خطبۂ جمعہ کس زبان میں ہونا چاہئے؟	۹۰
اثناء خطبہ میں خطبہ کا ترجمہ کرنا خلاف سنت ہے	۹۲

خطبۂ جمعہ زبانی پڑھے یا دیکھ کر؟	۹۲
بارہ مہینے کے خطبے کا رواج کب سے ہوا؟	۹۳
خطبہ کی کتاب کا رواج قرون ثلاثہ میں تھا یا نہیں؟	۹۳
چند خطبوں کو بار بار پڑھنا کیسا ہے؟	۹۳
خطیب منبر پر کس طرح کھڑا ہو؟	۹۴
خطیب کا اپنے چہرے کو دائیں، بائیں مڑنا کیسا ہے؟	۹۴
خطبہ کی حالت میں امام کا امر بالمعروف کرنا	۹۵
اثناء خطبہ میں درود شریف پڑھنا	۹۶
خطبہ ثانیہ میں سلاطین کے لئے دعا کرنا	۹۷
ثانی خطبہ میں عشرۂ مبشرہ کا ذکر کرنا کیسا ہے؟	۹۸
خطبہ میں ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما'' کہنا	۹۹
مسجد میں جمعہ چھوڑ کر ظہر کی نماز پڑھنا	۹۹
مسجد میں ظہر کے بعد جمعہ کی جماعت کرنا	۱۰۰
دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا سنت ہے	۱۰۰
جمعہ کی اذان ثانی کے بعد امام و مقتدی کا دعا مانگنا	۱۰۰
خطیب کو عصا دیتے وقت مؤذن کا درود پڑھنا	۱۰۱
خطبہ کے وقت امام کا بیٹھنا اور ''حی علی الصلوۃ'' پر کھڑا ہونا	۱۰۱
رمضان کے آخری خطبہ میں وداعی مضامین	۱۰۲
خطبۂ جمعہ سے قبل تقریر	۱۰۵

جمعہ میں کتنی رکعتیں سنت ہیں؟	۱۰۵
بلا عذر تارک جمعہ کا حکم	۱۰۶
احتیاطی ظہر کا حکم	۱۰۶
احتیاطی ظہر میں شوافع کی اقتدا حنفی کے لئے	۱۱۰
وجوب جمعہ میں اختلاف ہوتو احتیاطی ظہر کا حکم	۱۱۲
ما قولکم فی احکام الجمعة	۱۱۳
رسالہ ''**جمعہ سے پہلے بیان**''	۱۱۵
وعظ ونصیحت علماء کی اہم ذمہ داری ہے	۱۱۶
یوم جمعہ تذکیر واجتماع کا دن ہے	۱۱۶
صحابہ کرام کا قبل الجمعہ وعظ فرمانا	۱۱۶
غرض تحریر	۱۱۷
بہتر یہ ہے کہ خطیب ومقرر الگ ہوں	۱۱۷
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا جمعہ سے قبل وعظ کہنا	۱۱۸
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا خطبہ سے قبل وعظ کہنا	۱۱۸
خطبہ سے قبل بیان پر ایک حدیث سے اشکال اور اس کا جواب	۱۱۹
جمعہ سے قبل وعظ میں تلاوت کے خلل کا اشکال اور اس کا جواب	۱۲۱
جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ	۱۲۲
وعظ قبل الجمعہ کے متعلق اکابر کے فتاوی	۱۲۳
فصل فی العید	۱۲۷

عید کی نماز قریہ کبیرہ میں ہوسکتی ہے........................	۱۲۷
دیہات وجنگلات میں عید کی نماز........................	۱۲۷
عیدین کے لئے میدان کہاں ہونا چاہئے مصر میں یا فنائے مصر میں؟..........	۱۲۸
مصر اور فنائے مصر کی تعریف........................	۱۲۸
عید کی نماز کھیت یا زراعت کی زمین میں صحیح ہوگی؟........................	۱۲۹
عید اور جمعہ کے شرائط بجز خطبہ کے ایک ہیں یا نہیں؟........................	۱۳۰
عیدین کی نماز عیدگاہ میں سنت مؤکدہ ہے........................	۱۳۰
عید کی نماز بجائے عیدگاہ کے قبرستان میں پڑھنا........................	۱۳۲
مسجد کے متصل عیدگاہ بنانا........................	۱۳۳
جس عیدگاہ کی تعمیر میں ایک آدمی کا روپیہ لگا ہو اس میں نماز عید........................	۱۳۴
ایسے باغ میں جہاں ناچ رنگ ہوتا ہو عید کی نماز پڑھنا........................	۱۳۵
عید کی نماز امام کی اجازت کے بغیر پڑھانا........................	۱۳۵
عیدین میں زائد تکبیریں بھول کر رکوع میں چلا جائے تو؟........................	۱۳۶
سوال مثل بالا........................	۱۳۷
عید کی نماز بغیر خطبہ کے........................	۱۳۷
عید الفطر میں عیدگاہ میں تکبیر تشریق زور سے پڑھنا........................	۱۳۸
اثناء خطبہ میں چندہ کرنا........................	۱۳۹
خطبۂ عید کے بعد دعا........................	۱۳۹
نماز عید کے لئے مجمع کا انتظار........................	۱۴۱

بعد نماز مقتدیوں کا مصافحہ کرنا ۱۴۱
رویت ہلال کے اختلاف کی بنا پر تکبیرات تشریق کا احتیاطی طریقہ ۱۴۲
ایام تشریق کی تعیین وتحدید ۱۴۳
عیدین میں قبل نماز عید بلند آواز سے تکبیر پڑھنا ۱۴۵
کتاب الجنائز ۱۴۷
باب فی الغسل و الکفن ۱۴۷
عورت کی موت کے وقت عورت نہ ہو یا مرد کی موت کے وقت مرد نہ ہو ۱۴۷
شوہر کا اپنی عورت کو نہلانا و کفنانا کیسا ہے؟ ۱۴۸
کفن میں عمامہ دینا کیسا ہے؟ ۱۴۸
کفن پر زمزم یا کافور سے بسم اللہ یا کلمہ لکھنا؟ ۱۴۹
کفن کتنے گز کا ہو؟ ۱۵۰
کفن کی بندش کے لئے کس قدر کپڑا ہونا چاہئے؟ ۱۵۰
شہید کے غسل وکفن کا حکم ۱۵۱
مسلم، غیر مسلم کی اور غیر مسلم، مسلم میت کی تجہیز و تکفین میں مالی مدد کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۱۵۳
تجہیز و تکفین کے مصارف کس کے ذمہ ہے اور کتنے ہیں؟ ۱۵۳
جنازہ کا کاندھا دینا ۱۵۵
عورت کے جنازہ کو شوہر کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۵۷
جنازہ پر غلاف ڈالنا جس پر آیات و احادیث مرقومہ ہوں؟ ۱۵۷

جنازہ کو بڑا بنانا کیسا ہے؟	۱۵۸
جنازہ قبر پر پھول کی چادر چڑھانا	۱۵۹
میت کو لے جاتے ہوئے بلند آواز سے کلمہ پڑھنا	۱۵۹
میت کے ساتھ سواری پر جانا کیسا ہے؟	۱۵۹
مسلمان کی پرورش میں رہنے والے کافر بچے پر جنازہ وغسل ودفن ہے	۱۶۰
مسلمان کی پرورش میں پلنے والے بچے کا حکم	۱۶۱
آٹھ سالہ بچی مسلمان ہوئی پھر موت آئی تو نماز موت جنازہ ہے یا نہیں	۱۶۲
حکم صلوۃ بر میت کافر	۱۶۳
احکام دین سے ناواقف نومسلمہ کی نماز جنازہ	۱۶۴
کلمہ گو کی نماز جنازہ	۱۶۶
مسلم عورت کی کافر مرد سے ہونے والی اولاد پر نماز جنازہ	۱۶۶
مرتد کے ساتھ رہنے والی مسلمہ کی نماز جنازہ	۱۶۷
مرتد مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے رہنے والوں پر نماز جنازہ	۱۶۷
گھر میں بت رکھنے والے مسلمان پر نماز جنازہ	۱۶۸
باپ مسلمان ہے ایسے بچہ کی نماز جنازہ	۱۶۸
بدعتی کی نماز جنازہ	۱۶۹
ولدالزنا کے جنازہ کی نماز حکم	۱۶۹
ولدالزنا کی نماز جنازہ کا حکم	۱۷۰
رنڈی کی نماز جنازہ	۱۷۰

تارک صلوۃ وصوم پرنماز جنازہ....................	۱۷۰
تارک صلوۃ پرنماز جنازہ پڑھی جائے گی....................	۱۷۱
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ....................	۱۷۳
غریب مسلمان کی نماز جنازہ....................	۱۷۳
جنازہ کی نماز نہ پڑھنا....................	۱۷۳
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے....................	۱۷۴
مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تحقیق....................	۱۷۵
مسجد کے برآمدہ میں نماز جنازہ....................	۱۷۷
بوقت استواء جنازہ جائز ہے یانہیں....................	۱۷۸
وقتیہ اور جنازہ میں کونسی نماز مقدم ہوگی؟....................	۱۷۹
مغرب کے وقت جنازہ آجائے تو کونسی نماز مقدم ہوگی....................	۱۸۰
وقت موسع میں نماز جنازہ وقتیہ پر مقدم ہوگی....................	۱۸۰
نماز جنازہ بغیر اذان کیوں؟....................	۱۸۱
جنازہ کتنا دور رکھ کر نماز پڑھائے....................	۱۸۲
امام جنازہ پڑھانے کا مستحق ہے....................	۱۸۳
ولی نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے....................	۱۸۳
نماز جنازہ سے پہلے اجتماعی دعا....................	۱۸۵
صحت نماز جنازہ کے شرائط....................	۱۸۵
بدون غسل وکفن نماز جنازہ صحیح ہے یانہیں؟....................	۱۸۶

بدون غسل میت نماز صحیح نہیں، اب دوبارہ قبر پر نماز پڑھی جائے..................	۱۸۷
غائبانہ نماز جنازہ کا حکم..................	۱۸۷
حنفی مقتدی کا غائبانہ نماز جنازہ میں شافعی کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟..................	۱۸۸
غائبانہ نماز جنازہ میں حنفی کو عدم اقتدا پر ملامت کرنا جہالت ہے..................	۱۸۸
اگر کسی میت پر سب نے بغیر جماعت کے نماز پڑھی تو؟..................	۱۸۹
نماز جنازہ میں بھی مقتدی امام کی اقتدا کی نیت کرے..................	۱۹۰
نماز جنازہ میں ہاتھ قبل سلام چھوڑے یا بعد میں..................	۱۹۰
دعا بعد نماز جنازہ..................	۱۹۱
بعد نماز جنازہ مردہ کو سامنے رکھ کر دعا کرنا..................	۱۹۲
نماز جنازہ کے بعد الفاتحہ کہہ کر دعا کرنا..................	۱۹۲
نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت ہے؟..................	۱۹۲
صندوق میں میت کو لے جانا اور دفن کرنا..................	۱۹۳
جنازہ کو کپڑے سے پردہ کر کے نماز پڑھنا اور صندوق میں دفنانا..................	۱۹۴
صندوق میں مردہ کو دفن کرنا اور قبرستان میں کھانا پینا کیسا ہے؟..................	۱۹۵
غیر مسلم سے قبر کھدوانا کیسا ہے؟..................	۱۹۵
جنازہ کو قبر میں کس طرح اتارے اور اتارنے والے کتنے ہوں؟..................	۱۹۶
دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کا حکم..................	۱۹۷
پتھریلی زمین میں مردہ کو کس طرح دفن کرے؟..................	۱۹۷
قبر کی گہرائی کتنی ہو؟..................	۱۹۸

قبر میں پیر کا شجرہ چسپاں کرنا	۱۹۹
پہلے دفن کرے یا قرآن خوانی کرے؟	۲۰۱
دفن کے وقت قرآن پڑھنا	۲۰۲
قبر کتنی اونچی ہو؟	۲۰۳
قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے	۲۰۳
قبر پر مٹی ڈالنا مستحب ہے	۲۰۴
پرانی قبر پر مٹی ڈالنا کیسا ہے؟	۲۰۵
قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟	۲۰۶
قبر کو سامنے رکھ کر دعا کرنا کیسا ہے؟	۲۰۷
قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟	۲۰۷
مردے کو دفن کے بعد تلقین کرنا کیسا ہے؟	۲۰۸
مردے کو سلام کرنا اور مردے کا سلام سننا	۲۰۸
قبر کو پختہ بنانا اور اس پر گنبد بنانا کیسا ہے؟	۲۰۹
قبر پختہ بنانے کی وصیت کرنا	۲۱۰
مسجد کی وقف زمین میں مردہ کو دفن کرنا	۲۱۱
مسلمان کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا	۲۱۲
قبرستان میں دیکھ کر قرآن شریف پڑھنا	۲۱۳
کفن پر نماز پڑھنا اور اس کو باعث برکت سمجھنا	۲۱۳
الاستیجار علی قرأة القرآن علی القبر کی بحث	۲۱۴

عورت کا قبرستان میں جانا ۲۱۶

غیر ذمہ دار کا قبرستان کو قفل لگانا جائز ہے یا نہیں ۲۱۷

قبرستان کو کوڑا کرکٹ سے پاٹنا جائز ہے یا نہیں ۲۱۸

رسالہ ''غائبانہ نماز جنازہ'' ۲۲۴

نماز جنازہ کی ایک شرط یہ ہے کہ جنازہ سامنے ہو ۲۲۶

نجاشی کی نماز جنازہ ۲۲۶

نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا تھا ۲۲۶

نجاشی کا اعزاز ۲۲۸

آنحضرت ﷺ کا کسی صحابی و شہید پر غائبانہ نماز نہ پڑھنا ۲۲۹

بیر معونہ کا واقعہ اور کسی شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھنا ۲۲۹

غزوۂ موتہ کے شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنا ۲۳۰

نجاشی کی نماز جنازہ کے جوابات ۲۳۲

نجاشی پر نماز جنازہ کی خصوصیات کی وجہ ۲۳۴

نجاشی پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی ۲۳۴

غائبانہ نماز جنازہ کی دوسری دلیل ۲۳۶

اس دلیل کے جوابات ۲۳۶

واقعہ کے راوی کا زندگی بھر عمل نہ کرنا ۲۳۷

معاویہ بن معاویہ پر غائبانہ نماز جنازہ کی وجہ ۲۳۷

اس روایت پر ایک نظر ۲۳۸

احادیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ہیں..................	۲۳۹
خلفائے اربعہ کا عمل..................	۲۳۹
ایک سوال کا دلچسپ جواب..................	۲۴۰
آپ ﷺ کا میت پر نماز جنازہ پڑھنے کی حرص کے باوجود غائبانہ نماز نہ پڑھنا	۲۴۰
رسالہ ''میت کی منتقلی''	۲۴۲
پیش لفظ..................	۲۴۳
مردہ کی منتقلی شریعت کے منشاء کے خلاف ہے..................	۲۴۳
پیغمبر کا مدفن جائے وفات ہی ہوگا..................	۲۴۳
شہدائے احد کے مدفن کے متعلق حکم نبوی ﷺ..................	۲۴۴
مدینہ منورہ کے قرب کے باوجود احد میں دفنانے کا حکم..................	۲۴۵
بقیع میں دفن کی فضیلت (حاشیہ)..................	۲۴۵
میت کی منتقلی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد..................	۲۴۶
میت کو بلاضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے..................	۲۴۶
فقہاء کی عبارتیں..................	۲۴۸
مذکورہ بالا عبارتوں کا خلاصہ..................	۲۴۹
میت کو منتقل کرنا کیسا ہے؟..................	۲۴۹
وفات کی جگہ میت کو دفن کرنا بہتر ہے..................	۲۵۰
میت کو منتقل کرنے کی رسم میں قباحتیں..................	۲۵۰
پہلی قباحت: تجہیز وتدفین میں تاخیر..................	۲۵۰

مردہ کو قبر تک جلدی پہنچاؤ..	۲۵۲
تین چیزوں میں تاخیر مت کرو..	۲۵۲
جنازہ جلدی لے چلو..	۲۵۳
فقہاء کی عبارتیں..	۲۵۴
نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت واہمیت..	۲۵۵
میت پر چالیس آدمیوں کی نماز جنازہ کی خاصیت..	۲۵۵
میت پر تین صف کی برکت..	۲۵۶
بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے..	۲۵۸
میت کی منتقلی کی دوسری قباحت: تکرار نماز جنازہ..	۲۵۸
نبی پاک ﷺ پر تکرار نماز جنازہ سے اشکال..	۲۶۱
نبی پاک ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت..	۲۶۱
آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی کیفیت..	۲۶۲
حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی تکرار کی توجیہات..	۲۶۳
پہلی توجیہ: حضرت ابوبکر کو حق ولایت تھا' اور آپ کے بعد کسی نے نہیں پڑھی.	۲۶۳
دوسری توجیہ: یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی..	۲۶۴
تیسری توجیہ: ہر موجود صحابی پر فرض عین تھی' ان کے حق میں تکرار نفل نہ تھی.....	۲۶۵
حضرت حمزہ کے واقعہ سے نماز جنازہ کے تکرار پر استدلال اور اس کا جواب...	۲۶۵
تیسری قباحت: میت کی بے حرمتی..	۲۶۷
بے حرمتی کی مختلف صورتیں..	۲۶۷

میت کی بے حرمتی کی حدیث میں ممانعت	۲۶۹
چوتھی قباحت: مال کثیر کا اسراف	۲۷۰
اللہ کے مقبول بندوں کی صفت' خرچ میں میانہ روی	۲۷۰
اعتدال سے خرچ کرنے والا محتاج نہیں ہوتا	۲۷۱
انسان کی دانشمندی	۲۷۱
پانچویں قباحت: منتقلی کے اخراجات میں بے احتیاطی وحق تلفی	۲۷۱
وارث کا حق تلف کرنے پر وعید	۲۷۲
چھٹی قباحت: میت کی بیوی کا عدت میں سفر کرنا	۲۷۲
ساتویں قباحت: میت کی منتقلی کا التزام	۲۷۴
نقل میت کے چار واقعات	۲۷۶
حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش مبارک کی منتقلی	۲۷۶
حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی لاش کو منتقل کرنے کی وصیت کرنا	۲۷۷
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی لاش کی مدینہ منورہ منتقلی	۲۷۸
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی لاش کی مکہ معظّمہ منتقلی	۲۸۰
کتاب الزکوۃ	۲۸۱
زکوۃ نہ دینے پر وعید	۲۸۲
قرآن میں ۲۶ رجگہ زکوۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ہے	۲۸۲
قرآن میں زکوۃ نہ دینے پر وعید	۲۸۴
صاحب نصاب کسے کہتے ہیں؟	۲۸۵

درہم کا وزن (حاشیہ)........................	۲۸۵
دینار کا وزن۔نصاب اور اوزان ایک نظر میں (حاشیہ)........................	۲۸۶
چاندی کا نصاب۔سونے کا نصاب۔رتی اور ماشہ کا حساب۔(حاشیہ).......	۲۸۷
صاع کا نصاب (حاشیہ)........................	۲۸۷
کم سے کم زکوۃ کتنی رقم پر ہوتی ہے؟........................	۲۸۸
زکوۃ کن چیزوں پر واجب ہے؟........................	۲۸۸
زکوۃ کن چیزوں پر ہے؟ اور کتنی؟........................	۲۸۹
سونے اور چاندی جمع کریں یا الگ الگ؟ دونوں میں زکوہ کی تفصیل..........	۲۹۰
سونے، چاندی کی زکوۃ وزن سے یا قیمت سے؟ اور دونوں کا نصاب..........	۲۹۱
سال کے درمیان میں جو مال آئے اس پر زکوۃ ہے؟........................	۲۹۳
زکوۃ اصل مال پر ہے یا نفع پر؟........................	۲۹۳
سرمایہ ونفع پر حولان حول کے بعد زکوۃ واجب ہے........................	۲۹۴
قرض روپے پر زکوۃ واجب ہونے نہ ہونے کا حکم........................	۲۹۴
قرض کی تین قسمیں اور ان کے احکام (حاشیہ)........................	۲۹۵
کمپنی کے شیرز میں اصل سرمایہ پر زکوۃ ہے یا منافع پر؟........................	۲۹۶
شیرز میں اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ واجب ہے........................	۲۹۷
زمین میں زکوۃ ہے یا نہیں؟........................	۲۹۷
زکوۃ ادا کرنے کے لئے خلیفہ یا امام کا ہونا شرط ہے؟........................	۲۹۹
بھیڑ، بکری کی زکوۃ........................	۲۹۹

زکوۃ ظاہر کئے بغیر زکوۃ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟........................ ۳۰۰
مصارف زکوۃ کا بیان.. ۳۰۱
زکوۃ وفطرہ کے حق دار کون ہیں؟ اور کن کو دینا افضل ہے؟...................... ۳۰۱
فقراء ومساکین زکوۃ کے مستحق ہیں.. ۳۰۱
زکوۃ کس کو دینا اولی ہے؟.. ۳۰۲
تنگ دست ومقروض کو زکوۃ دینا... ۳۰۲
قرض دار امام زکوۃ کا مستحق ہے.. ۳۰۳
غریب امام کو زکوۃ، فطرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟.................................. ۳۰۴
عالم کو کتب فقہ وحدیث خریدنے کے لئے زکوۃ لینا کیسا ہے؟....................... ۳۰۴
یتیم خانہ میں زکوۃ کیسے ادا ہوگی؟... ۳۰۴
یتیم خانہ کے مکان کا ٹیکس زکوۃ سے ادا کیا جا سکتا ہے؟.......................... ۳۰۵
زکوۃ کی رقم سے غریب بچوں کو قرآن، کتاب، کپڑے دینا کیسا ہے؟.................. ۳۰۶
زکوۃ کی رقم مسجد، اسکول کے پاخانہ اور پانی کے ٹیکس میں استعمال کرنا.............. ۳۰۸
زکوۃ وفطرہ کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟..................................... ۳۰۸
زکوۃ اور فطرہ کی رقم مدرسہ کی عمارت میں لگانا جائز نہیں......................... ۳۰۹
زکوۃ کی رقم مدرسہ یا مسافر خانہ کی تعمیر میں لگانا.............................. ۳۱۰
زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے اسکول بنانا کیسا ہے؟................................... ۳۱۰
زکوۃ کی رقم سے کنواں کھدوانا یا مسجد بنانا.................................... ۳۱۱
زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے جنازہ کی چارپائی بنانا کیسا ہے؟......................... ۳۱۱

زکوۃ کی نیت سے قرض معاف کردیا تو زکوۃ ادانہیں ہوئی........	۳۱۱
سوال مثل بالا........	۳۱۲
مدرسین کی تنخواہ میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟........	۳۱۲
زکوۃ کی رقم سے امام ومؤذن کی تنخواہ دینا کیسا ہے؟........	۳۱۳
سادات کوزکوۃ دینا کیسا ہے؟........	۳۱۳
کافرکوزکوۃ دینا........	۳۱۸
غیرمسلم کونفلی صدقات دینا کیسا ہے؟........	۳۱۸
سوال مثل بالا........	۳۱۹
صاحب نصاب کوزکوۃ دینا جائزنہیں........	۳۲۰
زکوۃ وصدقہ امام کا حق ہے؟........	۳۲۰
زکوۃ کے متفرق مسائل........	۳۲۲
فضول خرچ اور دیندار، دونوں میں زکوۃ کس کو دینا افضل ہے؟........	۳۲۲
حیلہ کرنے سے زکوۃ ادا ہونے، نہ ہونے کا حکم........	۳۲۲
رسالہ ''زکوۃ کے اہم اور چند نئے مسائل''	۳۲۴
اموال ظاہرہ اوراموال باطنہ........	۳۲۵
ایک اعتراض اوراس کا جواب........	۳۲۷
کیا بینک اکاؤنٹس اموال ظاہرہ میں شامل ہیں؟........	۳۲۸
زکوۃ میں بنیادی حاجت (حاجت اصلیہ)........	۳۳۰
کرایہ پردی ہوئی جائداداورغیرمزروعہ اراضی کی زکوۃ........	۳۳۱

اراضی کے کرایہ پر زکوۃ.................................. ۳۳۱
تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ میں دی گئی ڈپوزٹ پر زکوۃ......... ۳۳۲
اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری.................................. ۳۳۳
زکوۃ کی رقم مستحقین کو مالک بنائے بغیر نفع بخش منصوبوں میں لگانا............ ۳۳۴
اتحاد اسلامی کے فنڈ کے مصرف میں زکوۃ کا استعمال.................... ۳۳۴
کمپنیوں کے شیئرز پر زکوۃ.................................. ۳۳۵
کاشت کی زکوۃ.................................. ۳۳۷
خالی سلنڈر اور مائع گیس میں زکوۃ کا مسئلہ.................................. ۳۳۸
انسانی جسم کے بعض اعضاء پر سونے، چاندی کا خول چڑھانے پر زکوۃ......... ۳۳۸
صرف سونا نصاب سے کم ہو، مگر چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے تو؟............ ۳۳۹
اموال زکوۃ کون کون سے ہیں؟.................................. ۳۳۹
مال تجارت میں کیا کیا داخل ہیں؟.................................. ۳۴۰
پلاٹ پر زکوۃ کا مسئلہ.................................. ۳۴۰
پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ.................................. ۳۴۰
اموال مدرسہ.................................. ۳۴۱
وظیفہ طلبہ.................................. ۳۴۱
حیثیت سفراء اور مہتمم مدرسہ.................................. ۳۴۲
کمیشن پر زکوۃ کی وصولی.................................. ۳۴۲
سفراء مدارس کے لئے زکوۃ وصدقات کی رقم سے حصہ لینا جائز نہیں.......... ۳۴۳

مال حرام کی زکوۃ..............................	۳۴۳
حج کی محفوظ رقم پر زکوۃ..............................	۳۴۴
مکان کی خریداری کی رقم پر زکوۃ..............................	۳۴۵
شادی کے لئے جمع رقم پر زکوۃ..............................	۳۴۵
واجب الوصول قرضوں پر زکوۃ..............................	۳۴۵
قرضوں کی دو قسمیں..............................	۳۴۵
طویل المیعاد قرض پر زکوۃ..............................	۳۴۶
فکس ڈیپازٹ پر زکوۃ..............................	۳۴۷
انعامی بانڈز پر زکوۃ واجب ہے..............................	۳۴۷
پگڑی اور پیشگی کے طور پر دی ہوئی رقم کی زکوۃ..............................	۳۴۷
حادثات میں ملنے والی رقم پر زکوۃ..............................	۳۴۸
کمیٹی کی رقم سے زکوۃ..............................	۳۴۸
زکوۃ بطور گذارہ الاؤنس دینے کا حکم..............................	۳۴۹
زکوۃ دہندہ جس ملک میں ہو اسی ملک کی کرنسی کا اعتبار ہوگا..............................	۳۴۹
سونے کی زکوۃ میں وقت وجوب کی قیمت معتبر ہے..............................	۳۴۹
زکوۃ کے لئے نکالی ہوئی رقم کا استعمال..............................	۳۵۰
زکوۃ دوسری جگہ بھیجنا..............................	۳۵۰
زکوۃ کی رقم منی آرڈر یا ڈرافٹ سے بھیجنا..............................	۳۵۰
کرایہ میں زکوۃ کے پیسے استعمال کرنا..............................	۳۵۰
پبلسٹی پر زکوۃ کی رقم لگانا..............................	۳۵۱

زکوۃ کی رقم سے کپڑے کی سلائی کی اجرت دینا.........	۳۵۱
زکوۃ کی رقم میں سے کمیشن دینے کا کیا حکم ہے؟.........	۳۵۱
بینکوں سے زکوۃ کی کٹوتی کا حکم.........	۳۵۱
اکاؤنٹ کی رقم سے قرض کس طرح منہا کریں؟.........	۳۵۲
کمپنی کے شیئرز کی زکوۃ کاٹنا.........	۳۵۲
زکوۃ کی ادائیگی میں شک ہو تو کیا کرے؟.........	۳۵۲
سال گذشتہ کی زکوۃ کا حکم.........	۳۵۳
مال ضائع ہوجائے یا کردیا جائے تو؟.........	۳۵۳
مال زکوۃ کا کچھ حصہ ضائع ہوجائے تو؟.........	۳۵۴
پیشگی زکوۃ ادا کرنا.........	۳۵۴
وقت سے پہلے فقیر کو زکوۃ دی، پھر وہ فقیر مالدار ہو گیا یا مرتد ہو گیا تو؟.........	۳۵۴
سال پورا ہونے سے پہلے مرنے والے پر واجب زکوۃ نہیں.........	۳۵۴
موت سے زکوۃ ساقط ہوجائے گی.........	۳۵۴
شوہر مقروض ہو تو بیوی سے زکوۃ ساقط نہیں.........	۳۵۵
مد زکوۃ سے دینی کتابیں طبع کرانا.........	۳۵۵
کن کو زکوۃ نہیں دے سکتے؟.........	۳۵۵
نابالغ بچے کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوگی؟.........	۳۵۵
داماد کو زکوۃ دینا.........	۳۵۶
بہو کو زکوۃ دینا.........	۳۵۶
ایک ہی شخص کو نصاب کی برابر زکوۃ دینا کیسا ہے؟.........	۳۵۶

مدز کوۃ سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں	۳۵۶
عالم یا حافظ کے لئے جو رقم دی جاتی ہے ان میں زکوۃ ادا ہو جائے گی؟	۳۵۷
باب صدقۃ الفطر	۳۵۹
صدقۂ فطر کن پر واجب ہے اور کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟	۳۶۰
نماز عید کے قبل یا بعد جو بچہ پیدا ہو اس کے صدقہ فطر کا حکم	۳۶۰
ملازمین کے فطرہ کا کیا حکم ہے؟	۳۶۱
مرحوم والدین کی طرف سے فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟	۳۶۱
فطرہ کی ادائیگی کا درست وقت کونسا ہے؟	۳۶۲
صدقۂ فطر ادا نہ کرنے سے روزہ اور نماز عید میں کوئی حرج آتا ہے؟	۳۶۳
فطرہ کی رقم جمع رکھ کے یتیم خانہ و مدارس میں خرچ کرنا کیسا ہے؟	۳۶۳
فطرہ کہاں ادا کرنا چاہئے؟ اور اس کے حقیقی مستحقین کون ہیں؟	۳۶۵
فطرہ اور عام خیرات کی رقم میں کیا فرق ہے؟ دونوں ملائی جاسکتی ہیں؟	۳۶۵
صدقۂ فطر کی رقم کا کس جگہ داخل کرنا بہتر ہے؟	۳۶۶
فطرہ کی رقم کے مطالبہ پر کمیٹی کا جبر کرنا کیسا ہے؟	۳۶۶
فطرہ کی رقم مسجد یا قبرستان کے اخراجات میں لگانا کیسا ہے؟	۳۶۸
صدقۂ فطر کی رقم قبرستان کی دیوار میں لگانا کیسا ہے؟	۳۶۸
صدقۂ فطر سے مدرسہ تعمیر کرنا کیسا ہے؟	۳۶۹
قیدیوں کو صدقۂ فطر دینا اور قیدیوں پر صدقہ فطر کا وجوب	۳۶۹
تنخواہ کے عوض صدقۂ فطر و قربانی کی کھال کی قمت دینے کا حکم	۳۷۰
تنخواہ دار امام کو صدقۂ فطر و چرم قربانی دینے کا حکم	۳۷۰

مصارفِ فطرہ کے چند سوالات ۳۷۱
مسجد میں فطرہ کی رقم جمع کرنا کیسا ہے؟ ۳۷۳
چاندی کا برتن لے کر مسجد میں فطرہ کا چندہ کرنا ۳۷۳
صدقۂ فطر، روزہ دار کو لہو ولعب اور بدزبانی کی آلودگی سے پاک کرتا ہے ۳۷۳
رسالہ ''صدقۂ فطر کے مسائل'' ۳۷۵
تقرر عید الفطر کا راز ۳۷۶
صدقۂ فطر کے مختلف اسماء ۳۷۶
﴿قد افلح من تزکی﴾ ۳۷۶
صدقۂ فطر کے متعلق احادیث وآثار ۳۷۷
مسائل صدقۂ فطر ۳۸۰
صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت ۳۸۳
صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت ۳۸۳
صدقۂ فطر کی جنس ومقدار ۳۸۴
صدقۂ فطر کے مصارف ۳۸۵
کن کو صدقۂ فطر دے سکتے ہیں ۳۸۶
متفرق مسائل ۳۸۷
مؤکل کی مرسلہ رقم ملنے سے قبل وکیل کا اپنی رقم سے فطرہ ادا کرنا ۳۸۸
صدقہ فطر کی ادائیگی میں دوسرے شہر کے بھاؤ کا اعتبار نہیں ۳۸۸
صدقہ فطر وصول کرنے کی غرض سے کمیٹیاں قائم کرنا ۳۸۸
صدقہ فطر وغیرہ کے لئے بیت المال ۳۸۹

حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی میں صدقہ فطرہ سے تعاون کرنا	۳۹۰
صدقہ فطر کا حیلہ	۳۹۰
کتاب الصوم	۳۹۱
ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے حجت ہے؟	۳۹۲
۲۹ رکو مطلع غبار آلود ہونے کی وجہ سے عید نہ کی تو؟	۳۹۴
ریڈیو سے چاند کی خبر پر عید کرنا کیسا ہے؟	۳۹۵
تار کی خبر یا جنتری پر رمضان کی ابتدا	۳۹۷
۳۰ رشعبان کو نفل روزے میں دونیت کرنا	۳۹۸
یوم الشک میں نفل روزے کا عادی، روزہ رکھ سکتا ہے	۳۹۹
ملازمین ریلوے کے لئے روزہ کا حکم	۴۰۰
روزے کی حالت میں برش وغیرہ کرنے کا حکم	۴۰۱
انجکشن مفطر صوم ہے یا نہیں؟	۴۰۲
طاعون کا ٹیکہ مفسد صوم ہے یا نہیں؟	۴۰۳
احتلام کو مفسد سمجھ کر قصداً افطار کر لے تو؟	۴۰۴
افطار میں پیٹ بھر کر کھانا	۴۰۵
غروب کے بعد افطار میں تاخیر مناسب نہیں	۴۰۵
افطار میں چندہ کر کے حلیم کھلانا	۴۰۵
روزے کی نذر کا حکم	۴۰۶
صائم الدہر کا حکم	۴۰۷
مشکل آسان روزہ کا حکم	۴۰۸

فدیۂ صوم اور اس کا طریقہ	۴۰۹
باب الاعتکاف	۴۱۱
معتکف کا حجرہ بنانا اور اس کو سنوارنا کیسا ہے؟	۴۱۲
اعتکاف کی حالت میں مسجد یا خارج، مسجد حقہ پینا کیسا ہے؟	۴۱۳
۲۷ ررمضان کو اعتکاف کر لینے سے مسنون اعتکاف ہوگا؟	۴۱۴
شب قدر کون سی رات ہے؟ اور اس کی علامت کیا ہے؟	۴۱۵
روزہ افطار میں رویت ہلال اصل ہے	۴۱۷
شرعی ثبوت پر روزہ کا وجوب	۴۱۷
صائمین کے لئے باب ریان	۴۱۹
روزہ کی حکمت	۴۱۹
روزہ کی فضیلت	۴۲۰
روزہ میں لڑائی وغیرہ سے احتیاط	۴۲۰
رسالہ ''**تحفۂ رمضان**''	۴۲۱
فضائل رمضان	۴۲۲
احکام رویت ہلال	۴۲۳
روزہ فرض ہونے کی شرطیں	۴۲۵
روزہ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۴۲۵
سحری کھانے کا بیان	۴۲۵
افطار کا بیان	۴۲۶
مستحباتِ روزہ	۴۲۶

مکروہاتِ روزہ	۴۲۶
مفسداتِ روزہ	۴۲۶
مستثنیاتِ روزہ	۴۲۷
روزہ نہ رکھنے کے اعذار	۴۲۷
نماز تراویح	۴۲۸
ہمارے زمانہ میں تسبیح تراویح میں غلو (حاشیہ)	۴۳۰
اعتکاف	۴۳۰
صدقۂ فطر	۴۳۰
سنن عید الفطر	۴۳۱
نماعید الفطر	۴۳۱
رسالہ ''مسائل روزہ''	۴۳۲
عرض مرتب	۴۳۴
تقریظ از: مولانا عتیق احمد صاحب بستوی مدظلہ	۴۳۴
روزہ توڑنے والی چیزیں	۴۳۵
جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۴۳۹
روزے کے سنن ومستحبات	۴۴۳
روزے کے مکروہات	۴۴۴
یہ چیزیں روزہ میں مکروہ نہیں	۴۴۵
روزہ کی حالت میں کان میں دواڈالنے کا حکم	۴۴۷
رسالہ ''فدیہ صوم کے مسائل''	۴۵۳

فدیہ کا ثبوت..	۴۵۴
روزے کا فدیہ..	۴۵۴
مسائل فدیۂ صوم..	۴۵۶
فدیہ کی ادائیگی کے لئے حیلۂ اسقاط..	۴۶۳
حیلہ کی جائز صورت..	۴۶۵
متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا' یا اس کا برعکس..	۴۶۶
رسالہ ''مسائل اعتکاف''	۴۶۹
اعتکاف کے سنن و مستحبات..	۴۷۰
اعتکاف کے مباح و جائز اعمال..	۴۷۰
اعتکاف کے ناجائز امور..	۴۷۲
مفسدات اعتکاف..	۴۷۴
ان چیزوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا..	۴۷۵
مکروہات اعتکاف..	۴۷۶
یہ چیزیں اعتکاف میں مکروہ نہیں..	۴۷۶
متفرقات..	۴۷۷
آنحضرت ﷺ کا اعتکاف کتنی مرتبہ چھوٹا؟..	۴۷۸
مکتوب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ..	۴۸۰
معتکف کا اجرت لے کر تعلیم دینا..	۴۸۳
حکیم صاحب کا اعتکاف میں مریض کو دیکھ کر نسخہ لکھنا مفسد اعتکاف ہے یا نہیں؟ فتاوی محمودیہ اور فتاوی دارالعلوم کے جواب میں تضاد..	۴۸۶

باب قضاء الفوائت

عصر و فجر کے بعد قضا کا حکم

(۳۶۹) س:...... بکر ہر روز بلا ناغہ نماز عصر کے بعد قضاء عمری پڑھتا ہے۔ عمر نے تاکیدا کہا کہ فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد عمری قضا نہیں پڑھنی چاہئے، کیونکہ ناجائز ہے، لیکن باوجود اس تاکید کے وہ اپنا دستور نہیں بدلتا، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے، قضا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں، جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے۔ [۱]

---

[۱]......قضا نمازوں کی ادائیگی تو ہر وقت جائز ہے، مگر قضا نمازوں کو مخفی طور ادا کرنا چاہئے کہ نماز کا قضا کرنا گناہ ہے اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے وتر کی قضا کے بارے میں لکھا ہے کہ: وتر کی قضا لوگوں کے سامنے کر رہا ہو تو دعائے قنوت کے موقع پر صرف تکبیر کہہ لے، ہاتھ نہ اٹھائے تا کہ کوئی اس جرم پر مطلع نہ ہو۔

"(قوله رافعا يديه) وهذا كما في الامداد عن مجمع الروايات :لو في الوقت ،اما في القضاء عند الناس فلا يرفع حتى لا يطلع احد على تقصيره "۔(شامی ص۴۴۲ ج ۲،باب الوتر والنوافل)

قضا نماز کا اعلان کے ساتھ ادا کرنا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، (فجر اور عصر کے فرض پڑھنے کے بعد اس بات کا خاص خیال رکھے کہ جب لوگ چلے جائیں تب قضا نماز پڑھے یا گھر جا کر یا الگ جگہ میں پڑھے، کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بعد نفل نہیں اور فجر کے فرضوں سے پہلے بھی نفل نہیں اس لئے اس وقت بھی احتیاط کرے ورنہ خواہ مخواہ لوگ پوچھیں گے اور اس کو ظاہر کرنا پڑے گا)۔ اگر نماز کا قضا ہونا کسی ایسے امر کی وجہ سے ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہو گئے ہوں تو ایسی صورت میں اعلان یعنی اذان وغیرہ کے ساتھ مسجد میں باجماعت پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۳۴۵ ج ۲، قضا نمازوں کا حکم اور پڑھنے کا طریقہ)

البتہ تین وقت ایسے ہیں کہ ان میں تمام نمازیں خواہ فرض ہوں خواہ نفل منع ہیں۔تین وقت یہ ہیں:

آفتاب نکلتے وقت، ٹھیک دو پہر کے وقت، وقت غروب۔صبح کی اور عصر کی نماز بعد نوافل پڑھنا منع ہے،فرض واجب کی قضا منع نہیں۔سجدۂ تلاوت بھی کرسکتا ہے،لہذا بکر حق پر ہے اور عمر خطا پر ہے کہ ایک جائز فعل سے روکتا ہے،لہذا عمر گنہگار ہوگا۔

''وجميع اوقات العمر وقت للقضاء (الا ثلا ثة المنهية) وهى الطلوع والاستواء والغروب''۔(درالمختاروشامی ص۷۵۹ج۱،[1]) و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

صاحب ترتیب مغرب کے وقت قضائے عصر پہلے پڑھے

(۳۷۰)س:...... جس شخص کے ذمہ صرف عصر کی قضا نماز باقی ہے، یا اس سے زیادہ مگر وہ صاحب ترتیب ہے، اگر وہ مغرب کے عین اذان کے وقت حاضر ہوا تو اس کو بعد اذان یا اذان کی حالت میں قضا نماز ادا کرنا پڑے گا یا جماعت مغرب میں شامل ہونا پڑے گا؟

ج:...... صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مغرب کی اذان کے وقت پیشتر عصر کی قضا پڑھے،اس کے بعد مغرب کی جماعت میں مل جائے۔(درالمختار ص۷۶۵ج۱، [2])

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

سوال مثل بالا

(۳۷۱)س:...... ایک شخص کی فقط عصر کی نماز فوت ہوئی اور وہ صاحب ترتیب ہے جب مغرب کی جماعت ہونے لگے کیا وہ پہلے عصر کی قضا ادا کرے یا مغرب کی جماعت میں

[1]......شامی ص۵۲۴ج۲،باب قضاء الفوائت۔

[2]......الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم۔(شامی ۵۲۴ج۲،باب قضاء الفوائت)

شریک ہوجائے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صاحب ترتیب پہلے عصر کی قضا ادا کرے، یعنی جب تک عصر کی قضا نہ پڑھ لے گا مغرب کے فرض نہیں پڑھ سکتا، جماعت پانے کی غرض سے صاحب ترتیب کو قضا چھوڑنی جائز نہیں۔ حنفی مذہب کا یہی حکم ہے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

باب سجود السهو

پہلی رکعت میں بیٹھنے یا دوسری رکعت میں اٹھنے سے سجدۂ سہو ہے یا نہیں

(۳۷۲) س:...... امام کا پہلی رکعت میں بیٹھ جانا یا دوسری میں بجائے بیٹھنے کے اٹھنا پایا جائے تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: پہلی رکعت میں جلسۂ استراحت کی مقدار بیٹھ کر اٹھ جانے سے اور دوسری رکعت میں کچھ اٹھ کر بیٹھ جانے سے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو لازم نہیں۔

''سهى عن القعود الاول من الفرض ثم تذكره عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه مالم يستقم قائما فى ظاهر المذهب وهو الاصح''۔(درالمختار ص۷۷۸ ج۱، [۱])

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

پہلی رکعت میں بیٹھ گیا مگر لقمہ سے فوراً اٹھ گیا تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

(۳۷۳) س:...... زید ایک مسجد کا امام ہے، وہ پہلی رکعت میں بھول سے بیٹھ گیا اور مقتدیوں کے لقمہ دینے سے کھڑا ہوا اور نماز پوری کی اور سجدۂ سہو نہیں کیا تو بکر نے کہا کہ نماز کا اعادہ واجب ہو گیا، لہٰذا آپ پھر سے نماز دہرایئے، کیونکہ قیام فرض تھا اور بیٹھنے سے فرض میں تاخیر ہوئی اور فرض میں تاخیر ہونے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور سجدۂ سہو نہ کرنے سے نماز کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے، تو زید کہتا ہے کہ تین تسبیح کی مقدار بیٹھ جانے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اس سے کم میں نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

---

[۱]...... درمختار ص۵۴۸ ج۲، باب سجود السهو۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: پہلی رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا اور فوراً لقمہ دینے سے اٹھ گیا تو اس قدر تاخیر سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، ہاں تین تسبیح کی مقدار بیٹھا رہنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

"ولم يبينوا قدر الركن وعلى قياس ما تقدم ان يعتبر الركن مع سنته وهو مقدر بثلاث تسبيحات"۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۲۵۸،[۱])

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

نماز عشا کی دو رکعت پر بھول سے کھڑا ہو گیا تو

(۳۷۴) س:...... نماز عشا میں دو رکعت کے بعد امام بھول کر کھڑا ہو گیا، مؤذن نے لقمہ دیا پھر بیٹھ گیا، تشہد پڑھ کر کھڑا ہو کر باقی دو رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کیا، یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو ترک واجب کے لئے ہے یا فرض کے لئے؟

ج:...... نماز صحیح ہوگئی۔ سجدۂ سہو واجب ترک ہونے سے یا تاخیر واجب سے ہوتا ہے۔ فرض چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔ "يجب بترک واجب سهوا واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوهما وعن الفرض"[۲] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

قعدۂ اخیرہ کے بعد بھولے سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟

(۳۷۵) س:...... ایک امام مغرب کی نماز میں قعدۂ اخیرہ کر کے بھول سے سیدھا کھڑا ہو گیا مقتدی کے بتلانے سے سوچتا رہا، جب یقین ہوا کہ نماز میں تین رکعت ہوگئی ہے فوراً بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کے بعد سلام پھیر لیا۔ مقدار قعدہ کے تشہد تک پڑھ لیا ہے یہ نماز صحیح

[۱]...... طحطاوی مع مراقی الفلاح ص۴۷۴، باب سجود السهو، قبيل فصل: في الشک۔

[۲]...... شامی مع الدر المختار ص۵۴۳ ج۲، باب سجود السهو۔

ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مغرب کی تیسری رکعت میں یا ظہر و عشا کی چوتھی رکعت میں قعدۂ اخیرہ کر کے بھول سے سیدھا کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آوے یا یاد دلایا جاوے تو بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فورا سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لے تو فرض نماز صحیح ہوگئی۔

"وان قعد فی الرابعة ثم قام عاد وسلم ثم قال بعدذلک وسجد للسهو " اھ "لنقصان فرضه لتاخير السلام هكذا فی البحر "۔(درالمختار ص۸۲۷ ج۱، ا)

مقتدی کے یاد دلانے پر بیٹھ کر بغیر تشہد پڑھے سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا ہو اور بعد سجدۂ سہو کے تشہد پڑھ کر سلام پھیرا ہو تو نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی،اس لئے کہ سجدۂ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا ضروری ہے،تو اگر امام نے سجدۂ سہو کے بعد بغیر تشہد پڑھے سلام پھیر دیا تو نماز نقصان کے ساتھ ادا ہوگئی۔ ۲ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہوا پھر بیٹھ کر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(۳۷۶) س:...... زید مغرب کی نماز کی تیسری رکعت کے بعد سہوا اٹھ کھڑا ہوا اور مقتدیوں کے اشارے سے واپس لوٹ گیا اور کچھ دیر بیٹھ کر سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا،ایسی حالت میں نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں،اگر آتا ہے تو اس کی تلافی کیونکر ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ایسی حالت میں سجدۂ سہو کر لینے سے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے،اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو ایسی نماز کو وقت کے اندر اندر اعادہ کر لینا

۱......درمختار،ص۵۵۳ ج۲،باب سجود السہو۔

۲......ویجب سجدتان بتشهد وتسليم قوله بتشهد وتسليم هما واجبان بعد سجود السهو۔
(طحطاوی ص۴۶۰،باب سجود السہو)

واجب ہے، اب وقت نکل چکا تو نقصان کے ساتھ فرض ذمہ سے ساقط ہوگیا۔ [۱]

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

اگر قعدۂ اولی بھول جائے تو سجدۂ سہو کا کیا حکم ہے؟

(۳۷۷) س:...... ایک شخص ظہر کی نماز میں قعدۂ اولی بھول کر تیسری رکعت کے لئے امام کے ساتھ کھڑا ہوا اور قیام میں یاد آیا تو قعدہ کی جانب پھر عود کر کے تشہد پڑھ کر امام کی متابعت کرنا چاہئے یا بغیر تشہد امام کی متابعت کرنا چاہئے؟

ج:...... اگر امام قعدۂ اولی بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہوگیا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوگئے تو قیام میں یاد آنے پر پھر نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کرلے، لیکن اگر امام اور مقتدی پھر سے بیٹھ گئے تو سب کو تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا ہوگا اور اگر مقتدی کے تشہد پورا کرنے کے قبل امام کھڑا ہوگیا تو مقتدی کو اپنا تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا ضروری ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ [۲] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

آیت کی تکرار سے سجدۂ سہو

(۳۷۸) س:...... مغرب کی نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ تک دو مرتبہ پڑھا، پھر آگے نہ چل سکا تو اس سورت کو چھوڑ کر ﴿الم تر کیف فعل﴾ پڑھ کر

---

[۱]......لها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا (در مختار) وفی الشامی: ای بترک هذه الواجبات او واحد منها، (شامی ص۱۴۶ ج۲، مطلب: واجبات الصلوة)

تنبیه: قید فی البحر فی باب قضاء الفوائت وجوب الاعادة فی اداء الصلوة مع كراهة التحريم بما قبل خروج الوقت، اما بعده فتستحب۔

(شامی ص۱۴۸ ج۲، مطلب: كل صلوة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها)

[۲]......وكذا سها عن القعود الاول من الفرض الخ۔ (درمختار ص۵۴۷ ج۲، باب سجود السهو)

رکعت ختم کرلی اور سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز میں خلل آیا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: نماز مغرب میں کچھ خلل نہیں آیا، اتنی تاخیر سے سجدۂ سہو نہیں۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

ایک سورت کی ایک دو آیت کے بعد دوسری سورت شروع کی تو؟

(۳۷۹) س:...... زید نے نماز پڑھائی، سورۂ فاتحہ کے بعد والضحیٰ شروع کی ایک یا دو آیت پڑھ کر (شاید یاد نہ ہونے کی وجہ سے) سورۂ کافرون شروع کی اور باقاعدہ نماز ختم کی تو کیا سجدۂ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں بوجہ کوئی واجب نہ فوت ہونے کے سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۱۲۲ ج ۱، [۱])

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

درمیان قرأت آیت چھوٹ گئی تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

(۳۸۰) س:...... امام نے اتنی قرأت پڑھ لی کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے، لیکن ایک آیت درمیان سے چھوٹ گئی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنی واجب ہیں، اگر اس مقدار سے زیادہ ہو چکا ہو اور بعد میں معلوم ہوا کہ درمیان میں کوئی ایک آیت چھوٹ گئی تو بوجہ واجب قرأت ادا ہو جانے کے نماز میں کوئی نقصان نہیں رہا، اس لئے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]...... اذا ارداان يقرأ فى صلوته سورة فاخطا فقرأ سورة اخرى لا سهو عليه۔

(عالمگیری ص ۱۲۷ ج ۱، الباب الثانی عشر، فی سجود السهو)

لقمہ دینے سے سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

(۳۸۱) س:...... امام ما یجوز به الصلوة قرأت پڑھ چکا، اسکو لقمہ دیا گیا اس نے لقمہ تو لے لیا، مگر سجدۂ سہو کیا تو نماز میں کوئی نقصان آیا یا نہیں؟ اور لقمہ دینے سے سجدۂ سہو ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: لقمہ دینے سے سجدۂ سہو نہیں آتا، بلا ضرورت سجدۂ سہو کرنا مکروہ ہے، اگر لاعلمی سے ایسا کر لیا تو معاف ہے، ورنہ مع الکراہت نماز صحیح ہوگئی۔ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

وسط قرأت میں امام کے ٹھہرنے سے سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

(۳۸۲) س:...... امام صاحب وسط قرأت میں تین چار مرتبہ ٹھہر گئے اور لقمہ دینے سے لقمہ نہیں لیا، کیا اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں نہ کوئی واجب فوت ہوا اور نہ سہوا کسی واجب کے ادا کرنے میں تاخیر ہوئی اس لئے امام کا سجدہ ٔ سہو نہ کرنا صحیح فعل تھا اور نماز صحیح طور پر ادا ہوگئی۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

قرأت کی غلطی سے سجدۂ سہو نہیں

(۳۸۳) س:...... ایک شخص نے مغرب کی نماز پڑھائی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ تکاثر پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''والعصر'' کہہ کر ﴿وليال عشر والشفع والوتر﴾ تک پڑھ گیا کہ مقتدی نے ﴿ان الانسان لفی خسر﴾ کہہ کر لقمہ دیا، امام نے لقمہ لے کر صحیح طور پر قرأت کی اور آخر میں سجدۂ سہو کیا، تو کیا امام کا سجدۂ سہو کرنا درست تھا؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو نہیں ہے، اس لئے کہ نہ کوئی واجب ترک ہوا اور نہ کسی رکن کے ادا کرنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ وفی الدر المختار فی باب سجود السهو: ”يجب بعد سلام واحد سجدتان بترک واجب سهوا“ وفی الشامی ص۴۷۷ ج۱:

”واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوهما وعن الفرض“۔ [1]

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

سجدۂ سہو سب نمازوں کے لئے ہے

(۳۸۴) س:...... تمام نمازوں میں قعدۂ اخیرہ فرض ہے یا نہیں؟ اگر نوافل میں قعدۂ اخیرہ بھول کر قیام کرلے تو اس کو قعدے کی طرف لوٹ جانے کے بعد سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟ نفل نماز میں سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:فی الدر المختار : ”والسهو فی صلوة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه فی الاوليين لدفع الفتنة“ ۔ [2]

اس روایت کی بنا پر فرائض ونوافل کا سہو برابر درجے میں ہے۔ درالمختار میں ہے:

”(ولو سهى عن القعود الاخير)..... (عاد) مالم يقيدها بالسجدة لان مادون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخير القعود“وفی الشامی: ” علل فی الهداية بانه اخر واجبا“ ۔[3]

[1]...... شامی ص۵۴۳ ج۲،باب سجود السهو۔

[2]...... درمختار ص۵۶۰ ج۲،باب سجود السهو۔

[3]...... شامی ص۵۵۰ ج۲،باب سجود السهو۔

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

دو کی جگہ تین سجدے کئے تو سجدۂ سہو واجب ہے

(۳۸۵) س:...... امام نے دو سجدے کے بجائے تین سجدے کئے اور بغیر سجدۂ سہو کئے نماز پوری کردی تو کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بجائے دو سجدوں کے تین سجدے کر لیں تو سجدۂ سہو واجب ہے، بدون سجدۂ سہو کے نماز ناقص ہوئی اعادہ واجب ہے۔ [۱]

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

چار رکعت کی جگہ تین رکعت پڑھ کے سجدۂ سہو کرلیا تو؟

(۳۸۶) س:...... چار رکعت فرض میں تین رکعت پر قعدہ کرکے سجدۂ سہو کرلیا اور بتلانے پر کہا کہ ہماری نماز صحیح ہوگئی، کیا امام کا یہ قول صحیح ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سجدۂ سہو کر لینے سے نماز نہیں ہوتی۔ سجدۂ سہو سے نماز میں اگر کوئی واجب ترک ہوگیا تو اس کی تلافی ہوجاتی ہے، فرض چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو کافی نہیں، لہذا امام کا کہنا غلط ہے نماز نہیں ہوئی۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سجدۂ سہو نقصان واجب کے تدارک کے لئے ہے

(۳۸۷) س:...... عصر کی نماز میں امام تیسری رکعت کے بعد چوتھی کے لئے اٹھنا چاہتا تھا، لیکن مؤذن کے ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دیا۔ نماز صحیح

---

[۱]......قال الحلبیؒ: "ویجب بتکرار الرکن نحو ان یرکع مرتین او یسجد ثلاث مرات۔

(غنیۃ ص ۴۳۰ ج ۱۔ احسن الفتاوی ص ۴۰ ج ۴)

ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : نماز صحیح نہیں ہوئی۔ سجدۂ سہو واجب کے فوت ہونے پر نقصان کا تدارک کرتا ہے۔ یہاں ایک رکعت ہی کم ہوگئی، اس کا تدارک سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتا۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مسبوق نے سلام پھیر دیا تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

(۳۸۸) س:...... ایک شخص جماعت میں ایک رکعت ہوچکنے بعد شریک ہوا، بھول کر امام کے ساتھ ایک طرف سلام پھیر لیا، خیال آنے پر فوراً کھڑے ہوکر چوتھی رکعت ادا کر لی، لیکن سجدۂ سہو نہیں کیا، اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : یہ شخص مسبوق ہے اور مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں، کیونکہ وہ اس صورت میں مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو سے مقتدی پر سجدۂ سہو لازم نہیں۔[۱]

اور اگر امام سلام پھیر چکا اس کے بعد مقتدی مسبوق نے بھول کر سلام پھیرا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، اس لئے کہ وہ منفرد ہوگیا اور منفرد کو اپنے سہو میں سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ درالمختار علی الشامی ص ۶۲۶ میں ہے: ”ولو سلم ساھیا ان بعد امامہ لزمہ السھو والا لا ای وان سلم معہ او قبلہ لا یلزمہ لانہ مقتد فی ھاتین الحالتین“۔[۲]

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]...... فان سھی المؤتم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود۔ (ہدایہ ص ۱۵۹ ج ۱، باب سجود السھو)

[۲]...... درمختار ص ۳۵۰ ج ۲، باب الامامۃ، قبیل باب الاستخلاف۔

آیت کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(۳۸۹) س:...... ایک امام نے رکعت ثانیہ میں سورۂ اعلی کی آیت ﴿انه یعلم الجهر وما یخفی ﴾قرأت میں چھوڑ دی، پیچھے سے مقتدی کے لقمہ دینے سے آیت کو دہرا کر پوری آیت پڑھی، بعد میں امام نے سجدۂ سہو کیا، پس صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کی وجہ سے نماز پھر سے پڑھنا ہوگا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: "يجب سجدتان بتشهد وتسليم لترک واجب بتقديم اوتاخيراوزيادة او نقص (او تكرار) سهوا " واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوهما وعن الفرض "۔(شامی ص۴۷۷ج۱، ۱)

اصل یہ ہے کہ نماز میں کوئی فرض قصدا یا سہوا چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، ۲ اور اگر کوئی واجب ترک ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں، اگر قصدا واجب ترک کیا تو گناہ ہوا اور نماز ناقص ہوئی، سجدۂ سہو سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی، بلکہ واجب ہے کہ نماز دو بارہ پڑھے کہ نقصان اول کا معاوضہ پورا ہو جاوے اور اگر سہواً واجب چھوٹ گیا مثلا قعدۂ اولی سہوا ترک ہو جائے یا کسی رکن کو یا واجب کو مکرر ادا کرلیا یا کسی فرض یا واجب کے ادا کرنے میں بلا وجہ زیادہ تاخیر کردی وغیرہ امور سہوا ہوگئے ہوں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور ترک سنت ومستحب سے خواہ عمدا ہو خواہ سہوا سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، ۳ لہذا صورت

۱......شامی ص۵۴۳ج۲،باب سجود السهو۔

۲......من فرائضها التی لا تصح بدونها اذ لا شئی من الفروض ماتصح الصلوه بدونه بلا عذر۔
(شامی ص۱۲۷ج۲،مطلب: قد یطلق الفرض علی مایقابل الرکن الخ،باب صفة الصلوة)

۳......"یجب بعد سلام" الخ "بترک واجب سهوا "الخ (درمختار ص۵۴۰ج۲،باب سجود السهو)
وفی الشامية :" احترز بلواجب عن السنة الخ، (شامی ص۵۴۳ج۲،باب سجود السهو)

مسئولہ میں بوجہ کسی واجب کے فوت نہ ہونے کے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوا تھا، لہذا یہ سجدۂ سہو بوجہ غیر ضروری ہونے کے غیر مناسب اور لغو تھا جو امام صاحب سے یا بوجہ غفلت یا بوجہ مسئلہ ذہن میں محفوظ نہ رہنے کے ہوا، لیکن اگر امام صاحب نے باوجود جاننے کے کہ سجدۂ سہو واجب نہیں ہے پھر بھی سجدۂ سہو کیا تو یہ نماز یقیناً مع الکراہت ادا ہوگئی اور جو نماز مع الکراہت ادا ہو اس کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں اس میں فقہاء مختلف ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ وقت کے اندر اندر دہرالی جاوے بعد وقت گذر جانے کے اعادہ ضروری نہیں، وہی نماز کافی ہے ذمہ سے فرض ساقط ہو گیا اور سجدۂ سہو کے سلام ہی سے نماز سے خارج ہو گیا، اس سلام کے بعد قعدہ میں جو مصلی امام کے پیچھے شامل ہوا ہوگا اس کی نماز نہیں ہوئی، بوجہ امام کے نماز سے فارغ ہوجانے کے اور جو مصلی اول سے موجود تھے ان کی نماز مع الکراہت امام کے ساتھ ادا ہوگئی، لہذا جن مقتدیوں نے وقت کے اندر نماز دہرالی ان کی نماز بلا کراہت ہوگئی اور ان مقتدیوں کا دوبارہ نماز کا اعادہ کرنا احتیاطاً فعل مستحسن تھا کوئی قابل الزام نہیں۔

” وکل صلوة اديت مع الكراهة التحريمية تجب اعادتها مادام الوقت باقيا واذا خرج الوقت اجزأت سقوط الفرض ولا تقضى بعده “ فتاوی الاسعدیہ ص۱۱ ج۱۔

فی الدر المختار واجبات الصلوة :”ولفظ السلام مرتين فالثانی واجب“۔[1]

وفيه قبيل باب استخلاف ” ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه (المسبوق) فبان ان لا سهو فالاشبه الفساد فی موضع الانفراد “ فی رد المحتار:” وفی الفيض وقيل لا تفسد وبه يفتی وفی البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فی زماننا لا

---

[1]......درمختار ص۱۶۲ ج۲۔

تفسد لان الجهل فی القراء غالب "۔ ۱

ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے:

۱:......اگر منفرد ہے تو نماز ہو جائے گی۔

۲:......اگر دونوں طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا ہے تو نماز کا اعادہ اجب نہیں اور اگر ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا تھا تو چونکہ ایک واجب یعنی سلام ثانی ترک کر دیا ہے اعادہ واجب ہوگا۔

۳:......اگر نماز میں کوئی مسبوق تھا اور اس نے بھی سجدۂ سہو کیا اور اس کے بعد قعدہ میں امام کا اتباع و اقتداء کیا تو در المختار کے معتمد قول کی بنا پر مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی، لیکن اگر مسبوق کو اس فضول سہو کا علم نہ ہوا ہو تو یہ معذور ہے۔

ففی الصورة السوال الآن لا تجب اعادة الصلوة۔

و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

۱......شامی ص۳۵۰ ج۲، آخر باب الامامة۔

باب سجدة التلاوة

سورۂ صٓ میں سجدہ کی آیت کونسی ہے؟

(۳۹۰) س:...... پارہ ''ومالی ''میں سجدہ ''اناب'' پر ہے یا ''مآب'' پر؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ''جوہر نیرۃ ''میں ہے:

'' فموضع السجود من صٓ و حسن مآب'' [۱]

یعنی سورۂ صٓ میں ﴿وحسن مآب﴾ پر سجدہ کیا جائے۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

شافعی سجدہ میں حنفی کا اور حنفی سجدہ میں شافعی کا مخالف امام کی اقتدا کرنا

(۳۹۱) س:...... سترھویں پارے میں شافعی سجدہ میں حنفی مقتدی شافعی امام کی متابعت کرے یا نہیں؟

۲:...... پارہ ''ومالی ''میں حنفی سجدہ میں شافعی مقتدی حنفی کی متابعت نہ کر کے کھڑے رہنے سے ان کی نماز میں خلل آئے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: کوئی خلل نہیں۔ حنفی مقتدی کو نماز میں اس سجدہ میں شافعی امام کی متابعت کرنا ضروری ہے۔ شامی میں ص ۸۰۱ ج ۱، میں ہے:

'' وظاهره انه يتبعه فيها لو كان فى الصلوة لكونه تابعا تحقيقا افاده ''الخ۔ [۲]

اگر حنفی مقتدی کھڑا رہے اور سجدہ میں نہ گئے، عدم متابعت کی وجہ سے گنہگار ہوں گے، لیکن نماز فاسد نہ ہوگی۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

---

[۱]...... الجوهرة النيرة ص ۹۷، باب سجود التلاوة۔

[۲]...... شامی ص ۵۷۸ ج ۲، باب سجود التلاوة، تحت قوله : وان لم يسمعها ولم يحضرها الخ۔

۲:......نماز درست رہے گی۔اعادہ کی ضرورت نہیں۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سجدۂ تلاوت بعد عصر

(۳۹۲) س:...... بعد نماز عصر سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بلا کراہت جائز ہے۔[۱]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

[۱]......(لا) یکرہ(قضاء فائتة و)لو وترا أو(سجدة التلاوة)۔

(در مختار ص۳۷ج۲،کتاب الصلوۃ)

وفی الهداية : " ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الخ،ولا بأس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ویصلی علی الجنازة۔

(ہدایہ ص ج۱ ،باب المواقیت)

باب صلوۃ المسافر

شرعا مسافر کس کو کہتے ہیں

(۳۹۳) س:...... شرعا مسافر کس کو کہتے ہیں؟ (آگے سوال کی عبارت سمجھ میں نہیں آئی)

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ۴۸؍میل انگریزی کا تخمینہ صحیح ہے۔ ۴۸؍میل جانے کے ارادہ سے سفر کیا تو بستی سے باہر نکلنے کے بعد قصر پڑھنا ضروری ہے[۱] احناف کے یہاں تین منزل مسافت سفر ہے، جس کا تخمینہ ۴۸؍میل ہے، [۲] اس کو امام شافعیؒ کی دلیل سمجھنا غلطی ہے، چونکہ مسلک احناف کا ہے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

دریائی سفر میں مسافت سفر کی تحقیق

(۳۹۴) س:...... دریائی سفر کرنے والوں کے لئے تین منزل کی مسافت کس قدر ہے اور تین منزل کی شناخت کس طرح ہوگی، جبکہ کشتی میں سفر کرنے کی حالت میں اگر ہوا موافق ہوئی تو تین دن کی مسافت کبھی ایک دن رات میں طے ہو جاتی ہے اور اگر ہوا مخالف پیش آ گئی تو ایک روز کی مسافت تین روز میں بھی طے نہیں ہوتی۔ انگریزی میل کے حساب سے مسافت کی مقدار کس قدر ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دریائی سفر میں اعتدالِ ہوا کی حالت میں کشتی کی تین روز کی مسافت کا قصر وعدمِ قصر میں اعتبار ہے، جو انداز خشکی کے سفر میں

---

[۱]......(من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصدا مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا ....صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا)۔ (درمختار ص۵۹۹ ج۲، باب صلوۃ المسافر)

[۲]......اس کے متعلق تفصیل کے لئے دیکھئے! ص۵۶۔

۴۸؍میل کا ہے وہی انداز دریائی سفر میں بھی معتبر ہوگا خواہ خشکی کا سفر بوجہ سواری کی تیزی کے چند گھنٹوں میں ہی طے ہوجائے، جب بھی انگریزی میل کے حساب سے ۴۸؍میل کا اعتبار ہے، ایسے ہی دریا کے سفر میں اعتدال کی حالت میں کشتی کی تین روز کی مسافت کا اعتبار ہے، جس کا اندازہ کشتی کے سفر کرنے والے اعتدالِ ہوا کی حالت میں خوب جانتے ہیں' خواہ یہ مسافت بوجہ ہوا کی موافقت کے ایک ہی دن' خواہ جہاز سے چند گھنٹوں میں' خواہ ہوائی جہاز سے اس سے بھی کم وقت میں طے ہوجائے۔ ہرحال مسافت کا اعتبار خواہ سواری کے تیز ہونے یا ہوا کی موافقت سے سفر جلدی طے ہوجائے خواہ ناموافق ہوا کی وجہ سے دیر میں طے ہو، جس طرح ریل کا حکم ہے ایسے ہی دریا کے سفر کا حکم ہوگا۔ انگریزی میلوں کے حساب سے دریائی سفر میں کتب فقہ میں کوئی تعین وتقدیر متعین ومقرر نہیں صرف اعتدال کی حالت میں کشتی کی تین روز کی مسافت کا اعتبار ہے۔ عالمگیری ص ۸۹ ج ۱ میں ہے:

" ولو كانت المسافة ثلثا بالسير المعتاد فسار اليها على الفرس جريا حثيثا فوصل فی یومین او اقل قصر "۔[1] والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

دریا کے کنارے جہاز پر نماز قصر ہے یا اتمام؟

(۳۹۵) س:...... برما ریلوے لائن میں دریا حائل ہے اور شہزدہ کے قریب میں دریا کی چوڑائی زیادہ ہوگئی اور زمین سخت ہونے کی وجہ سے گاہے اس کنارے کی طرف اور گاہے اس کنارے کی طرف بڑھ جایا کرتی ہے اسی وجہ سے ریلوے کمپنی پل نہیں تعمیر کرسکتی، اس لئے رنگون ریلوے مسافر کو منزل ریلوے سے ملانے کو ایک جہاز ریلوے کمپنی نے دیا ہے۔ دریا کی مسافت تقریبا سات میل کی ہے اور آنے جانے میں ۵۰؍منٹ مقرر ہے، جس کو

---

[1]...... عالمگیری ص ۱۳۹ ج ۱، الباب الخامس عشر فی صلوۃ المسافر۔

گھاٹ کہتے ہیں، اسی جگہ رہتا ہے، اس کے یعنی جہاز مذکور کے ملازمین بعضوں نے شادی کی ہے اور کنارہ پر رہتے ہیں اپنا گھر بھی ذاتی بنایا ہے اور لوگوں کو بھی کمپنی کی طرف سے زمین دی گئی ہے کہ جو چاہیں مکان بنا کر رہ سکتے ہیں، مگر ان لوگوں نے نہیں بنایا، جہاز میں رہتے، سوتے، کھاتے ہیں۔ اور ملازمین جہاز مذکور کو کم از کم تین برس پر رخصت ملتی ہے ان کے درمیان کوئی چھٹی وغیرہ نہیں، ہاں اگر تبادلہ کہیں کرنا ہوتا ہے تو کم از کم ایک ہفتہ پیشتر خبر کمپنی دیتی ہے، لہذا جہاز مذکور کے ملازمین اپنی نماز کس طرح ادا کریں قصر یا پوری؟ جواب بحوالۂ کتب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : صورت مسئولہ میں جبکہ کمپنی نے اپنے ملازمین کو مستقل اقامت کے لئے زمین دی ہے اور بہت سے ملازمین نے وہاں مکانات بنائے اور شادیاں کر کے رہنے لگے اور بعضوں نے نہ مکان بنائے اور نہ شادی کی اور رات اپنا بسیرا جہاز ہی میں رکھا اور ان جملہ ملازمین کو کمپنی نے باقاعدہ ملازم رکھ کر اسی کنارے پر ٹھہرایا ہے کہ وقتاً فوقتاً آنے جانے والے ریل کے مسافروں کو لاتے اور پہنچاتے رہیں اور رات کے قیام کے لئے ایک گھاٹ مقرر کر دی ہے اور ملازمت بھی ہمیشہ کی ہے، تین برس کے عرصہ میں تو رخصت بھی نہیں ملتی، ایک ہی جگہ ٹھہرنا لازمی ہے اور اس کنارے سے اس کنارے تک مسافت سفر بھی نہیں اور ملازمین کی ماہانہ یا سالانہ تنخواہ مقرر ہے، جو وقت پر ملتی رہتی ہے۔ ان جملہ حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کنارہ پر مکان بنانے والے اور جہاز میں رات گذارنے والے سب کو نماز پوری پڑھنی ہوگی، ہمیشہ کے لئے قصر کی اجازت نہیں۔

”ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما بقريتين النهار فى احداهما والليل فى الاخرى يصير مقيما اذا دخل التى نوى البيتوتة فيها هكذا فى محيط السرخسى“

(عالمگیری ص۱۴۸ ج۱، [۱]) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

دریا کے کنارے یا سمپان یا کشتی میں رہنے والوں کی نماز

(۳۹۶) س:...... کوئی شخص شہر یا دریا کے کنارے پانی میں ہمیشہ سمپان یا کشتی میں سکونت کرتا ہے اور کھانا، پینا، سونا اسی پر ہوتا ہے اور اکثر اوقات شہر یا قریہ کی مساجد میں نماز ادا کرتا ہے اور کبھی کبھی مسافۃ القصر تک جا کر واپس آتا ہے ایسی حالت میں دوسرے شہر یا قریہ میں آتے جاتے وقت کشتی یا سمپان میں پندرہ روز تک ٹھہرنے کی نیت کر لے تو وہ مقیم ہوگا یا نہیں اور اس پر قصر واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جو جہاز یا کشتی سمپان [۲] وغیرہ کسی خاص مقام پر دریا کے کنارے ٹھہرتے ہوں اور وہاں سے روزانہ دس بیس میل کی مسافت پر جا کر واپس اپنے مقام پر لوٹ آتے ہوں اور اسی مقام خاص پر قیام کرتے ہوں ایسے جہاز وسمپان میں رہنے والے مقیم کے حکم میں ہیں، نماز ان کو پوری پڑھنی چاہئے، جب تک یہ لوگ مسافت قصر کی حد تک جانے کے ارادہ سے روانہ نہ ہوں' اس وقت تک وہ مقیم ہی رہیں گے اور مسافر نہ ہوں گے اور مقیم کو پانی، سمپان و جہاز کا قیام مسافر نہیں بناتا جب تک کہ انسان سفر شرعی نہ کرے اس وقت تک مسافر نہیں ہوتا، لہذا صورت مسئولہ میں سمپان کے رہنے والے مسافت قصر تک نہ پہنچے مقیم ہی رہیں گے اور نماز پوری پڑھیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]......عالمگیری ۱۴۰ ج۱، الباب الخامس عشر فی صلوۃ المسافر۔

[۲]......سمپان: چینی ناؤ، چینی وضع کی کشتی۔ (فیروز اللغات)

سوال مثل بالا

(۳۹۷) س:...... ما چند کسانیم کہ سارہائے سمپانیاں میکنیم ،درسمپان فی مانیم ،خورد ونوش ونوم ہم درسمپان می باشد درکنارۂ وجملہ خانۂ کرایہ کردیم ،اگرکسی رامرضی می شود وآں خانہ میباشد والا درسمپان نیت ماہمیں است کہ دریں شہرسہ سال یاچہارسال دریں حالت برما قصرلازم آید یااتمام؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : ازتقریرسوال واضح میں شود کہ شماارادہ بسفرنکردید ومسافرنشد ید، بلکہ درسمپان بکنارۂ دریا درآب قیام کردید بغیراینکہ اول مسافر شدہ باشید، پس برشمالازم است کہ نمازقصرنہ گذارید، زیراکہ قصربرائے مسافراست نہ برائے مقیم، وتاوقتیکہ انسان سفرشرعی نہ کند مسافرنشود وقیام درسمپان درآب انسان رامسافر نسازد، پس شمامقیم ہستند ونمازمقیم برشمالازم است ۔[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم ۔

دریامیں جہاز کے ملازم قصرکرے یااتمام؟

(۳۹۸) س:...... کتنے آدمی ہیں جوحالات سفرمیں اگراقامت کی نیت کریں توان کی

[۱]......خلاصۂ ترجمہ سوال وجواب:
س:......ہم لوگ کشتی میں کام کرتے ہیں،اورکشتی ہی میں کھاتے پیتے اورسوتے ہیں، کنارہ پرکرایہ کا مکان بنارکھاہے،اگرکوئی اپنی مرضی ہواوروہ گھرجائے ورنہ کشتی ہی میں ہماری نیت تین چارسال رہنے کی ہے،اس صورت میں ہم پرقصرہے یااتمام؟
ج:......سوال سے معلوم ہوتاہے کہ آپ لوگوں نے سفرکاارادہ نہیں کیا،اس لئے مسافرنہیں ہوئے ، بلکہ مسافرہوئے بغیرپانی کے کنارہ میں قیام کرتے ہوں، پس آپ پرلازم ہے کہ قصرنہ کریں،اس لئے قصر مسافرکے لئے ہے مقیم پرنہیں، جب تک کہ انسان شرعی طورپرمسافرنہ ہوجائے اورکشتی کاقیام آپ کومسافرنہیں بناتا، پس آپ مقیم ہیں اوراتمام آپ پرلازم ہے۔

نیت اقامت صحیح نہیں ہوتی ؟

۲:...... جولوگ ہمیشہ دریا میں جہاز کی نوکری کرتے ہوں اور کبھی چھٹی لے کر چار مہینے کے لئے اپنے ملک جاتے ہوں پھر اسی جہاز کی نوکری میں آجاتے ہوں اور اقامت کی نیت نہ کرتے ہوں تو ایسے لوگوں پر قصر ہے یا پوری نماز؟ اور سمپان والے ہمیشہ سمپان میں رہتے ہیں تو ان پر قصر ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : منجملہ ان مقامات کے جہاں اقامت کی نیت صحیح نہیں جہاز وکشتی بھی ہے،کوئی مقیم سفر دریا میں جہاز وکشتی میں اقامت کی نیت کرے تو صحیح نہیں۔

" ثم نية الاقامة لا تصح الا من موضع الاقامة ممن يتمكن وموضع الاقامة العمران والبيوت والمتخذة من الحجر والمدر والخشب لاالخيام والا خبية والوبر" ۔(قاضیخان ص۱۵۲۔ [1])

اور عالمگیری میں سفینہ کے باب میں لکھا ہے:" ولا يصير مقيما بنية الاقامة فيها وكذلك صاحب السفينة والملاح الا ان تكون السفينة بقرب من بلدته أو قريته فحينئذ يكون مقيما باقامة الاصلية كذا فى المحيط "۔ [2]

۲:...... جب تک مقیم سفر کی نیت نہ کرے یعنی مسافت قصر تک جانے کا ارادہ نہ کرے اس وقت تک وہ مسافر نہیں ہوتا اور مسافر حالت سفر میں کسی خاص مقام پر پندرہ روز قیام کی نیت نہ کرے وہ مقیم نہیں ہوتا ،اس بنا پر جب کسی مقیم نے سفر کا ارادہ نہ کیا اور دریا کے

[1]...... قاضیخان برحاشیہ عالمگیری ص۱۵۶ ج۱،باب صلوة المسافر۔

[2]...... عالمگیری ص۱۴۴ ج۱،الباب الخامس عشر ومما يتصل بذلك الصلوة على الدابة والسفينة۔

کنارے سمپان میں رہتا ہے اور مسافت قصر سے کم میں سمپان چلاتا رہتا ہے ایسا شخص مقیم ہے نماز اس کو پوری پڑھنی ہوگی، اس لئے کہ مقیم سمپان میں رہنے سے مسافر نہیں ہوجاتا۔

جو جہاز یا کشتی کسی خاص جگہ پر ٹھہرتے ہوں اور وہاں سے روزانہ دس بیس میل کی مسافت پر جا کر واپس آتے ہوں اس کے ملازمین خواہ کشتی میں رہتے ہوں خواہ خشکی میں ٹھہرتے ہوں مقیم کے حکم میں ہیں، ان کو مسافت قریبہ پر پوری نماز اور بعیدہ پر قصر پڑھنی ہوگی اور مسافت قریبہ میں احتیاط پوری پڑھنے میں ہے اور بعیدہ میں قصر میں کسی کا اختلاف نہیں۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ملازمین ریلوے کے لئے نماز کا حکم

(۳۹۹) س:...... ہم لوگ برما میں ریلوے میں کام کرتے ہیں اور ہمارا کام ہمیشہ سفر کا ہے پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے۔ بارہ گھنٹے کی نوکری ہے، بارہ گھنٹے کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹے آرام کرتے ہیں اور گاڑی میں ہمارے لئے کھانا پکانے کے واسطے ایک ڈبہ الگ ملتا ہے، باورچی کھانا پکانے کو ہے، کھاتے، پیتے اور آرام سے سوتے ہیں اور ہم لوگوں کو زندگی بھر یہی نوکری کرنی ہے، ایسی حالت میں ہم لوگ سفر میں قصر پڑھیں یا پوری پڑھیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : جب وطن اصلی ملازمین کا مثلا رنگون ہے تو اس وطن اصلی میں تو پہنچ کر یقیناً بلانیت مقیم ہوجائیں گے اور یہاں قیام کے زمانہ کی ساری نمازیں پوری پڑھنی ہوگی اور ریل کے سفر میں ہمیشہ سفر شرعی کی حالت میں قصر پڑھنا ہوگا پوری نماز پڑھنا جائز نہیں۔ [1] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[1]......من خرج من عمارة موضع اقامته قاصدا مسيرة ثلاثة ايام ولياليها ....صلى الفرض الرباعى ركعتين وجوبا ،فيقصر ان نوى الاقامة اقل منه اى من نصف شهر،

(شامی، ص۵۹۹ ج۲، باب صلوۃ المسافر)

مقیم منی میں پوری نماز پڑھے

(۴۰۰) س:...... مکہ کا مقیم منی میں قصر پڑھے یا پوری؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: قصر نہ پڑھے، بلکہ پوری پڑھے۔ [۱]

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حالت سفر میں جو نمازیں پوری پڑھیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۴۰۱) س:...... جن لوگوں نے مسافرت میں باوجود قصر واجب ہونے کے قصدا یا سہوا پوری نمازیں پڑھیں وہ اپنی سابقہ نمازوں کا اعادہ کریں یا نہیں؟ میعاد ایام کی کچھ حد نہیں بعض لوگ دس سال تک بوجہ نہ معلوم ہونے کے مبتلا رہے اور بعض لوگ اس سے کم وبیش (مثلا ملازمین ریلوے وغیرہ) اگر مسافر سے یہ غلطی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ چنانچہ زید کا گذر ایک مقام پر ہوا، وہاں کے امام نے کہا اتنی دور میں جہاں سے تم آئے قصر واجب نہیں ہے تم پوری نماز پڑھاؤ، زید نے امام کے حکم کی تعمیل کی، دو چار روز بعد حساب لگا کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں قصر واجب تھا، ایسی صورت میں زید کے لئے اعادہ نماز کا حکم صادر ہوتا ہے یا نہیں؟ نیز مقتدیوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مسافر پر قصر پڑھنا حنفی مذہب میں واجب ہے تو اگر کسی مسافر نے سہوا بجائے قصر کے پوری نماز پڑھی تو نماز ہوگئی اور کچھ گناہ نہ ہوا اور دیدہ ودانستہ قصدا ایسا کیا ہے اور دو رکعت پر اس نے قعدہ کیا ہے تو بھی نماز پوری ہوگئی، لیکن تاخیر سلام اور قصر کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ نماز

---

[۱]......اس لئے کہ مکہ سے منی کی مسافت صرف تین ساڑھے تین میل ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۴۳۸ ج ۴)

"منی قریة من الحرم علی فرسخ من مکة" (درمختار ص ۵۱۷ ج ۳، کتاب الحج)

ہوجائے گی اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔[۱]

اور اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسی غلطی کا ارتکاب رہا تو بھی نماز ادا ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور اگر مسافر امام سے ایسی غلطی ہوگئی بعد تحقیق سے معلوم ہوا کہ قصر واجب تھا تو امام کی نماز ہوگئی، لیکن مقتدیوں کی نماز بوجہ مفترض کی اقتدا متنفل کے پیچھے ہونے کے نہیں ہوئی اوراعادہ نماز مقتدیوں کے ذمہ ہوگا۔ ” فلو اتم المقیمون صلوتھم معه فسدت لانه اقتداء المفترض بالمتنفل ‘(شامی ص۸۲۷ ج۱، [۲]) و الله تعالى اعلم وعلمه اتم ۔

مسافر بجائے قصر کے اتمام کرے تو؟

(۴۰۲) س:...... مسافر بجائے قصر کے پوری نماز پڑھ لے تو شرعا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : مسافر کو دو رکعت پڑھنا واجب ہے، اگر پوری چار رکعت منفرداً پڑھے گا تو ادا ہوجائے گی، لیکن گنہگار رہوگا۔ پہلی دو رکعت فرض ہوجائے گی اور دوسری دو نفل۔

لیکن مسافر امام مقیم مقتدیوں کی امامت کرے تو امام کو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہئے۔ امام کے سلام کے بعد مقتدی اپنی بقیہ دو رکعتیں ادا کرلے۔

مسافر امام چار رکعت پڑھا لے تو اس کی نماز تو دو فرض اور دو نفل ہوجائے گی، مگر مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی کہ فرض پڑھنے والے نے دو رکعت میں نفل پڑھنے والے کا اقتدا کیا اور یہ صحیح نہیں، لہذا مقتدیوں کو اپنی اپنی پوری چار رکعت پڑھنی ہوگی۔ والله تعالى اعلم

---

[۱]......فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولى ثم فرضه ولكنه أساء لو عامدا لتاخير السلام وترك الواجب القصر ، (در مختار، ص۶۰۹ ج۲، باب صلوة المسافر)

[۲]......شامی ص۶۱۲ ج۲، باب صلوه المسافر ،تحت قوله :” لم يصر مقيما“۔

مسافت سفر ۴۸ رمیل شرعی ہے یا انگریزی؟

از: مرغوب احمد لاجپوری، ڈیوزبری

حنفیہ کے نزدیک مسافر ہونے کے لئے کوئی مخصوص زمینی مسافت متعین نہیں، بلکہ اوسط رفتار سے تین دن اور تین رات میں جتنی دور کا سفر کیا جاسکے، کم سے کم اتنی دور کے سفر سے انسان مسافر ہوجاتا ہے۔ مگر زمانہ کی سہولت اور عوام کی آسانی کے لئے فقہاء اور علماء نے مسافت تعیین کی ہے۔ فقہاء احناف کے اس سلسلہ میں تین قول ہیں:

(۱)......۲۱ رفرسخ......۶۳ رمیل۔

(۲)......۱۸ رفرسخ......۵۴ رمیل۔

(۳)......۱۵ رفرسخ......۴۵ رمیل۔

شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک: ۱۶ رفرسخ......۴۸ رمیل ہے۔

اس سلسلہ میں بخاری شریف [۱] میں دو صحابی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں حضرات چار برید کے سفر پر قصر کیا کرتے تھے۔ پس یہ رائے دوا کابر صحابہ سے مؤید بھی ہے، ائمۂ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق بھی ہے اور پندرہ فرسخ والا قول، جس پر علماء خوارزم کا فتوی ہے سے قریب بھی ہے، اس لئے ہمارے زمانہ کے اکثر علماء ہند و پاک نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

(جدید فقہی مسائل ص۹۷ ج۱)

اب سوال یہ ہے کہ میل سے مراد شرعی ہے یا انگریزی؟ علماء کی ایک جماعت کا مسلک

[۱]......كان ابن عمر و ابن عباس يقصران و يفطران فی اربعة برد وهو ستة فرسخا۔

(بخاری ص۱۴۷ ج۱، باب فی کم يقصر الصلوة، رقم الحديث ۱۰۸۶)

یہ کہ میل سے مراد انگریزی میل ہے۔ اور ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ میل سے مراد شرعی میل مراد ہے، اور یہی زیادہ صحیح اور احتیاط والا مسلک ہے۔

چند اکابر کی تحریر نقل کرتا ہوں:

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''پس مسافت قصر پینتالیس میل شرعی یا چون میل شرعی ہوئی''۔

''الحاصل اڑتالیس میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا سمجھ میں نہیں آیا، یہ مسافت ۴۵/۴۸/ یا ۵۴/ میل شرعی ہونی چاہئے۔ درمیانی قول کو راجح اور معمول بہ بنایا جائے، بوجوہ بالا تو اولی ہوگا''۔ (خیر الفتاوی ص ۶۶۵/و ۶۶۸ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

''اصل میں احتیاط اسی میں ہے میل انگریزی کے بجائے میل شرعی کے اعتبار سے مسافت سفر کا تعین کیا جائے'' .... ''ہمارے دارالافتاء سے اسی پر فتوی دینے کا معمول ہے۔ اور مسئلہ چونکہ مجتہد فیہ ہے اس لئے اکابر کی رائے کو بالکل غلط بھی نہیں کہہ سکتے''۔

(ماہنامہ ''ندائے شاہی'' جون ۲۰۰۳)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم فرماتے ہیں:

''میل سے میل شرعی مراد ہے''۔ (جدید فقہی مسائل ص ۹۷ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی، حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی مدظلہم وغیرہ حضرات کی رائے بھی یہی ہے۔

فرسخ، میل اور کیلومیٹر کا حساب

ایک ''برد'' چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ اور ایک ''فرسخ'' تین شرعی میل کا ہوتا ہے۔ اور ایک

’’شرعی میل‘‘ چار ہزار ہاتھ یعنی دو ہزار گز کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک ’’برد‘‘ بارہ شرعی میل کا ہوا۔ معلوم ہوا کہ ایک ’’فرسخ‘‘ تین میل کا اور ایک ’’میل شرعی‘‘ دو ہزار گز کا، اب بارہ فرسخ کو تین میل سے ضرب دیں تو ۴۸ر میل شرعی ہوئے۔

میل شرعی، میل انگریزی اور کیلومیٹر میں فرق

میل انگریزی، میل شرعی سے: ۱.۱۳۶۳ر چھوٹا ہوتا ہے، کیونکہ میل انگریزی: ۱۷۶۰ر گز کا ہوتا ہے۔ اور کیلومیٹر شرعی میل سے: ۱.۸۲۸ر چھوٹا ہوتا ہے، اس لئے کہ کیلومیٹر صرف ۱۰۹۳.۶۹ر گز کا ہوتا ہے۔ اور کیلومیٹر انگریزی میل سے: ۱.۶۰۹۲ر فیصد چھوٹا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۴۸ر میل شرعی: ۵۴.۵۴۵ر میل انگریزی ہوگا۔ اور: ۸۷.۸۲ر کیلومیٹر ہوگا۔

برد، فرسخ، کیلومیٹر اور میل کا حساب ایک نظر میں

کون	کتنا	کتنا چھوٹا
ایک میل شرعی	۲۰۰۰ر گز	
ایک میل انگریزی	۱۷۶۰ر گز	۱.۱۳۶۳
ایک کلومیٹر	۱۰۹۳.۶۹ر گز	۱.۸۲۸۸
ایک کیلومیٹر	انگریزی میل سے چھوٹا ہوتا ہے	۱.۶۰۹۲
ایک فرسخ	۳	میل شرعی
ایک فرسخ	۳.۴۰۹	میل انگریزی
ایک فرسخ	۵.۴۸۶	کیلومیٹر
ایک برد	۴	فرسخ

ایک برد	۱۲	میل شرعی
ایک برد	۱۳.۶۳۵	میل انگریزی
ایک برد	۲۱.۹۳۶	کیلومیٹر
۱۶رفرسخ	۴۸	میل شرعی
۱۶رفرسخ	۵۴.۵۴۵	میل انگریزی
۱۶رفرسخ	۸۷.۷۸۲	کیلومیٹر

(الشرح الثمیری ص۲۲۳ ج۱)

باب صلوۃ المریض

سلس البول کے مریض کی نماز کا حکم

(۴۰۳) س:...... ایک شخص کو پیشاب کے قطرات آنے کا مرض ہے، کبھی آدھے گھنٹے کے بعد کبھی پندرہ منٹ کے بعد کبھی دس منٹ کے بعد قطرات آتے رہتے ہیں، ایسے مریض کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا ہر نماز کے لئے جدید وضو کی ضرورت ہے یا ایک ہی وضو سے مختلف نمازیں پڑھ سکتا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفيق: سلس البول کے مریض کی نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو قطرات برابر جاری رہتے ہوں، یعنی کسی نماز کے وقت اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ اس مرض سے خالی ہو کر نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ہر وقتیہ نماز کے لئے نیا وضو کر لینا چاہئے۔ جب وضو کر لیا تو اب اس کا وضو قطرات کے آنے سے نہیں ٹوٹے گا اور ایسے مریض کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے اخیر وقت مستحب تک انتظار کر کے وضو کرے، مثلاً جمعہ کے روز نماز کھڑی ہونے کے پہلے وضو کرنا بہتر ہے، لیکن اگر سوا بارہ بجے وضو کر لیا اور ایک بجے جمعہ نماز میں قطرات معلوم ہوئے تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا اور جب تک کہ ایک نماز کا پورا وقت اس کو ایسا نہ ملے کہ جس میں وہ مرض ایک دفعہ بھی نہ پایا جاوے ایسا شخص معذور کے حکم میں ہے۔ [۱] والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]...... "(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه امساكه" ..... (ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة) بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلى فيه خاليا عن الحدث (ولو حكما) ..... (وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض)..... (ثم يصلى) به (فيه فرضا و نفلا) (درمختار ص۵۰۴ ج۱، باب الحيض)

کرسی پر نماز پڑھنے والے حضرات کے لئے ضروری تنبیہ

آجکل عموما یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کردی (اسی طرح پاؤں یا گھٹنوں میں ذرا سی تکلیف ہوئی کہ کرسی کا استعمال شروع کردیا۔ کرسی پر نماز بھی ایک فیشن ہوتی جارہی ہے۔) حالانکہ وہی لوگ دس پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہوکر ادھر ادھر کی باتیں کرلیا کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کی نہایت احتیاط کرنی چاہئے۔ اور جو فرض و واجب نمازیں قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھی ہوں، ان کو لوٹانا فرض و واجب ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۰۲ ج۲)

نوٹ: اس وقت میں مساجد میں کرسیوں پر نماز پڑھنے کا رواج بڑھتا جارہا ہے۔ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی میں اس کے متعلق ایک تفصیلی فتاوی نظر سے گذرا تو مناسب لگا کہ اسے ''مرغوب الفتاوی'' کا جز بنادوں۔ مرتب

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام

س:...... بیٹھ کر نماز پڑھنا کس صورت میں جائز ہے؟ اور بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں بھی اشارہ سے پڑھنا کس مجبوری میں جائز ہے؟

ج:...... کسی بیماری کی وجہ سے اگر کھڑے ہوکر فرض پڑھنا ممکن نہ ہو، یا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی وجہ سے کسی بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں باقاعدہ جھک کر رکوع، سجدہ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح رکوع، سجدہ پر قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی، البتہ اگر بیماری کی وجہ سے رکوع وسجدہ پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔

س:...... اگر کوئی شخص سامنے یا دائیں، بائیں ٹانگیں، نکال کر بیٹھ کر سجدہ کرسکتا ہو تو کیا وہ اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج:...... اگر کوئی شخص سامنے، یا دائیں، بائیں ٹانگیں نکال کر بیٹھ کر سجدہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ کسی بھی ہیئت میں بیٹھ کر سجدہ کرنے کی قدرت ہو تو سجدہ کرنا ضروری ہے۔ سجدہ کرنے کی قدرت ہوتے ہوئے اشارہ سے سجدہ کرنا درست نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی۔

س:...... اگر کوئی شخص علیحدہ نماز پڑھے تو زمین پر سجدہ کرنا ممکن ہے، اور باجماعت نماز ادا کرے تو زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا، تو کیا زمین پر سجدہ کرنے کے لئے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟

ج:...... جماعت سے نماز ادا کرنا سنت مؤکدہ یا واجب ہے، اور سجدہ نماز کے اندر فرض ہے، اور فرض کی ادائیگی واجب کی ادائیگی پر مقدم ہے، لہذا جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اگر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو اور تنہا پڑھنے میں سجدہ ادا ہوتا ہو تو ایسی صورت میں نماز کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے مسجد نہ جائے، بلکہ گھر پر نماز پڑھے، اور نماز کو سجدہ کے ساتھ ادا کرے، جماعت میں شامل ہو کر نماز کا سجدہ ترک کرنا جائز نہیں۔

س:...... بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہونے کی صورت میں جو شخص کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور سامنے ٹیبل رکھ کر اس پر سجدہ کرسکتا ہو اور اس کے باوجود رکوع وسجود اشاروں سے ادا کرے، تو کیا نماز ادا ہو جائے گی یا سامنے ٹیبل رکھنا ضروری ہے؟

ج:...... جو شخص قیام اور رکوع وسجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا اور باقاعدہ رکوع، سجدہ کرنا فرض ہے، بیٹھ کر فرض نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔ اور

اگرکوئی شخص صرف قیام پرقادرنہیں،البتہ رکوع وسجدہ کرسکتا ہوتو اس کے لئے کرسی یا زمین پر بیٹھ کرنماز پڑھنا جائز ہے،لیکن اس کے لئے باقاعدہ رکوع' سجدہ کرنا ضروری ہے' محض اشارہ سے رکوع' سجدہ کرنا جائزنہیں،اس سے نمازنہیں ہوگی،لہذا کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کراس پرسجدہ کرنا فرض ہے۔البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ ٹیبل اونچائی میں کرسی یا اسٹول کے برابر ہو،اگرکرسی سے اونچی ہوتو ایک یا دو اینٹ سے زیادہ اونچی نہ ہو، کیونکہ اس سے زیادہ اونچی ٹیبل پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔اوراگرکوئی شخص بیٹھ کرنماز پڑھنے پرتو قادرہو،لیکن رکوع وسجدہ پرقدرت نہیں' تو وہ کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کرسر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرکے نماز ادا کرسکتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے سامنے ٹیبل وغیرہ رکھنا ضروری نہیں۔

س:...... مجبوری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے ٹیبل رکھنا ممکن نہ ہو' جس کی وجہ سے اشاروں سے سجدہ کرنا پڑتا ہے' اورتنہا نماز پڑھے تو سامنے ٹیبل رکھنا ممکن ہے' تو ایسی صورت میں کیا ٹیبل رکھ کرسجدہ کرنے کے لئے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟

ج:...... اس سوال کے جواب میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص قیام پرقادر نہ ہو،لیکن کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ رکوع وسجود کرنے پرقدرت رکھتا ہوتو اس کے لئے رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے' خواہ زمین پر رکوع وسجدہ کرے یا کرسی کے سامنے ٹیبل رکھ کراس پر رکوع وسجدہ کرے،لہذا اس صورت میں اگرکوئی شخص قیام پرقدرت نہ ہونے کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور گھر میں سامنے میز رکھ سکتا ہے،لیکن مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں میز رکھنا ممکن نہ ہو اور وہ زمین پرسجدہ نہ کرسکتا ہوتو ایسے شخص پر واجب ہے کہ مسجد کی جماعت

ترک کردے اور ممکن ہوتو گھر میں باجماعت نماز پڑھے، ورنہ اکیلے نماز پڑھے، کیونکہ سجدہ پر قدرت ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنا فرض ہے اور باجماعت نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے۔ واجب یا سنت مؤکدہ کی وجہ سے فرض کو ترک کرنے سے مفتی بہ قول کے مطابق نماز نہیں ہوگی۔

لیکن اگر کسی شخص نے اس کے باوجود بیٹھ کر مسجد میں اشاروں کے ساتھ رکوع، سجدہ کر کے نمازیں ادا کرلیں تو ان نمازوں کا اعادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں بہت زیادہ ہوں جس کی وجہ سے ان کا اعادہ مشکل ہو تو چونکہ بعض فقہاء کرامؒ کے اقوال کے مطابق قادر علی القیام منفرداً کے لئے بھی مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے، اس لئے ان کے قول کی بنا پر اعادہ ضروری نہیں، لیکن آئندہ کے لئے احتیاط بہرحال ضروری ہے، اور اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں اتنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اعادہ مشکل ہو تو مفتی بہ قول کے مطابق ان کا اعادہ ضروری ہے۔

لہذا اس صورت میں چونکہ ٹیبل وغیرہ رکھنا ضروری نہیں ہے اس لئے مسجد میں سامنے میز وغیرہ رکھے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے، جماعت کو ترک نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفرلہ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی

نوٹ:......عربی عبارات کے لئے دیکھئے! البلاغ صفر ۱۴۱۹ھ۔

باب الجمعة و العیدین

جس بستی کے کارخانوں میں پانچ سو مسلمان کام کرتے ہوں وہاں جمعہ کا حکم

(۴۰۴) س:...... توائی سے پچاس میل اور چالیس میل اور پچیس میل فاصلہ پر بستیوں میں شیشہ کے کارخانے ہیں اور تقریبا پانچ سو مسلمانوں کی آبادی ہے، اگر کارخانے بند ہوجائیں تو کوئی بھی نہیں رہے گا ایسی بستیوں میں جمعہ وعیدین پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جن بستیوں کے کارخانوں میں پانچ پانچ سو بالغ مسلمان مقیم رہتے وکام کرتے ہوں ایسی آبادی میں جمعہ وعیدین بے تکلف پڑھی جائیں اور جمعہ وعیدین ترک نہ کی جائیں اور جب کارخانے بند ہوجائیں اور پھر آبادی ہی نہ رہے تو پھر وہاں ویرانے میں جمعہ وعیدین کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تین ہزار کی بستی ہے، مگر مسلمان کم ہیں تو نماز جمعہ کا حکم

(۴۰۵) س:...... ایک بستی میں مدت سے مکانات اور تخمینا تین ہزار مردم شماری کی آبادی ہے، مگر اکثر مکانات برہما کے ہیں، پانچ چھ گھر مسلمانوں کے بھی ہیں۔ دوسو مسلم ملازمین مقیم ہیں اور اس بستی میں کوئی بازار نہیں ہے، البتہ دو تین بڑی بڑی دکانیں ہیں، اشیاء ضروریہ سب ملتی ہیں، ڈاکخانہ اور تحصیل ہے۔ ایسی بستی میں جمعہ کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جن بستیوں میں انسانی ضرورت کی چیزیں ہر وقت دستیاب ہوتی ہوں اور اکثر پیشہ ور قومیں وہاں اپنا پیشہ کرتی ہیں یعنی چھوٹی

بستی نہ ہو بلکہ بڑا گاؤں ہو' خواہ آبادی کفار کی ہو یا مسلمانوں کی' ایسے بڑے گاؤں میں جمعہ ادا کرنا درست ہے، خواہ جمعہ و جماعت کے واسطے مسجد ہو یا گھر میں کوئی مکان نماز کے واسطے تجویز کیا گیا ہو، لیکن اس مکان میں نماز کے لئے روک ٹوک کسی کو نہ ہو۔

''وکان مطلع الاسرار ابی قدس سره يفتی بان المصر موضع يندفع فيه حاجة الانسان الضرورية من الاكل بان يكون هناک من يبيع طعاما والكسوة الضرورية وان يكون هناک اهل حرف يحتاج اليهم كثيرا''۔(رسائل الارکان ص۱۱۴، ۱)

لہذا انظر بر حالات موجودہ مسئولہ بستی میں جبکہ پانچ سو مکانات ہیں اور تین ہزار مردم شماری ہے تو یقیناً یہ قریہ کبیرہ قائم مقام قصبہ کے ہے اس میں بے کھٹکے جمعہ پڑھا جاوے اور جبکہ کارخانہ میں دو سو مسلمان ملازم ہیں تو اتنی بڑی جماعت کو جمعہ سے روکنا اور جمعہ کی فضیلت سے محروم کرنا کسی حال میں مناسب نہیں۔ اس بستی میں جمعہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سو پچاس آدمی کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(۴۰٦) س:...... ایک شہر سے پانچ چھ میل فاصلہ پر ایک بستی سو پچاس آدمی کی آبادی کی ہے، وہاں جمعہ وعیدین صحیح ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : یہ بستی قریہ صغیرہ کے حکم میں ہے، ایسی بستی میں جمعہ وعیدین صحیح نہیں۔ ایسی بستی میں ظہر کے وقت ظہر کی چار رکعت فرض با جماعت پڑھنی چاہئے، ۲ جمعہ وعیدین پڑھنا جائز نہیں اور جمعہ پڑھنے سے چند مکروہات

۱......رسائل الارکان ص۱۱۴، فصل فی الجمعة۔

۲......كره اداء ظهر بجماعة فی مصر (در) وفی الشامی: (فی مصر) بخلاف القرى لانه لا جمعة عليهم فكان اليوم فی حقهم كغيره من الايام ،وفی المعراج من لا تجب عليهم الجمعة لبعد الموضع صلو الظهر بجماعة ، (شامی ص۳۲ ج۳، مطلب: فی شروط وجوب الجمعة)

کاارتکاب لازم آتا ہے:

اول:......نفل کی جماعت۔

دوم:......نوافل نہار میں جہر۔

سوم:......غیر لازم کا التزام۔

چہارم:......ترک جماعت فرض ظہر وغیرہ۔

والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

جنگل و دیہات میں جمعہ وعیدین کا حکم

(۴۰۷) س:...... ایک شہر کے کچھ فاصلہ تقریبا دس پندرہ میل پر جنگل میں ایک کارخانہ ہے، اس میں بنگالی و ہندوستانی مسلمان کام کرتے ہیں۔ شہر سے ضرورت کا سامان لاتے ہیں وہاں کوئی بازار نہیں ہے، اگر کوئی مرجاتا ہے تو شہر میں دفناتے ہیں، وہاں مسلمانوں کا قبرستان نہیں ہے، نہ مسلمانوں کی بستی ہے، نہ کفن کا کپڑا ملتا ہے اور لوگ عیدین و جمعہ شہر کی مسجد میں پڑھتے ہیں، اب اگر وہی جنگل میں مسجد بنا کر جمعہ وعیدین پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور کارخانہ ختم ہونے کے بعد وہاں کسی مسلمان کا نام ونشان بھی نہ رہے گا اس کے بعد اس مسجد کا شرعا کیا حکم ہے؟

ج:...... **حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:** ایسے جنگل میں جہاں مسلمان عارضی طور پر بسلسلۂ ملازمت سکونت رکھتے ہوں وہاں پنج دفعہ نماز کے لئے مسجد بنانا شرعا جائز ہے کہ مسجد ہونے سے مسلمان پابندی کے ساتھ پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھ سکیں گے اور مسجد ہونے سے کفرستان برما کے کوہ ودشتہ و جنگلات میں اذان سے توحید ورسالت کا اعلان ہوا کرے گا، ایسی جگہ مسجد کے لئے بہت زیادہ روپیہ خرچ کرنا بے کار ہے، لیکن موقوفہ زمین

ہونا چاہئے ،موقوفہ زمین نہ ہوتو مالک سے اجازت لے کر یا اجارہ پر لے کر کچی پکی عمارت ہو،لیکن مستقل مکان مسجد کے لئے ہونا ضروری ہے ۔آئندہ اگر وہاں آبادی نہ رہے تو موقوفہ زمین پر مسجد بنی ہوئی ہمیشہ مسجد رہے گی اور مملوکہ پر عمارت مسجد کا حکم بدل جائے گا۔اور ایسے جنگلات میں جہاں ضروریات کی چیزیں نہ مل سکتی ہوں جمعہ وعیدین پڑھنا جائز نہیں ہوگا اور فرض ظہر ذمہ باقی رہ جائے گا،لہذا جمعہ وعیدین نہ پڑھی جاوے ۔ جمعہ کے روز ظہر باجماعت ادا کی جاوے۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

دیہات میں جمعہ کا حکم

(۴۰۸) س:...... شہر اکیاب سے تقریبا تیرہ، چودہ میل دریائی فاصلہ پر سالیڈنگ نامی ایک گاؤں ہے جس میں چھوٹی بڑی تین بستیاں ہیں، یہ بستیاں ایک دوسرے سے متصل تقریبا ایک میل میں آباد ہے اور تینوں بستیوں میں مجموعی طور پر بیالیس گھر آباد ہیں ۔ان میں بڑی بستی کے کنارہ پر ایک مسجد ہے جس میں تینوں بستیوں کے مصلی مل کر نماز پنج گانہ و جمعہ ادا کرتے ہیں ،تینوں بستیوں کے مکلفین اگر جمع ہوجاویں تو مسجد میں گنجائش نہ ہوگی ، اس بستی میں ایک دوکان بھی ہے جس میں خورد ونوش کی اکثر ضروری چیزیں دستیاب ہوجاتی ہیں ،امام مسجد سے ضروری مسائل دین دریافت کر لئے جاتے ہیں اور باہمی تنازعات کے فیصلے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک برہمی حاکم مقرر ہے،اس حاکم کی طرف سے ایک مسلمان نائب بھی اس بڑی بستی میں مقرر ہے،ان تینوں بستیوں میں ایک جگہ جمعہ ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟اور بعد جمعہ احتیاطی ظہر پڑھی جائے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : جمعہ کے باب میں قول فیصل ومفتی بہ وقابل عمل یہی ہے کہ بالکل دیہات کہ جہاں انسانی ضرورت کی چیزیں دستیاب نہ ہوتی

ہوں ،ایسی جگہ میں نماز پنج گانہ و جمعہ کے دن ظہر با جماعت پڑھی جاوے اور جمعہ نہ پڑھا جاوے کہ اس میں جمعہ کی کوئی شرط نہیں پائی جاتی ،لیکن جن بستیوں میں انسانی ضرورت کی، کھانے کی ضروری چیزیں دستیاب ہوجاتی ہوں ایسی بستیوں میں مسلمانوں کا جمع ہوکر ایک جگہ جمعہ ادا کرنا جائز ہے اور جن چھوٹی بستیوں میں قدیم زمانے سے جمعہ ہورہا ہو اور لوگ جمعہ پڑھا کرتے ہیں ان کو روکنا مناسب نہیں اور جمعہ بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے ، بلکہ بدستور جمعہ پڑھنے دیا جائے اور جن لوگوں کو اپنا جمعہ صحیح ہونے میں تردد ہو وہ احتیاطی ظہر پڑھ لیا کریں اور جو لوگ نہ پڑھتے ہوں ان کو احتیاطی ظہر پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے ۔علامہ بحرالعلوم نے رسائل الارکان‘‘میں لکھا ہے کہ :

’’ وفی روایة عن الامام ابی یوسفؒ المصر موضع المقیمون فیه عددا لا یسع مساجده ایاهم ،فی الهدایة هو اختیار البلخی وبه افتی اکثر المشائخ لما روأ فساد اهل الزمان‘‘ الخ ۔’’ وکان مطلع الاسرار ابی قدس سره یفتی بان المصر موضع یندفع فیه حاجة الانسان الضروریة من الاکل بان یکون هناک من یبیع طعاما والکسوة الضروریة وان یکون هناک اهل حرف یحتاج الیهم کثیرا‘‘۔[1]

جن تین بستیوں کو سوال میں ظاہر کیا گیا ہے جن میں حکومت کی طرف سے فصل تنازعات کے لئے ایک مسلم نائب حاکم بھی مقرر ہے اور تینوں بستیوں کے مسلمان جمع ہوکر ایک بڑی جگہ جمعہ ادا کرتے ہیں یہ جمعہ صحیح ہے نہ چھوڑا جائے ورنہ مسلمان ایک ضروری شعاراسلام سے محروم ہوجائیں گے۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[1]......رسائل الارکان ص۱۱۴،فصل فی الجمعة۔

''مجموعۃ الفتاوی'' کا فتوی کیا نماز جمعہ مثل پنج گانہ کے ہے؟

(۴۰۹) س:...... ابوالحسنات مولانا عبدالحئی صاحبؒ کے فتاوی ص ۸۷ ج ۲، اور استفتاء نمبر ۳۲۰ میں ہے:

''کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ اور عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحی دیہات میں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:......نماز جمعہ مثل پنج گانہ کے فرض ہے جو شرطیں ان میں ہیں وہ شرطیں اس میں بھی، فقط دو خطبوں کی زیادتی ہے، شہر ہو دیہات ہو ہر جگہ بلا شرط و بادشاہ یا نائب اس کے' بغیر کراہت صحیح ہے''۔

بہت زور سے لکھا ہوا ہے۔ یہ مسئلہ مذہب حنفی کی معتبر کتابوں کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور بعد اس کے ایک فتوی مولوی حاجی شاہ محمد رکن الدین صاحب کا اس کتاب کے آخر میں لکھا ہوا ہے اس میں بھی غیر مذہب کی بو آتی ہے۔

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفيق: آپ نے حوالہ بے سوچے غلط لکھا، جلد دوم میں ''کتاب الجمعة'' نہیں، یہ سوال و جواب ص ۱۹۹ ج ۱ نمبر ۲۸۶ میں ہے، تلاش کرنے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ [1]

یہ جواب ایک غیر مقلد کا لکھا ہوا ہے آپ نے اس پر دستخط کرنے والے کا نام نہیں دیکھا، ایسے ہی رکن الدین ہمیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہ ہر دو مسئلے مسلک حنفی کے خلاف ہیں۔ حنفی مذہب میں جن میں بڑے گاؤں میں جہاں انسانی ضرورت کی ضروری چیزیں دستیاب ہو جاتی ہوں، اکثر ضروری پیشہ والے اپنا پیشہ وہاں کرتے ہوں' ایسی بستی میں جمعہ

[1]......موجودہ جدید نسخہ میں ص ۳۱۹ ج ۱، پر ہے۔ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

جائز ہے۔ بالکل چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ صحیح نہیں ہے، بلکہ ظہر جماعت سے پڑھی جاوے۔و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

ایک بستی میں مختلف جمعہ

(۴۱۰) س:...... ایک گاؤں میں دوتین مسجدیں ہیں، مگر ہر ایک محلّہ کے بیچ میں تقریباً دوسو فٹ کا تالاب ہوگا، ہر مسجد میں دو چار نمازی ہوتے ہیں۔ وقتیہ اور جمعہ سب اپنے اپنے محلے کی مسجد میں پڑھتے ہیں یہ نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں۔ ایک ہی مسجد میں جمعہ پڑھنے کا وہ لوگ انکار کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق : اگر بستی کی کل آبادی برماو مسلم کی مجموعی دو ہزار ہو اور اس گاؤں میں انسانی ضرورت کی سب چیزیں مل جاتی ہوں تو اس گاؤں میں جمعہ مختلف مساجد میں درست و صحیح ہوگا۔[۱] ایسی حالت میں بھی افضل یہی ہے کہ ایک ہی مسجد میں جمعہ ادا کیا جائے۔

گاؤں بڑا ہونے کی صورت میں جمعہ تمام مسجدوں میں صحیح ہو جائے گا اور پنج وقتہ نمازیں تو ہر ہر محلّہ کی مسجد میں باجماعت پڑھنی ضروری ہے۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

سوال مثل بالا

(۴۱۱) س:...... یہاں ایک جدید مسجد ہے جس میں تین سال سے جمعہ قائم ہے اور مسجد قدیم بھی ہے جس میں بھی بدستور سابق جمعہ ہونا چلا آتا ہے، اگر مسلمان مقامی باہمی

---

[۱]......وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب و علیہ الفتوی۔

(درمختار ص۱۶ ج۳، باب الجمعة)

باتفاق رائے مسجد جدید میں جمعہ پڑھنا بند کردیں اور مسجد قدیم میں سب متفق ہوکر جمعہ قائم کرلیں تو اس میں شرعا کوئی خلاف تو لازم نہیں آتا؟ و نیز ایک قلیل تعداد مسلمانوں کی مسجد جدید میں جمعہ بند کرنے کی مخالفت کرکے سابق دستور پڑھتی رہے تو جمعہ ان کا صحیح ہوگا یا نہیں؟

۲:......ایک مسجد ہے جس میں ہمیشہ حنفی امام کے تحت جمعہ وعیدین پڑھا کرتے ہیں اور حنفی ہی کی تعداد زیادہ ہے، اگر اتفاق رائے سے یہ مسجد جمعہ وعیدین کی ادائیگی کے واسطے شوافع کے لئے چھوڑ دیں تو شرعی حیثیت سے مکروہ تو نہیں؟ جبکہ ہم سب اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔

ج:......حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اگر سب مسلمان متفق ہوکر کسی ایک مسجد میں جمعہ ادا کریں تو یہ فعل یقیناً افضل و بہتر ہے بوجہ تعداد مصلیوں کی وہاں ہونے کے اور جبکہ دوسری جگہ مسجد کے ویران ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو شرعا کوئی قباحت نہیں اور مسجد جدید میں بھی جو لوگ جمعہ پڑھتے ہیں ان کا جمعہ وعیدین صحیح ہے جہاں چاہے پڑھیں اختیار ہے۔

حنفیہ کے نزدیک ایک ہی شہر میں متعدد جگہ جمعہ بلا کراہت درست ہے، لیکن جامع مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے، لہذا اگر قدیم مسجد بڑی ہو اور متفقہ طور پر بغیر تفرقہ کے مسلمان وہاں جمعہ ادا کریں تو اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں اور اگر مصلیوں کو قدیم مسجد دور پڑتی ہو اور جدید مسجد قریب ہو تو دو مسجد میں مصلی جہاں سہولت دیکھے نماز پڑھ سکتا ہے نماز ہر جگہ صحیح ہوجائے گی۔

۲:......مسلمانوں کے کسی خاص فرقہ کے لئے کوئی مسجد مخصوص نہیں ہوتی، تمام مسلمان

مسجد میں خدا کی پرستش کر سکتے ہیں، مثلا اگر کسی حنفی نے مسجد بنائی ہے تو شافعی و مالکی و حنبلی سب حنفی کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں، مسجد کے حنفی متولی کو یہ اختیار نہیں کہ ان مختلف فرقوں میں سے کسی کو مسجد میں آنے و خدا کی عبادت کرنے سے روکے۔

حنفی کے لئے جائز ہے کہ وہ شافعی و مالکی یا حنبلی المذہب کے امام کے پیچھے نماز پڑھے اور ایسے ہی حنفی المذہب امام کے پیچھے شافعی وغیرہ کے پیرو کو نماز پڑھنا جائز ہے۔

صورت مسئولہ میں کسی مسجد میں جبکہ ہمیشہ حنفی امام کے ماتحت جمعہ وعیدین پڑھے جاتے رہے تو اب شوافع کے لئے مسجد کو خاص کر دینا مناسب نہیں، جبکہ بہت سے وہ حنفی جو دوسری مسجد میں بوجہ بعد مسافت یا ضعیفی یا بیماری و سستی و کاہلی جمعہ وعیدین پڑھنے نہیں جاسکیں گے ان کو ہمیشہ شافعی امام کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھنا گراں گذرے گا اور انہیں تکلیف ہوگی، اگر چہ نماز ایک کی دوسرے کے پیچھے یقیناً صحیح و درست ہے، لہذا کسی ایک مذہب کے پیرو کے جمعہ وعیدین ادا کرنے کے لئے مسجد کو خاص کرا دینا جبکہ دوسرے مذہب کے پیرو کی تعداد اکثر و غالب ہو کسی حال میں مناسب نہیں، لیکن اگر سب کے سب مصلی اتفاق سے ایسا کریں اور کسی ایک مصلی کو بھی اعتراض نہ ہو تو شرعا ایسا کرنے میں بظاہر کوئی قباحت شرعی نہیں، بالخصوص ایسا کرنے میں شوافع کے لئے ایک بہتر سہولت کی شکل نکل آتی ہے، بشرطیکہ مسلمانوں میں تفرقہ و نااتفاقی نہ پیدا ہوتی ہو، ورنہ فتنہ و تفرقہ سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

قبرستان کی مسجد میں نماز جمعہ صحیح ہے

(۴۱۲) س:...... قبرستان کی مسجد میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : جس بڑی بستی میں جمعہ صحیح ہو جاتا ہو

وہاں مختلف جگہ پر جمعہ پڑھنا جائز ہے، اگر قبرستان میں کوئی مسجد ہے تو اس میں بھی نماز پنج گانہ و جمعہ وعیدین درست ہے، اگر قبرستان میں مسجد صلوۃ جنازہ کے لئے بنائی گئی ہے، تب بھی اس میں نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ [1] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مدرسہ میں جمعہ کی نماز صحیح ہے

(۴۱۳) س:...... مدرسہ میں نماز جمعہ صحیح ہے؟ جبکہ بستی میں مسجد نہیں، اسی مدرسہ میں بعض وقت نماز پنج گانہ ہوتی ہے۔

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: کسی ایسی بڑی آبادی میں بالفعل مسجد کی عمارت نہ ہو اور مدرسہ کی عمارت موجود ہو اور جمعہ کی شروط پائی جاتی ہوں تو ضرورۃً مدرسہ میں اذن عام کے ساتھ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

انگریزی حکومت میں خودمختار قوم کے لئے جمعہ کا حکم

جمعہ کے لئے بادشاہ وقاضی کا ہونا ضروری ہے؟

(۴۱۴) س:...... حنفی مذہب میں خودمختار قوم پر انگریزی حکومت میں جمعہ واجب ہے یا نہیں؟

۲:...... کیا خودمختار قوم انگریزی علاقہ میں جانے پر جمعہ ترک کر سکتے ہیں؟

۳:...... جمعہ کے لئے حنفیہ کے نزدیک بادشاہ وقاضی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

۴:...... قاضی وغیرہ نہ ہونے کے علاقہ میں خودمختار قوم پر جمعہ واجب ہے یا نہیں؟

۵:...... کیا خودمختار قوم کے لئے شرعی حکم الگ ہے یا ہر مسلمان کے لئے ایک ہی حکم

---

[1]...... ولا بأس بالصلوة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوة۔

(شامی ص۴۲ ج۲، قبيل مطلب: تكره الصلوة فی الكنيسة)

ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: واجب ہے۔

’’ بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ‘‘ هكذا فی العالمگیریه۔ [1]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انگریزی حکومت کے شہر اور بڑی بستی میں جمعہ ادا کرنے سے فرض جمعہ ادا ہوگا۔

۲:...... جمعہ چھوڑنا جائز نہیں۔

۳:...... کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہوسکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے۔ شامی ص۸۴۲ ج۱، در المختار کے قول ’’ اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ‘‘ کے تحت میں ہے کہ: ’’معراج الدرایہ‘‘ میں مبسوط سے منقول ہے:

’’ فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا لتراضی المسلیمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما ‘‘، اھ۔ [2]

۴:...... واجب ہے۔

۵:...... احکام شرعیہ تمام مسلمانوں کے لئے یکساں ہیں۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

مسافر پر جمعہ نہیں

(۴۱۵) س:...... سفر میں جمعہ کی نماز کس طرح پڑھے؟

[1]...... عالمگیری ص۱۴۶ ج۱، الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعۃ۔

[2]...... شامی ص۱۴ ج۳، باب الجمعۃ۔

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق : مسافر پر جمعہ نہیں۔ ۱ اکیلا جمعہ نہیں پڑھ سکتا، لیکن کسی بستی میں جمعہ ہوتا ہو تو امام کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔ ۲

والله تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

خطیب کا ممبر پر چڑھ کر سلام کرنا

(۴۱۶) س:...... خطیب کا ممبر پر چڑھ کر ''السلام علیکم '' کہہ کر خطبہ شروع کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق : حنفی مذہب میں امام کا ممبر پر چڑھ کر مقتدیوں کو سلام کرنا خلاف سنت ہے، اس لئے سلام کرنا خلاف سنت ہوگا اور شافعیوں کے یہاں سلام کرنا سنت ہے۔

در المختار علی الشامی ص۸۴۹ ج۱، میں ہے: '' ومن السنة ترک السلام من خروجه الی دخوله فی الصلوة وقال الشافعی اذا استوی علی المنبر سلم ''۔ ۳

اور ''جوهر ہ نیره ''میں ہے:

''واذا صعد المنبر هل یسلم؟ قال ابو حنیفة خروجه یقطع الکلام وهذا یدل علی انه لا یسلم ویروی انه لا بأس به لانه استدبرهم فی صعوده ''ص۹۳ ج۱۔ ۴

۱...... لا تجب الجمعة علی العبد والنسوان والمسافرین ۔

(عالمگیری ص۱۴۴ ج۱، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة)

۲...... فان حضروا فصلوا مع الناس اجزاهم عن الفرض الوقت ۔

(ہدایہ ص۱۶۹ ج۱، باب صلوة الجمعة)

۳...... درمختار ص۲۲ ج۳، باب الجمعة۔

۴...... الجوهرة النیرة ص۱۱۸، باب صلاة الجمعة۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی مذہب میں سلام نہ کرنا افضل ہے اور کرنا افضلیت کے خلاف ہے۔ ۱؎ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جمعہ میں قبل اذان ثانی ترقیہ کا حکم

(۴۱۷) س:...... مسجد میں قبل اذان جو ترقیہ کیا جاتا ہے، کیسا ہے؟ اور اس کو فرض، واجب سمجھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ترقیہ متعارفہ ۲؎ شافعی مذہب میں جائز ہے اور حنفی مذہب میں امام صاحبؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک مکروہ

۱؎......حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ نے ''اعلاء السنن'' میں اس مسئلہ پر ایک باب قائم کیا ہے ''باب سلام الخطیب علی المنبر'' اس باب میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں، جن میں آپ ﷺ سے منبر پر سلام ثابت ہے اور مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ بھی منبر پر سلام کرتے تھے۔ ''سراج الوھاج'' میں ہے کہ خطیب سلام کرے۔ ان روایات کی وجہ موصوف آخر میں تحریر فرماتے ہیں: ''قلت: والمختار عندی للاحادیث المذکورة القول بمشروعیته''

(اعلاء السنن ص۸۳ ج۸)

حنفیہ میں سے علامہ حدادی اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ خطیب سلام کر سکتا ہے۔

(مراقی الفلاح ص۲۸۳)

اس لئے بہتر تو یہی ہے کہ خطیب سلام نہ کرے، لیکن اگر کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(کتاب الفتاوی ص۴۸ ج۳)

۲؎......ترقیہ کہتے ہیں خطیب کے سامنے ایک آدمی اللہ تعالی کا یہ قول بیان کرتا ہے ﴿ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی﴾ یہ پڑھ کر لمبی بات شروع کی جاتی ہے، پھر جب مؤذن خطیب کے سامنے اذان سے فارغ ہوتا ہے تو یہ حدیث بیان کرتا ہے: اگر تم نے امام کے خطبہ پڑھنے کے دوران اپنے ساتھ والے سے یہ کہا کہ خاموش رہو تو یہ لغو حرکت کی۔ اس حدیث کو بیان کر کے کہتا ہے خاموش رہو ثواب ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! شامی، ص۳۶ ج۳۔ کتاب الفقہ ص۶۳۳ ج۱۔ مسائل نماز جمعہ ص۱۹۳)

نہیں اوراس کوفرض، واجب سمجھنا بے اصل و باطل ہے۔ (شامی ص۸۵۹ ج۱، ۱)

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

اذان خطبہ کے بعد دعا

(۴۱۸) س:...... خطبہ کے قبل یعنی اذان ثانی کے بعد مناجات درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق : خطبہ کے قبل یعنی اذان ثانی کے بعد ایسے ہی ہر دو خطبے کے درمیان جلسے کی حالت میں امام یا مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے اوراس میں کچھ مضائقہ نہیں۔۲

ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول ہوجانا بوجہ سلف سے، منقول نہ ہونے کے مناسب نہیں۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

اذان خطبہ کے بعد مناجات ثابت ہے یا نہیں؟

(۴۱۹) س:...... خطبۂ اذان کے بعد مناجات ثابت ہے یا نہیں؟

۱...... وعلی هذا فالترقیة المتعارفة فی زماننا تکره عنده لا عندهما۔

(درمختار ص۳۶ ج۳، باب الجمعة)

۲...... "وسئل علیه الصلوة والسلام عن ساعة الاجابة فقال مابین جلوس الامام الی ان یتم الصلوة" (در) وفی الشامی قوله : (وسئل علیه الصلوة والسلام) ثبت فی الصحیحین وغیرهما عنه ﷺ ((فیه ساعة لا یوافقها عبد مسلم وهو قائم یصلی یسأل الله تعالی شیئا الا اعطاه ایاه)) وفی هذه الساعة اقوال: اصحها او من اصحها انها فیما بین ان یجلس الامام علی المنبر الی ان یقضی الصلوة کماهو ثابت فی صحیح مسلم عنه ﷺ ایضا ،قال فی المعراج: فیسن الدعاء بقلبه لا بلسانه لانه مامور بالسکوت۔(شامی ص۴۲ ج۳ ،مطلب: فی ساعة الاجابة یوم الجمعة)

ج:…… حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: خطبہ کی اذان کے بعد مناجات منقول نہیں، لیکن خطبہ شروع ہونے کے قبل آہستہ دل میں مناجات کرنا جائز ہے۔ [۱] واللہ اعلم

خطبہ کی اذان کا جواب اور بعد اذان دعا

(۴۲۰) س:…… خطبہ کی اذان کا جواب دینا اور پھر اس کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:…… حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اجابت فعلی ہوتے ہوئے اجابت قولی کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی شخص جواب دینا اور بعد ختم اذان کے دعا کرنا چاہے تو جائز ہے، لیکن دل ہی دل میں اذان کا جواب دے اور دعا بھی دل ہی دل میں کرے۔ [۲]

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

منبر کے ہر طبقہ پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا جائز ہے

(۴۲۱) س:…… منبر کے آخری طبقہ میں کھڑا ہو کر خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

ج:…… حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: منبر کے ہر طبقہ میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا جائز ہے۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

خطبہ کے وقت عصا پکڑنا کیسا ہے؟

(۴۲۲) س:…… خطبۂ جمعہ میں عصا رکھنا کیسا ہے؟ یعنی سنت مؤکدہ یا واجب یا فرض کیا

---

[۱] ……وقالا لا بأس بالكلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثانی والخلاف فی كلام يتعلق بالآخرة۔ (درمختار ص۳۶ ج۳، باب الجمعة)

[۲] ……وينبغی ان لا يجيب بلسانه اتفاقا فی الاذان بين يدی الخطيب الخ، وسئل ظهير الدين عمن سمعه فی آن من جهات ماذا يجب عليه ؟قال: اجابةاذان مسجده بالفعل ۔

(درمختار ص۷۰ ج۲، باب الاذان)

ہے؟ اور اگر اس کو کہیں ضروری سمجھا جاتا ہو تو ایسے مقام میں کیا ترک اس کا لازم ہوگا؟ اور کیا تارک اس کا گنہگار رہے؟ اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: وفى الخلاصة ويكره ان يتكى على قوس او عصا (قوله وفى الخلاصة) استشكله فى الحلية لانه فى رواية ابى داؤد انه ﷺ قام اى فى الخطبة متوكئا على عصا او قوس " انتهى، ونقل القهستانى عن المحيط ان اخذ العصا سنة كالقيام "۔ (شامی ص ۸٦۲ ج ۱، ۱)

وفى زاد المعاد ص ۴۸ ج ۱: " وكان اذا قام يخطب اخذ عصا فتوكا عليها وهو على الممبر كذا ذكره عنه ابو داؤد عن ابن شهاب وكان الخلفاء الثلاثة بعده يفعلون ذلك "۔ ۲

روایت فقہ سے اس کی کراہت معلوم ہوتی ہے، لیکن محققین فقہاء نے اس پر اعتراض و مناقشہ کرنے کے بعد اس کو حدیث سے سنت ثابت کیا ہے، چنانچہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹ میں ہے: "وفيه اشارة اى انه يكره الاتكاء على غيره كعصا وقوس خلاصه، لانه خلاف السنة محيط، وناقش فيه ابن امير حاج بانه ثبت انه ﷺ قام خطيبا بالمدينة متكئا على عصا او قوس كما فى ابى داؤد "۔ ۳

حدیث ابی داؤد و تعامل خلفاء ثلاثہ و محققین فقہاء احناف کی تصریحات سے اتخاذ عصا علی المنبر سنت ثابت ہوتا ہے، اس لئے اس سنت کو چھوڑنے کی کوشش کرنا بھی جہالت ہے اور اس کو ایسا ضروری سمجھ لینا کہ احیانا عصا نہ لینے والے کو تارک سنت و بدعتی سمجھنا بھی

۱...... شامی ص ۴۱، باب الجمعة، قبيل: مطلب اذا شرک فى عبادة العبرة للاغلب۔
۲...... زاد المعاد ص ۱۸۹ ج ۱، فصل فى هديه ﷺ فى خطبته۔
۳...... طحطاوی ص ۵۱۵، باب الجمعة، سنن الخطبة۔

جہالت ہے، جبکہ اس کا سنت ہونا ثابت ہوگیا تو عوام مسلمانوں کا اس کو ضروری سمجھنے سے اس سنت کے چھوڑنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا، بلکہ لوگوں کو یہ سمجھا کر کہ اس کے ترک سے خطبہ میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی، ان کی اصلاح کی جائے، لیکن فعل سنت کو نہ چھوڑا جائے، اس کا تارک گنہگار نہ ہوگا اور نہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہوگا، نہ خطبہ میں کوئی خرابی لازم آتی ہے۔ سنت کے ترک سے عوام کی اصلاح نہیں ہوسکتی، بلکہ لوگوں کو اس کا فرض و واجب نہ ہونا سمجھا دیا جائے۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

خطبہ کے وقت عصا لینا کیسا ہے؟

(۴۲۳) س:...... بوقت خطبہ عصا پکڑنا کیسا ہے؟ اور کیا درجہ رکھتا ہے؟ اور چھوڑنا کیسا ہے؟ بالخصوص کوئی امام ذاتی غرض اور نفسانیت کی وجہ سے چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اخص الخواص جبکہ چھوڑ دینے پر فساد کا اندیشہ ہو۔

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: رسول اللہ ﷺ وخلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، اس پر عمل کرنے سے اتباع سنت کا ثواب ملے گا۔ اتفاقیہ عصا چھوڑ دینے میں کوئی نقصان نہیں اور نہ کوئی گناہ ہے، لیکن کوئی عصا نہ لینے پر قابل ملامت نہیں، ہاں جبکہ عام طور پر مساجد میں عصا لینے کا دستور وطریقہ موجود ہے تو پھر ضد ونفسانیت سے عصا نہ لینا اور لوگوں میں چہ میگوئیاں کرانا اور موجب اختلاف ہونا امام کو زیبا نہیں۔ اور فقہ کی بعض روایتوں سے عصا کا لینا مکروہ سمجھ میں آتا ہے یہ قول غلط ہے، [1] اس سے اماموں کو دھوکہ نہ کھانا چاہئے، جبکہ صحیح احادیث سے حضور ﷺ وخلفاء راشدین کا مبارک طریقہ اخذ عصا تھا اسوۂ حسنہ اسی میں ہے کہ عصا لیا جائے اور مسلمانوں میں فتنہ وتفرقہ نہ کیا جائے۔ ''زاد المعاد''

---

[1]......سوال نمبر ۴۲۲ / کے ذیل میں وہ عبارت گذر چکی ہے۔

میں ہے:

” وكان اذا قام يخطب اخذ عصا فتوكا عليها وهو على الممبر كذا ذكره عنه ابو داؤد عن ابن شهاب وكان الخلفاء الثلاثة بعده يفعلون ذلك“۔ [۱]

لہذا ہر دو طرف کی ضد بیجا ہے نہ امام صاحب کو عصا نہ لینے پر ضد کرنی مناسب ہے اور نہ جماعت کو مناسب ہے کہ عصا لینے پر امام کو مجبور کیا جائے۔ عصا لینے کا درجہ مستحب کا ہے، لینا باعث اجر وثواب ہے نہ لینا کوئی گناہ و برا نہیں۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

خطبہ کے وقت عصا کا نہ لینا بھی حدیث سے ثابت ہے

(۴۲۴) س:...... امام جب جمعہ کے خطبہ کے لئے کھڑا ہو تو ہاتھ میں عصا لینا سنت ہے یا مستحب؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : خطبہ کے وقت عصا پکڑنا مستحب ہے، یعنی سنت غیر موکدہ ہے۔ عید کے خطبہ میں حسب روایت مسلم شریف کبھی عصا نہ لینا بھی ثابت ہے، [۲] اور جو فعل رسول اللہ ﷺ سے احیانا مع الترک ثابت ہو وہ سنن زوائد میں شمار کیا جاتا ہے، كما فى شرح الوقايه وسائر كتب الاصول۔ [۳]

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]...... زاد المعاد ص ۱۸۹ ج ۱، فصل فى هديه ﷺ فى خطبته۔

[۲]...... فى حديث جابر ابن عبد الله ؓ، وفيه : ثم قام متكئا على بلال ،

(مسلم كتاب صلوة العيدين . وفى المشكوة برواية النسائى ، باب صلوة العدين ، الفصل الثانى)

[۳]...... شرح الوقایہ ص ۶۴، بيان الولاء والتيامن فى الوضوء ، كتاب الطهارة۔

کیا خطبہ کے وقت عصا پکڑنا مکروہ ہے؟

(۴۲۵) س:...... ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ عالمگیری میں خطبہ کے وقت امام کے عصا پکڑنے کو مکروہ لکھا ہے۔ یہ درست ہے یا غلط؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : عصا وکمان پر سہارا لینا سنت سے ثابت ہے، لہذا عصا پکڑ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں اور بعضوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اس لئے کسی کتاب میں مکروہ لکھا ہے۔[۱] و اللہ تعالی اعلم ۔

خطیب عصا کس ہاتھ میں پکڑے

(۴۲۶) س:...... خطبہ کے وقت عصا کو اور خطبہ کی کتاب کو داہنے یا بائیں ہاتھ میں پکڑے اور بغیر عصا کے خطبہ کو ناجائز سمجھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : عصا داہنے ہاتھ میں لے یا بائیں ہاتھ میں ایسے ہی خطبہ کی کتاب کسی بھی ہاتھ میں لینا بلا کراہت جائز ہے۔ بغیر عصا خطبہ کو ناجائز سمجھنا بے علموں کا کام ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سوال مثل بالا

(۴۲۷) س:...... رنگون میں خطبہ پڑھتے وقت امام صاحب بائیں ہاتھ میں عصا رکھتے ہیں داہنے ہاتھ میں کیوں نہیں رکھتے ۔حضرت رسول مقبول ﷺ کس ہاتھ میں عصا رکھتے تھے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق : کتب احادیث میں یہ ذکر یا روایت

---

[۱]...... ویکرہ ان یخطب متکئا علی قوس او عصا۔

(عالمگیری ص۱۴۸ ج۱ الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعة)

نظر سے نہیں گذری کہ رسول ﷺ کس ہاتھ میں رکھتے تھے، اس لئے خطیب کے لئے اختیار ہے کہ چاہے داہنے ہاتھ میں رکھے چاہے بائیں ہاتھ میں کوئی صورت خاص نہیں، جیسی عادت ہو یا جس میں سہولت ہو ہر طرح جائز ہے اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ ؎ **واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔**

خطبہ جمعہ مادری زبان میں کیوں ناجائز ہے؟

(۴۲۸) س:...... عیدین اور جمعہ کا خطبہ مخاطبین سامعین کی صرف مادری زبان میں دیا جانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ کہا جائے گا کہ عیدین اور خطبہ کا جمعہ عربی زبان کے سوا دوسری غیر عربی زبان میں دیا جانا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے، اس لئے ناجائز ہے، لیکن سنت نبوی ﷺ یہ تھی کہ ایسے خطبے کے دوران جو کچھ حضور ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے اس کو سامعین سنیں اور سمجھیں اور اس میں جو کچھ اوامر ونواہی ہوں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جو کچھ پند ونصائح ہوں اس سے سبق آموز ہو کر عبرت حاصل کریں۔ فی زماننا و دیارنا وہ صورت جس میں سامعین میں سے ننانوے بلکہ سو فیصدی عربی خطبے کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتے ہوں وہ ان اوامر ونواہی سے جو عربی خطبے میں بیان کئے

؎......طحطاوی کی عبارت سے بائیں ہاتھ میں قوس کا لینا ثابت ہوتا ہے:

"واذا قام یکون السیف بیسارہ"۔ (طحطاوی، باب الجمعة، فی بیان سنن الخطبة)

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری ؒ تحریر فرماتے ہیں:

"دونوں صورتیں جائز ہیں جس کو جو صورت موافق ہو اس پر عمل کرے، اگر خطبہ (کی کتاب) ہاتھ میں ہو تو اس کو سیدھے ہاتھ میں لیوے اور عصا کو بائیں ہاتھ میں لینا اولی ہے۔

وینبغی لہ ان یأخذ السیف او العصا او غیرھما بیدہ الیمنی اذ انھا السنة ولان تناول الطھارات انمایکون بالیمین والمستقذرات بالشمال۔

(المدخل ص۴۷ ج۲۔ فتاوی رحیمیہ ص۸۱ ج۳۔ خیر الفتاوی ص۴۲ ج۳)

جاویں، کیونکر کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور ایسا خطبہ کس طرح سنت نبوی کے مطابق قرار دیا جا سکتا ہے۔عیدین و جمعہ کے خطبے کو صرف عربی کے ساتھ مقید ومحدود رکھنے سے جو مواقع شارع اسلام نے اوامر ونواہی شرعیہ کی اشاعت کے کافۃ المسلمین کے پیدا فرمائے ہیں ان کا سد باب ہوتا ہے یا نہیں؟ اور خطیب کا خطبہ ایسی صورت میں خالی از روح ہو کر ایک فعل عبث ہوتا ہے یا نہیں، جبکہ اس کے مفہوم کو سامعین میں کوئی یا اکثر نہیں سمجھتے، اگر خطبہ صرف غیر عربی میں نہ ہو، بلکہ عربی خطبہ دینے کے ساتھ اس کے مفہوم اور اوامر ونواہی اور پند ونصائح اور تعلیم اسلامی کو زندہ رکھنے کے لئے اور بغرض نشر علوم دینیہ جو خطبے کی روح ہے اور اس کا مقصد اعلی ہے سامعین کی زبان میں حسب موقع ضرورت کے وقت بیان کر دیا جائے تو عربی بھی ساتھ ہونے کے باوجود جس سے مسنونیت عربیت بھی ادا ہو جاتی ہے شرعاً کیا مضائقہ ہے اور یہ طریقہ بدعت حسنہ اور ترقی اسلام اور اصلاح مسلمین کا ایک ذریعہ ہونے میں شارع کا یہی مقصود بھی ہے، کونسی دلیل محکم اور حجت شرعی مانع ہے اور ((من سن سنة حسنة)) الخ [1] میں داخل ہونے میں کونسی شرعی قباحت حارج ہے؟ نماز اور اس کی زبان پر خطبہ اور اس کی زبان کو قیاس کرنا کہاں تک صحیح اور درست ہے اور قیاس مع الفارق ہے کہ نہیں؟ اس واسطے کہ نماز اور شئی ہے اور خطبہ چیزے دیگر، دونوں کی نوعیت اور اغراض ومقاصد میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشّمس ہے ابین من الاحس ہے۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: خطبہ جمعہ وعیدین کا عربی میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کو غیر عربی میں پڑھنا یا عربی کے ساتھ اردو، فارسی وغیرہ زبان میں نظماً یا نثراً ترجمہ اور تفہیم کرنا مکروہ ہے اور عوام کی تفہیم کے واسطے وعظ مقرر رہے۔

---

[1]...... مسلم ص۳۴۱ ج۲، باب سن سنة حسنة، كتاب العلم۔

خطبے کو طریقۂ ماثورہ سے بدلنا احداث فی الدین ہے، لیکن اگر خطبہ غیر عربی میں پڑھا گیا یا عربی کے ساتھ کسی اور زبان میں مخلوط کر کے پڑھا گیا تو مع الکراہت ادا ہو جائے گا۔

اور وجہ کراہت ظاہر ہے کہ اس میں دواما سنت ماثورہ کا ترک کرنا اور مواظبت نبویہ ﷺ وصحابہؓ کے تعامل کا خلاف ہے، لہذا اس کے خلاف سنت و بدعت ہونے میں کیا شک ہے اور خلاف سنت مؤکدہ کا ترک اور بدعت کے ارتکاب کا مکروہ تحریمی ہونا اصول فقہ میں مقرر ہے۔ قرآن مجید اور خطبے دونوں کا اصلی مقصد ایک ہی ہے، چنانچہ خطبے کو قرآن مجید میں ذکر اللہ فرمایا ہے۔ [1] اور یہی لفظ قرآن مجید کے لئے بھی وارد ہوا ہے:

﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ الآیۃ۔ [2]

بلکہ قرآن مجید کے لئے لفظ ''ذکری'' بمعنی تذکیر بھی وارد ہوا ہے:

﴿ان هو الا ذکری للعٰلمین﴾۔ [3]

پس اگر لفظ اس پر دال ہے کہ اس سے لوگوں کو ان کی زبان میں نصیحت کی جاوے تو

---

[1]...... ﴿یایها الذین اٰمنوآ اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله﴾

ترجمہ:...... اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف چل پڑا کرو۔ (سورۂ جمعہ، آیت ۹)

عامہ مفسرین نے اس آیت کے تحت تصریح فرمائی ہے کہ ذکر سے آیت میں خطبہ مراد ہے۔

وقدصرح عامة المفسرین بان المراد من الذکر الخطبة ویؤیده مارواه الشیخان عن ابی هریرهؓ فی حدیث طویل " فاذا خرج الامام حضرت الملائکة یستمعون الذکر "۔

(خطبہ جمعہ۔ جواہر الفقہ ص ۳۵۱ ج ۱)

[2]...... ترجمہ: ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں۔ (سورۂ حجر، آیت ۹)

[3]...... ترجمہ: یہ (قرآن) تو صرف تمام جہاں والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔ (انعام، ۹۰)

چاہئے کہ قرآن مجید کی جگہ بھی اس کا ترجمہ یا اس کے ساتھ نماز میں حاضرین کی زبان میں ترجمہ پڑھا جاوے، بلکہ ''ذکری'' اس پر دال ہے۔ اور اگر قرآن مجید سے تفہیم ناس کو خارج نماز کے ساتھ مخصوص کیا جاوے اور نماز میں محض تلاوت کا حکم کیا جاوے تو خطبے سے تفہیم ناس کو بھی خارج ہیئت کہا جاوے، مثلاً خطبے سے قبل یا نماز کے بعد، پھر ضرورت تفہیم کو حضرات صحابہ ؓ ہم سے زیادہ جانتے تھے کہ بلاد عجم روم و فارس ان کے زمانے میں فتح ہو چکے تھے یہاں تک کہ شہر کابل حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتح ہو گیا، جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ کتب حدیث میں اس کی روایت موجود ہے۔ [1]

اور ظاہر ہے کہ ان بلاد میں ہزارہا ایسے نفوس موجود تھے جو عجمی زبانوں کے ماہر تھے جیسے حضرت زید بن ثابت ؓ عجمی وحبشی ورومی وعبرانی وفارسی زبان جانتے تھے۔ [2]

---

[1]......حضرت ابولبید سے روایت ہے کہ ہم عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کے ساتھ کابل میں تھے۔

(ابوداؤد ص ۳۶۹، باب فی النهی عن النهبی اذا کان فی الطعام قلة فی ارض العدو، کتاب الجهاد)

عہد عثمانی میں حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے ۳۲ھ میں سجستان اور کابل پر چڑھائی کی تھی، اس طرح کابل عہد عثمانی میں فتح ہو چکا تھا، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد دونوں علاقے باغی ہو گئے تھے، مگر حضرت معاویہ ؓ کی خلافت میں دوبارہ دونوں کو فتح کر لیا گیا۔

(دیکھئے! سیر الصحابہؓ ص ۱۴۶ ج ۴، حصہ ہفتم، تذکرہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ)

[2]......''تهذیب الکمال'' میں عبرانی، سریانی وزبان یہود کے سیکھنے کا ذکر ہے۔ عبارت یہ ہے:

''یازید تعلم لی کتاب یهود، فانی والله ماآمن یهود علی کتابی، قال فتعلمته فما مضی نصف شهر حتی حذقته فکنت اکتب لرسول الله ﷺ اذا کتب الیهم واذا کتبوا الیه قرأت له''،

قال رسول الله ﷺ: ''انها تأتینی کتب لا احب ان یقرأها کل احد فهل یستطیع ان تعلم کتاب العبرانیة او قال السریانیة؟ فقلت نعم فقام فتعلمتها فی سبع عشرة لیلة''۔

سیر الصحابہؓ' میں لکھا ہے کہ: ''انہوں نے مدینہ میں ان زبانوں کے جاننے والوں سے سیکھا تھا''۔

(''کتاب التنبیه والاشراف'' ص ۲۸۳ بحوالہ ''سیر الصحابہؓ'' ص ۳۵۵ ج ۳)

اور حضرت سلمان فارسیؓ جو فارس کے اہل زبان تھے۔ ۱؎

باینہمہ ضرورت وحاجت صحابہ ؓ کا تبدیل زبان خطبے کا اہتمام نہ کرنا دلیل مستحکم اس امر پر ہے کہ خطبہ عربی میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور غیر عربی میں بدعت ومکروہ وخلاف سنت ہے۔

مقصود اصلی خطبہ جمعہ وغیرہ سے نفس ذکر الٰہی ہے نہ تعلیم احکام دینیہ، اسی وجہ سے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله﴾ الآیۃ۔

اور ہدایہ اور درمختار بلکہ تمام کتب فقہ میں بحث خطبے میں ''کفت تحمیدة او تهلیلة او تسبیحة'' موجود ہے، ۲؎ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اگر خطبے میں صرف ''سبحان الله'' یا ''الحمد لله'' یا ''لااله الا الله'' وغیر پر کفایت کیا تو کافی ہوگا، لیکن کراہت لازم ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ''لا بد من ذکر طویل'' اس کی تفصیل در المختار، شامی، ہدایہ فتح القدیر، بحر الرائق، بدائع وغیرہ میں مشرح ہے۔ ۳؎

پس اگر مقصود اصلی خطبے میں تعلیم احکام دینیہ وتبیین احکام شرعیہ ہوتا تو صرف ادنی ذکر یا مجرد ذکر طویل سے کیونکر خطبہ ادا ہوجاتا۔ اللہ تعالی صرف ﴿الی ذکر الله﴾ لفظ پر کیوں کفایت فرماتا، اسی وجہ سے فقہاء کرامؒ خطبے میں تعلیم احکام دینیہ کو مندوب لکھتے ہیں نہ کہ

۱؎..... حضرت بلال ؓ حبشہ کے اور حضرت صہیبؓ روم کے باشندے تھے۔

۲؎..... درمختار ص۲۰ ج۳، باب الجمعة۔

۳؎..... وقالا : لابد من ذکر طویل ،واقله قدر التشهد الواجب.(در) وفی الشامی: '' (واقله) فی العناية وهو مقدار ثلث اٰیات عندالکرخی ،وقیل مقدار التشهد من قوله ''التحیات لله'' الی قوله ''عبده ورسوله''۔ (شامی ص۲۰ ج۳، باب الجمعة ،قبیل مطلب: فی قول الخطیب قال الله الخ)

شرط خطبہ۔ ؎۱

خلاصہ یہ ہے کہ مقصود اصلی جہاں تعلیم احکام ہو وہاں معلم کو متعلمین وسامعین کی زبان میں تعلیم وتفہیم کرنا درست ہوگا اور خطبے کا اصلی مقصود ذکر ہے اور وہ آنحضرت ﷺ وخلفاء راشدینؓ وحضرات صحابہؓ وتابعینؒ ومحدثینؒ وائمہ مجتہدینؒ اور سلف صالحینؒ سے عربی ہی میں ثابت ومنقول ہے اور باوجود ضرورت واحتیاج کے کسی سے اس کی تغییر منقول نہیں، پس خطبہ عربی کے سوا کسی اور زبان میں پڑھنا بالضرور بدعت وخلاف سنت مؤکدہ ومکروہ ہوگا۔ ؎۲

پھر اگر سامعین میں مختلف ملک کے باشندے موجود ہوں تو کیا خطیب کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ سب زبانوں کا ماہر ہو، اگر نہیں تو دوسری زبان والوں کی کیا رعایت ہوئی۔ علی هذا قد ثبت من الاحاديث الصحيحة والسيرة النبوية حضور العجميين عنده ﷺ وكانوا فى اول امرهم لا يعرفون العربية فان كان تفهيم الخطبة من ضروريات الخطبة فقد مست الحاجة الى ترجمتها بلسانهم ولم يفعله النبى ﷺ مع القدرة عليه باقامة الترجمان من جماعة الصحابةؓ فعلم ان مواظبة عليه السلام على اللغة العربية فى الخطبة ليس لمحض كونه عربيا وعلى سبيل جريان العادة بل كان ذلك مقصودا منه عليه الصلوة والسلام ،فالحاصل ان جعل الخطبة بالعربية سنة مؤكدة ،وقال محدث الهند حضرة الشاه ولى اللهؒ فى شرح المؤطا : ولما لا حظنا

؎۱...... ان الخطيب اذا رأى حاجة الى معرفة بعض الاحكام فانه يعلمهم اياها فى خطبة الجمعة، خصوصا وفى زماننا لكثرة الجهل وقلة العلم۔ (شامی ص۵۸ ج۳،باب العیدین)

؎۲......فانه لا شك فى ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبى ﷺ والصحابةؓ فيكون مكروها تحريما۔ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ص۲۴۲ ،باب الجمعة)

خطب النبی ﷺ وخلفائه وهلم جرا فتنقحنا وجود اشیاء منها الحمد والشهادتین والصلوة علی النبی ﷺ والامر بالتقوی وتلاوة آیة والدعاء للمسلمین والمسلمات وکون الخطبة عربیة (الی قوله) واما کونها عربیة فلا ستمرار عمل المسلین فی المشارق والمغارب مع ان فی کثیر من الاقالیم کان المخاطبون اعجمیین "۔ ۱

وقال النووی الشافعیؒ فی الاذکار فی کتاب حمد الله تعالی:

"ویشترط کونها یعنی خطبة الجمعة وغیرها بالعربیة" انتهی ۔ ۲

فالحاصل ان اللغة العربیة فی الخطبة سنة مؤکدة عندنا وترک العربیة رأسا وجعلها بالعجمیة او ترجمتها بغیر العربیة مکروها تحریما وتارکها اٰثم ولا سیما المدمن علیه و بدعة حق لاریب فیه ، وفقه المسئلة ان الخطبةامر تعبدی لا مسا غ فیها للقیاس کالقراء ة فیجب فیها اتبا ع الماثور والمنقول ولولا ذلک لنقل عن الصحابةؓ قرأتها بالفارسیة لما فتح فارس واقیم فیها الجمعة وکونها غیر منقول ظاهر فاذن الامر باهر علی کل ماهر متبع السنة وطریق السلف۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

خطبۂ جمعہ کس زبان میں ہونا چاہئے؟

(۴۲۹) س:...... خطبہ کونسی زبان میں ہمارے نبی ﷺ سے ثابت ہے؟

۲:...... ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کس زبان میں خطبہ جائز ہے؟

۱...... مصفی شرح مؤطا ص ۱۵۴ ج ۱۔

۲...... شرح احیاء العلوم زبیدی ص ۳۲۶ ج ۳۔

۳:......حنفیوں کو جمعہ کا خطبہ اردو زبان میں اہل حدیث کی مسجد میں سننا کہاں تک جائز ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: حضور ﷺ سے عربی زبان میں خطبہ ثابت ومنقول ہے اور زمانہ خیر القرون صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ میں بھی جبکہ اسلام ملک عرب سے گذر کر عجم اور دنیا کے اکثر حصوں میں پھیل چکا تھا، جن کی زبان عربی نہیں تھی برابر عربی زبان میں خطبہ جاری رہا، اس لئے حنفیہ کے یہاں امام اعظمؒ کے نزدیک عربی زبان میں خطبہ واجب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک فرض ہے۔

۲:......امام اعظمؒ کے نزدیک عربی زبان میں خطبہ پڑھنا واجب ہے اور غیر عربی میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک خطبہ کا عربی میں ہونا شرط ہے کہ بغیر عربی زبان کے صاحبینؒ کے نزدیک خطبہ ہی نہ ہوگا۔ [۱] حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: "وكون الخطبة عربية" [۲] یعنی خطبہ کا عربی میں ہونا مسنون ہے اور غیر عربی میں خطبہ پڑھنا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

۳:......نمبر ایک و دو کے جواب سے واضح ہوگیا کہ اس طرح اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متوارثہ ہے اور طریقہ سلف صالحین سے یعنی صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ کے

---

[۱]......لم يقيد الخطبة بكونها بالعربية اكتفاء بما قدمه فى "باب صفة الصلوة" من انها غير شرط ولو مع القدرة على العربية عنده خلافا لهما حيث شرطاها" الخ۔

(شامی ص۱۹ ج۳، باب الجمعة، تحت قوله (و) الرابع (الخطبة فيه)

وفى "باب صفة الصلوة: "(وصح شروعه) ايضا مع كراهة التحريم (بتسبيح وتهليل) الى قوله: (كما صح لو شرع بغير عربية)"۔ (درمختار ص۱۸۲ ج۲، باب صفة الصلوة)

[۲]......مصفے شرح مؤطا ص۱۵۴ ج۱۔

نوٹ:......اس مسئلہ پر تفصیل کے لئے دیکھئے! "الاعجوبة فى عربية خطبة العروبة"۔ جواہر الفقہ ص ۳۴۷ ج۱۔

عمل کے خلاف ہے، لہذا خلاف سنت فعل میں شریک ہونا شرعاً مستحسن نہیں، سنت کی موافقت مستحسن ہے اور اس کی عادت ڈالنی مناسب ہے۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم ،

اثناء خطبہ میں خطبہ کا ترجمہ کرنا خلاف سنت ہے

(۴۳۰) س:...... جمعہ کے روز جمیع مصلیان خطبہ کے معنی سننے کے لئے بہت آرزومند ہیں، یعنی اثناء خطبہ میں صرف ترجمہ سننا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و بالله التوفيق: اثناء خطبہ میں خطبہ کا ترجمہ کرنا بوجہ خلاف سنت ہونے کے مکروہ ہے، اس میں علاوہ سنت متوارثہ وصحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ وائمۂ مجتہدینؒ وسلف صالحینؒ کے طریقۂ مسنونہ کے خلاف خطبہ بہت طویل ہوجاتا ہے اور خطبہ کا نماز سے مختصر ہونا سنت ہے، طویل کرنا مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

((من مئنة الرجل ان يقصر خطبته من الصلوة)) رواہ مسلم۔ [۱]

یعنی آدمی کی عقلمندی ہے کہ اس کا خطبہ نماز سے چھوٹا ہو، اس لئے سنت یہ ہے کہ عربی میں مختصر خطبہ پڑھ لیا جاوے اور لوگوں کو خطبہ کے معنی سننے کا شوق ہو تو اور کسی وقت سنایا جاوے۔ اثنائے خطبہ میں ترجمہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ خلاف سنت ومکروہ فعل پر لوگوں کا اصرار وشوق نامناسب ہے۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

خطبۂ جمعہ زبانی پڑھے یا دیکھ کر؟

(۴۳۱) س:...... خطبہ زبانی پڑھنے میں کوئی قباحت ہے؟

---

[۱]......عن عمارؓ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ((ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته من مئنّة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة وان من البيان لسحرا))،

(مسلم ص ۲۸٦ ج ۱، کتاب الجمعة۔ مشکوۃ ص ۱۲۳، باب الخطبة والصلوة الجمعة، الفصل الاول)

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: کچھ قباحت نہیں، بلکہ افضل ہے۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بارہ مہینے کے خطبے کا رواج کب سے ہوا؟

(۴۳۲) س:...... خطبہ دوازدہ ماہی کا رواج کب سے ہوا؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اس کی تحقیق نہیں۔ والله تعالی اعلم

خطبہ کی کتاب کا رواج قرون ثلاثہ میں تھا یا نہیں؟

(۴۳۳) س:...... خطبہ کی کتاب ہاتھ میں لے کر پڑھنے کا رواج قرون ثلاثہ میں تھا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: رواج نہیں تھا اور چونکہ ان حضرات کی مادری زبان عربی تھی، اس لئے انہیں دیکھ کر پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ عجمی ممالک میں جہاں ائمۂ مساجد کو تکلم عربی پر قدرت نہیں کتاب میں دیکھ کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

چند خطبوں کو بار بار پڑھنا کیسا ہے؟

(۴۳۴) س:...... ایک شخص پانچ، چھ خطبے کا حافظ ہے اور اکثر یہی خطبے پڑھا کرتا ہے، انہیں خطبوں کو مکرر اور بار بار پڑھنے میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟ بر تقدیر عدم کراہت خطیب کو طعن و تشنیع کرنے والے پر شرعا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: کراہت نہیں، چند مخصوص خطبوں کا پڑھنے والا امام کسی امر منکر کا مرتکب نہیں، اس لئے طعن و تشنیع کرنے والے گنہگار ہوں

گے۔تعزیر شرعی کے لئے حکومت اسلامی شرط ہے۔موجودہ حالات میں طعن و تشنیع سے زبان روک لینا اور صاحب حق سے معذرت کے بعد توبہ کرلینا کافی ہے۔واللہ تعالی اعلم۔

خطیب منبر پر کس طرح کھڑا ہو؟

(۴۳۵) س:...... خطیب منبر پر سیدھا کھڑا ہوکر خطبہ دے یا جسم کو حرکت دے؟ شرعاً کس طرح پڑھنا چاہئے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: امام کے لئے سنت یہ ہے کہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ پڑھے اور خطبہ پڑھنے کی حالت میں فطری طور پر بدن کو حرکت ہوتی ہی ہے جو لازمی وضروری ہے۔ہاں بلاضرورت خواہ مخواہ بدن کو حرکت دینا غیر مستحسن ہے اور ضروری حرکت کو جو بولنے والے کے جسم میں ہوتی ہے اس پر اعتراض کرنا جہالت ہے۔اثنائے خطبہ میں امام کا کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف مڑنا اور متوجہ ہونا اس کو علامہ نوویؒ کی منہاج سے اور اس کی شرح سے ابن حجرؒ کے قول سے علامہ شامیؒ نے ص ۸۴۸ ج ۱، میں بدعت لکھا ہے۔[ل] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

خطیب کا اپنے چہرے کو دائیں بائیں پھیرنا کیسا ہے؟

(۴۳۶) س:...... خطبۂ عیدین یا خطبۂ جمعہ پڑھتے وقت امام کا اپنے چہرے کو ادھر ادھر

ل......تنبيه: مايفعله بعض الخطباء من تحويل الوجه جهة اليمين وجهة اليسار عند الصلوة على النبی ﷺ فی الخطبة الثانية لم ار من ذكره ،والظاهر انه بدعة ينبغی تركه لئلا يتوهم انه سنة، ثم رأيت فی منهاج النووی قال: ولا يلتفت يمينا وشمالا فی شئی منها ،قال ابن حجر فی شرحه: لان ذلک بدعةويؤخذ ذلک عندنا من قول البدائع : ومن السنة ان يستقبل الناس بوجهه ويستدير القبلة لان النبی ﷺ كان يخطب هكذا۔

(شامی ص۲۱ ج۳،باب الجمعة،مطلب: فی قول الخطيب قال الله تعالى اعوذ بالله الخ)

پھرانا یعنی قوم کو خطبہ سنانے کی نیت سے دائیں بائیں جانب منھ پھرانا کیسا ہے؟ شامی ص ۷۵۹ ج ۱ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ آیا ایسا ہی ہے یا اور کوئی خاص وجہ ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و بالله التوفيق: علامہ نوویؒ نے ''منہاج'' میں منع لکھا ہے اور علامہ ابن حجرؒ اس کی شرح میں منع کی وجہ بدعت لکھتے ہیں اور علامہ شامیؒ ''بدائع'' کی عبارت ''ومن السنة ان يستقبل الناس بوجه ويستدير القبلة'' الخ [۱] سے بدعت سمجھ رہے ہیں اور تحویل یمین و یسار سے مقصود اسماع و توجہ الی القوم ہے تو بدعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، لیکن اس توجہ کو ضروری و مسنون سمجھ کر کرنا بدعت ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

خطبہ کی حالت میں امام کا امر بالمعروف کرنا؟

(۴۳۷) س:...... امام جمعہ کے خطبے کے لئے منبر پر جا کر بیٹھے اور مؤذن نے اذان دی، قبل خطبہ شروع کرنے کے امام نے مقتدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ بڑے لوگ آگے کی صف میں آجاویں اور بچے پیچھے چلے جاویں، اس پر زید نے کہا کہ دوبارہ اذان کہی جاوے ورنہ جمعہ کا خطبہ اور نماز مکروہ ہوگی، امام نے بدون تکرار اذان خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی۔ آیا نماز مکروہ ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں امام کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے کسی قسم کی کراہت لازم نہیں آئی اور نہ کوئی فعل بالاجنبی واقع ہوا، لہذا خطبہ و نماز میں کوئی کراہت لازم نہیں آئی۔ امام کو امر بالمعروف کا حق ہے، بہتر یہ تھا کہ تسویہ صفوف کے وقت میں کہا جاتا، لیکن خطبہ کے وقت کہنے سے کوئی خرابی

[۱]......شامی ص ۲۱ ج ۳، باب الجمعة، مطلب: فی قول الخطيب قال الله تعالى اعوذ بالله الخ۔

لازم نہیں آتی۔درالمختار کی عبارت اس باب میں مصرح ہے:''ویکرہ تکلمه فیها الا لامر بمعروف لانه منها'' ۱؎ یعنی امر بالمعروف کے لئے اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ نہیں' لہذا کچھ حرج نہیں ہوا۔ واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

اثنائے خطبہ میں درود شریف پڑھنا

(۴۳۸)س:...... خالد کہتا ہے کہ خطیب جب خطبہ میں محمد ﷺ کا نام آئے تو ﷺ پڑھے اور مخاطب وسامعین کو درود شریف وغیرہ کوئی کلام منع ہے اور یہ حکم سامعین کے لئے ہے اور خطیب کے لئے امر بالمعروف خطبہ میں اگر ضرورت ہو کرنا جائز ہے اور حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا اور ازواج مطہرات ودیگر صحابہ پر رضی اللہ عنہم پڑھنا صرف خطیب کے لئے جائز ہے۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اثنائے خطبہ میں حضور ﷺ کا نام نامی واسم گرامی پڑھتے وقت وحضرات صحابہ ؓ وازواج مطہرات کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ''رضی اللہ عنہم''ملانا امام کے لئے مستحب ہے اور تمام سامعین کو ﷺ دل ہی دل میں آہستہ کہنا چاہئے اور''رضی اللہ عنہم''صرف امام پڑھے،سامعین کے ذمہ ''رضی اللہ عنہم'' کہنا ضروری نہیں،لیکن اگر آہستہ دل میں سامعین بھی کہیں تو جائز ہے۔حضور ﷺ کے نام مبارک کو سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہے،لیکن امام زور سے پڑھے اور سامعین آہستہ سے دل میں کہیں اور خطبہ سننے پر متوجہ رہیں۔

اور خطیب کو اثنائے خطبہ میں کسی ضروری دینی بات پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا جائز ہے اور سامعین کو اثنائے خطبہ میں نماز،سلام،کلام وغیرہ کچھ کہنا،پڑھنا

۱؎...... درمختار ص۲ ج۳،باب الجمعة۔

جائز نہیں بجز اس کے کہ درود شریف حضور ﷺ کے نام پاک پر آہستہ سے کہیں ۔ جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے اور سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح یا درود شریف پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ اثنائے خطبہ میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔

" (کل ما حرم فی الصلوة حرم فیها) فیحرم اکل وشرب و کلام ولو تسبیحا او رد سلام او امر بمعروف بل یجب علیه ان یستمع و یسکت (بلا فرق بین قریب وبعید) "۔ [۱] ویکره تکلمه فیها الا لامر بمعروف لانه منها"۔

(در المختار ص ۱۱۱ ج ۱۔ بحر ص ۱۵۵ ج ۲۔ [۲])

"فیسن الدعاء بقلبه لا بلسانه "۔ (شامی ص ۵۵۴ ج ۱، [۳])

" اختلفوا فی الصلوة علی النبی ﷺ عند سماع اسمه، الصواب انه یصلی فی نفسه "۔(بحر ص ۱۵۶ ج ۲۔ درمختار ص ۱۱۳ ج ۱، [۴]) و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

خطبہ ثانیہ میں سلاطین کے لئے دعا کرنا

(۴۳۹) س:...... جمعہ کے خطبۂ ثانی میں سلاطین اسلام کے لئے دعا کا کیا حکم ہے؟ اور کس طرح دعا کی جائے؟

---

[۱]......درمختار ص ۳۵ ج ۳، باب الجمعة۔

[۲]......درمختار ص ۲۳ ج ۳، باب الجمعة۔

بحر کی عبارت یہ ہے: " ویکره للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبة الا اذا کان امرا بمعروف فلا یکره "ان مایحرم فی الصلوة یحرم فی الخطبة من اکل وشرب و کلام " الخ۔(بحر ص ۱۵۵ ج ۲)

[۳]......شامی ص ۴۲ ج ۳، باب الجمعة، مطلب: فی ساعة الاجابة یوم الجمعة۔

[۴]......درمختار ص ۳۶ ج ۳، باب الجمعة۔

ج:......حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ثانی خطبہ میں سلاطین اسلام وامراء کے لئے دعا کرنا جائز ہے اوراس طرح دعا کی جائے:

" اللهم اعز الاسلام والمسلمين ،اللهم انصر سلاطين الاسلام وامراء المسلمين وعساكر الموحدين"۔ [۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

ثانی خطبہ میں عشرۂ مبشرہ کا ذکر کرنا کیسا ہے؟

(۴۴۰) س:...... ثانی خطبہ میں تمام عشرۂ مبشرہ کے نام لینا کسی دلیل سے ثابت ہے یا نہیں

ج:......حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: "ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين ،لاالدعاء للسلطان ،وجوزه القهستانی "۔(درالمختار،شامی،بحرالرائق [۲])

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ثانی خطبہ میں حضور ﷺ کے اہل واصحاب وازواج مطہرات وبنات طاہرات خصوصا حضرت سیدہ فاطمہ ؓ وخلفاء راشدین ؓ وعمین محترمین ؓ حضرت حمزہ ؓ وحضرت عباس ؓ کے لئے دعا کرنا مستحب ہے،اس حکم میں حضرات عشرہ مبشرہ بھی ہیں،یعنی ان کے لئے بھی دعا جائز ومستحب۔ [۳] و الله تعالى اعلم وعلمه احكم ۔

---

[۱]......قال صاحب الدر :" لاالدعاء للسلطان وجوزه القهستانی " وفی الشامی " ثم يدعوا لسلطان الزمان بالعدل والاحسان " الخ ....."اماما اعتيد فی زماننا ،من الدعاء للسلاطين العثمانية ايدهم الله تعالى كسلطان البرين والبحرين وخادم الحرمين الشريفين فلا مانع منه"۔

(شامی ص۲۲ ج۳،باب الجمعة،مطلب: فی قول الخطيب قال الله تعالى اعوذ بالله الخ)

[۲]......درمختار ص۲۱ ج۳، باب الجمعة۔

[۳]......واما ترضی الخطيب فی خطبته عن الخلفاء من الصحابة وبقية العشرة وباقی الصحابة وامهات المؤمنين وعترة النبی ﷺ رضی الله عنهم اجمعين فهو من باب المندوب لا من باب البدعة فعله عمر بن عبد العزيز لامير كان وقع قبله وقال مالك ؒ فی حقه: هو من امام هدى وانا اقتدى به۔(كتاب المدخل ،لابن الحاج ؒ ص۵۷ ج۲)

خطبہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کہنا

(۴۴۱) س:...... ثانی خطبہ میں ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما'' کہنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ثانی خطبہ میں جبکہ حضرت عثمانؓ کے والد عفان کا مسلمان ہونا ثابت نہیں، لہذا ''رضی اللہ عنہما'' بصیغۂ تثنیہ نہ کہا جاوے بلکہ ''رضی اللہ عنہ'' کہا جاوے۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

مسجد میں جمعہ چھوڑ کر ظہر کی نماز پڑھنا

(۴۴۲) س:...... جمعہ کے روز بعد اذان مسجد میں شور وغل کرنا اور اثنائے خطبہ میں زور زور سے باتیں کرنا اور بلا وجہ شرعی جمعہ چھوڑ کر باقامت و امامت مسجد میں چار رکعت ظہر پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا: جمعہ کے روز کی تخصیص نہیں، مسجد میں کسی روز اور کسی وقت بھی شور وغل کرنا جائز نہیں۔ [1] اثنائے خطبہ میں باتیں کرنا بھی ناجائز ہے۔ [2] اور بلا عذر شرعی مسجد میں جمعہ کی نماز چھوڑ کر ظہر کی جماعت کرنا جائز نہیں۔ [3] واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ، وارد حال رنگون الجواب صحیح، مرغوب احمد

---

[1]......((الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما تأکل البھیمة الحشیش))۔

(شامی ص۴۳۶ ج۲، باب ما یفسد الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد)

[2]......اذا خرج الامام فلا صلوة و لا کلام (در) وفی الشامی:" واخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه عن علیؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ کانوا یکرھون الصلوة والکلام بعد خروج الامام"۔

(شامی ص۳۴ ج۳، باب الجمعة، قبل مطلب: فی حکم المرقی بین یدی الخطیب)

[3]......(وکره) تحریما (لمعذور ومسجون) ومسافر (اداء ظهر بجماعة فی مصر) (وکذا اهل مصر فاتتهم الجمعة۔ (درمختار ص۳۲ ج۳، باب الجمعة)

مسجد میں ظہر کے بعد جمعہ کی جماعت کرنا

(۴۴۳) س:...... مسجد میں ظہر کی جماعت کے بعد امام معین دوسرے مصلیوں کے ساتھ جمعہ ادا کرے تو کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: پہلی ظہر کی جماعت درست نہیں تھی تو امام معین کو جائز ہے کہ وہ باقاعدہ جمعہ کی نماز ادا کرے۔و الله تعالی اعلم و علمه اتم ۔

الجواب صحیح، مرغوب احمد کتبہ محمد کفایت اللہ، وارد حال رنگون

دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا سنت ہے

(۴۴۴) س:...... امام نے بھول سے جمعہ کے دونوں خطبے ایک ہی ساتھ پڑھ دیئے، پہلے خطبہ کے بعد فصل نہیں کیا اور بیٹھا نہیں تو نماز ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: دو خطبوں کے درمیان میں فصل کرنے کے لئے بیٹھنا سنت ہے۔[۱] امام نے اگر بھول کر یہ فعل کرلیا تو سنت کے خلاف ہوا، لیکن اس پر ترک سنت کا کوئی مواخذہ نہیں، دیدہ و دانستہ یہ فعل کرنا برا ہے کہ اس میں سنت کا خلاف لازم آتا ہے اور اس سے خطبہ میں یا نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا، نماز و خطبہ دونوں صحیح ہوگئے۔و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد امام و مقتدی کا دعا مانگنا

(۴۴۵) س:...... جمعہ کے خطبہ کی اذان کے بعد منبر پر امام کو مع مقتدی کے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱]......ویسن خطبتان بجلسة بینهما۔(درمختار ص۲۰ ج۳، باب الجمعة)

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفیق: خطبے کی اذان کے ختم ہونے کے بعد حضورﷺ فوراً خطبہ شروع فرمادیا کرتے تھے، ۱؎ دعا میں مشغول ہونا کہیں منقول نہیں، اگر امام ومقتدی آہستہ دعا بدون ہاتھ اٹھائے ہوئے دل ہی دل میں کرلیں تو جائز ہے، جہرا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں۔ ۲؎ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

خطیب کو عصا دیتے وقت مؤذن کا درود پڑھنا

(۴۴۶) س:...... خطیب کو عصا دیتے وقت مؤذن کا درود پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفیق: اس وقت درود پڑھنے کا شرعا کوئی ثبوت نہیں۔و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

خطبہ کے بعد امام کا بیٹھنا اور حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہونا

(۴۴۷) س:...... خطبہ کے بعد امام آکر مصلی پر بیٹھ جاتے ہیں، حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفیق: امام کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ ۳؎

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

۱؎......عن ابن شهابؓ قال :" بلغنا ان رسول الله ﷺ كان يبدأ فيجلس على المنبر فاذا سكت المؤذن قام فخطب الخطبة الالى "الخ۔

(اعلاء السنن ص ۷۴ ج ۸،باب خطبة الجمعة وما يتعلق بها ،رقم الحديث ۲۰۵۵)

۲؎......قال فى المعراج :فيسن الدعاء بقلبه لا بلسانه لانه مامور بالسكوت،

(شامی ص ۴۲ ج ۳ باب الجمعة ،مطلب :فى ساعة الاجابة يوم الجمعة)

۳؎......سوال نمبر ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱ / ص ۲۳۳ ج ۲ / پر یہ بحث گذر چکی ہے۔

رمضان کے آخری خطبہ میں وداعی مضامین

(۴۴۸) س:...... رمضان مبارک کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں ”الوداع یا شھر رمضان“ ”الفراق شھر رمضان“ پڑھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: رمضان کے اخیری جمعہ کے خطبہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے، لیکن نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ سے منقول نہیں اور نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے، لہذا اس پر مداومت کرنا جس سے عوام کو اس کے سنت ہونے کا خیال پیدا ہونہ چاہئے۔ [۱]

---

[۱]...... حضرت علامؒ نے اپنے فتوی میں صرف اس کا جواز تحریر فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا جائز ہے، اس سے وداعی جمعہ کے جواز کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ نے بھی تقریبا یہی مضمون تحریر فرمایا ہے۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

”رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبے میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے، لیکن نبی ﷺ اوران کے اصحابؓ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے، لہذا اس پر مداومت کرنا جس سے عوام کو اس کے سنت ہونے کا خیال پیدا ہونہ چاہئے۔ (علم الفقہ ص ۳۱۸، حصہ دوم)

ہمارے علماء دیوبند کے اکثر فتاوی میں اس کا عدم جواز یا بدعت ہونا لکھا ہے، اس لئے احتیاط یہی ہے کہ اسے ناجائز ہی کہا جائے۔ چندا کابر کی تحریرات درج کرتا ہوں:

”یہ خطبہ بدعت ہے“ اور خطبہ الوداع کا بدعت ہے“۔ (فتاوی رشیدیہ، تالیفات رشیدیہ ص ۱۳۹)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتوی

”الوداع کا پڑھنا اخیر ماہ رمضان مبارک میں سلف اہل سنت سے ثابت نہیں ہے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ شعار روافض خذلھم اللہ کا ہے، پس اس کو ترک کرنا چاہئے۔ (عزیزی الفتاوی ص ۳۰۶ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ جمعۃ الوداع کے لئے سفر کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اول تو جمعۃ الوداع کو ایسی اہمیت دینا جو دوسرے جمعات میں نہ سمجھی جائے یہ ایک خود ساختہ خیال اور بدعت ہے۔ ثانیا اس کام کے لئے سفر کرنا فضول خرچی ہے“۔ (امداد المفتیین ص ۳۴۴)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی ’’حوادث الفتاوی‘‘

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ خطبۃ الوداع پڑھنا قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں۔فقہاءؒ نے اس کے پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔مولانا عبد الحئی صاحب لکھنویؒ نے اس کے بدعت ممنوع ہونے کو تفصیل سے مدلل بیان فرمایا ہے‘‘۔(فتاوی محمودیہ ص۱۸۴ ج۱۲)

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا آنحضرت ﷺ واصحاب کرامؓ وسلف صالحین سے ثابت نہیں ہے،اگر چہ فی نفسہ مباح ہے،لیکن اس کے پڑھنے کو ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والے کو مطعون کرنا برا ہے اور بھی کئی برائیاں ہیں۔ان خرابیوں کی وجہ سے ان کلمات کا ترک لازمی ہے یا کہ ان خرابیوں کی اصلاح ہو جائے۔

(زبدۃ الفقہ ص۲۰۶ ج۲۔عمدۃ الفقہ ص۱۵۴ ج۲،ممنوعات ومکراہت خطبہ)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’اس کی شرع میں کوئی اصل نہیں،بدعت ہے۔(احسن الفتاوی ص۳۷۱ ج۱)

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’عوام میں رمضان المبارک کا آخری جمعہ بڑی اہمیت کے ساتھ مشہور ہے اور اس کو’’جمعۃ الوداع‘‘ کا نام دیا جاتا ہے،لیکن احادیث شریفہ میں آخری جمعہ کی کوئی الگ خصوصی فضیلت ذکر نہیں کی گئی، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آخری جمعہ یا جمعۃ الوداع کا جو تصور ہمارے یہاں رائج ہے حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ رمضان کے آخری جمعہ کا نام’’آخری جمعہ‘‘یا’’جمعۃ الوداع‘‘ کب سے ہوا اور یہ نام کیوں رکھا گیا۔.....بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ آخری جمعہ کے خطبے میں رمضان المبارک کے فراق و وداع کے مضامین بڑے رقت آمیز انداز میں بیان کرتے ہیں،لیکن حضرات فقہاء نے فراق و وداع کے مضامین بیان کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۱۳۴ ج۲)

حضرت مولانا محمد عثمان غنی گیاویؒ تحریر فرماتے ہیں:

آخری جمعہ رمضان میں الوداع پڑھنا ثابت نہیں،اس لئے اس کا التزام ناجائز ہے۔

(فتاوی امارت شرعیہ ص۲۳۸ ج۲)

ص۱۵۳ حصہ ثالث پر ایسے ہی سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''وچوں قبح بعضے بدعات غامض می باشد مصلحین ومنکرین را لازم است کہ در ہمچو ایں بدعات بر عامل وملتزم عنف وتشدد نہ کنند کہ اکثر منجر بزیادۃ اصرار ووقوع مضمون ﴿واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم﴾ ۱؎ می شود، بلکہ برفق ولطف ایشار ابراہ آرند'' واللہ الموفق۔ ۲؎ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

۱؎......اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو اس گناہ (دونا) آمادہ کر دیتی ہے۔ (ترجمہ از حکیم الامت حضرت تھانویؒ۔ سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۲۰۶)

۲؎......حضرت حکیم الامتؒ کا فتوی قابل دید ہے، اس لئے من وعن نقل کرنا مناسب لگا:

''خطبۃ الوداع کا حاصل رمضان کے پورا ہوجانے پر تأسف کا ظاہر کرنا ہے اور اس طرح کا تأسف حضور پاک ﷺ اور صالحین سے خیر القرون میں کسی جگہ منقول نہیں ہوا ہے۔ البتہ رمضان شریف کی آمد کا اہتمام اور اس کے فضائل پر تنبیہ حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں (تنبیہ) فرمائی گئی، لہذا اسے چھوڑ کر اخیر رمضان کے لئے خاص خطبہ مقرر کرنا ظاہر ہے کہ مشروع میں تغیر کرنا اور معاملہ کو الٹا کر دینا ہے۔ بلکہ غور کریں تو تأسف کے بجائے ایک گونہ سرور و مسرت رمضان کے ختم ہونے پر مطلوب معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں صراحت ہے کہ ''للصائم'' الخ۔ روزہ رکھنے والے کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر رمضان کے پورا ہوجانے پر تأسف کرنا مشروع ہوتا تو اس تأسف کا کچھ نہ کچھ ضرور رمضان کے اجزاء (ہر دن کے روزے) کے پورے ہونے پر بھی مشروع ہوتا، لیکن جب اجزاء رمضان (ہر ہر دن) کے پورا ہونے پر جو افطار صغیر ہے ہمیشہ خوشی اور سرور مشروع ہوتو لامحالہ مجموعہ کے تمام ہونے پر بھی جو کہ افطار کبیر ہے خوشی اور مسرت مقصود ہوگی، پس افسوس ظاہر کرنا اس مامور بہ کے ساتھ مزاحم ہوا۔ اسی طرح عید کے آنے پر جس مغفرت کی بشارت اور وعدہ نصوص میں وارد ہوا ہے وہ بھی اسی طرف مشیر ہے کہ اس کے مقدمہ (رمضان شریف کے پورے ہونے) پر تأسف مستحسن نہیں ہے۔ ''لان مقدمۃ الشئی فی حکم ذلک الشئی'' (کسی شئی کا مقدمہ اسی شئی کے حکم میں ہوتا ہے) اور اگر ان دلائل سے قطع نظر کر کے خطبۃ الوداع کی اباحت میں دلیل جو زائد سے زائد

خطبۂ جمعہ سے قبل تقریر

(۴۴۹) س:...... امام صاحب خطبے سے پہلے وعظ کرتے ہیں، یہ وعظ کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: خطبے کے قبل وعظ کرنا اور ضروری عقائد اور اسلامی تعلیم سے لوگوں کو واقف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ سنتیں پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو۔ (شامی ص۶۹۰ ج۱، لے) و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

جمعہ میں کتنی رکعتیں سنت ہیں؟

(۴۵۰) س:...... جمعہ میں کل کتنی رکعتیں سنت پڑھنی چاہئے؟

اس کی اباحت مطلقہ ماننا ہوگی، لیکن جب اس میں منکرات علمیہ اور عملیہ (شامل اور عوام میں اس کے لزوم کا ارتقاء والتزام) مل جائیں گے تو لامحالہ وہ مثل دیگر بدعات کے (کہ بعضے ان میں سے فی نفسہ مباح ہیں، لیکن اس طرح کے مفاسد مل جانے کی وجہ سے واجب الانکار ہوگئے ہیں) یہ بھی قبیح وشنیع ہوجائے گا۔ اور چونکہ بعضے بدعات کی برائی غامض وخفی ہوتی ہے، اس لئے مصلحین ومنکرین پر لازم ہے کہ اس قسم کی بدعات میں عمل کرنے والوں اور التزام کرنے والوں پر تشدد اور سختی نہ کریں، کیونکہ یہ عام طور پر اصرار کو بڑھا دیتا ہے اور ﴿واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم﴾ کا مضمون واقع ہوجاتا ہے، اس لئے نرمی اور مہربانی سے ان لوگوں کو راہ راست پر لانا چاہئے''۔ (امداد الفتاوی ص۶۶۴ ج۱، سوال نمبر ۶۱۶)

نوٹ:......اصل جواب فارسی میں ہے، یہاں ترجمہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ کے حاشیہ سے ماخوذ ہے۔ ص۶۸۷ ج۱۔

حواشی والے نسخہ میں سوال نمبر ۶۱۷ ہے۔ واللہ اعلم دونوں نسخوں میں ایک نمبر کی کمی بیشی کیوں ہوگئی۔

لے......فی الدر المختار: '' ویحرم فیه السوال'' (الی قوله) '' ورفع صوت بذکر'' وفی ردالمحتار: '' اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصل او قاری۔ ''الخ۔

(شامی ص۴۳۴ ج۲، باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، مطلب: فی رفع الصوت بالذکر)

جمعہ سے قبل وعظ کے موضوع پر تفصیل کے لئے دیکھئے! ص۱۱۵۔

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: قبل جمعہ چار سنت اور بعد چار، کل آٹھ رکعتیں جمعہ میں سنت ہیں۔ ۱؎ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

بلا عذر تارک جمعہ کا حکم

(۴۵۱) س:...... جس بستی میں جامع مسجد موجود ہو اور شرعا وہاں جمعہ بھی ادا ہوتا ہو ایسی جگہ بلا عذر ترک جمعہ کر کے ظہر ادا کرنے سے نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جن بستیوں میں جامع مسجد موجود ہو اور شرعی طور پر بوجہ پائے جانے شرائط جمعہ کے جمعہ ادا ہو جاتا ہو ایسی جگہ بلا عذر ترک جمعہ صریح فسق ہے۔ متواتر بلا عذر تین جمعہ چھوڑنے والے کو حدیث میں منافق فرمایا گیا ہے، جمعہ چھوڑ کر ظہر ادا کرنے سے ترک فریضہ جمعہ کا گناہ ہوگا۔ ۲؎

و اللہ تعالی اعلم و علمہ احکم و اتم۔

۱؎...... یہ آٹھ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ " وسنن مؤكدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسليمة "۔ اور حضرت علیؓ سے نماز جمعہ کے بعد چھ رکعت مروی ہیں، لہذا چھ پڑھنا افضل ہے، چار سنت مؤکدہ اور دو غیر مؤکدہ۔ " وعند ابی یوسفؒ السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو مروی عن علیؓ والافضل ان یصلی اربعا ثم ركعتين للخروج عن الخلاف "۔ (غنیۃ ص ۳۷۳)

عن علیؓ انه قال : " من كان مصليا بعد الجمعة فليصل ستا" اخرجه الطحاوی۔

(اعلاء السنن، ص ۱۶ ج ۷، باب النوافل و السنن، رقم الحديث ۱۷۶۵)

۲؎...... " (هی فرض) آكد من الظهر" (در) وفی الشامی : " ومن صلى الظهر يوم الجمعة فی منزله ولا عذر له كره وجازت صلوته ،قوله (آكد من الظهر) ورد فيها من التهديد مالم يرد فی الظهر من ذلک قوله ﷺ ((من ترک الجمعة ثلاث مرات من غير ضرورة طبع الله على قلبه)) رواه احمد والحاكم وصححه۔ (شامی ص ۴ ج ۳، باب الجمعة)

عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال :((من ترک الجمعة من غير ضرورة كتب منافقا فی كتاب

احتیاطی ظہر کا حکم

(۴۵۲) س:...... آپ کا فتوی مؤرخہ ۱۹/ رمضان المبارک ۵۵ھ کے جواب نمبر۲ کے مطابق نماز جمعہ کو ادا سمجھ کر ظہر کی نماز کو حذف کیا ہے اور عموماً حنفی اصحاب بھی اول ہی سے جمعہ پڑھ کر ظہر ادا نہیں کرتے، لیکن یہاں کے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ میں شک ہے اس واسطے نماز ظہر ادا کرنا چاہئے اور کہتے ہیں کہ اگر نماز ظہر معاف ہے تو میں کتب فقہ عربیہ کا حوالہ چاہتا ہوں اور نیز امام صاحب کی اس کے متعلق منقولہ عربی عبارت مع استفتاء ھذا مرسل ہے، بغور نظر فرماتے ہوئے بحوالۂ کتب فقہیہ مسئلہ مذکورہ کا جواب عنایت فرما کر مشرف فرماویں۔

ج:...... حامداً ومصلیاً، الجواب وباللہ التوفیق: قریہ صغیرہ یعنی چھوٹا گاؤں جہاں انسانی ضرورت کی اشیاء بہم نہ پہونچتی ہو ایسے مقام پر جمعہ نہ پڑھا جاوے، بلکہ ظہر باجماعت ادا کی جایا کرے اور جو آبادی وبستی بڑی ہو جہاں تمام ضروری اشیاء ملتی ہوں اور ضروری پیشہ ورلوگ اپنا پیشہ وہاں کرتے ہوں ایسی بستی ومقام قریہ کبیرہ وقصبہ سمجھا جاتا ہے، جہاں جمعہ صحیح ہوجاتا ہے وہاں جمعہ پڑھا جاوے اور ظہر احتیاطی نہ پڑھی جاوے اور جمعہ میں شک کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اگر بادشاہ وقاضی ونائب وامام وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے شک ہے تو یہ شرطیں تو شہروں میں بھی نہیں پائی جاتیں تو چاہئے کہ شہروں میں بھی جمعہ نہ

اللہ لا یحمی ولا یبدل)) وفی بعض الروایات" ثلاثا" رواہ الشافعیؒ ۔

(مشکوۃ ص۱۲۱،باب وجوبھا (ای الجمعة)الفصل الثالث)

((من ترک ثلاث جمعات من غیر عذر کتب من المنافقین))۔

وفی روایة : ((من ترک الجمعة ثلاث جمع متوالیات فقد نبذ الاسلام وراء ظھرہ))

قال الھیثمی رجالہ رجال صحیح۔ (فیض القدیر ص۱۳۳ج٦ رقم الحدیث ۸۵۹۰)

ہونے کا شک کر کے احتیاطی ظہر پڑھنے کا حکم دیا جاوے، اس طرح تو جمعہ کی فرضیت بھی ساقط ہوئی جاتی ہے، بہر حال جہاں یہ شرطیں فقہاء احناف نے بیان فرمائی ہیں، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ جس جگہ یہ شرطیں نہ پائی جائیں وہاں مسلمانوں کا آپس کا اتفاق جو فتنہ وفساد کے لئے سد باب ہو اور تراضی مسلمین سے امام جمعہ کا تقرر ہو یہ قائم مقام ان شروط کے ہے، چنانچہ ہدایہ میں ہے:

"ولا یجوز اقامتها الا للسلطان او لمن امره السلطان لانها تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعة فی التقدم" الخ۔ [۱]

وفی الدر المختار: "(ونصب العامة)الخطیب (غیر معتبر مع وجود من ذکر، امامع عدمهم فیجوز) للضرورة"۔ [۲]

روایت درمختار سے واضح ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت میں ان شروط کا فقدان مضر نہیں۔

غرض برما و ہندوستان کے ایسے قریوں میں جہاں ہندو مسلمانوں کی آبادی خاصی ہو اور انسانی ضرورت کی اشیاء وہاں مل جاتی ہوں اور ضروری پیشہ ورقومیں اپنا پیشہ وہاں کرتی ہوں ایسی بستی میں یقیناً جمعہ صحیح ہو جاتا ہے، شک کرنے کی اور احتیاطی ظہر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ ایک بدعت ولغو فعل ہے اور قریہ صغیرہ جہاں نہ آبادی زیادہ ہو اور نہ وہاں ضروری اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہو ایسے کوردہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا، وہاں ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے اور جمعہ نہ پڑھا جاوے۔

دراصل شافعیؒ کے مذہب میں ایک ہی مقام میں متعدد جگہ جمعہ درست نہیں ہے اور متعدد جگہ جمعہ ہونے میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ سب سے پہلا جمعہ کس مسجد میں ادا ہوا اس تردد

---

[۱]...... ہدایہ ص۱۴۸، باب صلوة الجمعة۔

[۲]...... درمختار ص۱۴۱ ج۳، باب الجمعة۔

کی بناپر علماءشوافع نے احتیاطی ظہر پڑھنے کا حکم دیا تھا، ورنہ حنفی مذہب میں احتیاطی ظہر کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ کوئی وجہ۔ حنفیوں کے یہاں مسئلہ صاف ہے، جہاں جمعہ پڑھنا صحیح ہے وہاں جمعہ پڑھا جاوے اور جہاں جمعہ صحیح نہیں وہاں جمعہ نہ پڑھا جاوے اور ظہر باجماعت پڑھی جاوے، لہذا جہاں جمعہ بے تکلف ہوجاتا ہو وہاں شک کرکے احتیاطی ظہر پڑھنا ایک لغو فعل ہے اس میں عام لوگوں کو جمعہ کی فرضیت میں تردد وشک پیدا ہوجاتا ہے، لہذا یہ فعل بوجہ اندیشہ فساد عوام قابل ترک ہے۔

شامی میں طویل بحث کے بعد بہت اچھا فیصلہ کیا ہے:

’’نعم ان اری الی مفسدة لا تفعل جهارا والكلام عند عدمها ولذا قال المقدسی: لانامر بذلک امثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم‘‘۔[۱]

لہذا جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ ہوتا چلا آتا ہو اور لوگ جمعہ ادا کرلیا کرتے ہوں وہاں جمعہ نہ چھوڑا جاوے اور احتیاطی ظہر نہ پڑھی جاوے کہ اس میں عوام میں فتنہ وصحت جمعہ میں تردد پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے اور کوئی شافعی اپنے مذہب کی رعایت سے احتیاطی ظہر پڑھتا ہوا سے روکا نہ جاوے اسے پڑھنے دیا جاوے، لیکن حنفیوں کو اپنے مذہب کے خلاف (کہ حنفی مذہب میں احتیاطی ظہر مذہب کا اصلی حکم نہیں ہے، [۲] بلکہ شوافع کو دیکھ کر احناف اس پر عامل ہوگئے ہیں اور کتابوں میں درج کردیا ہے) احتیاطی ظہر ہرگز نہ پڑھنے چاہئے، بلکہ اس پر اصرار سخت بدعت ہے جو قابل ترک ہے۔ و الله تعالى اعلم۔

---

[۱]......شامی ص ۱۷ ج ۳، باب الجمعة، مطلب: فی نية آخر الظهر بعد صلوة الجمعة۔

[۲]......احتیاطی ظہر کی ایجاد ایک معتزلی عباسی جو عرب وعجم کا بادشاہ تھا کی ہے، اس نے یہ حکم دیا تھا کہ نماز احتیاط الظہر ہر جگہ جاری کی جاوے، جو اس کو نہ کرے اسے تعزیر لگائی جاوے۔

(فتاوی رشیدیہ، از تالیفات رشیدیہ ص ۳۵۰، جمعہ وعیدین کا بیان)

احتیاطی ظہر میں شوافع کی اقتدا حنفی کے لئے

(۴۵۳) س:...... مذہب شافعیہ کے کسی ایسے امام کے پیچھے حنفی کا اقتدا کرنا، یعنی جمعہ کی نماز پڑھنا جو کہ شرط جماعت بموافق مذہب شافعیہ کے معدوم ہونے یعنی چالیس آدمی کی تعداد پوری نہ ہونے کی وجہ سے نماز ظہر کو بھی با جماعت ادا کرتے ہیں، درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: شافعی مذہب میں صحت جمعہ کے شروط میں سے ایک شرط تعداد مصلین بھی ہے، جس میں اقوال مختلف ہیں۔ چالیس، بارہ، تین۔ امام کے سوا چالیس کا قول زیادہ مشہور ہے اور تینوں اقوال پر علماء شوافع کا فتوی ہے۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

تنبیہ:...... شوافع کے نزدیک احتیاطی ظہر با جماعت یا فرادی پڑھنے کی وجہ چالیس کی تعداد میں کمی نہیں، بلکہ شوافع کے ہاں ایک شہر میں متعدد جمعہ جائز نہیں، ایک ہی جگہ پڑھنا ضروری ہے۔ [۱]

جبکہ شہر و قصبات میں مختلف مساجد میں جمعہ پڑھا گیا تو جو جمعہ سب سے پہلے ادا ہوا وہی صحیح ہوا۔ [۲]

۱...... اب علماء شوافع نے اس کی اجازت دی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں:

''اگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے ایک جمعہ پڑھنا دشوار ہو تو بقدر ضرورت ایک سے زائد جمعہ جائز ہے''۔ (الفقہ المنہجی۔ ''تحفة الباری فی الفقہ الشافعی'' ص ۲۵۴ ج ۱)

۲...... ایک سے زائد جمعہ ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

ا:...... جو جمعہ پہلے ہو وہ صحیح ہوگا اور دوسرا باطل۔ جس امام کی تکبیر تحریمہ پہلے مکمل ہوگی وہ صحیح۔ اگر ایک امام تکبیر تحریمہ کی ہمزہ کو پہلے کہے دوسرا امام راء سے اس سے پہلے فارغ ہو جائے تو اس دوسرے کی نماز صحیح۔ کسی جماعت کے جمعہ شروع کرنے کے بعد کسی نے خبر دی کہ اس سے پہلے ایک جمعہ شروع ہو گیا تو

اب شہر میں پتہ لگانا کہ کس مسجد میں جمعہ پہلے ادا ہوا اور کس کا بعد میں یہ ایک مشکل امر تھا، لہذا احتیاطی ظہر پڑھنا ضروری سمجھا گیا۔

اگر امام شافعی یا مالکی ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق ہو جانا کافی ہے اور صورت مسئولہ میں شافعی مذہب کے قدیم قول کی بنا پر (جس میں پہلا قول صحت جمعہ کے لئے بارہ مردوں کا اور دوسرا قول امام کے سوا تین مقتدی موجود رہنے کا ہے) جمعہ صحیح ہو گیا۔

شافعی مذہب کے محقق علماء مثل امام نوویؒ و امام مزنیؒ اور امام ابوبکر بن المنذرؒ نے قول قدیم کو راجح ٹھہرایا ہے اور علامہ ابو القاسم احمد بن جمعانؒ کے اس فتوی کو کہ بارہ آدمیوں میں جمعہ صحیح ہو جاتا ہے، شیخ المذہب امام نوویؒ نے ''شرح مسلم'' اور ''شرح مہذب'' میں اختیار کیا ہے اور علامہ شیخ عثمان ضجاعی شافعیؒ نے چار آدمیوں سے بھی جمعہ صحیح ہو جانے کا فتوی دیا ہے اور اس باب میں ایک خاص رسالہ'' **القول التام فی جواز الجمعة باربعة احدهم الامام** '' لکھا ہے، اس بنا پر شافعی مذہب کی رو سے جن بستیوں میں چالیس مرد

دوسری جماعت والوں کے لئے مستحب ہے کہ نئے سرے سے ظہر ادا کریں اور اسی پر بنا کرتے ہوئے ظہر پوری کرنا چاہیں تو بھی جائز ہے۔

۲:...... دونوں جمعہ ایک ساتھ ادا ہو جائیں تو دونوں باطل، اب جمعہ کی ادائیگی کے لئے وقت میں گنجائش ہو تو از سرنو ادا کریں، (ورنہ پھر سب ظہر ادا کریں)

۳:...... پتہ نہ چلے کہ دونوں ایک ساتھ ادا ہوئیں یا یکے بعد دیگرے تو جمعہ کا اعادہ ضروری ہے۔ (نیز بعد میں ظہر پڑھنا مستحب ہے)

دونوں میں سے ایک کے بارے میں یقین ہے کہ پہلے ادا ہوئی، بعد میں شک ہوا کہ کونسی پہلے ہوئی تو دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی جمعہ کی ادائیگی سے بری نہ ہوگا، بلکہ سب کو ظہر ادا کرنا پڑے گا۔

(''تحفة الباری فی الفقه الشافعی'' ص۲۵۴ ج۱)

مسلمان نہ رہتے ہوں یا رہتے ہوں، لیکن بدقسمتی سے جماعت جمعہ میں حاضر نہ ہوتے ہوں، وہاں تھوڑے آدمی جمع ہونے پر جمعہ پڑھنا چاہئے اور بعد جمعہ انہیں احتیاطی ظہر پڑھنا ضروری نہیں، اس واسطے کہ قول قدیم کی بنا پر ان کا جمعہ صحیح ہوگیا ہے، لیکن اگر احتیاطی ظہر پڑھ لیوے تو کوئی حرج نہیں، لہذا جواز اقتدا مطلقا خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے بہر حال جائز ہے اور حنفی مقتدیوں کا جمعہ شافعی امام کے پیچھے درست وصحیح ہے، جبکہ شافعی امام کا جمعہ بھی امام شافعیؒ کے قول قدیم کی بنا پر صحیح ہوگیا تو حنفی مقتدی کے جمعہ صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

وجوب جمعہ میں اختلاف ہوتو احتیاطی ظہر کا حکم

(۴۵۴) س:...... وجوب جمعہ میں اختلاف ہوتو احتیاطی ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر قریہ بڑا جہاں ضروریات زندگی کی اکثر چیزیں بہم پہونچ جاتی ہوں اور کثرت سے ضروری پیشہ والے اپنا پیشہ وہاں کرتے ہوں ایسے مقاموں میں بلا اختلاف جمعہ ادا ہوجاتا ہے، لہذا شہر، قصبہ اور بڑا گاؤں جہاں جمعہ صحیح ہوجاتا ہوا حتیاطی ظہر نہ پڑھی جاوے۔ ہاں چھوٹے چھوٹے قریوں میں حنفی مذہب کے موافق جمعہ صحیح نہیں ہوتا، ایسے گاؤں میں جمعہ قائم نہ کیا جاوے اور ظہر جماعت سے پڑھی جاوے۔ اور جن چھوٹی بستیوں میں پیشتر سے جمعہ پڑھا جایا کرتا ہو وہاں جمعہ موقوف کرنے کی کوشش نہ کی جاوے، بلکہ عادةً پڑھ لیا جاوے اور جسے تر دد ہو وہ احتیاطی ظہر پڑھ لے، لیکن دوسرے مصلیوں کو جو احتیاطی ظہر نہیں پڑھتے ظہر پڑھنے کا حکم نہ کرے کہ اس سے ایک باب فتنہ کا کھڑا ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ماقولكم فى احكام الجمعة

(۴۵۵) س:......الجمعة وجوبها الاقامة بالمصر،والحرية ،والذكورة، والعقل،والبلوغ،والصحة،وسلامة ،وشرط ادائها المصراو فناء ه،والسلطان او نائبه،والجماعة،والاذن العام ،ووقت الظهر،والخطبة،فلما كان فى المصر والسلطان اعتبارات مختلفة وقع الشک فى بعض البلاد أيصلون الظهر بعدها ام لا؟أ شرط سلطان المسلمين ام لا؟وتعطى الجواب بعبارة العرب ،جزاک الله فى الدنيا والآخرة ،آمين،

ج:......حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:فى معراج الدراية عن المبسوط: البلادالتى فى أ يدى الكفار بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانهم لم يظهروا فيها حكم الكفر، بل القضاة والولاة مسلمون يطيعو نهم عن ضرورة او بدونها، وكل مصر فيه وال من جهتهم يجوز له اقامة الجمع والاعياد والحد وتقليد القضاء لاستيلاء المسلم عليهم ،فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين، ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما ''اھ۔[1]

وفى العالمگيرية :'' بلاد عليها ولاة الكفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين وفى البحر وقد افتيت مرارا بعدم صلوة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط فى زماننا ''۔[2]

[1]......شامی ص۱۴۴ج۳، باب الجمعة ،تحت قوله ''فيجوز للضرورة ،قبل مطلب: فى نية آخر الظهر بعد صلوة الجمعة۔

[2]......عالمگیری ص۱۴۶ج۱،الباب السادس عشر فى صلوة الجمعة۔

وفی الدر المختار : ''(ویشترط لصحتها) سبعة اشیاء: الاول:(المصر وهو مالایسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها) وعلیه فتوی اکثر الفقهاء مجتبی لظهور التوانی فی الاحکام وظاهر المذهب انه کل موضع له امیر و قاض یقدر علی اقامة الحدود'' وفی الشامی: (قوله مالا یسع الخ) هذا یصدق علی کثیر من القری اھ، [1]

فالجمعة فی بلاد الهند و البرما وقری الکبیرة تکون صحیحة و مسقطة للظهر بلا خلاف''۔

واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

---

[1]......شامی ص۵ ج۳،باب الجمعة۔

[2]......خلاصۂ ترجمۂ جواب......جوشہر کفار کے قبضہ میں ہیں' وہ بلاد اسلام ہی ہیں' دارلحرب نہیں، اس لئے کہ اس میں کفر کا غلبہ نہیں ہے، بلکہ مسلمان قضاہ اور والی ضرورت یا بلاضرورت ان کی اطاعت کررہے ہیں، اور ہروہ شہر جہاں حاکم کفار ہوں تو مسلمانوں کو جمعہ قائم کرنا جائز ہےاور مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی بھی قاضی ہوجائے گا، اوران پرلازم ہے کہ مسلمان حاکم کے لئے درخواست دیں۔

جن شہروں کے والی کافر ہوں' وہاں مسلمانوں کا جمعہ قائم کرنا جائز ہے اور قاضی مسلمانوں کی رضامندی سے مقرر ہوسکتا ہے۔(فتاوی عالمگیری اردوص۲۳۳ج۱)

اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے سات شرطیں ہیں: پہلی شرط: شہر یعنی وہ بستی جس کی سب سے بڑی مسجد میں اس کے باشندے جن کو جمعہ ادا کرنے کا حکم ہے سمانہ سکیں، احکام میں سستی کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اس تعریف پر اکثر فقہاء کا فتوی ہے۔اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہر وہ بستی ہے جس میں ایک امیر' ایک قاضی ہو' جو حدود قائم کرنے پر قادر ہو۔

پس جمعہ ہندوستان اور برما کے بڑے شہروں میں صحیح ہے اور بلا خلاف ظہر کو ساقط کرنے والے ہیں۔

﴿وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین﴾

جمعہ سے پہلے بیان

اس مختصر رسالے میں جمعہ سے قبل وعظ کے ثبوت میں صحابہ کرامؓ کے واقعات، اکابر امت کے فتاوی، نوافل پڑھنے یا تلاوت میں خلل کا اشکال اوراس کا جواب وغیرہ امور کو مختصرا بیان کیا گیا ہے

از: مرتب ''مرغوب الفتاوی''

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فضل یوم الجمعة فی الایام،وجعلہ یوم الاجتماع والتذکیر للانام،اشھد ان لا الہ الا اللہ الملک العلام،والصلوۃ والسلام علی صاحب العزۃ والاکرام،وعلی الہ وازواجہ واصحابہ الکرام،اما بعد۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بڑی تاکید آئی ہے اور اس کے ترک پر عذاب عامہ کی وعید ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طریقوں میں وعظ وتقریر، پندونصائح اہم و پر اثر طریقہ ہے اور اس کی افادیت تو نص قطعی سے ان الفاظ میں ثابت ہے:﴿وذکّر فان الذّکری تنفع المؤمنین ﴾اور سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا ایمان (لانے) والوں کو (بھی) نفع دے گا۔[۱]

وعظ ونصیحت علماء کی اہم ذمہ داری ہے

وعظ ونصیحت کے لئے نہ کوئی وقت متعین نہ کوئی دن ، بلکہ موقع ومحل کی مناسبت سے آداب کی رعایت کے ساتھ اس فریضہ کو انجام دینا علماء امت کی اہم ذمہ داری ہے۔

یوم جمعہ تزکیہ واجتماع کا دن ہے

اور یوم جمعہ امت محمدیہ کے لئے اجتماع کا دن ہے اور ساتھ ہی تذکیر ووعظ کا دن بھی ہے جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے ''زادالمعاد'' میں تحریر فرمایا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا قبل جمعہ وعظ فرمانا

اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابو ہریرۃؓ،حضرت تمیم داریؓ مدینہ منورہ میں وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے اور حضرت سائبؓ،حضرت عبداللہ بن بسرؓ،حضرت عبداللہ بن عمرؓ

[۱]......سورۂ ذاریات،آیت ۵۵، پارہ ۲۷۔

قبل جمعہ دینی مجلس کو جائز فرماتے تھے، جیسا کہ علامہ زبیدیؒ نے شرح احیاء میں ذکر کیا ہے۔ [۱]

غرض تحریر

علماء امت کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ جمعہ سے قبل بیان فرماتے ہیں۔ بعض اہل علم کو اس وقت بیان پر شرح صدر نہیں اور بعض تو اسے اچھا نہیں سمجھتے، بلکہ بیان کرنے والوں کی مخالفت کرتے ہیں، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ایک مختصر سا رسالہ اس موضوع پر مرتب کر دوں۔

بعض حضرات اس بیان کو نوافل وتلاوت کے لئے مخل سمجھتے ہیں۔ اس مختصر سے رسالہ میں ان کا جواب بھی آ گیا اور صحابہؓ کے واقعات بھی حوالوں کے ساتھ لکھ دیئے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ خطیب ومقرر الگ ہوں

اس بات کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے واقعات مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت تمیم داریؓ نماز جمعہ سے قبل وعظ فرماتے اور حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ نماز پڑھاتے تھے، اس وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ: خطیب اور مقرر دونوں الگ ہوں۔ [۲]

مگر اس زمانہ میں بعض جگہ تو اکیلا امام ہی عالم ہوتا ہے، ان کے سوا بستی میں کوئی ایک عالم بھی نہیں ہوتا اور عامۃً دیکھا گیا کہ امام کا ایک مقام و وقار ہوتا ہے جو اوروں کا نہیں، اس لئے امام ہی تقریر کر لیں تو زیادہ مناسب ہے۔

---

[۱]...... شرح احیاء للزبیدی ص ۳۷۷ ج ۳۔

[۲]......

حضرت ابو ہریرہؓ کا جمعہ سے قبل وعظ کہنا

حضرت زیدؒ راوی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جمعہ کے دن منبر کی (ایک جانب) قیام فرما کر فرماتے (یعنی وعظ ونصیحت فرماتے اور چونکہ آپؓ محدث تھے، [1] اس لئے بیان میں کثرت سے احادیث سناتے اور روایت کو کبھی ان الفاظ میں) ابو القاسم ﷺ نے فرمایا (اور کبھی یوں فرماتے) محمد ﷺ نے فرمایا (اور کبھی یوں کہتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اور کبھی اس طرح کہتے) صادق مصدوق ﷺ نے فرمایا، پھر بعض مرتبہ اس میں فرماتے: ہلاکت ہو عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آنے والا ہے، پس جب باب مقصورہ کی حرکت امام کے نکلنے کی وجہ سے سنتے تو بیٹھ جاتے۔

محمد بن زید عن ابیه قال: کان ابو هریرةؓ یقوم یوم الجمعة الی جانب المنبر یقول: قال: ابو القاسم ﷺ، قال محمد ﷺ: قال رسول اللله ﷺ: قال الصادق المصدوق ﷺ: ثم یقول فی بعض ذلک: ویل للعرب من شر قد اقترب، فاذا سمع حرکة باب االمقصورة بخروج الامام جلس۔ هذا حیث صحیح ولم یخرجاه۔ [2]

حضرت تمیم داریؓ کا خطبہ سے قبل وعظ کہنا

ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں: سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ میں حضرت تمیم داریؓ نے وعظ فرمایا۔ وہ حضرت عمرؓ سے اجازت طلب فرماتے رہے، حضرت عمرؓ انکار فرماتے رہے (مگر بعد میں) اپنی حکومت کے اخیر زمانے میں ان کو اجازت دیدی کہ جمعہ کے دن

[1]..... حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات کی تعداد: ۵۳۷۴ رہیں، ان میں: ۳۲۵ رمتفق علیہ ہیں اور: ۷۹ر میں بخاری اور: ۹۳ر میں مسلم منفرد ہیں۔ (تهذیب الکمال ص۴۶۲، سیر الصحابہ ؓ ص۵۹ ج۲)

[2]..... مستدرک حاکم ص۱۰۸ ج۱۔

وعظ کریں، یہاں تک کہ (حضرت) عمرؓ (خطبہ کے لئے) نکلے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت تمیم داریؓ نے حضرت عثمانؓ سے اجازت چاہی، انہوں نے ہفتے میں دو دن کے لئے اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ حضرت تمیم داریؓ ایسا ہی کرتے تھے۔

وذکر ابن شھابؒ قال :اول من قص فی مسجد رسول اللہ تمیم الداریؓ استأذن عمرؓ ان یذکر الناس فأبی علیہ حتی کان اٰخر ولایتہ فاذن لہ ان یذکر یوم الجمعۃ ان یخرج عمر ،فاستأذن تمیم عثمان فاذن لہ ان یذکر یومین فی الجمعۃ فکان تمیمؓ یفعل ذلک۔ ۱

خطبہ سے قبل بیان پر ایک حدیث سے اشکال اور اس کا جواب

بعض حضرات نے خطبہ سے قبل کے بیان کو بدعت سمجھا اور ابوداؤد وابن ماجہ کی ایک روایت سے استدلال کیا، وہ روایت یہ ہے:

عن عمرو بن شعیب عن ((ابیہ ان رسول اللہ ﷺ نھی عن الشراء والبیع فی المسجد وان تنشد فیہ ضالۃ وان ینشد فیہ شعر ونھی عن التحلق وقبل الصلوۃ یوم الجمعۃ))۔ ۲

۱......اقامۃ الحجۃ ص ۵۔ ملا علی قاریؒ نے بھی تھوڑے سے فرق سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ دیکھئے! الموضوعات، مقدمہ ص ۲۷ رقم الحدیث ۱۲۵/ ۱۲۶/ ۱۲۷/ ۱۲۸۔ مسند احمد ص ۴۴۹، ج ۳۔

۲......ابوداؤد ص ۱۵۴ ج ۱، باب التحلق یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ، ابواب الجمعۃ۔

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((نھی ان یحلق فی المسجد یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ))۔

(ابن ماجہ ص ۷۹، باب ماجاء فی الحلق یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ والاحتباء والامام یخطب)

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے اور اس میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے اور اس میں شعر وشاعری کرنے سے منع فرمایا ہے اور نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

امام غزالیؒ اس حدیث کو نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں:

(آنحضرت ﷺ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ کرنے سے منع فرمایا) مگر جس صورت میں کہ کوئی عالم ربانی اللہ تعالی کے انعامات اور انتقامات کا ذکر کرتا ہو اور اللہ تعالی کے دین کو سمجھاتا ہو اور مسجد جامع میں صبح کے وقت وعظ کہتا ہو اس کے پاس بیٹھے کہ اس میں صبح کو جانا اور سننا اس علم کا جو آخرت کے لئے مفید ہو دونوں حاصل ہیں اور ایسے علم کا سننا نوافل میں مشغول ہونے سے افضل ہے، چنانچہ ابو ذرؓ روایت فرماتے ہیں کہ: مجلس علم میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ [۱]

ولا ينبغي ان يحضر الحلق قبل الصلوة ،وروى عبد الله بن عمر و نهى الخ، الا ان يكون عالما بالله يذكر بايام الله ،ويفقه في دين الله ،يتكلم في الجامع بالغداة فيجلس اليه فيكون جامعابين البكور وبين الاستماع واستماع العلم النافع في الآخرة افضل من اشتغاله بالنوافل۔ [۲]

علامہ زبیدی شارح احیاء العلوم جمعہ کے دن قبل الزوال دینی مجلس کا مشورہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

سامعین کے احوال کی تبدیلی سے وقت میں تبدیلی بھی ہوسکتی ہے۔علامہ موصوف نے

---

[۱]...... مذاق العارفین ص ۲۹۶ ج ۱، فصل ۴، جمعہ کے پورے دن کے آداب۔

[۲]...... احیاء العلوم ص ۱۴۲ ج ۲، بیان السنن والآداب ،الباب الخامس۔

ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت سائبؓ، حضرت عبداللہ بن بسرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ قبل جمعہ دینی مجلس کو جائز فرماتے تھے۔ ۱؎

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

بلا شبہ جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے کی ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے، لیکن وہ حکم ہر مجلس کے لئے نہیں اور نہ اس سے اس طرح کے بیان کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے، جس میں مسائل اور احکام بیان کئے جائیں.......مذکورہ بالا تفصیل اور عمل صحابہ سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے دن حلقہ بنا کر بیٹھنے کی مطلق ممانعت نہیں ہے، بلکہ ایسا حلقہ منع ہے جس میں قصے کہانیاں اور دنیا کی باتیں ہوں یا جس سے خطبہ اور نماز کے اہتمام واجتماع اور خطبہ سننے کے شوق وذوق میں خلل پڑتا ہو، لیکن ایسا مختصر بیان جس میں مسائل اور احکام یا فضائل اعمال بیان کئے جائیں نہ خلاف سنت ہے نہ ممنوع۔ ۲؎

جمعہ سے قبل وعظ میں تلاوت ونوافل کے خلل کا اشکال اور اس کا جواب

عامۃً جمعہ سے قبل مساجد میں وعظ ہوتا ہے، اس پر بعض حضرات کو یہ اشکال ہے کہ اس بیان کی وجہ سے نوافل یا تلاوت میں خلل آتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے اپنے دو اکابر کی تحریرات من وعن نقل کر دی جائیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''فسق وفجور کو چھوڑنا اور فرائض مذہبی سے واقفیت حاصل کرنا فرض ہے اور نوافل پڑھنا مستحب ہے، پھر یہ کہ تلاوت اور نوافل کا تنہائی میں موقع مل سکتا ہے اور ہر روز ممکن ہے، مگر

۱؎......شرح احیاء العلوم ص ۳۷۷ ج ۳۔

۲؎......فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۶ ج ۱۔

اجتماع ہر روز دشوار ہوتا ہے (اور جمعہ کو آسانی سے یہ اجتماع میسر آجاتا ہے)۔[۱]

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''جمعہ سے قبل وعظ کہہ دیا جائے اور سامعین آکر شریک وعظ ہوتے رہیں اور خطبہ سے دس منٹ قبل وعظ ختم کردیا جائے اور سب سنتیں پڑھ لیا کریں، اس صورت میں سنتوں میں بھی خلل نہیں آئے گا اور وعظ بھی ہوجایا کرے گا، یا سنتیں مکان پر پڑھ کر آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔[۲]

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

''جو حضرات خطبہ سے پہلے نوافل، تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں، ان کو اس تجویز اور طریقہ کی مخالفت نہ کرنی چاہیے، دینی احکام جاننے اور سیکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے'' الخ۔[۳]

ایک جگہ تو حضرت مفتی صاحبؒ اس سوال کے جواب میں کہ خطبۂ جمعہ سے قبل کا بیان سننا بہتر ہے یا تلاوت کلام پاک بہتر ہے؟ تحریر فرماتے ہیں:

''قرآن کی تفسیر اور مطلب سے ناواقف عوام کے لئے بیان سننا اور دینی احکامات سے واقف ہونا بہتر ہے۔ تلاوت تو بعد میں بھی کی جاسکتی ہے''۔[۴]

جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ

جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اہل عجم عامۃً عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے

---

[۱]...... فتاوی محمودیہ ص ۱۳۱ ج ۹۔

[۲]...... فتاوی محمودیہ ص ۳۱۸ ج ۲۔

[۳]...... فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۶ ج ۱۔

[۴]...... فتاوی رحیمیہ ص ۵۷ ج ۳۔

خطبہ کے فائدہ سے محروم رہتے ہیں اور علماء کی اکثریت غیر عربی میں خطبہ کی کراہت کی قائل ہیں، لہذا خطبہ تو مکمل عربی میں ہو اور خطبہ سے قبل اپنی زبان میں اس کا ترجمہ وخلاصہ بیان کردیا جائے، تاکہ کراہت سے بچ جائے اور عوام وناواقف لوگ خطبہ کی نصیحت سے بھی محروم نہ رہیں۔

مفتیٔ اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے اپنے فتاوی میں کئی مواقع پر اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہیں۔ صرف ایک جگہ کا اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب مادری زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کردے اور ضروریات دینیہ بیان کردے، پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھے''۔[1]

وعظ قبل الجمعہ کے متعلق اکابر کے فتاوی

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا فتوی:

''معلوم ہوا کہ جب درصورت عدم تشویش مصلین ذکر جائز ہے تو مسائلِ دین کا بیان کرنا عدم تشویش کی صورت میں بدرجۂ اولی جائز ہے''۔[2]

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کا فتوی

''اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں۔ اور اس

[1]...... کفایت المفتی ص ۲۱۴ ج ۳، جواب نمبر ۴۰۴۔

[2]...... امداد الفتاوی ص ۴۸۲ ج ۱، سوال نمبر ۶۳۲۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں ۱؎ اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں''۔ ۲؎

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے فتاوی

''خطبہ سے قبل وعظ کہنا جائز ہے، اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔ ۳؎

''اگر خطیب اذان جمعہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں کر دے اس کے بعد اذان کہلوائے اور بقدر ادائیگی فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی''۔ ۴؎

''اذان اول ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگر کچھ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنا دی جائیں تو مضائقہ نہیں، لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں''۔ ۵؎

''اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے، پھر خطبہ کی اذان کہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں''۔ ۶؎

۱؎......سائل نے حدیث ((وان لا یتحلق الناس یوم الجمعة قبل لاصلوہ فی المسجد)) کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اس حدیث کا کیا حکم ہے؟

۲؎......فتاوی دار العلوم ص ۹۸ ج ۵۔ سوال نمبر ۲۴۳۴۔

۳؎......کفایت المفتی ص ۲۶۴ ج ۳، جواب نمبر ۴۱۱۔

۴؎......کفایت المفتی ص ۲۶۹ ج ۳، جواب نمبر ۴۲۲۔

۵؎......کفایت المفتی ص ۲۷۱ ج ۳، جواب نمبر ۴۲۵۔ ۶؎......حوالہ بالا ص ۲۷۹ ج ۳، جواب نمبر ۴۳۶۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ کا فتوی

’’خطبہ سے پہلے وعظ کہنا جائز ہے ....حاصل یہ ہے کہ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا فی نفسہ ممنوع نہیں‘‘۔ ۱

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کا فتوی

’’جمعہ سے قبل وعظ کہہ دیا جائے اور سامعین آکر شریک وعظ ہوتے رہیں اور خطبہ سے دس منٹ قبل وعظ ختم کر دیا جائے اور سب سنتیں پڑھ لیا کریں، اس صورت میں سنتوں میں بھی خلل نہیں آئے گا اور وعظ بھی ہو جایا کرے گا‘‘۔ ۲

’’امام صاحب جب تعلیمی تقریر و دینی مسائل سمجھاتے ہیں تو اس قت سب کو خاموش رہ کر سننا چاہیئے، یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حضرت تمیم داریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کا بھی یہی معمول تھا۔ ملا علی قاریؒ نے اس کو نقل کیا ہے‘‘۔ ۳

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ کا فتوی

’’نمازی اگر رضا مند ہوں تو اذان ثانی سے پہلے ضروری مسائل اور دینی احکام مختصرا بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہے، بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ کرامؓ کے عمل س ثابت ہے، بدعت نہیں ہے‘‘۔ ۴

۱......امداد الاحکام ص ۲۷۷ ج ۱، سوال نمبر ۴۴۔

۲......فتاوی محمودیہ ص ۳۱۸ ج ۲۔

۳......فتاوی محمودیہ ص ۲۵۰ ج ۱۴۔

۴......فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۵ ج ۱۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی ؒ کا فتوی

’’اردو میں خطبہ جمعہ ہونے سے قبل جو طریقہ (بیان کا) تھا وہی صحیح تھا اور سنت کے مطابق تھا اور بعد سنت کے خلاف اور مستحدث طریقہ ہوگیا۔ حیرت ہے کہ خطبہ جمعہ سے قبل منبر کے نیچے کچھ وعظ کہنا تو بدعت فرمادیا، حالانکہ خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بعض حضرات کا وعظ کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ مستدرک حاکم ص ۱۰۸ ج ۱ میں صحیح حدیث علی شرط البخاری ومسلم اور مستدرک حاکم ہی میں ص ۲۸۸ ج ۱ میں صحیح سند سے علی شرط مسلم مروی ہے۔ نیز ابن عساکر سے سند صحیح سے تمیم داری ؓ کا جمعہ کے دن امام کے آنے سے قبل منبر کے نیچے وعظ کہنا اور جب امام خطبہ دینے کے لئے نکلے تو تمیم داریؓ کا وعظ بند کردینا ثابت ہے، جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر ص ۱۶ وفی نسخہ ص ۱۴ پر صراحت سے ذکر فرمایا ہے‘‘۔ [۱]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ کی تحریر

جمعہ سے پہلے وعظ کے بارے میں احقر کو بھی ایک خلجان رہا کرتا تھا۔ حق تعالی مصنف مدظلہ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے چند روایات اور تعامل سلف سے اس کا ثبوت پیش فرمایا، جو اس سے پہلے میری نظر میں نہ تھا۔ [۲]

۱......فتاوی نظامیہ اوندرویہ ص ۹۹ ج ۱۔

۲......خطبات موعظت ص ۳ ج ۱۔

فصل فی احکام العید

عید کی نماز قریہ کبیرہ میں ہوسکتی ہے

(۴۵۶) س:...... ایک بستی میں مدت سے عید کی نماز ہوا کرتی ہے، اس بستی کی آبادی مسلم و غیر مسلم چار پانچ سو اشخاص کی ہوگی، اس بستی میں عید کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جو بستی و قریہ ایسا ہو کہ جس پر قری کبیرہ کی تعریف صادق نہ آتی ہے تو وہاں حنفی مذہب کے موافق جمعہ و عیدین پڑھنا جائز نہیں، ایسی بستی میں اگر عیدین کی نماز قدیم سے مسلمان پڑھتے چلے آتے ہیں تو بسب فتنہ و فساد کے علماء کرام کو وہاں عیدین کی نماز بند کرنے کا حکم نہیں دینا چاہئے، جس طرح مسلمان عیدین پڑھتے آئے ہیں اسی طرح عیدین پڑھتے رہیں اور خاص کر ایسی حالت میں کہ عیدین کی نماز سے عام و ناواقف مسلمانوں کو دینی مسائل و اسلامی شعار کے جاننے کا موقع بہم پہونچتا ہو اس سلسلہ کو بند کرنا مناسب نہیں۔ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم ۔

دیہات و جنگلات میں عیدین کی نماز

(۴۵۷) س:...... بڑی بستی سے باہر رہنے والے کاشتکاروں کا مسجد کی بڑی جماعت چھوڑ کر کرایہ کی کھیتی میں اور جھونپڑے میں متعدد جماعتوں میں عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ شرعی امر مانع نہیں۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اگر یہ کاشتکار ایسے مقام میں رہتے ہیں کہ وہ مقام اس بستی کے ملحقات و توابعات میں ہی ہیں تو جمعہ و عیدین کی نماز ان لوگوں کو بڑی بستی میں ادا کرنا ضروری ہے۔ دیہات و جنگلات میں جمعہ و عید ادا کرنا جائز نہیں اور

اگر کاشتکار جہاں آباد ہیں وہ مقام اس بستی کی حدود سے خارج ہے تو ان لوگوں پر جمعہ وعید فرض نہیں۔ بہرحال یہ کاشتکار جمعہ وعید بڑی بستی میں پڑھ سکتے ہیں۔ دیہات و جنگلات میں عیدین کی نماز جائز نہیں۔

" صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ "(در) قولہ: (صلوہ العید) و مثلہ الجمعۃ،قولہ: (بما لا یصح) ای علی انہ عید والا فھو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ"۔ ۱

ایسے جنگلوں میں عیدین نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

عیدین کے لئے میدان کہاں ہونا چاہئے مصر میں یا فنائے مصر میں؟

مصر اور فناء مصر کی تعریف

(۴۵۸) س:...... عید کی نماز جو میدان میں سنت لکھی ہے کیا وہ میدان مصر یا فنائے مصر کے اندر ہونا چاہئے یا جہاں کہیں ہو؟

۲:......مصر اور فنائے مصر کی صحیح تعریف کیا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: افضل یہ ہے کہ وہ جگہ شہر کے باہر متصل جنگل میں ہو اور شہر بہت بڑا اور وسیع ہو تو شہر میں کوئی میدان مثل جنگل کے ہو تو بہتر ہے۔

۲:......مصر کی تعریف معروف ومشہور ہے۔ ۲

۱......شامی ص۴۶ ج۳،باب العیدین ،قبیل مطلب: فیما یترجح تقدیمہ من صلوۃعید الخ۔

۲......ظاہر الروایت کے بموجب مصر وہ جگہ ہے جہاں مفتی اور امیر اور قاضی رہتا ہو جو حدود کو قائم کرے اور احکام جاری کرے اور اس کی کم سے کم آبادی منی کے برابر ہو۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۳۷ ج۲،)

"والحد الصحیح ماختارہ صاحب الھدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود"۔(شامی ص۵ ج۳،باب الجمعۃ ،تحت قولہ "ویشرط لصحتھا المصر)

فنائے مصر شہر کے باہر متصل وہ جگہ ہے جس سے شہر کے مصالح عامہ متعلق ہوں، جیسے گھوڑ دوڑ، چاند ماری [۱] اور لشکر کا پڑاؤ اور قبرستان وغیرہ ہوتے ہیں۔ [۲]

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

عید کی نماز کھیت یا زراعت کی زمین میں صحیح ہوگی؟

(۴۵۹) س:...... عید کی نماز کھیت یا زراعت کی زمین پر ادا کرے تو ہوگی یا نہیں اور اگر واجب ادا نہ ہو تو کیا وہ نماز سنت یا نفل ہو جائے گی یا مکروہ تحریمی ہوگی؟ کیا اس قسم کی نماز پڑھ لینے والوں کو توبہ کر لینی چاہئے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صحیح وسنت طور پر ادا ہوگی، واجب ہی ادا ہوگی اور بوجہ جنگل میں ادا ہونے کے سنت کا ثواب جو عیدگاہ میں جانے سے ملتا ہے وہی ملے گا۔ ''ثم خروجه الى الجبانة وهى المصلى العام''۔

(بحر الرائق ص ۱۵۹ ج ۔ در المختار ص ۱۱۴ ج ۱، [۳])

مغرب میں لکھا ہے کہ جبانہ نماز کی وہ جگہ ہے جو جنگل میں بنائی جاوے، جیسے عیدگاہ۔ [۴]

---

[۱]...... چاندی ماری: بندوق یا تیر چلانے کی مشق۔ وہ جگہ جہاں یہ مشق کی جاتی ہے۔ (فیروز اللغات)

[۲]...... ''او فناء ہ وهو ما اتصل به لاجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل ''۔ (در مختار)

وفى الشامى: '' فقد نص الائمة على ان الفناء ما أعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمى''۔

(شامی ص ۸ ج ۳، باب الجمعة ،قبيل مطلب: فى صحة الجمعة بمسجد المرجة الخ)

[۳]...... بحر الرائق ص ۱۵۹ ج ۲، باب العيدين ۔در المختار ص ۴۹ ج ۳، باب العيدين۔

[۴]...... قوله(المصلى العام) اى فى الصحراء ،بحر عن المغرب ۔

(شامی ص ۴۹ ج ۳، باب العيدين ،مطلب: يطلق المستحب على السنة)

عیداور جمعہ کے شرائط بجز خطبہ کے ایک ہیں یا نہیں؟

(۴۶۰) س:...... عیداور جمعہ کی شرائط بجز خطبہ کے ایک ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط ہیں وہی عید کی نماز میں بھی ہیں، سوااس کے کہ جمعہ میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں، بلکہ سنت ہے اور نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

(تجب صلوتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) المتقدمة(سوى الخطبة) فانها سنة بعدها۔ (درالمختار ص۱۱۴ ج ا۔ بحرالرائق ص ۱۵۷ ج ۲۔ ہدایہ ص ۱۵۱ ج ا،۳)

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

عیدین کی نماز عیدگاہ میں سنت مؤکدہ ہے

(۴۶۱) س:...... عیدین کی نماز باوجود وسعت جامع مسجد یا مسجد محلّہ بلا عذر معقول عیدگاہ میں پڑھنا شرعا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور مسجد نبوی (ﷺ) کی فضیلت و وسعت کے باوجود حضرت ﷺ کا عیدگاہ میں تشریف لے جا کر عیدین کی نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟ اور بے عذر مسجد میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے اصرار شرعا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: عیدین کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، بلا عذر شرعی مسجد میں عیدین کی نماز پڑھنا اور عیدگاہ میں نہ جانا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دہ سالہ قیام میں ہمیشہ عیدین کی

ا...... درمختار ص ۴۵ ج ۳، باب ا لعیدین، بحر الرائق، باب العیدین، هدایه، باب العیدین۔

نماز باوجود مسجد نبوی (ﷺ) کی فضیلت مشہورہ کے [۱] عیدگاہ میں ادا فرمائی، بجز ایک وقت کے کہ بارش کی وجہ سے مسجد نبوی (ﷺ) میں ادا فرمائی ہے۔ [۲]

لہٰذا بلا عذر شرعی مسجدوں میں پڑھنا اور عیدگاہ نہ جانا خلاف طریقہ سنت ہے۔ ہاں ضعفاء وکمزوروں کے لئے شہر میں ادا کرنا بلا خلاف جائز ہے، لیکن جوان وقوی لوگوں کا مسجد میں پڑھنے پر اصرار کرنا حضور ﷺ کی سنت سنیہ وطریقۂ ماثورہ نبویہ وخلفاء راشدین کے تعامل کا مقابلہ کرنا ہے، جو ایک مسلم کی شان نہیں، یہ اصرار شرعاً معیوب ہے اور سنت مؤکدہ کے ترک سے گنہگار ہونا ہے اور بلا عذر طبعی وشرعی عیدگاہ سے روکنے والا خاطی و عاصی ہے۔" (والخروج الیها) ای الجبانة لصلوة العید (سنة وان وسعهم المسجد الجامع) هو الصحیح "۔(در المختار مع هامش رد المحتار ص۸٦۷ ج۱، [۳])

و فی الخلاصة والخانیة: "السنة ان یخرج الامام الی الجبانة ویستخلف غیره

---

[۱]...... مسجد نبوی ﷺ کی نماز دوسری مسجد کی نماز سے ایک ہزار گنا بڑھ کر ہے سوائے مسجد حرام کے، حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ((صلوة فی مسجدی هذا خیر من الف صلوة فیما سواه الا المسجد الحرام)) متفق علیه،

(مشکوة ص٦٧، باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الاول)

ابن ماجہ کی روایت میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب آیا ہے: ((وصلوته فی مسجدی بخمسین الف صلوة)) روه ابن ماجة عن انس بن مالکؓ،

(مشکوة ص٧٢، باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الثانی)

[۲]...... عن ابی هریرةؓ انه اصابهم مطر فی یوم عید فصلی بهم النبی ﷺ صلوة العید فی المسجد " ابو داؤد وابن ماجة، (مشکوة ص١٢٦، باب صلوة العید، الفصل الثانی)

[۳]...... درمختار ص۴۹ ج ۳، باب العیدین۔

لیصلی فی المصر بالضعفاء " انتھی۔ (درالمختار ص ۸۶۷ ج ۱، ۱)

"الاصح انه یأثم بترک المؤکدة کالواجب "اھ. کما صرح به فی المبسوط"۔

(ردالمحتار ص ۸۶۵ ج ۱، ۲)

"او خروج الی الجبانة لصلوة العید سنة وان کان یسعهم المسجد الجامع" ۔

(بحرالرائق ص ۱۵۹ ج ۱، ۳) و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

عید کی نماز بجائے عیدگاہ کے قبرستان میں پڑھنا

(۴۶۲) س:...... ایک جگہ عیدگاہ کے واسطے معین ہے۔ دس بارہ سال سے وہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے، اب چند آدمی فساد کرکے قبرستان میں عید کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں، سو ایسی جگہ عید کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جو عیدگاہ کہ عیدین کی نماز کے واسطے معین و وقف ہو اس کو چھوڑ کر قبرستان میں نماز پڑھنے میں کیا مصلحت دیکھی اسے ظاہر نہیں کیا۔ قبرستان میں اگر کوئی جگہ ایسی ہو جو قبروں سے خالی ہو، یعنی سامنے و داہنے و بائیں قبریں نہ ہوں تو ایسی جگہ عید کی نماز پڑھنے سے نماز ادا ہوگی، لیکن قبرستان نماز کی جگہ نہیں ہے، اس لئے قبرستان میں نماز عید ادا کرنا بہتر نہیں، بشرطیکہ قبریں سامنے یا داہنے یا بائیں نہ ہوں، ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔ ۴ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

۱......شامی ص ۴۹ ج ۳، باب العیدین، مطلب: یطلق المستحب علی السنة وبالعکس۔

۲......شامی ص ۴۵ ج ۳، باب العیدین، مطلب: فی الفال والطیرة ۔

۳......بحرالرائق ص ۱۵۹ ج ۱، باب العیدین۔

۴......"وکذا تکره فی اماکن کفوق الکعبة وفی طریق ومزبلة ومقبرة "۔(در مختار)

وفی الشامی : " ولا بأس بالصلوة فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوة ولیس فیه قبر"۔

(شامی ص ۴۲ ج ۳، کتاب الصلوة، قبیل مطلب : تکره الصلوة فی الکنیسة)

مسجد کے متصل عیدگاہ بنانا

(۴۶۳) س:...... ہماری بستی میں عیدگاہ نہیں ، نماز عید مسجد میں پڑھتے ہیں ، ہم لوگوں کا ارادہ ہے کہ عیدگاہ بنائی جائے ، پرانی مسجد کے متصل افتادہ زمین ہے ، اس زمین میں عیدگاہ بنانا شرعا کیسا ہے؟ جبکہ مسجد کے متصل ہی ہے۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: عید کی نماز آبادی کے باہر کسی میدان میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ، بدون عذر عیدگاہ چھوڑ کر مسجد میں پڑھنا خلاف سنت ہے۔

جبکہ صورت مسئولہ میں افتادہ زمین مسجد کے قریب آبادی کے اندر ہے تو پھر مسجد میں اور افتادہ زمین میں کیا فرق؟ دونوں مقام یکساں ہیں ، لہذا آبادی میں مسجد کے متصل عیدگاہ بنانا غیر مناسب ہے کہ اس سے شارع کا منشا کہ مسلمان اپنے مبارک دن میں شان و شوکت کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوں ، جس سے غیر مذاہب کے لوگوں پر اچھا اثر پڑے ، پورا نہیں ہوگا۔ [۱]

لہذا عیدگاہ کے لئے بستی کے باہر متصل کسی میدان میں عیدگاہ بنانا مناسب ہے تاکہ شارع کا منشا وغرض پوری ہو اور سنت کا ثواب بھی ملے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے ایک وقت بارش کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی ہے ، ورنہ تمام عید کی نمازیں عیدگاہ میں ادا فرمائی ہیں۔ [۲] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: '' وضم معه مقصدا آخر من مقاصد الشريعة : وهو: ان كل ملة لا بد لها من عرضة، يجتمع فيها اهلها، لتظهر شوكتهم وتعلم كثرتهم'' الخ۔
(حجة الله البالغة ص۲۳ ج۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! رحمة الله الواسعة ص۶۲۷ ج۳)

[۲]...... عن ابی هريرةؓ انه اصابهم مطر فی يوم عيد فصلى بهم النبی ﷺ صلوة العيد فی المسجد '' ابو داؤد وابن ماجة۔ (مشكوة ص۱۲۶، باب صلوة العيد ، الفصل الثانی)

جس عید گاہ کی تعمیر میں ایک آدمی کا روپیہ لگا ہو اس میں نماز عید

(۴۶۴) س:...... ایک مسلمان مخیرّ نے ایک ٹکڑا زمین کا وقف کیا تا کہ اس میں شہر کے مسلمان نماز عیدین ادا کریں، چنانچہ عرصہ دراز سے وہی زمین موقوفہ مسلمانان شہر کی عیدگاہ ہے، اب اس میں اور وسعت اور مرمت کی ضرورت پڑی ہے، لہذا واقف مرحوم کی اولاد اس کار خیر کو انجام دینا چاہتی ہے۔ آیا اس صورت میں اس عیدگاہ میں عام مسلمانوں کی نماز عید صحیح نہ ہوگی؟ نیز اس کار خیر میں اگر دوسرے مسلمان دامے، درہمے شریک ہونا چاہیں تو شرعا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر کوئی شخص یا کوئی خاندان اپنے بزرگوں کے وقف یا تعمیر کردہ عیدگاہ میں بوجہ تنگی وسعت کرنا چاہیں اور اس میں اپنا یا اپنے خاندان کا روپیہ لگا کر عیدگاہ کی وسعت و تعمیر کو پورا کرا لیں تو ایسا کرنے کا واقف کی اولاد کو شرعا حق ہے، جبکہ عیدگاہ وقف ہے تو واقف یا واقف کی اولاد کی ملک نہیں ہے اور نہ واقف کی اولاد اپنی ملک ٹھہراتے ہیں، اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر جس عیدگاہ کو ان کے بزرگوں نے تمام مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے اس جگہ کو بوجہ تنگی وسیع کرنا چاہتے ہیں اور اس میں اپنا ہی روپیہ لگانا چاہتے ہیں مسلمانوں سے چندہ لینا نہیں چاہتے اور جو مسلمان اپنی خوشی سے چندہ میں شریک ہونا چاہیں اس کا چندہ لے لیا جاتا ہے تو پھر ایسی عیدگاہ میں نماز پڑھنے میں کیا قباحت ہے، جبکہ عیدگاہ پہلے بھی وقف تھی بعد وسعت کے بھی وقف ہے، کسی کا دعوی ملکیت کا نہیں، سب مسلمانوں کی نماز بے تکلف صحیح ہے اور کار خیر میں جو مسلمان بطیب خاطر چندہ میں شریک ہوتے ہوں ان کا چندہ لینا درست ہے۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

ایسے باغ میں جہاں ناچ رنگ ہوتا ہو عید کی نماز پڑھنا

(۴۶۵) س:...... ایک شہر میں رانی باغیچہ ہے جہاں بر ملا لوگ ناچ رنگ، شراب خوری، عیاشی و بدکاری کے علاوہ پیشاب پاخانہ بھی وہاں کرتے رہتے ہیں، ایسی جگہ عید کی نماز پڑھنا و پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: نماز کے لئے جگہ پاک ہونا ضروری ہے۔[1] رانی باغیچہ جہاں ناچ رنگ، عیاشی، بدکاری، شراب خوری وغیرہ فسق و فجور کے کام ہوتے ہوں یہ جملہ افعال فی نفسہ ممنوع و حرام ہیں، لیکن ان امور سے جگہ ناپاک نہیں ہو جاتی، اگر باغیچہ میں وسعت و سہولت زیادہ ہو اور جگہ پاک ہے اور ظاہر نجاست زمین پر پڑی ہوئی نہ ہو تو وہاں عید کی نماز پڑھنا شرعا بلا کراہت جائز ہے۔ والله تعالى اعلم۔

عید کی نماز امام کی اجازت کے بغیر پڑھانا

(۴۶۶) س:...... عید کی نماز امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب کو نماز نہ ملے اور نماز کا وقت بھی بہت باقی ہے، تاہم بلا اجازت دوسرا شخص نماز پڑھا دیوے اس نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: بلا اجازت امام دوسرے شخص کو امامت کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔[2] عید الفطر کی نماز پڑھانے کا حق دار مقررہ امام ہے، باوجود وقت میں گنجائش ہونے کے اور پھر بلا اجازت امام کے کسی دوسرے شخص کو امامت کرنے میں

---

[1]...... "هی (ای الشرط) ستة طهارة بدنه..... ومكانه "۔ (درمختار ص۳۷۲ ج۲، باب شروط الصلوة)

[2]...... (و) اعلم ان (صاحب البيت) ومثله امام المسجد الراتب (اولى بالامامة من غيره) مطلقا (در) وفي الشامي: "اى وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقرأ منه "۔

(شامی ص۲۹۷ ج۲، باب الامامة، قبل، مطلب البدعة خمسة اقسام)

اتنی عجلت کرنا کہ امام کو بھی جماعت نہ مل سکے یہ سراسر امام کی حق تلفی وظلم وزیادتی ہے، گو نماز صحیح طور پر پڑھنے سے ادا ہو جاتی ہے، لیکن بلا اجازت امام کے نماز پڑھانے والے پر گناہ ہوگا۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

عیدین میں زائد تکبیریں بھول کر رکوع میں چلا جائے تو

(۴۶۷) س:...... نماز عیدین میں اگر امام آخیری تکبیریں بھول کر رکوع میں چلا جائے تو کسی مقتدی کے لقمہ دینے پر رکوع سے کھڑا ہو کر تکبیریں کہہ کر پھر رکوع کر کے نماز پوری کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے اور ایسی حالت میں بعض مقتدیوں کو رکوع نہ ملا ہو تو یہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق:(لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر)فی ظاهر الروایة '' در المختار علی الشامی ص ۸۷۳ ج ۱۔وفی الشامی:'' زاد فی الحلیة وعلی ما ذکره الکرخی و مشی علیه فی البدائع وهو روایة النوادر یعود الی القیام ویکبر ویعیدالرکوع دون القرأة ''۔[۱]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بھولی ہوئی تکبیریں امام رکوع میں بغیر ہاتھ اٹھائے کہیں، تکبیرات کی غرض سے رکوع سے کھڑا ہونا مناسب نہیں، لیکن کھڑے ہونے کے بعد تکبیر کہہ کر دوبارہ رکوع کر کے سجدۂ سہو کر لیا تب بھی نماز صحیح ہوگئی اور جن لوگوں کو رکوع نہ ملا ان کی نماز نہیں ہوئی، لیکن ان پر قضا بھی نہیں۔[۲] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]......شامی ص ۵۷ ج ۳،مطلب :امر الخلیفة لا یبقی بعد موته، کتاب العیدین۔

[۲]......(ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الامام) ولو بالافساد اتفاقا فی الاصح ''۔
بہتر ہے کہ دوسری جگہ نماز عید مل سکتی ہو تو وہاں چلا جائے۔''لو امکنه الذهاب الی امام آخر فعل''۔
(درمختار ص ۵۹ ج ۳،باب العیدین)

سوال مثل بالا

(۴۶۸) س:...... عید کی دوسری رکعت میں امام زائد تکبیریں کہنا بھول گیا اور رکوع کرلیا اور رکوع کے بعد اٹھ کر تین تکبیریں کہہ کر پھر سجدہ کیا اور آخر میں سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اس صورت میں کہ امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں اس کو خیال آجاوے تو اس کو چاہئے کہ رکوع میں تکبیر کہہ لے، پھر جب امام نے رکوع سے اٹھنے کے بعد تکبیریں کہیں تو واجب تکبیریں سنت کے خلاف ادا ہو گئیں اور جبکہ عیدین میں مجمع بہت بڑا ہوا اور کثرت کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے سے گڑبڑ مچ جاتی ہو تو ایسی حالت میں حکم یہی ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے اور مجمع کم ہو تو سجدۂ سہو کرنا جائز ہے۔[۱]

والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

عید کی نماز بغیر خطبہ کے

(۴۶۹) س:...... عید کے روز نماز پڑھ کر امام صاحب خطبہ پڑھ رہے تھے، خطبہ ختم ہونے سے پہلے دوسرے لوگوں نے مسجد کے صحن میں ایک دوسرے کے پیچھے علحدہ جماعت کی اور بغیر خطبہ کے صرف نماز پڑھ کر چلے گئے تو ان کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: عید کی نماز بغیر خطبہ کے مع الکراہت

---

[۱]......(والسهو فی صلوة العید والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرین عدمه فی الاولیین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر، واقره المصنف، وبه جزم فی الدرر (در مختار)وفی الشامی: " لکنه قیده محشیها الوانی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترک "۔(شامی ص۵۶۰ ج۲،باب سجو دالسهو ،قبل باب صلوة المریض)

صحیح ہوجاتی ہے، ۱؎ لہذا دوسری جماعت کی نماز ہوگئی ۔نماز میں کچھ فساد نہیں آیا،لیکن مسنون خطبہ ترک کرنے کی وجہ سے برا ہوا۔ واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

عیدالفطر میں عیدگاہ میں تکبیر تشریق زور سے پڑھنا

(۴۷۰) س:...... عیدالفطر کے دن عیدگاہ میں تکبیر بلند آواز سے کہنا جس سے مجمع میں شور ہوجاتا ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: عیدالفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں، ۲؎ منجملہ ان کے راستے میں ''الله اکبر'' یعنی تکبیر آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا سنت ہے اور صاحبین ؒ کے نزدیک اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی عید الاضحیٰ کی طرح عیدالفطر میں عیدگاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا مسنون ہے،لیکن

۱؎......اس لئے کہ خطبہ عید میں سنت ہے واجب نہیں۔

''تجب صلاتهما) في الاصح (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها)المتقدمة(سوى الخطبة) فانها سنة بعدها '' ۔(در مختار) وفي الشامي: '' قال في البحر: حتى لو لم يخطب اصلا صح واساء لترك السنة '' ، (شامی ص۴۶،باب العيدين ،مطلب:في الفال والطيرة)

۲؎......عیدالفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں:(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس ہو پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کے وقت بہت سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا (۸) قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوارے وغیرہ کھانا (۹) قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا،یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جانا اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) پیادہ پا جانا (۱۳) راستے میں ''الله اکبر الله اکبر لااله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد'' آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔

(دین کی باتیں ص۱۵۳،عیدین کی نماز کا بیان،ازحضرت حکیم الامت تھانویؒ)

اس میں جملہ ائمہ متفق ہیں کہ جب مصلی عیدگاہ میں پہنچ جائے تو تکبیر موقوف کردے، لیکن عام لوگوں کو اس سے منع نہ کرنا چاہئے کہ انہیں نیک کاموں کی رغبت کم ہوتی ہے۔ [۱] شافعی مذہب میں نماز شروع کرنے تک تکبیر کہنا جائز ہے۔ [۲] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ۔

اثنائے خطبہ میں چندہ کرنا

(۴۷۱) س:...... اثنائے خطبہ میں امام ومؤذن کے لئے چندہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور چندہ کرنے والے اور شور کرنے والوں پر کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اثنائے خطبہ میں چندہ کرنا جائز نہیں [۳] اور خطبہ میں شور وغل مچانے والے اور چندہ جمع کرنے میں مشغول ہونے والے عاصی و گنہگار ہیں۔ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

خطبۂ عید کے بعد دعا

(۴۷۲) س:...... عیدین کے خطبے کے بعد منبر پر بیٹھ کر یا نیچے اتر کر اجتماعاً دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون

---

[۱]......"وقالا الجهر سنة كالاضحى وهى رواية عنه "الخ،وكذا لا يتنفل ....وهذا للخواص اما العوام فلايمنعون من تكبير ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فى الخيرات"۔ (در مختار)

وفى الشامى : " (اصلا) اى لاسرا ولا جهرا فى التكبير "۔

(شامى ص۵۲ ج۳ ،باب العيدين، قبل مطلب: تجب طاعة الامام فيما ليس بمعصية)

[۲]......تحفة البارى فى الفقه الشافعى ص۲۷۷ ج۱،تکبیرات کا بیان۔

[۳]......اذا خرج الامام لا صلوة ولا كلام ۔(درمختار ص۳۵ ج۳،باب الجمعة)

ہے،اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہے۔[۱]

[۱]......نماز عید کے بعد دعا کا ثبوت مشکل ہے۔حضرت مولانا عبدالحی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اور بعد نماز یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہؓ کرام اور تابعین عظام سے اس کا ثبوت نظر سے نہیں گذرا''۔(مجموعۃ الفتاوی ص۲۶۶ ج۱)

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''بعد نماز عید کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین رضی الله عنهم اجمعين سے منقول نہیں اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی،لہذا بغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے''۔(علم الفقہ ص۳۲۶ ج۲)

حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''عید کی نماز نو سال تک ہوتی رہی (کل اٹھارہ نمازیں ہوئیں) کسی نے بھی نماز کے بعد دعا نقل نہیں کی،لہذا عام اطلاقات سے کہ عام نمازوں کے بعد دعا ثابت ہے،یہاں خاص عید کی نماز کے بعد دعا ثابت نہیں کر سکتے''۔

(فیض الباری ص۳۶۲ ج۲۔العرف الشذی ص۲۴۱۔انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری ص۹۰و۹۱ ج۸)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

واقعی بعد نماز عید یا خطبہ دعا مانگنا بالخصوص منقول نہیں دیکھا گیا''۔(امداد الفتاوی ص۳۷ ج۱)

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

''نماز عیدین کے لئے کوئی مستقل اجتماعی دعا ثابت نہیں ہے،خطبہ کے ضمن میں جو دعا ہوتی ہے وہی اصل دعا ہے''۔(فتاوی رحیمیہ ص۸۳ ج۵)

حضرت مولانا مفتی عثمان غنی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''دعا کرنا خطبہ کے قبل یا بعد ضروری نہیں ہے اور نہ یہ مسنون طریقہ ہے،اس لئے اس کا لازم کرنا مناسب نہیں''۔(فتاوی امارت شرعیہ ص۲۶۰ ج۲)

اکابر کی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ نماز عید یا خطبہ کے بعد دعا ثابت نہیں،مگر ہمارے اکابر نے مطلق نماز کے بعد دعا کی فضیلت کی وجہ سے بالکل ترک بھی نہیں فرمایا۔حضرت تھانویؒ نے صحیح لکھا:

''لیکن بالخصوص منقول نہ ہونے سے حکم ابتداع کا بھی مشکل ہے،کیونکہ عمومات نصوص سے فضیلت

لیکن خطبے کے بعد اجتماعا امام ومقتدیوں کا دعا مانگنا کہیں سلف سے منقول نہیں، لہذا نماز کے بعد ہی مانگ لینا بہتر ہے۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

نماز عید کے لئے مجمع کا انتظار

(۴۷۳)س:...... جس جگہ ایک ہی مسجد ہو اور عید کی نماز کے لئے دور دراز سے لوگ آتے ہوں ان کے انتظار کے لئے عید کی نماز ساڑھے دس بجے پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مجمع کے انتظار میں جبکہ اس نواح میں ایک ہی جماعت ہوتی ہو تاخیر کرنا درست ہے اور عید کا وقت زوال کے قبل تک ہے۔ [۱]

لہذا ساڑھے دس بجے نماز صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

بعد نماز مقتدیوں کا مصافحہ کرنا

(۴۷۴)س:...... بعد نماز عید مقتدیوں کا مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مصافحہ اول ملاقات کے وقت بالاتفاق اور رخصت کے وقت علی الاختلاف منقول وثابت ہے۔مصافحہ بعد عیدین سلف سے منقول نہیں، لہذا ضروری سمجھ کر کرنا بدعت ہے اور اگر بعد عیدین کے نئی ملاقات ہو تو

دعا بعد الصلوۃ کی ثابت ہے، پس اس عموم میں اس کے داخل ہونے کی گنجائش ہے اور اگر کوئی شخص بالخصوص منقول نہ ہونے کے سبب اس کو ترک کرے اس پر بھی ملامت نہیں، بہر حال یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان نہیں ہے، دونوں جانب میں توسع ہے"۔(امداد الفتاوی ص۷۷۳ج۱)

[۱]......"ووقت الصلوۃ العید من ارتفاع الشمس قدر رمح او رمحین الی (قبیل) زوالھا"۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۵۳۲،باب احکام العیدین من الصلوۃ وغیرھا)

مصافحہ جائز ہے۔ شامی میں بعد نماز عیدین و پنج گانہ کو بدعت لکھا ہے۔ [۱]

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

رویت ہلال کے اختلاف کی بنا پر تکبیرات تشریق کا احتیاطی طریقہ

(۴۷۵) س:...... رویت ذی الحجہ منگل کو برما میں نہیں ہوئی، اس بنا پر نماز عید الاضحیٰ شنبہ کو ادا کی گئی، تو کیا قربانی اتوار کو بند کر دینی چاہئے یا یہاں کے حساب سے دوشنبہ تک ہو سکتی ہے؟ کیا ہندوستان کی رویت برما کے لئے حجت ہو سکتی ہے؟ اور اس صورت میں تکبیر کب

---

[۱]......اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء، واما مااعتاده الناس من المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له "الخ،"ان المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدى الجهلة الى اعتقاد سنيتها "الخ، ونقل فى تبيين المحارم عن الملتقط:" انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لا ن الصحابةؓ ما صافحوا بعد اداء الصلوة ولانها من سنن الروافض "اه ، ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها فى الشرع وانه ينبه فاعلها اولا ويعذر ثانيا ثم قال :وقال ابن الحاج من المالكية فى المدخل :انها من البدع و موضع المصافحة فى الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فى ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك ويزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة"

(شامی ص ۵۴۷ ج ۹ ،كتاب الحظر الاباحة ،باب الاستبراء ،تحت قوله " كما افاده النووى ")

عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہے، مگر کوئی ہاتھ بڑھادے تو کیا کرے؟ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: تاہم اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ کھینچنا نہ چاہئے کہ اس میں ایک مسلمان کو ایذا پہنچانا ہے جو رعایت ادب سے بڑھ کر ہے۔ حاصل یہ کہ اس وقت مروجہ طریقہ پر مصافحہ کی ابتدا تو مکروہ ہے، مگر بدخلقی مناسب نہیں۔ " ومع هذا اذا مد مسلم يده لمصافحة فلا ينبغى الاعراض عنه بجذب اليد لما يترتب عليه من أذى يزيد على مراعاة الادب، فحاصله ان الابتداء بالمصافحة حينئذ على الوجه المشروع مكروه لا المخابرة"۔

(مرقاة ص ۷۴ ج ۹ ،باب المصافحة و المعانقة)

تک کہنی چاہئے، اس لئے کہ ہماری تیرھویں کو وہاں کی چودھویں ہے، کیا دوشنبہ کو موقوف کردیں یا بحساب نماز عید الاضحیٰ منگل کی عصر قائم رکھیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جبکہ ہندوستان سے متعدد ذرائع سے یہ خبر آجائے کہ وہاں عید جمعہ کی ہوئی، مگر برما میں باقاعدہ شرعی شہادت نہ پہونچنے کی وجہ سے عید شنبہ کی رکھی گئی تو برما میں احتیاطا قربانی دوروز میں ختم کرلینا اولی تھا تاکہ ادا ہوجانے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔[۱]

تکبیر برما کی تیرھویں تک کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اگر برما کی تیرھویں ہندوستان کی چودھویں بھی ہو جب بھی تکبیر کہہ دینا ناجائز نہیں۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

ایام تشریق کی تعیین وتحدید

(۴۷۶) س:...... شرع شریف کے موافق تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے۔ ایک مولوی صاحب فرمارہے ہیں کہ نویں ذی الحجہ کی فجر سے بارھویں کی عصر تک ثابت ہے۔ تیرھویں کی عصر تک تکبیر کہنا فضول ہے۔ محقق تحریر فرماکر ماجور ہوں۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: في الدر المختار على الشامي: "اوله (من فجر عرفة) وآخره (الى عصر العيد)...... (آخر ايام التشريق وعليه الاعتماد) والعمل والفتوى في عامة الامصار وكافة الاعصار"۔ ص۸۷۹ ج۱۔[۲]

---

[۱]......"واذا شک في يوم الاضحى فالمستحب ان لا يؤخر الى اليوم الثالث" الخ۔
(عالمگیری ص۲۵۹ ج۵، الباب الثالث في وقت الاضحية)

[۲]......درمختار ص۶۴ ج۳، باب العيدين۔

وفی البحر :"ینتھی بالتکبیر عقب العصر من آخر ایام التشریق وھی ثلاث وعشرون صلوۃ "۔۱۶۵ج۲۔ [۱]

"وفی التفسیرات الاحمدیه :ھو التکبیر فی ادبار الصلوۃ وذلک واجب علی من صلی بجماعة من فجر عرفة الی عصر العید عندہ والی عصر آخر ایام التشریق عندھما وبه یعمل ،فیکون الامر للوجوب"۔ [۲]

تیرھویں تاریخ کی عصر تک جملہ تیئیس نمازوں میں تکبیر کہنا واجب ہے۔ یہ مذہب صاحبینؒ کا ہےاورحضرت فاروق اعظمؓ اورحضرت علیؓ سے بھی یہی منقول ہے۔[۳]

اورامام اعظم ابوحنیفہؒ کےنزدیک عرفہ کی فجر سےعید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہےاوریہی مذہب ہےعبداللہ بن مسعودؓ کا،لیکن عبادات میں اکثر اختیار کرنا بہتر ہےاوراصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت ووجوب میں دائر ہوتو اس کا کرنا اختیار کیا جاوے،[۴] اس لئےفتوی صاحبینؒ کےقول پر ہےاوریہی قول معتمد ہےاور

---

[۱]......بحرالرائق ص۱۵۶ج۲،باب العیدین،تحت وسن بعد فجر عرفة الی ثمان مرة:اللہ اکبر۔

[۲]......تفسیر الاحمدیه ص۹۸ ،تحت قوله ﴿واذکرو اللہ فی ایام معدودات﴾۔

[۳]......(وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقا) الی عصر الیوم الخامس،(در)وفی الشامی : " قوله (اوله الخ)وھو قول عمرؓ وعلیؓ ۔ (شامی ص۶۴ج۳،مطلب: المختار ان الذبیح اسماعیل)

"وسن التکبیر من فجر یوم عرفة الی عصر آخر ایام التشریق بعد صلوات مفروضات عندھما، وعند الامام ابی حنیفةؒ الی عصر العید،والفتوی علی قولھما،والمسئلة مختلفة بین الصحابةؓ "الخ "فاخذ الامام ابو حنیفةؒ بمذھب ابن مسعودؓ وھما اخذ بقول امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجھه ،وھو احواط ولذا افتوا به"۔

(رسائل الارکان ص۱۲۲ ،فصل فی العیدین ،بیان ان التکبیر سنة فی ایام النحر)

[۴]......"ان ماتردد بین الواجب والبدعة یأتی به احتیاطا وما تردد بین البدعة والسنة یترک "۔

(عالمگیری ص۱۶۹ج۲،الباب الثانی والعشرون فی السجدات ۔فتاوی عالمگیری اردو ص۲۶۷ج۱)

ہر زمانہ میں عام اسلامی شہروں میں اسی پر عمل ہے، لہذا تیرھویں کی عصر سے پہلے تکبیروں کوترک کرنا اور دوسروں کو منع کرنا ناجائز اور مناع للخیر بننا ہے۔

قال الفقیه ابو جعفر: والذی عندی انه لا ینبغی ان تمنع العامة عنه لقلة رغبة فی الخیر وبه نأخذ"۔ (شامی ص۸۷۹ ج۱، ۱)

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

عیدین میں قبل نماز عید بلند آواز سے تکبیر پڑھنا

(۴۷۷) س:...... ہر دو عید کے پہلے بلند آواز سے عیدگاہ میں تکبیر پڑھنا یا نفل پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: عیدالاضحیٰ میں عیدگاہ میں تکبیر بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے۔ ۲ اور نفل پڑھنا آگے پیچھے منع ومکروہ ہے، لیکن عوام کو نہ روکا جائے اور خواص کو چاہئے کہ وہ نہ پڑھیں۔ ۳

۱......شامی ص۶۵ ج۳، باب العیدین، مطلب: کلمة لابأس قد تستعمل فی المندوب۔

۲......" (ویکبر جهرا) اتفاقا (فی الطریق) قیل وفی المصلی، وعلیه عمل الناس الیوم"،

(در مختار ص۶۰ ج۳، باب العیدین)

۳...... (ولا یکبر فی طریقها ولا یتنفل قبلها مطلقا) (وکذا) لا یتنفل (بعدها فی مصلاها) فانه مکروه عند العامة (وان) تنفل بعدها (فی البیت جاز) بل یندب تنفل باربع، وهذا للخواص، اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات "،

(در مختار ص۵۰ ج۳، باب العیدین)

فائدہ:......(۱) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کی عصر تک تکبیر پڑھتے۔ اس قسم کی روایت حضرت سمرہؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ مروی ہے۔

(دیکھئے! بنایہ ص۸۸۷، تلخیص الحبیر ص۹۳، سنن الدار قطنی ص۵۰ ج۲، سنن الکبری ص۳۱۵، شرح

مہذب ص ۱۳۱ و ۳۵ ج ۵ ،زاد المعاد ص ۱۴۹ ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے اخیر تک تکبیر کہتے۔

(مطالب عالیہ ص ۱۸۶ ج ۱)

فائدہ:......(۲) تکبیر تشریق کے الفاظ نہ صرف ثابت بلکہ دار قطنی میں مروی حضرت جابرؓ کی مرفوع روایت کے الفاظ ہیں:

روی جابرؓ ان النبی ﷺ صلی الصبح یوم عرفة واقبل علینا فقال:" الله اکبر الله اکبر"ومد التکبیر الی العصر من آخر ایام التشریق " اخرجه الدار قطنی من طرق ،وفی بعضها :"الله اکبر الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر ولله الحمد"۔(المغنی ص ۲۴۶ ج ۲)

موسوعہ عمر بن الخطابؓ میں تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:"الله اکبر الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر،الله اکبر ولله الحمد"۔(موسوعہ عمر بن الخطابؓ ص ۲۰۷)

موسوعہ عبداللہ بن مسعودؓ میں ہے :صیغة تکبیر التشریق التی کان یکبرها ابن مسعودؓ هی:"الله اکبر الله اکبر، لااله الا الله ،الله اکبر ولله الحمد"۔(موسوعہ عبداللہ بن مسعودؓ ص ۱۴۸)

المغنی میں ہے:وصفة التکبیر :"الله اکبر الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر،الله اکبر ولله الحمد" وهذا قول عمرؓ وعلیؓ وابن مسعودؓ،وبه قال الثوریؒ وابو حنیفةؒ وابن المبارکؒ۔

موسوعہ علی بن ابی طالبؓ میں ہے:'صیغة التکبیر التی یلتزمها فی تکبیر التشریق هی:'الله اکبر الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر ،الله اکبر ولله الحمد"۔(موسوعہ علی بن ابی طالبؓ ص ۱۵۳)

غرض یہ کہ آثار صحابہ اور بعض روایات مرفوعہ سے ان الفاظ کا ثبوت ملتا ہے۔(فتاوی قاضی ص ۵۸)

کتاب الجنائز

باب فی الغسل و الکفن

عورت کی موت کے وقت عورت نہ ہو یا مرد کی موت کے وقت مرد نہ ہو تو غسل وکفن کا حکم

(۴۷۸) س:...... کسی ایسے مقام پر جہاں کئی عورتوں کے ساتھ ایک ہی مرد ہو اور مرد کا انتقال ہو جائے تو عورتیں اس مرد کی تجہیز و تکفین کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اور اس طرح کئی مردوں کے ساتھ ایک ہی عورت ہو تو مرد کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اگر کوئی عورت ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی عورت نہ ہو جو اس کو غسل دے تو اگر کوئی مرد اس کا محرم شرعی موجود ہو تو وہ اس کو تیمّم کرادے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمّم کرادے، اسی طرح مرد ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو اس کی محرم عورت بے کپڑا لپیٹے ہوئے اور غیر محرم ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرادے۔ عورتیں مرد کی تجہیز و تکفین کرسکتی ہیں۔ اگر چند عورتیں یا ایک عورت ایسے ہی ایک مرد بالغ ہو یا نابالغ ایک شخص کے بھی نماز پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ "ماتت بین رجال او ھو بین النساء یممه المحرم، فان لم یکن فالاجنبی بخرقة"۔

(در المختار علی الشامی ص۹۰۰ ج۱، [۱])

وفی ص۹۰۷ ج۱: "کما لو امت امراة ولو امة لسقوط فرضھا بواحد ای

[۱]...... درمختار ص۹۴ ج۳، باب صلوة الجنازة۔

بشخص واحد كان رجل اوامرأة" اهـ[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

شوہر کا اپنی عورت کو نہلانا و کفنانا کیسا ہے؟

(۴۷۹) س:...... شوہر کے لئے اپنی مرحومہ بیوی کو نہلانا، کفنانا، تابوت میں کندھا دینا، قبر میں اتارنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: شوہر کو اپنی مرحومہ بیوی کو نہلانا اور کفنانا درست نہیں اور اگر مرحومہ کا کوئی محرم شرعی نہ ہو تو شوہر کا قبر میں اتارنا جائز ہے اور تابوت میں کندھا دینا ہر حال میں جائز ہے، ہاں مردہ عورت کو دیکھنا اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔ (درالمختار ص ۸۹۷ ج ۱، [۲]) و الله تعالى اعلم ۔

کفن میں عمامہ دینا کیسا ہے؟

(۴۸۰) س:...... کفن میں عمامہ دینا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: کفن مسنون تین کپڑے ہیں: ازار، قمیص، لفافہ۔ "(ويسن في الكفن له ازار وقميص ولفافته وتكره العمامة) للميت في الاصح"۔ (درالمختار ص ۹۰۹ ج ۱، [۳])

"(وكفنه سنة ازار وقميص ولفافة) لحديث البخاري: كفن رسول الله ﷺ في ثلاثة اثواب ولم يذكر المصنف العمامة لما في المجتبى وتكره العمامة في الاصح"۔ (بحرالرائق ص ۱۷۶ ج ۲، [۴])

---

[۱]...... شامی ص ۱۰۴ ج ۳، قبیل: مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟۔

[۲]...... ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الاصح۔ (درمختار ص ۹۰ ج ۳)

[۳]...... درمختار ص ۹۵ ج ۳، باب صلوة الجنازة ۔

[۴]...... بحرالرائق ص ۱۵۷ ج ۲، کتاب الجنائز، تحت قوله: "وكفنه ازار وقميص ولفافة"۔

وفی العالمگیریة : ’’ولیس فی الکفن عمامة فی ظاهر الروایة ،وفی الفتاوی استحسنها المتأخرون لمن کان عالما ویجعل ذنبها علی وجهه بخلاف حال الحیوة، کذا فی الجوهر النیرة ‘‘انتهی ۔۱؎

وفی فتاوی قاضیخان : ’’ وما یکفن فیه الرجال ثلا ثة اثواب لیس فیها عمامة عندنا واستحسنها المتأخرون وهو مروی عن عمرؓ وبه اخذ مالکؒ ‘‘انتهی ۔۲؎

وفی الشامی : ’’ قیل لا یعمم بکل حال کما فی المحیط ،والاصح انه تکره العمامة لکل حال کما فی الزاهدی ‘‘۔(ص۱۹۰ج۱، ۳؎)

متأخرین فقہاء نے علماء وشراف کے لئے کفن میں عمامہ کو مستحسن سمجھا ہے،لیکن عام متون فقہ میں اس کو مکروہ لکھا ہے،لہذا احناف کے نزدیک اصح قول کی بنا پر مکروہ ہے۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

کفن پر زمزم یا کافور سے بسم اللہ یا کلمہ لکھنا

(۴۸۱)س:...... میت کے کفن پر آب زمزم وخاک شفا سے بسم اللہ لکھتے ہیں اور سر کے رومال پر بھی، یہ طریقہ شرعا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: کفن کے اوپر یا میت کے سینہ بند پر زمزم یا کافور یا روشنائی سے بسم اللہ وکلمہ شریف وغیرہ لکھنا، ایسے ہی سینہ بند وعورت کے سر کے رومال پر لکھنا درست نہیں۔

۱؎......عالمگیری ص۱۶۰ج۱،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثالث فی التکفین۔

۲؎......فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ص۱۸۹ج۱،باب غسل المیت۔

۳؎......شامی ص۹۶ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب: فی الکفن ۔

”وقد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز ان تکتب علی الکفن یٰسن والکھف ونحوھما خوفا من صدید المیت“ الخ ۔(شامی ص۷۹۴، ۱)

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

کفن کتنے گز کا ہو؟

(۴۸۲) س:...... مردہ کودفنانے کے لئے کتنے گز کپڑے کی ضرورت ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: گز کےحساب سےکفن کی کوئی تحدید واندازہ مقرر نہیں۔میت کے قد سے کچھ بڑی دو چادریں ہونی چاہئے،لہذا قد وقامت کےاندازے سے چادریں لازمی طور پرچھوٹی بڑی ہوں گی۔گز کےاعتبار سے پوچھنا لغو بیکار ہے۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

کفن کی بندش کے لئے کس قدر کپڑا ہونا چاہئے؟

(۴۸۳) س:...... عموما کفن میت پر کپڑے کی دھجی سے تین بندش کی جاتی ہے،ان بندشوں میں سے میں درمیان کےسوا باقی دو بندش کے پکڑنے کے لئے کس قدر کپڑا رکھا جائے،سراورتلوے کی گرہ کے بعد مٹھی بھرسے زائد کپڑا چھوڑنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: کسی دھجی سے کمر،پیراورسرکی طرف کفن کو باندھنا صرف کفن کھل نہ جائے اس مصلحت سے ہے،کوئی حکم شرعی ضروری نہیں،اسی مصلحت سے سب سےاوپرکی چادر جسے لفافہ کہتے ہیں اس قدر زیادہ رکھی جائے جوسراور پیر دھجی باندھ سکیں،اس میں کوئی حد مقرر نہیں۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔

۱......شامی ص۱۵۷ ج۳،باب صلوۃ الجنازۃ،مطلب: فیما یکتب علی کفن المیت۔

شہید کے غسل وکفن کا حکم

(۴۸۴) س:...... ایک شخص صبح کو نماز کے لئے مسجد جارہا تھا کہ کافروں نے اسے تلوار سے حملہ کرکے مارڈالا وہ شہید ہوگا یا نہیں؟

۲:...... ملک برما میں جو مسلمان کافروں سے لڑکر یا بغیر لڑے ظلم وستم سے مررہے ہیں وہ شہید ہوں گے یا نہیں؟

۳:...... ایک مسلمان کے گھر میں کافروں نے محصور کرکے آگ لگادی، جو لوگ اس کے اندر مرجائیں گے وہ شہید ہوں گے یا نہیں؟

۴:...... مجروح جو کافروں سے لڑکر ہوا ہے، ہسپتال میں جاکر انتقال کرگیا وہ شہید ہوگا؟

ج:...... ۱/۲/۳/۴/ حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص معرکہ میں دھاردار ہتھیار سے مارا جائے یا ظلماً قتل کیا جائے خواہ باغی ۱؎ ہو یا قاطع طریق یا مکابر ۲؎ ہو اور خواہ قتل دھاردار آلہ سے ہو یا پتھر سے یا جلانے سے ہو تو ان سب صورتوں میں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے، ۳؎ بشرطیکہ ارتثاث نہ پایا گیا ہو، یعنی زخم لگنے کے بعد

۱؎...... باغی: یعنی وہ مسلمان جو بغیر حق کے اپنے امام برحق (حاکم) کی اطاعت سے نکل جائے اور ناحق اس کے خلاف بغاوت کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۹۵ ج۲)

۲؎...... مکابرہ: یعنی وہ لوگ جو شہر میں رات کو ہتھیار لگاکر غارت گیری کریں۔ صحیح یہ ہے کہ رات کے وقت ہتھیار ہوں یا نہ ہوں یا صرف لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے قتل کرے، اس حکم میں برابر ہے اور دن میں ہتھیار کے ساتھ ایسا کرے تو یہی حکم ہے، اسی پر فتوی ہے کہ یہ رہزن کے حکم میں ہے۔ جو شخص شہر میں کسی جگہ کھڑا ہوجائے اور جو اس طرف نکلے اس کا مال چھین لے وہ بھی مکابرہ ہے۔ (عمدہ ص۴۹۶ ج۲)

۳؎...... ھو کل مکلف قتل ظلما بجارحة ولم یرتث وکذا یکون شھیدا لو قتل باغ او حربی او قاطع طریق ولو بغیر جارحة او وجد جریحا میتا فی معرکتھم۔ (درمختار ص۱۵۷ ج۳، باب الشھید)

وفی الشامی: "والمکابرون فی المصر لیلا بمنشلة قطاع الطریق"۔ (شامی ص۱۶۰ ج۳)

پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے، پینے، سونے، دوا کرنے یا خرید وفروخت کرنے کے اموراس وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش وحواس میں گذرے، اس قسم کے جملہ مقتولین شہید ہیں۔ ۱؎

فساد برما میں جو مسلمان برمیوں و بت پرست قوم کے ہاتھ سے ظلماً قتل کئے گئے یا جلا دیئے گئے یا مارشلا میں شہید ہوئے ہیں یا حکومت کے آدمیوں کے فائرنگ سے مقتول ہوئے یا ایسے فساد زدہ علاقے میں مقتول یا محروق پائے گئے، یہ سب شہید ہیں، اگر ارتثاث نہ ہوا ہو تو وہ شہید اصلی ہیں اور شہدائے احد کے حکم میں ہیں، یعنی ان کو غسل نہ دیا جاوے، بلاغسل وبلا کفن جدید انہی کپڑوں میں نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جاوے۔ ۲؎

اور جن مقتولین کا ارتثاث وعدم ارتثاث معلوم نہ ہوا اور مجروح ہوکر ہسپتال میں جا کر انتقال کر گئے ہوں یا کافروں کے ظلم وستم کی وجہ سے بغیر لڑے مر گئے ہیں وہ سب کے سب بھی شہید ہیں، لیکن ان کو غسل وکفن دینا ضروری ہے، کیونکہ شہدائے اصلی کے سوا تمام

۱؎……(وارتث) وذلک(بان أکل او شرب او نام او تداوی) ولو قلیلا(أو أوی خیمة او مضی علیه وقت صلوة وهو یعقل) ویقدر علی ادائها (أو نقل من المعرکة) "الخ" (أو باع او اشتری او تکلم بکلام کثیر) "۔(درمختار ص۱۶۲ ج۳، باب الشهید)

۲؎……(ویصلی علیه بلا غسل ویدفن بدمه وثیابه) لحدیث ((زملوهم بکلومهم))۔

(درمختار ص۱۶۱ ج۳، باب الشهید، ((زملوهم بکلومهم ودمائهم))اخرجه احمد ۵ / ۴۳۱)

شہید کو اس کے خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے، لیکن اگر خون شہادت کے علاوہ کوئی اور نجاست لگی ہو تو اس کو دھوڈالیں، اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون پورا کرنے کے لئے اور کپڑے بڑھا کر پورا کر دیا جائے اور اگر عدد مسنون سے زائد ہو تو اتار کر عدد مسنون کے مطابق کر دیئے جائیں اور جو چیزیں جنس کفن سے نہیں ہیں وہ اس کے بدن سے نکال لی جائیں جیسے ہتھیار، جوتا، موزے، ٹوپی وغیرہ۔ بہتر یہ ہے کہ پائجامہ نہ اتارا جائے۔ (عمدۃ الفقہ ص۵۵۴ ج۲)

اموات کو غسل وکفن دینا واجب ہے، جو شبہ واحتمال کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا، اس کی تفصیل کتب فقہ میں مصرح ہے۔[۱] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مسلم، غیر مسلم کی اور غیر مسلم، مسلم میت کی تجہیز وتکفین میں مالی امداد کر سکتا ہے یا نہیں

(۴۸۵) س:...... غیر مسلم اپنے مال سے مسلم میت کی تجہیز وتکفین کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلم غیر مسلم کی میت میں اپنا پیسہ دے تو گناہ ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ہر دوصورت جائز ہے۔[۲]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تجہیز وتکفین کے مصارف کس کے ذمہ ہے اور کتنے ہیں؟

(۴۸۶) س:...... ایک شخص مرا اور اس کے وارث یہاں موجود نہ تھے، میت کے ملازم نے مال متروکہ سے تجہیز وتکفین کی، ایسی صورت میں ملازم میت کو شریعت کہاں تک اجازت دیتی ہے کہ مال متروکہ سے خرچ کرے کہ جس کی ادائیگی ورثہ کے ذمہ واجب ہو؟ کیا میت کو قبرستان تک لے جانا مصارف موٹر وغیرہ اور غسال کی اجرت وبکس میت کے مصارف بھی ورثہ کے ذمہ ادا کرنا ضروری ہے اور ایصال ثواب کے لئے قرآن شریف کا پڑھوانا اور اجرت دینا اور قبر کے اطراف کا گھیراڈلوانا اور دسواں اور چالیسواں کرنا اور مالی خیرات کرنا

---

[۱]......ویغسل من وجد قتیلا فی مصر الخ۔ (درمختار ص۱۶۱ ج۳، باب الشهید)

غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنة واجماع الامة۔

(عالمگیری ص۱۵۸ ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل)

[۲]......فتاوی دار العلوم دیو بند ص۳۵۰ ج۵، سوال نمبر ۲۹۴۵۔

اور جنازہ میں شریک ہونے والوں کے لئے قبرستان تک پہونچانے کے واسطے موٹر بس کرایہ کرنا اور میت کی قبر پر کسی کو فاتحہ خوانی کے لئے چند روز کے لئے بھیجنا اور اس کی آمد ورفت کے مصارف ادا کرنا، کیا یہ وارثوں کے ذمہ واجب ہے؟ ان میں سے کس قدر مصارف ورثہ کے ذمہ عائد ہوتے ہیں اور کون سے نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: میت کے ترکہ میں سے پہلے اس کی تجہیز وتکفین کا خرچ لیا جائے اور یہ خرچ سیدھے سادے شرعی طریقے سے سنت کے موافق اور میت کی حیثیت کے مطابق کیا جائے، یعنی کفن نہ اس قدر کم قیمت اور ردی ہو کہ جس سے میت کی تحقیر وتذلیل ہوتی ہو اور نہ اتنا بیش قیمت ہو کہ جس میں اسراف ہو اور وارثوں کے حق میں نقصان آئے، معمولی خام قبر کے مصارف اور غسال کی اجرت اور گورکنی وسامان وغیرہ کا خرچ بھی حسب حیثیت متوسط درجہ کا کریں۔ کفن ودفن کے سامان میں فضول خرچی کرنے سے وارثوں کے حصے میں کمی آتی ہے لہذا اگر کوئی وارث یا غیر وارث ایسی فضول خرچی کرے گا تو جس قدر خرچ بلا ضرورت وزائد ہوا ہے اس کا تاوان خرچ کرنے والے کے ذمہ عائد ہوگا، اسی طرح دیگر صدقات اور خیرات جو میت کی وفات کے بعد کئے جاتے ہیں اور قبرسان تک لوگوں کو پہنچانے کے لئے موٹر بس وغیرہ سواریوں کے مصارف کسی حال میں ہرگز تجہیز وتکفین کے مصارف میں محسوب نہ ہوں گے، بلکہ اس کا تاوان خرچ کرنے والے کے ذمہ ہوگا، اجازت دینے والے اور فضول خرچی کرنے والے بالغ وارثوں اور خرچ کرنے والوں پر تاوان اس وقت لازم ہوگا کہ میت نے ان امور کی وصیت نہ کی ہو، اگر میت نے وصیت کی ہے تو اس قسم کی خیر خیرات ثلث مال سے کی جائے گی۔

فتاوی بزازیہ اور مستملی شرح منیۃ المصلی اور درالمختار وشامی میں ہے:

" وفی البزاریه : "ویکره اتخاذ الطعام فی ا لیوم الاول والثالث [۱] وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرأة سورة الانعام او الاخلاص،والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاکل یکره "۔[۲]

غرض ان جملہ بیجا مصارف کواگرورثہ منظور رکھیں تو میت کے ترکہ میں سے محسوب ہوگا اوراگرورثہ ان مصارف کومنظورنہ رکھیں تو میت کے ملازم کے ذمہ سمجھے جائیں گےاورملازم نے میت کے مال متروکہ میں سے صرف کیا ہوتو اس کا تاوان ملازم کے سر عائد ہوگا اوراگر اپنے مال سے ملازم نے یہ خیرخیرات کی ہےاورورثہ اسے منظورنہ کریں تو ملازم کومیت کے مال میں وصول کرنے کا کوئی حق نہیں۔

وفی الشریفیه : قال علمائنا ؒ تتعلق بترک المیت حقوق اربعة :الاول یبدأ بتکفینه وتجهیزه بلا تبذیر ولا تقتیر ای بلا اسراف ولا نقصان ،قال فی الدر المنتقی :هذا اذا لم یوص بذلک فلو وصی تعتبر الزیادة من الثلث وکذا لو تبرع الورثة به او اجنبی فلا بأس بالزیادة من حیث القیمة والعدد "۔[۳] والله تعالی اعلم وعلمه اتم۔

جنازہ کا کاندھا دینا

(۴۸۷)س:...... جنازہ کا کاندھا دینا خواہ مرد کا جنازہ ہو یا عورت کا امام اور بڑے

[۱]......(قول وفی البزارية : یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث،الخ) عبارة البزارية : "ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث " الخ، فلعل لفظ "الثانی " سقط من المحشی"۔(شامی ۱۴۸ج۳،باب صلوة الجنازة ،مطلب: فی کراهة الضیافة من اهل المیت)

[۲]......شامی ص ۱۴۸ ج۳،باب صلوة الجنازة ،مطلب: فی کراهة الضیافة من اهل المیت۔

[۳]......شریفیہ شرح سراجیہ ص۳۔

آدمیوں کو شرعا ناجائز تو نہیں؟ نیز امام اور بڑے آدمی گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ اگر گنہگار ہونے کا عقیدہ رکھے تو صحیح ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق جنازہ کا کاندھا دینا باعث ثواب ہے، [1] امام ہو یا کوئی بڑا آدمی ہو، کاندھا دینے سے گنہگار نہیں ہوگا، بلکہ مستحق اجر وثواب ہوگا۔ گنہگار ہونے کا عقیدہ رکھنا خود گناہ ہے، جس کام کو شریعت نے باعث ثواب واجر بتایا ہو اس میں گناہ سمجھنا معصیت و فسق ہے۔ والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[1]...... جو شخص (جنازہ کی) چارپائی چاروں طرف سے اٹھالے (یعنی چاروں طرف سے کندھا دے) تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔
(احکام المیت ص ۵۴، جنازہ اٹھانے کا بیان)

((من حمل بجوانب السریر الاربع غفر له اربعون کبیرة))۔
(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۱۵۸ ج ۶، رقم الحدیث ۸۶۴۸)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((من حمل جوانب السریر الاربع کفر الله عنه اربعین کبیرة))۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

((من حمل قوائم السریر الاربع ایمانا واحتسابا حط الله اربعین کبیرة))۔
(کنز العمال، رقم الحدیث ۴۲۳۶۵ و ۴۲۳۶۶)

صاحب درمختار نے ان الفاظ سے روایت نقل کی ہے: ((من حمل جنازہ اربعین خطوة کفرت عنه اربعون کبیرة))۔ (درمختار ص ۱۳۵ ج ۳، باب صلوة الجنازة)

یعنی جو شخص جنازے کو اٹھا کر چالیس قدم چلے کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
(علم الفقہ ص ۳۷۸، حصہ دوم، دفن کے مسائل)

ایک روایت میں ہیں:

((من غسل میتا و کفنه و حنّطه و حمله و صلی علیه ولم یفش علیه ما رأی، خرج من خطیئته مثل ما ولدته امه))۔ (الترغیب والترهیب، رقم الحدیث ۵۱۳۳)

عورت کے جنازہ کو شوہر کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴۸۸) س:...... مرحومہ عورت کے جنازے کو شوہر کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: مرحومہ عورت کا منھ دیکھنا اور تجہیز وتکفین میں شریک ہونا اور جنازہ کو ہاتھ لگانا اور اس کو کاندھے پر اٹھانا شوہر کے لئے جائز ہے، ہاں متوفیہ کے بدن کو ہاتھ لگانا اور غسل دینا شوہر کو درست نہیں۔ عوام لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جنازہ کو ہاتھ لگانا اور اس کے جنازے کو کندھا دینا شوہر کو جائز نہیں یہ بات غلط ہے اور شوہر مر جائے تو اس کی عورت غسل بھی دے سکتی ہے۔ درمختار میں ہے:

"ویمنع زوجها من غسلها ومسها الا من النظر الیها علی الاصح وهی لا تمنع من ذلک"۔[۱] والله تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

جنازہ پر ایسا غلاف ڈالنا جس پر آیات واحادیث مرقوم ہوں

(۴۸۹) س:...... ایک شخص مکہ معظّمہ سے ایک غلاف لایا اور اس کو مدرسہ میں وقف کر دیا ہے، اس غلاف پر قرآن شریف کی چند آیات واحادیث وخلفاء راشدین کے نام اور مقامات مقدسہ کے نقشے بنے ہیں۔ مردے کے تابوت پر یہ غلاف اوڑھا کر قبرستان لے جانا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: میت کے جنازہ پر ایسا غلاف ڈال کر اس کو قبرستان لے جانا کہ جس پر قرآن مجید کی آیات واحادیث اور خلفاء راشدین کے نام مرقوم ہوں ناجائز نہیں، بشرطیکہ اس غلاف کو ناپاکی وگندگی سے بچایا جاوے اور اس کو پیروں کے نیچے روندا نہ جاوے، صرف اوڑھنے کے کام میں اس کا احترام کرتے ہوئے

---

[۱]...... درمختار ص۹۰ ج۳، باب صلوة الجنازة۔

استعمال کرنا جائز ہے، اس کو فرش کے طور پر بچھا کر زندوں یا مردوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ آیات کلام پاک کی جس میں بے حرمتی ہو اس طرح استعمال جائز نہیں، اس کا احترام ضروری ہے۔ لکھی ہوئی آیات کو بے وضو ہاتھ نہ لگائیں، اگر بے حرمتی کے طور پر اس کا استعمال ہوگا تو ناجائز و مکروہ ہوگا، اسی لئے فقہاء نے دیواروں پر قرآن کی آیات لکھنے کو مکروہ لکھا ہے کہ دیوار گرنے سے آیات کی بے حرمتی ہوگی۔

رہا سوال کہ مردے کے پیر کے پیچھے آیات قرآن واحادیث لکھا ہوا غلاف ہوگا تو یہ مکروہ نہیں، اس لئے کہ میت کے پیروں اور غلاف کے درمیان آڑ ہے اور جب کہ آڑ ہو تو قرآن شریف کی طرف پیر کرنا منع نہیں۔ "مد الرِجلَیْنِ الی جانب المصحف ان لم یکن بحزائه لا یکره و کذا لو کان المصحف معلقا فی الوتد وهو مد الرِّجُل الی ذلک الجانب لا یکره کذا فی الغرائب"۔ (عالمگیری ص ۳۵۷ ج ۵، [۱])

خلاصہ یہ ہے کہ جنازہ پر غلاف ڈالنے میں بظاہر کوئی توہین اور بے حرمتی آیات و احادیث مرقومہ کی نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

جنازہ کو بڑا بنانا کیسا ہے؟

(۴۹۰) س:...... میت کے جنازے کو اتنا بڑا بنانا کہ جس کو اٹھانے میں بجائے چار آدمی کے دس بیس کی ضرورت ہو، کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: برما اور کفار کی مشابہت سے بڑے بڑے جنازہ بنانا مکروہ و ناجائز ہے اور اگر کوئی ضرورت ہے۔ مثلا میت بہت وزنی ہو اور دور تک لے جانے میں چار آدمی کافی نہ ہوں تو اس ضرورت سے بڑا بنانا جائز ہے۔

---

[۱]......عالمگیری ص ۳۲۲ ج ۵، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ۔

جنازہ وقبر پر پھول کی چادر چڑھانا

(۴۹۱) س:...... قبر وتابوت پر پھول کی چادر چڑھانا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: تابوت اور قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا ناجائز وبدعت قبیحہ ومعصیت ہے۔[۱] والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

میت کو لے جاتے ہوئے بلند آواز سے کلمہ پڑھنا

(۴۹۲) س:...... میت کو لے جاتے ہوئے بلند آواز سے کلمہ وادعیہ پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

وينبغي لمن تبع جنازة ان يطيل الصمت ويكره رفع الصوت بالذكر وقرأة القرآن وغيرها في الجنازة"۔(بحر الرائق ص۱۹۲ج۲، [۲] درالمختار ص۱۲۴ج۱، [۳])

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

میت کے ساتھ سواری پر جانا کیسا ہے؟

(۴۹۳) س:...... ایک میت کے ساتھ پچاس مسلمان پیدل جاتے ہوں صرف ایک آدمی بلا عذر سواری میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جنازے کے ساتھ سواری پر چلنا مکروہ

---

[۱]......تكره الستور على القبور۔

(شامی ص۱۴۵ج۳،باب صلوه الجنازة ،(تتمه) فى احكام عن الحجة ، مطلب:فى دفن الميت)

[۲]......بحر الرائق، كتاب الجنائز ،فصل السلطان احق بصلوته۔

[۳]......كره فيها رفع الصوت بذكر او قرأة ۔(درمختار ص۱۳۸ج۳،باب صلوة الجنازة)

ہے، جنازے کے ہمراہ پیادہ چلنا مستحب ہے اور اگر سواری پر جائے تو جنازے کے پیچھے چلے۔"وندب المشی خلفھا" الخ۔(درالمختار ص۱۲۴ ج۱، ۱ بحرالرائق ص۱۹۲ ج۲، ۲)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مسلمان کی پرورش میں رہنے والے کافر بچے پر نماز جنازہ وغسل ودفن ہے یانہیں؟

(۴۹۴) س:...... مشرک ماں باپ نے ایک مہینے کی بچی ایک مسلمان کو دیدی، جہاں وہ پرورش پاتی رہی، ایک مہینہ کے بعد یہ بچی مسلمان کے گھر میں مرگئی، بچی کے مشرک ماں باپ موجود ہیں، اب اس کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ پڑھے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں کافر بچہ پرورش کے لئے کسی مسلمان کے قبضہ میں ہونے سے یا مفت یا قیمتا دیدینے سے مسلمان اس کا مالک نہیں ہوجاتا اور جبکہ بچہ کے کافر ماں باپ زندہ ہیں اور مسلمان کے قبضہ میں تغلیباً غلام ہوکر نہیں آیا ہے، اس لئے مسلمان کا قبضہ کافی نہیں اور کافر ماں باپ نے بچہ اپنی رضا مندی سے دیا ہے، اس لئے مسلمان کا قبضہ بھی بطور نائب کے ہے، والدین جب چاہیں بچہ کو لے سکتے ہیں، گوساری عمر کے لئے بھی نہ لیں اور بچہ ماں باپ کے تابع ہوتا ہے، اس لئے کافر ماں باپ کے بچے کافر اور مسلمان ماں باپ کے بچے مسلمان سمجھے جاتے ہیں، اس لئے اگر کوئی مسلمان بچہ کافر کی پرورش میں مرجائے تب بھی وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا گو قبضہ و

۱...... وفی الشامی: اما الرکوب خلفھا فلا بأس بہ والمشی افضل۔

(شامی ص۱۳۷ ج۳، مطلب: فی حمل الجنازۃ)

۲...... بحرالرائق، کتاب الجنائز۔

پرورش میں کافر کے ہے، لہذا اس بچہ کی تجہیز و تکفین اسلامی طریقہ سے نہ کی جاوے اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے، لیکن مصلحتاً بمقتضائے احتیاط اگر اسلامی طریق پر تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھی جاوے تو بوجہ قبضہ مسلمان گنجائش ہے اور اس طرح مسلمانوں کے قبضہ میں مشرکوں کے صغیر بچے زیادہ آنے کی امید ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

مسلمان کی پرورش میں پلنے والے بچے کا حکم

(۴۹۵) س:...... ایک برہمی عورت (حاملہ) کہیں سے سرکاری ہسپتال میں بیمار ہوکر آئی اور وہیں پر ایک لڑکی جنی، پھر تیسرے دن وہ عورت اپنی مولود کو چھوڑ کر مرگئی، چوتھے روز ایک مسلمان نے اس بے مادر لڑکی کو ہسپتال سے اٹھا کر اپنے گھر میں پرورش کرنے کی نیت سے لے لیا، دو چار مہینے پرورش کی پھر وہ لڑکی مرگئی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟ اور اس کا جنازہ پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: في الدر المختار : " (وشرطها اسلام الميت)اى ولو بطريق التبعية لاحد الابوين"الخ،[۱]

"كصبى سبى مع احد ابويه لا يصلى عليه لانه تبع له اى فى احكام الدنيا "

وفى رد المحتار : " قوله كصبى سبى مع احد ابويه وبالاولى اذ سبى معهما الى قوله لانه مع وجود الابوين لا عبرة للدار ولا للسابى بل هو تابع لاحد الابويه الى البلوغ مالم يحدث اسلاما وهو مميز كما صرح به فى البحر او اسلام وهو عاقل اى ابن سبع سنين صلى عليه لصيرورته مسلما"۔(شامی ص۹۲۹ ج۱، [۲])

---

[۱]......شامی ص۱۰۳ ج۳، باب صلوة الجنازة ،مطلب: فى صلوة الجنازة۔

[۲]......شامی ص۱۳۲ ج۳، قبيل مطلب: فى حمل الميت۔

صلوۃ جنازہ کی شروط میں ایک شرط میت کا مسلمان ہونا ہے، جبکہ برہمی کافرہ تھی تو اس کا بچہ بھی کافر ہی ہے، کسی مسلمان کی پرورش میں آجانے سے مسلمان نہیں سمجھا جائے گا، جب تک کہ وہ بچہ سمجھدار ہوکر اپنے مسلمان ہونے کا اقرار نہ کرے اور ایسے صغیر غیر ممیّز و ناسمجھ مشرک کے بچہ پر مسلم کی پرورش و قبضہ میں مرجانے پر اس میت کے ساتھ مسلم میت کے جیسا مسلمان بچوں کی طرح معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔

کافرہ کا بچہ کافر ہی ہے اس کے مرنے پر اسلامی احکام جاری نہیں ہوسکتے، یعنی اس کا غسل بھی اسلامی مسنون طریقہ پر نہ ہوگا اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، صرف اسے دھوکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی جگہ اس کو دفن کر دیا جائے۔ ہاں اگر بچہ سات برس کا ہوگیا ہو اور وہ اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو اور مسلم ہونے کا اقرار کرتا ہو تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ اسلامی طریقے کے موافق ہوگی۔ و الله تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

آٹھ سالہ بچی مسلمان ہوئی پھر موت آئی تو نماز جنازہ ہے یا نہیں؟

(۴۹۶) س:...... ایک برہمی بیوہ ایک مسلمان سے حاملہ ہوگئی، اس برہمی کے کافر شوہر سے چار بچے ہیں، جن میں سے دو بچیاں برہما کے پاس نوکر ہیں، باقی ایک پانچ سالہ لڑکا اور ایک آٹھ سالہ لڑکی اپنی ماں کے ساتھ مسلمان کے گھر میں رہتے تھے، اتفاق سے لڑکی ہیضہ میں مبتلا ہوگئی تو یہ مسلمان مرد ایک امام صاحب کو اپنے گھر لے آئے اور ان کے سامنے لڑکی کی توبہ کرا کر مسلمان کیا، بعد میں لڑکی مرگئی اور جنازہ پڑھا گیا اور دفن کی گئی، اس لڑکی کی توبہ و اسلام درست و صحیح ہوا یا نہیں؟ دوسرے پانچ برس کا بچہ مرض میں مبتلا ہوکر مرگیا، جب مولوی صاحب کو جنازہ کے لئے بلایا گیا تو جواب دیا کہ اس لڑکے کو مسلمان نہیں کیا ہے،

اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔آخرقلی کو بلا کر دفنایا گیا اور جنازہ نہیں پڑھا گیا، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں اگر برہمی مسلمان کے ساتھ اپنے صغیر بچوں کو لئے ہوئے رہتی ہے تو اگر برہمی مسلمان ہوگئی ہے تو اس کی تبعیت میں صغیر بچے بھی مسلمان سمجھے جائیں گے، بحکم ((الولد يتبع خير الابوين)) [۱] اور اگر برہمی مسلمان نہ ہوئی اور اپنے کفر پر رہ کر مسلمان کے ساتھ بغیر نکاح رہنے لگی تو یہ بچے مسلمان نہیں، لیکن آٹھ سالہ لڑکی موت سے پہلے ایک عالم کے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہوگئی تو اس کا ایمان و اسلام صحیح ہوا اور اس کے مرنے کے بعد امام صاحب نے نماز جنازہ پڑھی اور اسلامی قاعدہ کے موافق تجہیز و تکفین کی یہی حکم شریعت کا ہے۔امام صاحب نے اسلامی قوانین کے موافق عمل کیا ہے۔رہا دوسرا بچہ تو اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے یہ کافر تھا تو اس کے مرنے پر اسلامی احکام جاری نہیں ہو سکتے اور اس کے ساتھ مسلمان بچوں کی طرح معاملہ نہیں کیا جا سکتا، لہذا اس کے متعلق بھی امام صاحب کا عمل صحیح ہوا، کوئی قابل الزام نہیں۔والله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

حکم صلوۃ بر میت کافر

(۴۹۷) س:...... ایک ہندو عورت مرتے وقت وصیت کرتی ہے کہ مجھے مرنے کے بعد جلانا نہیں، مگر دفن کر دینا اور اس میں اسلام کی قبولیت کی کوئی ثبوتی نہیں، مگر چند مسلمان بھائیوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اسی طرح دفن کر دیا، کچھ دنوں کے بعد اس کے وارثوں سے کچھ نقد وصول کر کے اس کے لئے گوشت روٹی تقسیم کر دیا اور خود بھی اس کا

[۱]...... ہدایہ ص۱۶۴ ج۱، فصل فی الصلوۃ علی المیت۔ بحر الرائق ص۱۸۹ ج۲۔

گوشت روٹی کھایا، ان لوگوں پر شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مرنے والی عورت ہندوا گر در پردہ مسلمان ہواور کسی مصلحت قومی وذاتی سے مجبور ہوکر اپنا اسلام عام طور پر ظاہر نہ کرتی ہواور خفیہ طور پر جن کے سامنے وصیت کی تھی انہیں مخفی طور پر اپنے اسلام کی خبر دی ہو اس لئے انہوں نے حسب وصیت مرنے کے بعد اس کے ساتھ مسلمانوں کا برتاؤ کیا ہو بظاہر قرین قیاس ایسا ہی ہوگا، ورنہ کوئی مسلمان دیدہ ودانستہ کافر میت کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرسکتا اور نہ کافر میت کے وارث ایسا کرنے پر راضی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال اگر در پردہ مسلمان ہونے کا ثبوت ان مسلمانوں کو ہوتو انہوں نے حسب وصیت جو کچھ کیا اچھا کیا، لیکن اس بات کو مسلمانوں میں ظاہر کردینا چاہئے تھا کہ مرنے والی عورت کے مسلمان ہونے کا ہم کو علم ہے تاکہ مسلمانوں میں اختلاف ونااتفاقی نہ ہو اور یہ کام کرنے والے مسلمان بھی بد گمانی سے بچے رہیں۔ اور اگر مرنے والی کے اسلام کا کوئی ثبوت نہ ہو اور ہندو سمجھتے ہوئے مسلمانوں نے اس کا جنازہ پڑھا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا ہو تو مسلمان بہت ہی قبیح اور شعار اسلام کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے گنہگار رہیں۔ لقوله تعالى: ﴿ولا تصل على احد منهم مات ابدا﴾ [1] کافر میت پر نماز جنازہ حرام ہے، پڑھنے والے اور پڑھانے والے کو توبہ لازم ہے، کافر میت کے لئے نہ نماز جنازہ کام دے گی اور نہ گوشت روٹی کی تقسیم۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

احکام دین سے ناواقف نومسلمہ کی نماز جنازہ

(۴۹۸) س:...... جو نومسلمہ عورت مسلمان کے نکاح میں حالت اسلام میں مرجائے اور وہ

[1]......سورۂ توبہ، آیت ۸۴۔ اور ان میں سے کوئی مرجائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیئے۔

اسلامی احکام سے واقف نہ ہو، لیکن اس پر مسلمان ہونے کے بعد کوئی کفر وشرک و بت پرستی کا ثبوت نہ ہو، ایسی عورت کے مرنے پر ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں؟

ج:...... **حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:** جبکہ کوئی کافر مرد یا عورت اپنے کفر و شرک و بت پرستی سے تائب ومتنفر ہوکر مسلمان ہو جائے اور بعد اسلام کے پھر مرتد نہ ہو اور اپنے اسلام پر قائم ہو، گو اعمال میں کتنی ہی کمزوری رہے، لیکن جب خدا کو ایک اور حضرت رسول مقبول ﷺ کو نبی برحق مانتا رہے اور ایسی حالت اسلام میں انتقال ہو جائے، اس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ ایسے ناواقف نومسلموں کو مرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں اسلامی قاعدہ کے موافق دفن کرنا مسلمانوں پر فرض وضروری ہے، جبکہ اسلام کے بعد شرک و بت پرستی کا کوئی ثبوت نہیں تو اس کو کافر سمجھنا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے میں شک کرنا جہالت ہے۔

صورت موجودہ میں مرحومہ نومسلمہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جملہ مسلمانوں پر اسلامی برادری کے مطابق یہی شرعی حکم ہے، اس کے خلاف کرنا شرعاً جرم عظیم وگناہ کبیرہ ہے ”**قوله وهي فرض على مسلم مات) و الصلوة على كل مسلم مات فرض اى مفترض على المكلفين**“ (شامی ص۹۰۹ ج۱،[۱])

اگر کوئی مسلمان بغیر غسل ونماز جنازہ دفن کر دیا گیا تو سب کے سب گنہگار رہوں گے۔[۲]

---

[۱]......شامی ص۱۰۷ ج۳۔ باب صلوة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي۔

[۲]......الصلوة على الجنازة فرض كفاية اذا قام به البعض واحدا كان او جماعة ذكرا كان او انثى سقط عن الباقين واذا ترك الكل اثموا۔ (عالمگیری ص۱۶۲ ج۱، الباب الحادی والعشرون)

غسل الميت حق واجب على الاحياء۔ (عالمگیری ص۱۵۸ ج۱، الفصل الثانی فی الغسل)

کلمہ گو کی نماز جنازہ

(۴۹۹) س:...... جو شخص نام کے واسطے مسلمان ہو، کلمہ شریف تک معلوم نہ ہو اور مسلمان کہلایا جاتا ہو اور بے نکاح عورت لے کر رہتا ہے، اس کی اولاد بھی ہیں، مسجد میں آ کر نماز میں بھی شامل ہوا ہے، مگر کچھ معلوم نہیں۔ اس حالت میں ان دونوں (میاں بیوی) کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح ایک شخص نے نکاح کیا اور نکاح کے روز عورت کو کلمہ پڑھوایا اس کے بعد نہ کوئی اللہ پاک کا نام لیا ہوگا اور نہ کھانے پینے میں فرق، ایسے کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: خواہ کوئی شخص نام کے واسطے مسلمان ہوا ہو یا کام کے واسطے، لیکن جب کسی نے صدق نیت و سچے دل سے خدا کی الوہیت وتوحید ورسالت محمد ﷺ کا اقرار کیا وہ عنداللہ وعندالناس مسلمان ہے۔ اس کے بدعملی و بدکاری سے فاسق و گنہگار ہوگا، لیکن ایمان قائم رہتا ہے، ایسی حالت میں مرد وعورت دونوں کا جنازہ پڑھنا ضروری ہے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے، غرض جب تک کفر صریح وارتداد ظاہر کا علم نہ ہو اس وقت تک مسلمان سمجھے جائیں گے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کیا جائے گا۔ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

مسلم عورت کی کافر مرد سے ہونے والی اولاد پر نماز جنازہ

(۵۰۰) س:...... ایک مسلمان عورت کے ایک برما کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے دو تین بچے ہو گئے۔ کافر مرد کے ساتھ زن وشوہر کا تعلق موجب کفر ہے یا نہیں؟ حالانکہ کافروں پر نماز جنازہ حرام اور مسلمانوں پر فرض۔ مذکورہ عورت اور اس کے بچے کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: فسق صریح ہے کفر نہیں ہے، اگر عورت

اس تعلق کے بعد کھلم کھلا مرتدہ نہ ہوئی ہو، یعنی اسلام سے بیزاری وتبری نہ کی ہو اور نہ بت پرستی کی ہو، بلکہ اپنے کو مسلمان کہتی رہتی ہو تو یہ عورت مسلمان ہے، اس کی اور اس کی اولاد (جو کافر سے ہوئی ہیں) کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث۔ ۱ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مرتد کے ساتھ رہنے والی مسلمہ پر نماز جنازہ

(۵۰۱) س:...... ایک مسلم عورت نے ایک نومسلم سے نکاح کیا، بارہ سال کے بعد مرد مرتد ہوگیا، تاہم عورت نے مرتد کو نہیں چھوڑا، اس عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جاوے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اس عورت پر نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے، یہ گنہگار ہے، لیکن مسلمان ہے اور ہر نیک و بد پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے۔ ((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث۔ ۲ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے رہنے والوں پر نماز جنازہ

(۵۰۲) س:...... شوہر نے عورت کو تین طلاق مغلظہ دی اور بغیر حلالہ کے دونوں ساتھ رہتے ہیں، کیا ان کے مرنے پر جنازہ پڑھا جائے گا؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دونوں میں سے کسی ایک کے مرنے نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے، یہ لوگ گنہگار ہیں، لیکن مسلمان ہیں اور ہر نیک و بد پر نماز

۱......۲......فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۲۶۵ ج ۴، رقم الحدیث ۵۰۲۲۔

وفی روایة: ((صلوا علی کل میت)) وفی روایة: ((صلوا علی موتاکم وفی روایة: ((صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ))۔ (فیض القدیر، ص ۲۶۷ ج ۴ رقم الحدیث ۵۰۲۸/۵۰۲۹/۵۰۳۰)

جنازہ پڑھنے کا حکم ہے۔((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث [۲] کافروں پرنماز جنازہ پڑھنا حرام ہے۔واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

گھر میں بت رکھنے والے مسلمان پرنماز جنازہ

(۵۰۳) س:...... ایک مسلمان برما کو دوست رکھتا ہے اور ان کو اپنے ساتھ کھلاتا، پلاتا ہو اور مالی امداد بھی کرتا ہو اور برموں کی طرح اپنے گھر میں دو چھوٹے بت آدمی کی شکل کے بت خانہ سے لا کر خوب پھول بسا کر گیس بتی کی روشنی کے ساتھ رکھتا ہو اور کبھی عید کی نماز بھی پڑھتا ہو، ایسے شخص کے مرنے پرنماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں بعض افعال کفریہ وشرکیہ ہیں، اس کا کرنے والا سخت گنہگار ہے، کافروں سے ہمیشہ اختلاط سے رہنا غیرت اسلامی کے خلاف ہے حرام نہیں۔گھر میں بت رکھنا حرام ہے، اگر بت کو سجدہ کرتا ہو تو ایسے شخص پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاوے، چونکہ وہ کافر ہے، لیکن اگر زینت کے لئے بت رکھے ہیں تو سخت گنہگار ہے، مگر کافر نہیں۔دائرۂ اسلام میں داخل مانیں گے۔ایسے شخص پرنماز جنازہ پڑھی جاوے۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

باپ مسلمان ہے ایسے بچہ کی نماز جنازہ

(۵۰۴) س:...... ایک مسلمان نے ایک بے نکاح برمن کو رکھا، اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور چند روز کے بعد وہ بچہ مر گیا، اس پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں باپ مسلمان ہیں، اس لئے باپ کی تبعیت میں بچہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس بچہ کے مرنے پر اس کی نماز

---

[۱]......دیکھئے! حاشیہ سوال نمبر ۵۰۰۔

جنازہ پڑھی جائے گی۔

”وشرطها اسلام الميت اى ولو بطريق التبعية لاحد الابويه“۔(شامی، ۱)

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بدعتی کی نماز جنازہ

(۵۰۵) س:...... بدعتی کے جنازے کی نماز پڑھنا یا اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: بدعتی کے جنازے کی نماز پڑھا دینا یا اس کی دعوت قبول کر لینا مباح ہے۔والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

صح الجواب مرغوب احمد کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ولد الزنا کے جنازہ کی نماز کا حکم

(۵۰۶) س:...... زید اور ہندہ دونوں مسلمان ہیں اور دونوں میں ناجائز تعلق سے بچہ پیدا ہو کر دو مہینہ کے بعد فوت ہو گیا، اس بچہ پر نماز جنازہ پڑھی جاوے؟ اور اس کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جبکہ ماں باپ ہر دو مسلمان ہیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی خواہ وہ حلالی ہو یا حرامی نسب زانی سے ثابت ہو یا نہ ہو ہر حال میں اولاد مسلمان ہے۔حرامی اولاد کے مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں، جب مسلمان ہونا ثابت ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا فرض وضروری ہے، اگر نماز نہ پڑھی جاوے تو سب مسلمان گنہگار رہوں گے۔

فى الدر المختار : ”(وشرطها اسلام الميت) اى بطريق التبعية لاحد ابويه“۔

۱......شامی ص۱۰۳ ج۳، مطلب: فى صلوة الجنازة۔

(شامی ص۹۰۹ ج۱، [۱]) واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ولدالزنا کی نماز جنازہ کا حکم

(۵۰۷) س:...... ولدالزنا کے جنازہ کی نماز درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ولدالزنا کی نماز جنازہ ضروری ہے۔((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث [۲] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

رنڈی کی نماز جنازہ

(۵۰۸) س:...... رنڈیوں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: رنڈیوں کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث [۳]۔ ہر نیک وبد مسلمان پر ہر نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تارک صلوہ وصوم پر نماز جنازہ کا حکم

(۵۰۹) س:...... جو لوگ صوم وصلوۃ کے پابند نہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جولوگ صوم وصلوۃ کے پابند نہیں ہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔

((وصلوا علی کل بر و فاجر)) الحدیث [۴] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

---

[۱]......شامی ص۱۰۳ ج۳، مطلب: فی صلوۃ الجنازۃ۔

[۲]......[۳]......[۴]......دیکھئے! حاشیہ سوال نمبر ۵۰۰۔

تارک صلوۃ پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(۵۱۰) س:...... ایک شخص کہتا ہے کہ تارک صلوۃ کافر ہے، یعنی جو ایک ہفتہ تک نماز پنج گانہ اور جمعہ ترک کرے وہ کافر ہے اور اس حدیث سے استدلال کرتا ہے: ((من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر)) آیا یہ استدلال اس کا موافق اہل سنت والجماعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ''الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن عن الایمان'' کے کیا معنی ہوں گے؟ اور امام اعظمؒ کے اس قول کی ''لا تکفر احدا من اھل القبلۃ'' کی کیا تاویل ہوگی؟ اور اکثر مسلمین جو اس زمانے میں تارک صلوۃ ہیں تو وہ سب دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہوں گے؟ اور نماز جنازہ ان پر کیسی ہے؟ اور اگر صحیح نہیں تو حدیث کی صحیح تاویل کیا ہوگی؟

۲:...... اگر کوئی پنج وقتی نماز باقاعدہ نہیں پڑھتا ہو، کبھی پڑھتا ہے کبھی نہیں تو ایسے شخص کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صحابۂ کرامؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ نے تارک صلوۃ کے کفر میں اختلاف کیا ہے۔ فی التفسیر المظھری تحت قولہ تعالی ﴿حافظوا علی الصلوات﴾[۱]: "واما تارک الصلوۃ عمدا فقال احمدؒ یکفر وقال مالکؒ والشافعیؒ وھو روایۃ عن احمدؒ انہ لا یکفر، لکن یستتاب فان تاب والا قتل وقال ابو حنیفۃؒ لا یقتل، لکن یحبس ابدا حتی یموت او یتوب"۔[۲]

نبی ﷺ کے جلیل القدر صحابہؓ مثل سیدنا عمرؓ وعبداللہ بن مسعودؓ وعبداللہ بن عباسؓ و معاذ بن جبلؓ وجابر بن عبداللہؓ وابوالدرداءؓ وابوہریرۃؓ وعبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہ وتابعینؒ

---

[۱]...... محافظت کرو سب نمازوں کی۔ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۸۔

[۲]...... تفسیر مظہری اردو ص۵۴۲ ج۱، سورۂ بقرہ آیت ۲۳۸۔

وتبع تابعینؒ میں سے بہت سے ائمہ کے نزدیک تارک صلوۃ عمداً کافر ہے۔ ۱

اور جمہور علماء تارک صلوۃ کے کفر کے قائل نہیں۔ اور جمہور کا مذہب راجح ہے، لہذا مختار یہی ہے کہ تارک صلوۃ کافر نہیں۔ امام شافعیؒ بھی بے نمازی کے قتل کا فتوی دیتے ہیں۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ اگرچہ بے نمازی کے کفر کے قائل نہیں، مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے ایک سخت تعزیر ہے۔ ۲

((من ترک الصلوۃ متعمدا)) ۳ کو علماء نے زجر وتوبیخ پر حمل کیا ہے، ۴ لہذا بے نمازی کو کافر نہ کہیں گے اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جاوے اور زجر وتوبیخ کے لئے اہل علم وفضل ومتقی وپرہیزگار بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں تو جائز ہے، لیکن عام لوگوں کو نماز جنازہ پڑھنی ہوگی، اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

۲:.......صحیح ومختار مذہب کی بنا پر کافر نہیں کہہ سکتے، زجر وتوبیخ کے طور پر کہنے میں گنجائش

۱.....جیسے امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، امام نخعیؒ، حکم بن عتبہؒ، ابوایوبؒ، ابو داؤد طیالسیؒ، ابوبکر بن ابی شیبہؒ، وغیرہ۔ (مجالس الابرار، مجلس ۵۱، نماز کی فرضیت اور تارک نماز کی وعید کا بیان)

۲.....وتارکها عمدا مجانة ای تکاسلا یحبس حتی یصلی وقیل یضرب حتی یسیل الدم وعند الشافعیؒ یقتل بصلوۃ واحدۃ حدا(در)وقال اصحابنا فی جماعة منهم الزاهدی لا یقتل بل یعذر ویحبس حتی یموت او یتوب۔

(شامی ص۶ ج۲، کتاب الصلوۃ قبیل مطلب: فیما یصیر الکافر به مسلما من الافعال)

وفی الحاشیة: (قوله بل یعذر) هکذا بخطه بالذال المعجمة، وصوابه "یعزر" بالزای من التعزیر :وهو التادیب دون الحد کما فی المصباح۔(حوالۂ بالا)

۳.....((من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر جهارا))۔

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص۱۳۲ ج۶، رقم الحدیث ۸۵۸۷)

۴.....وقال بعض العلماء: الحدیث محمول علی ترکها جحودا او علی الزجر والوعید۔

(مرقاۃ ص۱۱۳ ج۱، تحت حدیث جابرؓ ((بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ)) کتاب الصلوۃ)

ہے، حقیقی معنی میں کافر کہنے والا اور بے نمازی کو کافر سمجھنے والا گنہگار ہوگا۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

(۵۱۱) س:...... کسی نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو، اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اپنی جان خودکشی کرنے والے پر صحیح و مفتی بہ قول کی بنا پر نماز جنازہ پڑھی جاوے۔ درالمختار میں ہے: ”(من قتل نفسه) ولو (عمدا يغسل ويصلى عليه) و به يفتى“۔ [۱] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

غریب مسلمان کی نماز جنازہ

(۵۱۲) س:...... ایک غریب مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں خواہ اس کے اعمال کچھ بھی ہوں۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ہر نیک و بد مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے، ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔

((وصلوا على كل بر و فاجر)) الحديث۔ [۲] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

جنازہ کی نماز نہ پڑھنا

(۵۱۳) س:...... ایک بستی میں سوڈیڑھ سو مسلمان آباد ہیں اور مسجد وامام بھی ہے۔ بستی میں ایک غریب شخص ہے، کھانے پینے سے تنگ، ایسے شخص کو امام کی طلب دینے کی طاقت نہیں، اس گھر میں کوئی آدمی مرگیا متولی نے امام کو ان کا جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا اور

---

[۱]......درمختار ص ۱۰۸ ج ۳، باب صلوة الجنائز۔

[۲]......دیکھئے! حاشیہ سوال نمبر ۵۰۰۔

جماعت والے بھی اس کی میت میں شریک نہیں ہوئے، جنازہ مسجد کے دروازہ پر حاضر ہو اتو امام مسجد میں چھپ گیا، کیا امام اور جماعت پر مردہ کو دفن وکفن کرنا واجب تھا یا نہیں، اس کے خلاف کرنے والوں پر شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر بلا وجہ متولی نے امام کو جنازہ سے روکا ہو اور جماعت نے بھی بلا وجہ شرعی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی ہو تو متولی اور امام اور جماعت سب کے سب گنہگار ہوئے، توبہ ضروری ہے۔ جناب سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے: ((وصلوا علی كل بر و فاجر)) ۔[1]

مسلمان میت کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر کسی نے نہیں کیا تو سب مسلمان گنہگار ہوئے اور خدا کے نزدیک مجرم ہوئے۔ و الله تعالی اعلم۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے

(۵۱۴) س:...... مسجد کے اندر یا چھت کے نیچے بوجہ بارش یا بلا وجہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: بلا عذر جامع مسجد یا محلّہ کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور بوجہ عذر یعنی بارش کی وجہ سے یا کوئی جگہ خارج مسجد ایسی میسر نہ ہو جہاں جنازہ پڑھ سکیں تو ان عذروں کی وجہ سے داخل مسجد جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور خارج مسجد میں بلا عذر بھی پڑھنا جائز ہے خواہ چھت کے نیچے ہو خواہ باہر۔ (شامی [2])

---

[1]......دیکھئے حاشیہ سوال نمبر ۵۰۰۔

[2]......(وكرهت تحريما) وقيل (تنزيها في مسجد جماعة) (در) والبسط في الشامي۔

(درمختار ص ۱۲۶ ج ۳، باب صلوة الجنازة)

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تحقیق

(۵۱۵) س:...... اگر تلویث کا احتمال اور شبہ نہ رہے تو مسجد کے برآمدے میں جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم، والمختار الكراهة مطلقا، خلاصة. بناء على ان المسجد انما بني للمكتوبة وتوابعها كنافلة وذكر وتدريس علم وهو الموفق لاطلاق حديث ابى داؤد ((من صلى على ميت في المسجد فلا صلوة له))،

(در المختار على الشامى ص۹۲۴ ج۱)

وفي رواية ((فلا شيء له))،

وفي الشامى : (تتمه) انما تكره في المسجد بلا عذر فان كان فلا ومن الاعذار المطر كما في الخانية" ۔[۱]

(هكذا في العالمگيرية ص۱۷۵ ج۱، [۲]، وبحر الرائق ص۱۸٦ ج۲، [۳])

وفي الشامى : " بل قد يستدل على الكراهة بدلالة النص لانه اذا كرهت الصلوة عليه في المسجد، وان لم يكن هو فيه مع ان الصلوة ذكر، ودعاء، يكره ادخاله فيه بالاولى لانه عبث محض ولا سيما على كون علة كراهة الصلوة خشيت

۱...... شامی ص۱۲۹ ج۳، مطلب :مهم اذا قال ان شتمت فلانا في المسجديتوقف على الخ ۔

۲...... ولا تكره بعذر المطر ۔(عالمگیری ص۱۶۳ ج۱، الفصل الخامس في الصلوة على الميت)

۳...... بحر الرائق ص۱۸٦ ج۲، فصل السلطان احق بصلوته، تحت قوله ولا في مسجد، الجنائز ۔

تلویث المسجد ،وبهذاالتقریر ظهر ان الحدیث مؤید للقول المختار من اطلاق الکراهة الذی هو ظاهر الراویة کما قدمناه فاغتنم هذ التحریر الفرید۔ ؂۱

مسجد اور مسجد کے اس برآمدے میں جو مسجد سے خارج ہو نماز جنازہ بلا عذر پڑھنا احناف کے نزدیک مختار قول کی بنا پر مکروہ ہے، ہاں کراہت میں فقہاء مختلف ہیں۔ اکثر فقہاء عموم حدیث کی بنا پر کراہت تحریم کے قائل ہیں اور بعض فقہاء کراہت تنزیہی کے قائل ہیں۔ صاحب فتح القدیر کا میلان اسی طرف ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے جنازہ کی نماز کے لئے کوئی خاص جگہ میسر نہ ہونے پر اور شارع عام میں نجس جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں احتیاط نہیں برتنے، اس لئے مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اگر ایسی حالت میں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو تو بہت مصلیوں کو عمر بھر جنازہ کی نماز نصیب نہ ہو وغیرہ تحقیق کے بعد لکھا ہے: ” واذا ضاق الامر اتسع فینبغی الافتاء بالقول بکراهة التنزیه الذی هو خلاف الاولی کما اختاره المحقق ابن اهمام “۔(ص۹۲۵ ج۱، ؂۲)

بہر حال مسجد میں مکروہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تلویث مسجد کا اندیشہ ہے اور یہ اندیشہ بہر حال مسجد میں باقی ہے، خواہ اس کا وقوع نہ ہو، لہذا کراہت کا حکم عندالاحناف باقی رہے گا، اگر کراہت تحریمی نہ کہا جاوے تو کراہت تنزیہی سے کسی طرح مفر نہیں، اسی لئے شوافع کے نزدیک مسجد میں جائز ہے، لیکن ان کے نزدیک بھی افضل خارج مسجد میں ہے۔

فی الفتح القدیر : ” ان الخلاف ان کان فی السنة فقولهم باطل ودلیلهم لا یوجب ذلک لانه مات خلق کثیر ولم یصل علیهم فی المسجد ولو کان سنة لما انکروا ذلک وان کان الخلاف فی الاباحة فیکون الصلوة فی المسجدمباحا

؂۱......شامی ص۱۲۸ ج۳، مطلب :مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجدیتوقف علی ،الخ۔

؂۲......شامی ص۱۲۹ ج۳، مطلب :مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجدیتوقف علی الخ۔

عندهم ومکروه تحریما عندنا فالحق معهم لان کراهة التحریم انما یثبت لو کان اوعد علی فعلها ولم یثبت وانما فی الحدیث نفی اجر الموعود او یکون مباحا عندهم و مکروه تنزیها عندنا فلا خلا ف لانهم قالوا الصلوة فی المسجد جائز وخارج المسجد افضل کما قال الخطابی لان المکروه تنزیها ما ترکه اولی فقولنا وقولهم واحد ،هذا خلا صة ما فی فتح القدیر۔ [۱]

وقال بحر العلوم فی رسائل الارکان : " وفیه شائبة من الخفاء لان حدیث ((من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر له)) یفید کراهة التحریم البتة ،لان اجرا نکرة وقع بعد لا التبریة فافاد العموم فلزم انتفاء الاجر بالکلیة واذا انتفی الاجر بالکلیة فقد عریت الصلوة عن الفائدة فینبغی ان یغلو ویفسد ولا اقل من ان یکره تحریما وهو المتعین لثبوت الجواز فی الجملة"۔ [۲] والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

مسجد کے برآمدہ میں نماز جنازہ

(۵۱۶) س:...... مسجد کے برآمدہ میں نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے یانہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اگر بانی مسجد نے برآمدہ کومسجد سے خارج رکھا ہےتو اس میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے،لیکن اگر داخل مسجد ہے اس طرح کہ اس میں جنبی وغیرہ داخل نہیں ہوسکتے اوردنیا کی باتیں کرنااس میں ممنوع ہےتو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، چنانچہ درمختار برشامی ص ۸۲۷ ج۱، میں ہے:

" وکرهت تحریما فی مسجد جماعة هو فیه واختلف فی الخارجة والمختار

[۱]......رسائل الارکان ص۱۵۸،فصل فی حکم الجنازة ،بیان ای لا یصلی علی الجنازة فی المسجد۔

[۲]......رسائل الارکان ص۱۵۸،فصل فی حکم الجنازة ،بیان ای لا یصلی علی الجنازة فی المسجد۔

الکراهة " وفی الشامی: " (قوله فی مسجد جامعه) ای المسجد الجامع ومسجد المحلة قهستانی "۔[۱] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بوقت استواء نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

(۵۱۷) س:...... اگر جنازہ بوقت استواء حاضر شود ہماں وقت براں نماز گذاردن بلا کراہت جائز باشد یانہ؟ اگرتازوال تاخیر کنند مکروہ شود یانہ؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: وصلوة الجنازة ایضا منھی فی ھذا النص (فی الاوقات الثلاثة) وکذا سجدة التلاوة لانه فی معنی الصلوة ،قال فی الھدایة: "اذا حضر الجنازة فی الاوقات المکروھة اوقرء آیة السجدة فی تلک الاوقات ان ادائھا فی تلک الاوقات صحتا لکن کرھتا لان خطاب صلوة الجنازة انما یتوجه عند الحضور وھو وقت ناقص فان ادی فیھا فقد ادی کما وجب واما الکراھة فلا مکان التحرز عن ھذ االنقصان بالاداء فی وقت اٰخر "،

(رسائل الارکان ،لبحر العلوم ص۶۱، [۲])

وفی العالمگیریة المصریة : " ھذااذا وجبت صلوة الجنازة و سجدة التلاوة فی وقت مباح واخر تا الی ھذ االوقت فانه لا یجوز قطعا واما لو وجبتا فی ھذا الوقت وادیتا فیه جاز لانھا ادیت ناقصة کما وجبت" اھ۔ [۳]

---

[۱]......شامی ص۱۲۶ ج۳ ،مطلب: فی کراھة صلوة الجنازة فی المسجد۔

نوٹ: مسجد میں نماز جنازہ کی کراہیت کی احادیث کے لئے دیکھئے! حدیث اوراہل حدیث ص۸۸۲۔

[۲]......رسائل الارکان ص۶۱ ،فصل فی المواقیت ،بیان الاوقات المکروھة۔

[۳]......عالمگیری ص۵۲ ج۱ ،الباب الاول فی المواقیت ،الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لاتجوز فیھا الصلوة وتکرہ فیھا۔

وفی الحدیث:((یا علی ! ثلث لا تؤخرھا ومنھا الجنازۃ اذا حضرت ولعل المراد اذ دخل وقتھا المستحب'' (رسائل الارکان ص۵۸، [۱])

ازیں عبارت مستفاد می شود کہ اگر جنازہ بوقت استواء حاضر شود ہماں وقت نماز گذاردن برآں جائز است ،لیکن مع الکراہت ،پس تا وقت مستحب تاخیر کردن مکروہ نیست۔ [۲] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

وقتیہ اور جنازہ میں کونسی نماز مقدم ہوگی؟

(۵۱۸) س:...... اگر جنازہ یا وقتیہ مجتمع شود از ہر دو کرا مقدم کردہ آید؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق:'' وینبغی تقدیم الفرض ان ضاق الوقت ،وکذا لو اجتمعت مع فرض وجمعۃ ولم یخف خروج وقتہ''۔ [۳]

ازہمیں عبارت واضح گردید کہ اگر وقت گنجائش دارد صلوۃ جنازہ بر وقتیہ مقدم کردہ شود والا وقتیہ را مقدم کنند۔ [۴] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]......((یا علی ثلث لا توخرھا :الصلوۃ ازا دخل وقتھا،والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجبت لھا کفوا)رواہ الترمذی ۔(رسائل الارکان ،فصل فی المواقیت،بیان الاوقات المستحبۃ)

[۲]......خلاصۂ سوال وجواب:

س:......استواء کے وقت جنازہ آجائے تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟اگر زوال تک تاخیر کی جائے تو مکروہ ہے یا نہیں؟

ج:......مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ استواء کے وقت جنازہ آجائے تو اس وقت نماز پڑھنا جائز ہے،مگر مکروہ ہے، پس مستحب وقت تک تاخیر کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

[۳]......شامی ص۷۴ ج۳،باب العیدین ، مطلب: الفقھاء قد یذکرون ما لایوجد عادۃ۔

[۴]......خلاصۂ سوال وجواب:

س:......اگر نماز جنازہ اور نماز وقتیہ دونوں جمع ہو جائیں تو کس کو مقدم کیا جائے گا؟

مغرب کے وقت جنازہ آجائے تو کونسی نماز مقدم ہوگی؟

(۵۱۹) س:...... عین نماز مغرب کے وقت جنازہ حاضر ہے ایسی حالت میں مغرب کے فرض وسنت پڑھ کر جنازہ پڑھے یا سنتوں کو جنازہ سے مؤخر کرے؟

ج:...... نماز جنازہ کو سنتوں پر مقدم کرنا راجح ہے اور بعض فقہاء سنتوں کو بھی مثل فرض مغرب کے مقدم کرنے کے قائل ہیں۔

”ولو حضرت الجنازة فی وقت المغرب تقدم صلوة المغرب ثم تصلی الجنازة ثم سنة المغرب وقيل تقدم السنة ايضا على الجنازة“۔(کبیری ص۵۰۹، ا)

وفی الشامی : ” وتقدم صلوة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها (قوله غيرها) كسنة الظهر والجمعة العشاء“۔ ۲ و الله تعالى اعلم ۔

وقت موسع میں نماز جنازہ وقتیہ پر مقدم ہوگی

(۵۲۰) س:...... اگر فرض نمازوں کے وقتوں میں سوائے وقت مغرب کے جنازہ حاضر ہوا اور وقت میں کامل وسعت ہو تو کس کو مقدم کیا جائے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر چہ وقت میں وسعت ہو، لیکن جماعت کا مقرر وقت آگیا ہو تو فرض جماعت سے پڑھ لینا افضل ہے، ورنہ وقت وسعت کا لحاظ کرتے ہوئے جنازے کی نماز کو مقدم کیا جائے گا۔”وینبغی تقدیم الفرض ان ضاق

ج:......عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وقت میں گنجائش ہو(کہ نماز جنازہ ادا کرنے کی وجہ سے وقتیہ نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو) تو نماز جنازہ کو وقتیہ نماز پر مقدم کرے ورنہ نماز وقتیہ کو مقدم کرے۔

ا......کبیری ص۶۰۷،فصل فی الجنائز ،البحث الثامن فی مسائل متفرقة ۔

۲......شامی ص۶۴ ج۳ ،باب العيدين ، مطلب:فيما يترجح تقديمه من صلوة عيد الخ۔

الوقت ''۔(شامی ص۸٦٦ج۱، ۱) و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

نماز جنازہ بغیر اذان کیوں؟

(۵۲۱) س:...... تمام نماز باذان ہوتی ہیں،مگر نماز جنازہ بے اذان ہوتی ہے، بتلایئے! کہ یہ نماز بے اذان کیوں ہوتی ہے؟ بعض مولویوں سے معلوم ہوا کہ مولود کی ولادت کے وقت کی اذان نماز جنازہ پر قائم ہوتی ہے،لہذا دوسری اذان کی ضرورت نہیں،اگر یہ صحیح ہے تو نومسلم یا مسلمہ یا مسلمان بچہ جس کی پیدائش کے وقت اذان نہ ہوئی تھی اس کی نماز جنازہ بے اذان درست ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فرض عین نمازوں کے سوااور کسی نماز کے لئے اذان مسنون نہیں،خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز، یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔(بحرالرائق، ۲ درالمختار، ۳)

آپ کا یہ لکھنا کہ تمام نماز باذان ہوتی ہے،غلط ہے۔اذان کے معنی اعلان کرنے کے ہیں کہ نماز کا وقت اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع مسلمانوں کو دی جائے جس سے وہ

۱......شامی ص۷۴ ج۳،باب العیدین ، مطلب: الفقھاء قد یذکرون ما لایوجد عادۃ۔

۲......وخرج بالفرائض ما عداھا فلا اذان للوتر ولا للعید ولا للجنائز ولا للکسوف والاستسقاء والتراویح وسنن الرواتب لانھا تبع للفرائض ،والوتر وان کان واجبا عندہ لکن یؤدی فی وقت العشاء فاکتفی باذانہ لا لان الاذان لھما علی الصحیح۔

(بحرالرائق ص۲۵٦ ج۱، باب الاذان ، تحت قولہ :''سنن للفرائض'')

۳......وھو سنۃ للفرائض الخمس لا یسن لغیرھا کعید (در) وفی الشامی: '' ای وتر وجنازۃ وکسوف واستسقاء وتراویح وسنن رواتب لانھا اتباع للفرائض والوتر وان کان واجبا عندہ لکنہ یؤدی فی وقت العشاء فاکتفی باذانہ ''۔

(شامی ص۵۰ ج۲،باب الاذان ،مطلب: فی المواضع التی یندب لھا الاذان فی غیر الصلوۃ)

اپنے قریب و بعید مقامات سے نماز کے لئے مسجد میں آسکیں [۱] اور نماز جنازہ وغیرہ اور نمازوں میں اعلان کی کوئی ضرورت نہیں ،اس لئے فرض عین نمازوں کے سوا اور نمازوں میں اذان مشروع نہیں۔

اور جو باتیں آپ نے کسی مولوی صاحب سے اس باب میں سنی وہ غلط ہے،تو اب نو مسلم یا مسلمہ یا وہ مسلمان بچی جس کی پیدائش کے وقت اذان نہ ہوئی ہو اس کی نماز جنازہ ہوئی یا نہیں؟ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور بچہ کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے یہ اذان مستحب ہے۔ [۲] مقصود اس سے بچے کے کان میں ابتداء ہی سے توحید ورسالت کی آواز پڑ جائے۔[۳] واللہ تعالی اعلم۔

جنازہ کتنا دور رکھ کر نماز پڑھائے

(۵۲۲) س:...... جنازہ کتنا دور رکھ کر امام کو نماز پڑھانا چاہیے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ایک صف کی مقدار دور کھڑا رہ سکتا ہے اور اس سے زیادہ مناسب نہیں،اس سے قریب ہونا درست ہے۔[۴] واللہ تعالی اعلم۔

---

[۱]......الاذان هو لغة الاعلام (در مختار) والاصل فی مشروعیة الاذان الاعلام بدخول الوقت کما یعلم مما یأتی ۔(شامی ص۴۷ ج۲،باب الاذان)

[۲]......لا یسن لغیرها والا فیندب للمولود ۔

(شامی ص۵۰ ج۲، باب الاذان ،مطلب: فی المواضع التی یندب لها الاذان فی غیر الصلوة)

[۳]......والاظهر ان حكمة الاذان فی الاذن انه یطرق سمعه اول وهلة ذکر الله تعالی علی وجه الدعاء الی الایمان والصلوة التی هی ام الارکان۔

(مرقاة،ص۱۶۰ ج۸،باب العقیقة،تحت حدیث ابی رافع: "قال رأیت رسول الله ﷺ اذن" الخ)

[۴]......(ویقوم الامام) ندبا(بحذاء الصدر مطلقا)(در مختار) وفی الشامی: " ولا یبعد عن المیت کما فی النهر"۔(شامی ص۱۱۴ ج۳،باب صلوة الجنازة)

امام جنازہ پڑھانے کا مستحق ہے

(۵۲۳) س:...... ایک کافرہ عورت مسلمان ہوکر انتقال کرگئی اب اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا مستحق کون ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: محلے کی مسجد کا امام نماز جنازہ کا ولی و مستحق ہے۔ ۱؎ والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

ولی نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے

(۵۲۴) س:...... قبرستان میں جنازہ گاہ پر جنازہ حاضر کیا گیا، اس وقت متوفی کے ولی نے حکم کیا کہ فلاں شخص نماز پڑھائے، اس وقت سردار نے دعوی کیا کہ ہمارے امام بغیر نماز پڑھانے سے قبرستان میں دفنانے نہیں دوں گا اور نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہوگا، درانحالیکہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کا ایک فتوی موقع کی مناسبت سے نقل کرنا مناسب لگا:

س:...... کیا حکم شرع ہے اس مسئلہ میں کہ کس قدر فصل درمیان امام و جنازہ کے ضروری ہے؟ اور غایت فصل امام اور جنازہ کے درمیان کہاں تک جائز ہے؟ مع حوالہ کتاب بیان فرمائیے!۔

ج:...... امام صلوۃ جنازہ اور جنازہ میں وہ فصل مانع جواز صلوۃ کا ہے جو مابین امام و مقتدی جماعت صلوۃ مطلقہ کے مانع جواز اقتدا کا ہے، کیونکہ اتحاد مکان و جنازہ کا شرط جواز صلوۃ ہے۔ شرح منیہ وغیرہ کتب فقہ میں صاف واضح ہے اور جنازہ کو بعض وجہ سے حکم امام کا دیا ہے، پس وہ فصل جو اقتدا کا مانع ہے وہی فصل جنازہ وامام کے مابین جواز صلوۃ کا ہوگا۔ قال فی الدر المختار: "ویمنع من الاقتداء خلاء فی الصحراء یسع صفین" الخ (درمختار میں کہا کہ مانع ہے اقتداء سے صحراء کا اتنا میدان جس میں دو صف سماسکیں)۔ والله تعالی اعلم۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۸۰ ج ۱، فتاوی)

۱؎......ویقدم فی الصلوۃ علیه السلطان او نائبه ثم القاضی ثم امام الحی ۔ (در مختار)

وفی الشامی: "وهو امام المسجد الخاص بالمحلة وانما کان اولی"۔

(شامی ص ۱۱۹ ج ۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب: فی بیان من هو احق بالصلوۃ علی المیت)

ولی اس کے امام سے ناراض ہے اور اس کو حکم نہیں دیتا اور امام موصوف سے اس گھرانے والے قطع تعلق کر چکے ہیں، اب یہ جنازہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اور برخلاف حکم ولی کے امام صاحب جبراً نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جبکہ جماعت میں کوئی حاکم اسلام یا قاضی اسلام یا اس کا نائب موجود نہ ہوتو جنازہ پڑھانے کا حق متوفی کے ولی کو ہے اور ولی جس کو اجازت دے اسے حق ہے، بدون اجازت ولی کے امام مسجد کو جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ [۱] خاص کر جب ولی موجودہ امام سے ناراض ہے، اس سے نماز پڑھانا نہیں چاہتا، پھر سردار کا امام سے زبردستی نماز پڑھانا شرعاً جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے امام پر لعنت فرمائی ہے جو ایسے لوگوں کی امامت کرے جو امام کی امامت کو ناپسند کرتا ہو۔ [۲]

امام کو مناسب نہیں کہ جبراً ایسے فعل کا ارتکاب کرے جس پر وعید آئی ہو، اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا حق نہیں تو ولی

---

[۱]......ويقدم في الصلوة عليه السلطان او نائبه ثم القاضي ثم امام الحي،فيه ايهام ،وذلك ان تقديم الولاة واجب وتقديم اما م الحي مندوب فقط بشرط ان يكون افضل من الولي، والا فالولي اولى(در مختار) وفي الشامي: " وهو امام المسجد الخاص بالمحلة، وانما كان اولى، لان الميت رضى بالصلوة خلفه في حال حيا ته، فينبغي ان يصلى عليه بعد وفا ته ،قال في شرح المنية: فعلى هذا لو علم انه غير راض به حال حياته ينبغي ان لا يستحب تقديمه "۔

(شامی ص۱۱۹ ج۳،باب صلوة الجنازة ،مطلب: في بيان من هو احق بالصلوة على الميت)

قال في شرح المنية: " الاصل ان الحق في الصلوة للولي۔

(شامی ص۱۲۰ ج۳،مطلب : تعظيم اولى الامر واجب)

[۲]......عن انس رضی اللہ عنہ قال لعن رسول الله ﷺ ثلا ثة:رجل ام قوما وهم له كارهون ،وامرأة بات زوجها عليها ساخطا ورجل سمع حى على الصلوة ولم يجب))۔(كنز العمال ،رقم الحديث۴۴۳۳۷)

کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے۔(درالمختار، ۱)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔

نماز جنازہ سے پہلے اجتماعی دعا

(۵۲۵) س:...... میت کے لئے قبل نماز جنازہ چھوٹے جملے سے دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ اور میت کو گھر سے نکالتے وقت خویش واقارب روتے اور چلاتے ہیں، ان کے رونے اور چلانے کو بند کرنے کی غرض سے مغفرت کی دعا اجتماعی طور پر مانگنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: قبل نماز جنازہ میت کے لئے فرادی طور پر دعائیہ الفاظ استعمال کرنا جائز ہے اور اجتماعی طور پر تھوڑی یا زیادہ دیر دعا کرنا بے اصل ہے، اس رسم کو چھورنا مناسب ہے اور اگر بغیر رسوم کی پابندی کے اتفاقیہ اجتماعی طور پر بغیر ضروری سمجھے دعا کرلی تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔

صحت نماز جنازہ کے شرائط

(۵۲٦) س:...... صحت نماز جنازہ کی کیا شرائط ہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صحت نماز جنازہ کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں: ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، جس طرح اور نمازوں کے لئے ہیں، مثلا: طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، نیت وغیرہ۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا تعلق میت سے ہیں، مثلا: میت مسلمان ہو، میت کا بدن نجاست حقیقیہ وحکمیہ سے

۱......فان صلی غیرہ ممن لیس لہ حق التقدیم علی الوالی ولم یتابعہ الولی اعادالولی۔

(درمختار ص۱۲۳ ج ۳، باب صلوۃ الجنازۃ)

پاک ہو۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ میت کے بدن سے بعد غسل کے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے میت کا بدن نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، نماز درست ہے۔ (شامی ۱)
میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ (رد المحتار ۲ وفتاوی عالمگیری ۳)
میت کا ستر عورت پوشیدہ ہونا۔ میت نمازیوں کے آگے ہونا۔ میت کا زمین پر رکھا ہوا ہونا وغیرہ۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بدون غسل وکفن نماز جنازہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۵۲۷) س:...... کسی شخص کو دشمنی کر کے مار کر ایک صندوق میں بند کر کے پھینک دیا، چودہ روز کے بعد وہ لاش ملی، سڑنے اور بدبودار ہونے کی وجہ سے غسل وکفن کچھ نہ ہو سکا، بیس ہاتھ فاصلہ پر رکھ کر ایک امام صاحب نے پندرہ آدمیوں کے روبرو جنازہ کی نماز پڑھا دی۔ اب شرعا اس نماز اور اس امام کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں جس لاش کو غسل و

۱...... وشرطها ستة: اسلام الميت، وطهارته ووضعه امام المصلى (در مختار) وفي الشامي: وشرطها اى شرط صحتها (ستة) ثلاثة في المتن وثلاثة في الشرح وهي ستر العورة وحضور الميت وكونه او اكثره امام المصلى .....واما الشروط التي ترجع الى المصلى فهي شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا والحكمية وستر العورة والاستقبال والنية سوى الوقت۔ (شامی ص۱۰۳ ج۳، مطلب: في صلوة الجنازة)

۲...... سئل قاضيخان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلوة عليه؟ قال: ان كان الميت على الجنازة لا شك انه يجوز، والا فلا رواية لهذا، وينبغي الجواز، وهكذا اجاب القاضي بدر الدين۔ (شامی، ص۱۰۳ ج۳ مطلب: في صلوة الجنازة، تحت قوله "وفي القنية: الطهارة" الخ)

۳...... وطهارة مكان الميت ليست بشرط۔

(عالمگیری، ص۱۶۳ ج۱، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس)

کفن نہ دیا گیا ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح نہیں، نماز جنازہ کے لئے لاش کا پاک ہونا ضروری ہے، جبکہ غسل دیا جا سکتا ہو تو غسل اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو تیمّم ضروری ہے۔ ا؎

دیگر مسائل قریب قریب سب لغو سوالات ہیں اور ان سوالات میں عالم اور امام کی غیبت اور اس پر جا و بیجا اعتراضوں سے ملعون و نااہل ثابت کر کے لوگوں کو اس کی امامت سے تنفر دلانا ہے، چونکہ غرض صحیح نہیں اور منشا اس کا تفریق بین المسلمین ہے، لہذا اس کا جواب دینا غیر ضروری سمجھ کر ترک کیا گیا۔ و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

بدون غسل میت نماز صحیح نہیں، اب دوبارہ قبر پر نماز پڑھی جائے

(۵۲۸) س:...... اگر کسی میت کو بغیر غسل کے کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کر دیا تو اب کیا کرے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جس میت کو غسل نہ دیا گیا ہو اس کی نماز جنازہ درست و صحیح نہیں، جب تک غسل کا امکان ہو غسل دینا ضروری ہے اور جب دفن کرنے کے بعد مٹی ڈال دی گئی تو اب غسل ممکن نہیں، لہذا پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی دوبارہ پھر قبر پر نماز پڑھنی ضروری ہے۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں، لہذا دوسری نماز صحیح ہو جائے گی "(وان دفن) واهيل عليه التراب (بغير صلوة) او بها بلا غسل او ممن لا ولاية له (صلى على قبره) استحسانا"۔ (درالمختار ص۹۲۳ ج۱، ۲؎) والله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

غائبانہ نماز جنازہ کا حکم

(۵۲۹) س:...... کسی نامور شخص کے مرنے کی خبر پر دوسرے ملکوں میں نماز جنازہ

ا؎......وشرطها اسلام الميت وطهارته۔ (درمختار ص۱۰۳ ج۳، باب صلوة الجنازة)

۲؎......درمختار ص۱۲۵ ج۳، باب صلوة الجنازة۔

غائبانہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ اربعہ کے نزدیک کیا فیصلہ ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز جنازہ کی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ میت کا مصلیوں کے آگے موجود ہونا، ورنہ نماز صحیح نہیں۔حنفیہ و مالکیہ کا یہی مذہب ہے کہ میت سامنے موجود نہ ہوتو غائبانہ نماز صحیح نہیں۔امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک غائب پر نماز جنازہ درست ہے۔" فلا تصح علی غائب وصلوۃ النبی ﷺ علی النجاشی لُغویة او خصوصیة"۔(درالمختار علی الشامی ص ۹۰۸ ج۱، ۱)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حنفی مقتدی کا غائبانہ نماز جنازہ میں شافعی کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

(۵۳۰) س:...... غائب میت پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ شافعی امام کا یہ فعل اس کے مذہب کے موافق رہے گا؟ اگر کوئی حنفی شریک ہوجائے تو اس کا کیا حال ہے؟ میت کو اس صورت میں ثواب ملے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صلوۃ جنازہ علی الغائب حنفیوں کو درست نہیں، لیکن اگر شافعی امام کے پیچھے حنفی شریک ہوگیا تو میت کو ثواب ملے گا، گو اس کا فعل اپنے مذہب کے خلاف ہے، لیکن شافعی امام کی متابعت میں نماز صحیح ہوجائے گی۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

غائبانہ نماز جنازہ میں حنفی کو عدم اقتدا پر ملامت کرنا جہالت ہے

(۵۳۱) س:...... ایک شخص شافعی المذہب امام اپنی اہلیہ کی خبر وفات پاکر غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتا ہے، جس میں ایک حنفی المذہب شامل نہ ہونے پر نشان ملامت قرار دیا گیا۔سوال

۱......درمختار ص ۱۰۵ ج ۳ ،باب صلوۃ الجنازۃ۔دیکھئے! ص ۲۲۴ / پر رسالہ "غائبانہ نماز جنازہ"۔

یہ ہے کہ ایسی نماز عندالشوافع اگر صحیح ہو تو اس کی صحت کی کیا شرائط ہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نماز جنازہ علی الغائب حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک جائز و صحیح نہیں۔ ان کے ہاں میت کا حاضر ہونا ضروری ہے اور امام احمد بن حنبلؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک میت کا موجود ہونا شرط نہیں، میت غائب پر بھی ان کے ہاں نماز جنازہ درست ہے، لہذا شافعی المذہب امام کو اپنے مذہب کے مطابق نماز جنازہ علی الغائب مع شافعی مقتدیوں کے پڑھنا مذہبا جائز ہے، اس نماز میں حنفیہ و مالکیہ کو اپنے مذہب کے مطابق شامل ہونا جائز نہیں، لہذا کسی حنفی کو ایسی غائبانہ نماز کی عدم شرکت پر ملامت کرنا مذہب سے ناواقفیت و جہالت ہے۔

" ومن ذلک قول الشافعیؒ واحمدؒ بصحة الصلوة علی الغائب مع قول ابی حنیفةؒ و مالکؒ بعدم صحتها" ۔ (میزان شعرانی ص۱۸۳ ج۱۔ اردو ص۵۵۹ ج۱)

فلا تصح علی غائب ۔ (درالمختار علی الشامی ص۹۰۸ ج۱، [۱]) واللہ تعالی اعلم ۔

اگر کسی میت پر سب نے بغیر جماعت کے نماز پڑھی تو؟

(۵۳۲) س:...... میت کی نماز کے لئے سب لوگ صف باندھ کر کھڑے رہے، اس وقت امام نے کہا کہ تم سب میری اقتدا مت کرو، الگ الگ پڑھو، سب مقتدیوں نے امام کے پیچھے بے نیت وثنا و درود و دعا کے نماز پڑھی، سوائے "اللہ اکبر " کے کسی نے کچھ نہیں پڑھا، سلام کے بعد میت کو دفن کر دیا۔ اس صورت میں صلوۃ جنازہ ہوئی یا نہیں؟ جس نے اقتدا کو منع کیا اس پر کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: امام کا نماز جنازہ میں یہ کہنا کہ میری

---

[۱]...... درمختار ص۱۰۵ ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ۔ دیکھئے! ص۲۲۴ پر رسالہ "غائبانہ نماز جنازہ"۔

اقتدا مت کرو الگ الگ پڑھو،اس میں کیا مصلحت وحکمت تھی جو امام نے ظاہر نہیں کی، بظاہر ایسا کہنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، سوائے اس کے کہ امام کو شاید جنازہ کی نماز پڑھانی نہ آتی ہوگی، اگر یہی بات تھی تو کسی دوسرے امام کو آگے کھڑا کر دیتے۔ سب کے سب بت بنے ہوئے چپکے امام کے پیچھے کھڑے رہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی پڑھا لکھا نہیں ہوگا، ورنہ آج تک ایسا کہیں نہیں سنا گیا کہ کسی امام نے عین نماز پڑھاتے وقت یہ کہہ دیا ہو کہ تم سب میری اقتدا مت کرو اور نماز الگ الگ پڑھو۔ غرض نماز جنازہ صحیح ہوگئی۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

نماز جنازہ میں بھی مقتدی امام کی اقتدا کی نیت کرے

(۵۳۳) س:...... نماز جنازہ میں مقتدی امام کی اقتدا کی نیت کرے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز جنازہ میں مقتدی امام کی اقتدا کی نیت کرے جس طرح اور نمازوں میں مقتدی کے لئے امام کی اقتدا کی نیت ضروری ہے اسی طرح نماز جنازہ میں بھی مقتدی کو اقتدا کی نیت کرنی ضروری ہے۔ واما الشرط التی ترجع الی المصلی فی شروط بقیة الصلوات من الطھارة الحقیقیة بدنا وثوبا ومکانا والحکمیة وستر العورة والاستقبال والنیة سوی الوقت۔ (شامی ص۹۰۶ج۱، ۱)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

نماز جنازہ میں ہاتھ قبل سلام چھوڑے یا بعد میں؟

(۵۳۴) س:...... جنازے کی نماز میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہئے یا بعد سلام ہاتھ چھوڑا جائے، یا پہلے سلام کے بعد داہنا ہاتھ چھوڑے اور دوسرے سلام کے

۱......شامی ص۱۰۳ج۳، مطلب: فی صلوة الجنازة، تحت قولہ "وشرطھا ستة"۔

بعد دوسرا ہاتھ چھوڑے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ہر متون وعبارات کتب فقہ مروجہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جملہ تکبیرات جنازہ میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے، اس بنا پر چوتھی تکبیر کے بعد بھی سلام کے پہلے ہاتھ باندھنے کا اور بعد سلام ہاتھ چھوڑنے کا معمول ہے، لیکن خلاصۃ الفتاوی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرے۔ عبارت ذیل سے یہ دونوں طریقے ثابت ہیں، لیکن ایک سلام کے بعد ایک ہاتھ چھوڑنا اور دوسرے سلام کے بعد دوسرا ہاتھ چھوڑنا بے اصل ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ در المختار میں ہے: "وهو سنة قيام له قرار فيه ذكر مسنون فيضع حالة الثناء وفى القنوت وتكبيرات الجنازة"، وفى الشامى: " قوله فيه ذكر مسنون اى مشروع فرضا كان او واجبا او سنة ۔ [۱]

وفى الخلاصة الفتاوى: " ولا يعقد بعد التكبير الرابع لانه لا يبقى ذكر مسنون حتى يقعد فالصحيح انه يحل اليدين ثم يسلم تسلمتين" الخ۔ [۲]

اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا افضل ہے، اسلئے کہ سلام پھیرنا خود ذکر مسنون ہے۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

دعا بعد نماز جنازہ

(۵۳۵) س:...... ایک شخص کہتا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد ہی دعا مانگنی چاہئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ دفنانے کے بعد کرنا چاہئے، قبل اس کے بدعت ہے۔ کس کا قول حق ہے؟

---

[۱]......شامی ص۱۸۹ ج۲، باب صفة الصلوة، مطلب: فى بيان المتواتر بالشاذ۔

[۲]......خلاصۃ الفتاوی (للامام طاهر ابن احمد بخارى سرخسى) ص۲۲۵ ج۱۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: دوسرا قول حق ہے۔واللہ تعالی اعلم۔

بعد نماز جنازہ مردہ کو سامنے رکھ کر دعا کرنا

(۵۳۶)س:...... بعد نماز جنازہ مردہ کو سامنے رکھ کر مناجات کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: نماز جنازہ خود دعا ہے،اس لئے بعد نماز جنازہ پھر مقرر دعا کی ضرورت نہیں،اس لئے تمام کتب فقہ میں اس کو مکروہ لکھا ہے،لہذا اتباع سنت کا لحاظ کرتے ہوئے دوبارہ دعا نہ کرنا افضل ہے اور بعد نماز جنازہ ضروری سمجھ کر دعا کرنا بدعت ہے اور نہ کرنے والوں کو وہابی کہنا معصیت ہے۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

نماز جنازہ کے بعد الفاتحہ کہہ کر دعا کرنا

(۵۳۷)س:...... صلوۃ جنازہ کے بعد الفاتحہ کہہ کر ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: بدعت ہے،صرف رواج ہے جو قابل ترک ہے۔و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت ہے؟

(۵۳۸)س:...... کیا نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے؟اور کسی کتاب میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اقوال الفقهاء في هذه المسئلة مختلفة ،واكثرهم على انه لا يدعو بعد صلوة الجنازة وعند بعضهم لا بأس فيه اى جائز مع الكراهة التنزهية وتركه اولى، ففي البزازية:" لا يقوم بالدعاء بعد صلوة

الجنازة لانه دعاء مرة لان اكثرها دعاء'' اھ۔[۱]

وفی السراجية : '' واذا فرغ من الصلوة لايقوم داعيا له'' ۔ [۲]

وفی البحر الرائق : '' وقيد بقوله بعد الثالثة لانه لا يدعو بعد التسليم كما فی الخلاصة ،وعن الفضلی لابأس به''۔ [۳]

وفی نفع المفتی والسائل :'' ای صلوة يكره الدعاء بعدها اقول هی صلوة الجنازة علی رواية ،قال الزاهدی فی القنية عن ابی بكر بن حامد: الدعاء بعد الجنازة مكروه'' انتهی.ثم قال: ''وقال محمد بن الفضل :لابأس به'' ونقل عن المحيط لايقوم الرجل لدعاء بعد صلوة لجنازة''.انتهی۔[۴]

وفی المرقاة: '' لايدعو للميت بعد صلوة الجنازة لانه يشبه الزيادة فی صلوة الجنازة۔[۵] الدعاء عقب صلوة الجنازة فلا بأس به ،كذا فی رضی الشرطية''.يجوز الدعاء عقب صلوة الجنازة ،كذا فی افادة الافهام ''۔والله تعالی اعلم۔

صندوق میں میت کو لے جانا اور دفن کرنا

(۵۳۹)س:...... میت کو صندوق میں لے جانا اور دفن کرنا اور صندوق کو بانس پر باندھنا کیسا ہے؟

۲:......ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں الفاتحہ کہنا کیسا ہے؟

---

[۱]......فتاوی بزازیہ مع ھندیہ ص۸۰ ج۱۔

[۲]......فتاوی سراجیہ مع قاضیخان ص۱۴۱ ج۱۔

[۳]......بحر الرائق ص۱۸۳ ج۲، فصل السلطان احق بصلوته، كتاب الجنائز۔

[۴]......نفع المفتی والسائل ص۱۴۳۔ذخيرة المسائل ترجمه نفع المفتی والسائل ص۳۳۳۔

[۵]......مرقاة ص۶۴ ج۴،باب المشی بالجنازة والصلوة عليها، تحت حديث مالک بن هبيرة۔

۳:......میت کو کفنا کر قبرستان لے جانے سے قبل اس کے مکان کے سامنے کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھوا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

۴:......نماز جنازہ کے بعد دفن سے قبل دعا مانگنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: نعش کو صندوق میں رکھنا اور صندوق سمیت دفن کرنا جبکہ زمین نرم اور نمناک ہو جائے جائز ہے اور جبکہ میت کے مکان پر نعش صندوق میں رکھ لی جائے اور اس کو بانسوں کے چوکھٹے پر اٹھا کر لے جانا بھی مباح ہے، کیونکہ صندوق کو لے جانے کی آسان صورت اور جنازے کا احترام اس طرح ملحوظ اور محفوظ رہے گا۔

۲:......الفاتحہ پکارنا اور اس کو لازم سمجھنا بھی بے اصل ہے۔

۳:......میت کو کفنا کر قبرستان لے جانے سے قبل مکان کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھوانا بے اصل ہے، لوگ خود دعا، ذکر کرتے ہوئے جائیں تو مضائقہ نہیں، مگر اجتماعی دعا ثابت نہیں ہے۔

۴:......انفرادی دعا جائز ہے، مگر اجتماعی دعا بے اصل ہے۔

والله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

الجواب صحیح — کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلوی

مرغوب احمد — وارد حال رنگون

جنازہ کو کپڑے سے پردہ کر کے نماز پڑھنا اور صندوق میں دفنانا

(۵۴۰) س:...... میت کو جنازہ میں رکھ کر کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ کر ڈھکنے کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۲:......میت کو صندوق کے اندر لے جانا اور صندوق کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جنازہ کے اوپر کا کپڑا یا چھتری بنا کر نماز پڑھنے کا کہیں دستور نہیں اور نماز بلا اختلاف جائز ہے۔

۲:......ضرورۃً صندوق میں جنازہ لے جانا جائز ہے اور اگر دیوار نرم ہو اور گرنے کا اندیشہ ہو تو صندوق کے ساتھ دفن کرنا بھی جائز ہے، بلا ضرورت مکروہ ہے۔

والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

صندوق میں مردہ کو دفن کرنا اور قبرستان میں کھانا پینا کیسا ہے؟

(۵۴۱) س:...... صندوق میں مردہ کو دفن کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

۲:......قبرستان میں پان وسگریٹ کا کھانا پینا کیسا ہے؟

ج:......حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: کسی ضرورت سے مثلاً زمین نرم ہو، قبر کی دیواریں ٹھہرتی نہ ہو تو صندوق رکھنا جائز ہے، بلا ضرورت مکروہ ہے۔

"(ولا بأس باتخاذ تابوت) ولو من حجر او حدید (له عند الحاجة) کرخاوة الارض"۔ (درالمختار ص۱۴۴ ج۱، [۱] بحرالرائق ص۱۹۳ ج۲، [۲])

۲:......قبرستان میں کھانا پینا مکروہ ہے۔والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

غیر مسلم سے قبر کھدوانا کیسا ہے؟

(۵۴۲) س:...... قبر غیر مسلم سے کھدوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلموں کے ہوتے ہوئے

---

[۱]......درمختار ص۱۴۰ ج۳،باب صلوة الجنازة۔

[۲]......بحرالرائق، کتاب الجنائز ،فصل السلطان احق بصلوته۔

غیرمسلموں سے سے قبر کھدوانا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان کھودنے والے ہوں تو ان سے قبر کھدوانا بہتر ہے کہ اس میں مسلم کی اعانت بھی ہے، ۱؎ لیکن مسلمان کھودنے والے ہوتے ہوئے بھی غیر مسلم سے کھدوانا شرعا جائز ہے، گو مسلم سے کھدوانا افضل ہے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

جنازہ کو قبر میں کس طرح اتارے اور اتارنے والے کتنے ہوں؟

(۵۴۳) س:...... جنازہ کو قبرستان میں لے جا کر قبر میں کس جانب سے رکھنا اور قبر میں اتارنے والے کی کوئی تعداد مقرر ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نعش کو قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھیں، ۲؎ اور قبر میں اترنے والوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں، خواہ طاق ہو یا جفت، حسب ضرورت کمی بیشی مناسب وجائز ہے۔

۳؎ رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔۴؎

۱؎...... حدیث پاک میں مسلمان بھائی کے لئے قبر کھودنے کی فضیلت بھی آئی ہے۔ایک حدیث میں ہے:((من حفر لأخيه قبرا حتى يجنه فكأنما اسكنه مسكنا حتى يموت))۔

(الترغيب والترهيب رقم الحديث ۵۱۳۰،الترغيب فى حفر القبور وتغسيل الموتى وتكفينهم)

۲؎...... ويستحب ان يدخله من قبل القبلة بان يوضع من جهتها ثم يحمل،(در)وفى الشامى: " اى يكون الاخذ له مستقبل القبلة حال الآخذ ۔(شامی ص۱۴۱ ج۳،مطلب: فى دفن الميت)

۳؎...... ولا يضر عندنا كون الداخل فى القبر وترا او شفعا۔(شامی ص۱۴۱،مطلب: فى دفن الميت)

۴؎...... ولنا ان النبى ﷺ لما دفن ادخله العباس والفضل وعلى وصهيب(رضوان الله عليهم اجمعين) كذا فى البدائع ۔(بحرالرائق ،تحت قوله ويقول واضعه باسم الله الخ)

(بحرالرائق ص۱۹۳ج۲، شامی۶۶۰،ج۱، ۱) و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

دفن کے وقت عورت کی قبر کی پر پردہ کا حکم

(۵۴۴) س:...... دفن کے وقت عورتوں کی قبر پر پردہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: دفن کے وقت عورتوں کی قبروں پر پردہ کرنا مستحب ہے۔ ۲ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

پتھریلی زمین میں مردہ کوکس طرح دفن کرے

(۵۴۵) س:...... ایک شخص کا انتقال ایسے علاقہ میں ہوا کہ جہاں قبر کھودنا آسان نہیں ،تو میت کوکس طرح دفن کرے؟ کیا اس میت کوآگ میں جلادیں؟ میرے یہاں ایک عالم سے زبانی معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں میت کوآگ میں جلانا ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: پتھریلی زمین میں اگر کوئی غار یا گڑھا

۱......شامی،مطلب:۔

۲......ویسجی أی یغطی قبرها (در) وفی الشامی: ”ویسجی قبرها ای بثوب ونحوه استحبابا حال ادخال القبر حتی یسوی اللبن علی اللحد“۔(شامی ص۱۴۲ج۳،مطلب: فی دفن المیت)

عورتوں کے جنازہ پر پردہ لگانے کا جو دستور ہے اس کی ابتدا حضرت فاطمہؓ سے ہوئی۔ان کے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھلا ہوا جاتا تھا، چونکہ حضرت فاطمہؓ کے مزاج میں انتہاء کی شرم وحیا تھی،اس لئے انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے کہا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے،جس کو میں ناپسند کرتی ہوں۔حضرت اسماءؓ نے کہا جگر گوشۂ رسول! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے،آپ کہیں تو اس کو پیش کروں۔یہ کہہ کر خرمے کی چند شاخیں منگوائیں اوران پر کپڑا تانا،جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی۔حضرت فاطمہؓ بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے،اس طرح حضرت فاطمہؓ کی تدفین پردہ سے کی گئیں ۔(اسدالغابہ ص۵۲۴ج۵،سیرالصحابہ ص۱۰۵ج۶)

ہوتو، اسی میں میت کو رکھ دیا جاوے اور اس غار کے منھ کو بند کر دیا جائے اور اگر کچھ دور قبر کی زمین میسر آ جائے تو وہاں قبر کھود کر دفن کر دے، ایسی حالت میں ضرورۃً میت کو دور لے جانا درست ہے اور مسلم میت کو کسی حال میں جلانا جائز نہیں، بلکہ فقہاءؒ نے پکی اینٹ کو قبر میں اس لئے مکروہ لکھا ہے کہ وہ آگ میں پکائی جاتی ہے، ایسے ہی آگ کے پہلو و قریب میں مردے کو دفن کرنا مکروہ لکھا ہے اور قبور پر آگ جلانے کو رسوم جاہلیت اور باطل لکھا ہے۔ شامی میں ہے: ” لا الآجرّ المطبوخ ،قال فی البدائع: ولانه مما مسته النار فیکره “۔ ص ۹۳۶ ج ۱۔ [1]

وایقاد النار علی القبور من رسوم الجاهلیة والباطل والغرور کذا فی المضمرات۔ [2] والله تعالیٰ اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قبر کی گہرائی کتنی ہو؟

(۵۴۶) س:...... قبر کی گہرائی کا اندازہ کیا ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: قبر کی گہرائی میت کے نصف قد کے برابر ہو اور کسی حال میں قد سے زیادہ نہ ہو۔ وحفر قبره مقدار نصف قامة ،فعلم ان الادنی نصف القامة وطوله علی قدر طول المیت وعرضه علی قدر نصف عرضه، (شامی ص ۵۹۹ ج ۱، بحر الرائق ص ۱۹۳ ج ۲، [3]) والله تعالیٰ اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[1]...... شامی ص ۱۴۲ ج ۳، مطلب: فی دفن المیت۔

[2]...... عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس۔

[3]...... شامی ص ۱۳۹ ج ۳، باب الجنازة ،مطلب فی دفن المیت۔

واختلفوا فی عمق القبر فقیل قدر نصف القامة وقیل الی الصدر وان زادوا فحسن۔

(بحر الرائق، فصل السلطان احق بصلوته تحت قوله ”ویحفر القبر ویلحد“)

قبر میں پیر کا شجرہ چسپاں کرنا

(۵۴۷) س:...... میت کو قبر میں رکھتے وقت پیر کا شجرہ قبر کے اندر چسپاں کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ رکھنا یا قرآن مجید کی آیات واسمائے حسنی وکلمات طیبات وغیرہ لکھ کر رکھنا درست نہیں، اس کا ثبوت نہ کسی حدیث سے ہے اور نہ آثار صحابہؓ وسلف صالحین وائمۂ مجتہدینؒ سے اس بات میں کوئی منقول ہے، لہذا یہ ایک محدث فعل ہے، اسی لئے محققین فقہاءؒ نے اس کو ناجائز اور ممنوع لکھا ہے۔[۱]

---

[۱]......حضرتؒ کے اس فتوی پر بعض اہل علم کو اشکال ہے اور انہوں نے اپنی تائید میں ''تذکرۃ الرشید'' کا ایک اقتباس پیش کیا ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ نے حضرت گنگوہیؒ سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ: قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا ہاں، مگر میت کے کفن میں نہ رکھے طاق کھود کر رکھ دے، اس پر حضرت نے عرض کیا' اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا: ہاں ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص۲۹۰)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کا رجحان بھی جواز کا ہے۔ آپ ایک سوال کے جواب لکھتے ہیں:

ج:......مشکوۃ شریف، باب غسل المیت وتکفینہ ص۱۴۳ متفق علیہ، حضرت ام عطیہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی صاحبہ کو غسل دیتے وقت ارشاد فرمایا کہ جب غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر کر دینا'' فلما فرغ اخبرنا فالقی الینا حقوۃ فقال اشعرنھا ایاہ'' الحدیث۔

اس پر حضرت دہلویؒ ''لمعات'' میں فرماتے ہیں: ''وھذا الحدیث باثار الصالحین و لباسھم کما یفعلہ بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصھم فی القبر'' واللہ اعلم۔

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں: '' قال الطیبی ای اجعلن ھذا الحقو تحت الاکفان بحیث یلاصق بشرتھا والمراد ایصال البرکۃ الیھا''۔ (مرقاۃ ص۳۴۳ ج۲)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے: ''وهو اصل التبرک باٰثار الصالحین''
بخاری شریف میں روایت ہے:

((عن سهل ان امرأة جاءت النبی ﷺ ببردة منسوجة فيها حاشيتها بالبردة، قالوا: شملة، قال: نعم، قالت: نسجتها بيدی لاكسوتها فاخذها النبی ﷺ محتاجا اليها فخرج الينا ازاره فحسنها فلان اكسنيها ما احسننا فقال القوم ما احسنت لبسها النبی ﷺ محتاجا اليها ثم سألتها وعلمت انه لا يردها قال انی والله ما سألتها لالبسها انما سألتها لتكون كفنی قال سهل فكانت كفنه))اه. اس پر حافظ عینیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''وفيه التبرک باٰثار الصالحين'' كذا فی عمدة القاری ص ۷۰ ج ۲۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۵۵ ج ۱۶)

ہمارے دوسرے اکابر کے فتاوی سے حضرت مجیبؒ کے فتوی کی تائید ہوتی ہے جو درج ذیل ہیں:

''قبر میں شجرہ رکھنا (بعض) بزرگان کا معمول ہے، مگر اس کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ مردہ کے سینے پر کفن کے اندر یا باہر رکھے، اس طریقہ سے فقہاءؒ نے روکا ہے اور کہا ہے کہ مردہ کے جسم میں سے خون اور پیپ جاری ہوگا اور بزرگوں کے ناموں کی بے حرمتی ہوگی''۔ (فیض عام۔ فتاوی رحیمیہ ص ۳۹۹ ج ۱)

شجرۂ پیران کرام رکھنا قبر میں جائز نہیں، اس واسطے کہ سوائے اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں۔ شامی جلد اول ص ۶۵۹: ''الا یجوز ان یوضع فیه مضرته''، والله تعالی اعلم۔

(عزیزی الفتاوی ص ۳۲۶ ج ۱)

بعض لوگ میت کے سینہ پر عہد نامہ یا شجرہ یا سورۂ یٰسین وغیرہ رکھ دیتے ہیں یا پتھر پر لکھ کر اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیتے ہیں، میت کے گلنے، سڑنے اس کی بے ادبی ہوتی ہے، لہذا اس کو بھی ترک کرنا چاہئے، البتہ جس چیز کا ادب شریعت میں اس درجہ کا نہیں اس کا قبر میں رکھ دینا درست ہے، جیسے کسی بزرگ کا کپڑا وغیرہ۔ (اصلاح انقلاب امت ص ۲۴۱ ج ۱۔ احکام میت ص ۱۹۱ موت کے بعد کی رسمیں)

''الحاصل عہد نامہ وغیرہ دعا میت کے جسم یا کفن پر روشنائی وغیرہ سے لکھنا تحریر کی بے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے ممنوع ہے''۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۴۰۰ ج ۱)

درمختار میں عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے، مگر کوئی دلیل شرعی جواب کے لئے پیش نہیں کی، شامی نے اس کو رد کیا ہے..... قبر میں طاق بنا کر اساءت ادب نہیں، لہذا گنجائش ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۸۰ ج ۲)

وقد افتی ابن الصلاح بانه لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٓسن والکهف وغیرهما خوفا من صدید المیت ،والقیاس المذکور ممنوع لان القصد ثم التمییز وهنا التبرک ،فالأسماء المعظمة باقیة علی حالها فلا یجوز تعریضها للنجاسة، والقول بانه یطلب فعله مردود ،لان مثل ذلک لایحتج به الا اذا صح عن النبی ﷺ طلب ذلک ولیس کذلک،اھ ،و قدمناه قبیل باب المیاہ عن الفتح انه تکره کتابة القرآن واسماء الله تعالی علی الدراهم والمحاریب والجدران وما یفرش، وما ذلک الا لاحترامه وخشیة وطئه ونحوه مما فیه اهانة، فالمنع هنا بالاولی مالم یثبت عن المجتهد او ینقل فیه حدیث ثابت، فتأمل ۔(شامی ص۹۴۷ ج۱، ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

پہلے دفن کرے یا قرآن خوانی کرے؟

(۵۴۸) س:...... بستی میں ایک مقام پر میت ہے اور دوسری جگہ ختم قرآن ہے، پہلے میت کو دفن کرنا چاہئے یا ختم قرآن پڑھنا؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: میت کے دفن میں جلدی کرنا سنت ہے اور بلا وجہ تاخیر کرنا ناجائز ہے، ۲ لہذا ختم قرآن کی وجہ سے دفن میت میں تاخیر کرنا

عہد نامہ قبر میں رکھنا بے ادبی ہے، نہیں رکھنا چاہئے۔ درمختار میں ہے کہ: ''اگر میت کی پیشانی پر یا اس کے عمامہ پر یا اس کے کفن پر ''عہد نامہ'' لکھ دیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی بخشش فرما دیں گے''، لیکن علامہ شامیؒ نے اس کی پرزور تردید کی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۱۰۲ ج۳)

۱......شامی ص۱۵۷ ج۳،مطلب :فیما یکتب علی کفن المیت، قبیل باب الشهید۔

۲......وکره تاخیر صلوته ودفنه (در مختار) وفی الشامی: " وحد التعجیل المسنون ان یسرع به بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازة للحدیث ((اسرعوا بالجنازة فان کانت صالحة قدّمتموها الی الخیر وان کانت غیر ذلک فشرّ تضعونه عن رقابکم)) والافضل ای یجعل بتجهیزه کله من حین یموت۔(شامی ص۱۳۵ ج۳،مطلب: فی حمل المیت)

مکروہ ہے، ہاں اگر اہل میت کی طرف سے جنازہ اٹھانے کا وقت مقرر کردیا گیا ہو اور اس وقت سے پہلے قرآن پڑھا جاتا ہو تو یہ جائز ہے، اس میں تاخیر ختم قرآن کی وجہ سے نہیں۔

و اللہ تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

دفن کے وقت قرآن پڑھنا

(۵۴۹) س:...... قرآن شریف قبرستان میں میت دفن کرتے وقت پڑھنا اور بعض لوگ دفن میت میں مشغول ہیں اور بات چیت بھی کر رہے ہیں ایسے وقت قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: میت دفن کرتے وقت قرآن شریف پڑھنا جائز ہے، ایسے وقت بات کرنے والوں کو روکنا چاہئے اور قرآن شریف پڑھنے والوں کو نہ روکیں۔ شامی میں ہے:

"(ویقرأ یٰسن) لما ورد ((من دخل المقابر فقرأ یٰسن خفف الله عنهم یومئذ وکان له بعدد من فیها حسنات)) (بحر) وفی شرح اللباب : " ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون وآیة الکرسی وآمن الرسول وسورة یٰسن وتبارک الملک و سورة التکاثر والاخلاص ثلاثا ثم یقول اللهم اوصل ثواب ما قرء ناه الی فلان او الیهم "۔[1]

ویستحب قراءة سورة الفاتحة والبقرة عند رأس المیت وخاتمة البقرة عند

---

[1]......عبارة الشامی هکذا: " والاخلاص اثنی عشر مرة او عشرا او سبعا او ثلاثا ۔

(شامی ص۱۵۱ ج۳، مطلب: فی زیارة القبور)

وفی الحاشیة : " قوله اثنی عشر مرة" هکذا بخطه، وصوابه اثنتی عشرة مرة "۔ (حوالہ بالا)

رجلیہ بعد الصلوۃ قبل الدفن، ۱؎ کما فی فی الشرح الصدور ۲؎ وشرح شرعۃ الاسلام۔ ۳؎ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

قبر کتنی اونچی ہو؟

(۵۵۰) س:...... ایک شخص کہتا ہے کہ قبر سے جتنی مٹی نکالی جاتی ہے مردے کو دفنانے کے بعد قبر میں ڈالدی جائے خواہ وہ قبر کتنی ہی اونچی ہو جائے۔ دوسرا کہتا ہے کہ قبر کو ایک بالشت اونچی کرنی چاہئے اس سے اونچی کرنا مکروہ ہے۔ کس کا قول صحیح ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دوسرے کا قول صحیح ہے۔ ۴؎ واللہ اعلم

قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے

(۵۵۱) س:...... دفن کے بعد میت کی قبر پر آب ریزی کی جاتی ہے از روئے شرع اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

۱؎...... مشکوۃ کی روایت اور علامہ شامی کی تحقیق سے تدفین کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی وآخری آیات پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے:

((عن عبد اللہ بن عمرؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ ولیقرأ عند رأسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ ''۔

(مشکوۃ ۱۴۹، باب دفن المیت، الفصل الثالث۔ مظاہر حق ص ۱۳۸ ج ۲)

وکان ابن عمرؓ یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمتھا ''۔

(شامی ص ۱۴۳ ج ۳، مطلب: فی دفن المیت، تحت قولہ '' وجلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعاء '' الخ)

۲؎...... شرح الصدور (اردو) ص ۱۰۷۔

۳؎...... شرح شرعۃ الاسلام (مخطوطہ) ص ۲۶۰ ۔

۴؎...... ویسنم قدر شبر (در مختار) وفی الشامی : '' او اکثر شیئا قلیلا ''۔

(شامی ص ۱۴۴ ج ۳، مطلب: فی دفن المیت، باب صلوۃ الجنازۃ)

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مٹی ڈالدینے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔''ولا بأس برش الماء علیه''۔(درالمختار ص۶۰۱ ج۱، ا) واللہ اعلم۔

قبر پر مٹی ڈالنا مستحب ہے

(۵۵۲) س:...... میت کی قبر میں مٹی ڈالنا مستحب ہے یا سنت ہے؟ نہ ڈالنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: قبر میں مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

(درالمختار علی الشامی ص۹۳۶ ج۱-۲)

ا......درمختار ص۱۴۳ ج۳۔

صاحب مرقاۃ نے ابن الملکؒ سے سنت ہونے کا قول نقل کیا ہے: ''قال ابن الملک ویسن'' الخ۔(مرقاۃ ص۷۶ ج۴،باب دفن المیت ،الفصل الثانی ،تحت حدیث جعفر بن محمد)

روایات سے تدفین کے بعد پانی چھڑکنے کا ثبوت ملتا ہے۔

''وان النبی ﷺ رش علی قبر ابنه ابراهیم''۔رواہ شرح السنة عن جفر بن محمد (مشکوۃ ص۱۴۸،باب دفن المیت الفصل الثانی)

ایک روایت میں ہے:''عن ابی رافعؓ قال سلّ رسول الله ﷺ سعدا ورشّ علی قبره ماءً'' رواہ ابن ماجة۔(مشکوۃ ص۱۴۹،باب دفن المیت، الفصل الثالث)

خود نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر بھی حضرت بلال ابن ابی رباحؓ نے پانی چھڑکا اور ابتدا سر کی طرف سے کی اور پاؤں تک چھڑکتے ہوئے لے گئے۔مشکوۃ کی روایت میں ہے:

'' وعنه (ای جابرؓ) قال رُشَّ قبر النبی ﷺ وکان الذی رَشَّ الماء علی قبره بلال بن رباح بقربه، بدأ من قبل رأسه حتی انتهی الی رجلیه'' ۔(مشکوۃ ص۱۴۹،باب دفن المیت ،الفصل الثانی)

بعض روایت میں ''من قبل رأسه من شقه الایمن ''الخ کے الفاظ بھی ہیں۔

(اعلاء السنن ص۳۱۵ ج۸،باب رش الماء الخ، رقم الحدیث ۲۲۸۸)

۲......ویهال التراب علیه ۔(درمختار ص۱۴۲ ج۳،باب صلوۃ الجنازۃ)

اور مستحب کے ترک پر کوئی الزام نہیں۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

پرانی قبر پر مٹی ڈالنا کیسا ہے؟

(۵۵۳)س:...... ٹوٹی ہوئی پرانی قبر یا دبی ہوئی قبر میں مٹی بھر دینا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نئی قبر اگر دب گئی ہو تو مٹی ڈال کر پر کرنا جائز ہے، [۱] ایسے ہی پرانی دبی ہوئی قبروں کو بھی مٹی ڈال کر اس نیت سے پر کرنا کہ قبر کا نشان باقی رہے اور میت کے عزیز و اقارب پہنچان سکیں جائز ہے، لیکن عام قبرستان میں ایسا کرنا مناسب نہیں کہ بہت پرانی قبروں کو کھود کر اس میں نئی لاشیں دفن کرنا جائز ہے، ورنہ قبرستان کے تنگ ہو جانے کا خوف ہے۔و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔

---

[۱]......نظیرہ فی الشامی : " أن تطین القبور مکروہ والمختار انہ لایکرہ "۔

(شامی ص۱۴۴ ج۳،مطلب: فی دفن المیت ،تحت قولہ " وقیل لابأس بہ")

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ نے اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

س:...... قبر جو بیٹھ گئی ہو یا بالکل زمین کے برابر ہو کر متمیز نہ ہوتی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے تا کہ زمین سے متمیز ہو جائے اور حفاظت قبر من الاھانۃ یعنی وطی وغیرہ نہ ہو سکے، اس کی سند شامی وغیرہ کتب فقہ سے مرحمت فرمائی جاوے۔

ج:...... یہ تشریح شامی وغیرہ میں نہیں دیکھی گئی کہ جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے، البتہ جواز اس کا علت سے ثابت ہوسکتا ہے جو کہ کتابت علی القبر کے جواز میں منقول ہے، شامی میں ہے: ''وان احتیج الی الکتابۃ حتی لا یذھب الا ثر و لا یمتھن فلا بأس بہ ''الخ۔ص۶۰۱ ج۱۔اور نیز شامی و شرح منیہ میں ہے:'' ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکرہ الزیادۃ،وعن محمد لابأس بھا''۔سو اگر چہ یہ روایت بوقت حثی تراب فی القبر ہے، لیکن اس کے عموم سے یہ استدلال ہوسکتا ہے کہ دوسری مٹی قبر پر ڈالنا موافق روایت امام محمدؒ کے لابأس میں داخل ہے۔

(فتاوی دار العلوم مدلل ومکمل ص۳۷۵ ج۵،سوال نمبر۲۹۹۹)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۵۵۴) س:...... قبر کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: حضرت گنگوہیؒ کا فتوی عام قبر پرستوں اور صالحین سے استعانت چاہنے والوں کو باز رکھنے کے لئے بہتر ومفید ہے۔ [۱]

لیکن فی نفسہ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر اموات کی مغفرت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔

فی رد المحتار : آداب زیارۃ القبور :" ثم یدعو قائما طویلا "۔ [۲]

اس سے دعا کا جائز ہونا ثابت ہوا اور ہاتھ اٹھانا مطلقا آداب دعا سے ہے۔ [۳]

اور زیارت قبور میں اموات کا استقبال یعنی میت کے مواجہ میں کھڑا ہونا بھی مستحبات میں سے ہے، [۴] اس لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ [۵]

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]...... س:...... قبر پر مردے کو ثواب پہنچانا ہاتھ اٹھا کر درست ہے یا نہیں؟

ج:...... ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی ہو تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہئے۔ (فتاوی رشیدیہ، تالیفات رشیدیہ ص۲۳۱، کتاب جنازے کے مسائل کا بیان)

نوٹ:...... ممکن ہے حضرت گنگوہیؒ کا یہی فتوی مؤلفؒ کی مراد ہو، واللہ اعلم۔ مرتب

[۲]......شامی ص۱۵۱ ج۳، مطلب: فی زیارۃ القبور۔

[۳]......حضرت سلمانؓ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا رب بڑا ہی حیادار کریم ہے جب کوئی ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرنے میں اسے شرم محسوس ہوتی ہے۔ (ابوداؤد ص۵۷۵۔ ابن ماجہ ص۲۷۵۔ الدعاء المسنون ص۷۰)

[۴]......عمدۃ الفقہ ص۵۴۰ ج۲، زیارت قبور کا بیان۔

[۵]......نبی پاک ﷺ سے قبرستان میں دعا کرنا ثابت ہے، مسلم شریف کی روایت میں ہے: " حتی اذا جاء البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلث مرات "۔ (مسلم شریف ص۳۱۳ ج۱)

قبر کو سامنے رکھ کر دعا کرنا کیسا ہے؟

(۵۵۵) س:...... قبر کو سامنے رکھ کر دعا کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: قبر کو سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے۔

قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟

(۵۵۶) س:...... قبر میں مردہ کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: خیر رملیؒ نے حاشیہ بحر میں اور علامہ شامیؒ نے فتاوی میں لکھا ہے کہ بعض شافعیہ نے اذان قبر کو اذان مولود پر قیاس کر کے مسنون کہا تھا، لیکن علامہ ابن حجرؒ نے شرح عباب میں اس کو رد کیا ہے اور علامہ شامیؒ نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ: ” قد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانها بدعة “۔ [۱]
دررالبحار میں ہے: ” من البدع التی شاعت فی بلاد الهند الاذان علی القبر “۔ [۲] انتہی

اس روایت سے قبر کے سامنے دعا کا ثبوت ملتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ایک روایت نقل فرمائی ہے، اس میں ہے کہ: دفن سے فراغت پر آنحضرت ﷺ نے قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ وفی حدیث ابن مسعودؓ رأیت رسول الله ﷺ فی قبر عبد الله ذی البجادین، وفیه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا یدیه، اخرجه ابو عوانة فی صحیحه۔ (فتح الباری ص۱۲۲ ج۱۱)

اس روایت کی بنا پر بہتر ہے کہ قبلہ رو ہو کر دعا کی جائے اسی طرح اس روایت سے ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہو رہا ہے، لہذا عام دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا بھی مستحب ہے۔ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:
” فیه استحباب اطاله الدعاء وتکریره ورفع الیدین “۔

(مسلم مع شرحه للنووی ص۳۱۳ ج۱، کتاب الجنائز)

[۱]......قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا عی اول خروجه للدنیا، لکن رده ابن حجر فی شرح العباب۔ (شامی ص۵۰ ج۲، باب الاذان، مطلب: فی المواضع التی یندب لها الاذان الخ)

[۲]......المنهاج الواضح ص۲۲۶۔

لہذا اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں۔[۱] و الله تعالی اعلم و علمه اتم۔

مردے کو دفن کے بعد تلقین کرنا کیسا ہے؟

(۵۵۷) س:...... مردے کو دفنانے کے بعد ملا صاحب چالیس قدم چلنے کے بعد آ کر مردے کو تلقین کراتے ہیں۔ حنفی مذہب کی رو سے کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: یہ بے اصل رسم ہے، کسی مذہب میں اس کی اصل نہیں۔ و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

مردے کو سلام کرنا اور مردے کا سلام سننا

(۵۵۸) س:...... اگر مردے سنتے نہیں تو اہل قبور کی زیارت کے وقت "السلام عليكم يا اهل القبور" کہنا کیا مطلب رکھتا ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: زائرین قبور کے لئے سنت ہے کہ مردوں کو سلام کرے۔[۲]

سلام کا سننا ثابت ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اس کے سوائے اور باتیں سننے

[۱]...... اس مسئلہ پر ایک مفصل اور قابل دید فتوی "فتاوی رحیمیہ" ص ۱۹۷ ج ۶ پر ملاحظہ فرمائیں اور تفصیلی بحث و قائلین جواز کے دلائل اور ان کے جوابات کے لئے دیکھئے! "راہ سنت" ص ۲۲۴۔

[۲]...... ومن آدابها ان يسلم۔ (شامی ص ۱۵۱ ج ۳، مطلب: فی زيارة القبور)

سلام کے الفاظ روایات میں مختلف آئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے:

"السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية" رواه مسلم۔ (مشکوۃ ص ۱۵۴، باب زيارة القبور، الفصل الاول)

ترمذی شریف کی روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں: "السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر"۔ (مشکوۃ ص ۱۴۵، باب زيارة القبور، الفصل الثانی)

ہیں یا نہیں اس میں سلف وخلف کا اختلاف ہے۔ [۱]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم ۔

قبر کو پختہ بنانا اور اس پر گنبد بنانا کیسا ہے؟

(۵۵۹) س:...... قبر کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ وگنبد وغیرہ بنانا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اس کے بنانے والے اور وہاں جا کر دعا کرنے والے مرتکب گناہ کے ہوتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دفن کرنے کے بعد قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد وقبہ وغیرہ بنانا بغرض زینت حرام ہے اور استحکام ومضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔

''ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء ای یحرم للزینۃ ویکرہ لو للاستحکام''۔ (شامی ص ۶۰۱ ج ۱، [۲])

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ جو مذہب حنفی کے مسلم عالم ومفتی ہیں اور سلسلۂ طریقت میں خاندان نقشبندیہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اپنی کتاب ''ارشاد الطالبین'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''قبور اولیاء بلند کردن وگنبد براں ساختن وعرس وامثال آں وچراغاں کردن ہمہ بدعت است، بعض ازاں حرام است وبعض مکروہ، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر شمع

---

[۱]...... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سماع کے قائل ہیں اور حضرت عائشہؓ اس کی نفی فرماتی ہیں، اسی لئے دوسرے صحابہؓ وتابعین میں بھی دو گروہ ہوگئے۔ بعض اثبات کے قائل ہیں، بعض نفی کے۔ دیکھئے! ''معارف القرآن'' ص ۵۹۰ ج ۶۔ اہل علم کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ ''تکمیل الحبور بسماع اہل القبور'' قابل مطالعہ ہے، جو ''احکام القرآن'' میں شائع ہو چکا ہے۔ مرتب

[۲]...... شامی ص ۱۱۴ ج ۳، مطلب: فی دفن المیت ۔ وفی الحدیث عن جابرؓ ''نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ'' رواہ مسلم۔ (مشکوۃ ص ۱۴۸، باب دفن المیت)

افروزاں نزد قبر وسجدہ کنندگاں رالعنت گفتہ''، انتہی ۔ ۱

بنانے والے گنہگار ہوتے ہیں بوجہ مخالفت شرع کے اور مسلمانوں کو بغرض زیارت قبور اولیاء و مقابر مسلمین میں فاتحہ خوانی و دعائے مغفرت کی نیت سے وہاں جانا جائز و مستحب ہے، جبکہ وہاں خلاف شرع امور نہ ہوں، ورنہ امورات منکرہ میں شرکت ناجائز اور ممنوع ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

قبر پختہ بنانے کی وصیت کرنا

(۵۶۰) س:...... زید نے بوقت وفات ایک رقم خاص اپنے ورثاء کو دے کر وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد اس رقم سے میری قبر پختہ بنوا دینا۔ دریافت ہے کہ پختہ قبر بنوانا کیسا ہے؟ اور اس وصیت پر عمل کیا جائے گا یا نہیں؟ اور نہیں تو اس روپیہ کو کس کام میں لیا جاوے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: پختہ قبر بنوانا ناجائز ہے، اس لئے یہ وصیت ناجائز و باطل ہے۔

فی الدر المختار علی الشامی : '' اوصی بان یطین قبرہ او یضرب علیہ قبة فھی باطلة ،فینبغی ان یکون القول ببطلان الوصیة بالتطیین مبنیا علی القول بالکراھة لانھاحینئذ وصیتہ بالمکروہ ''اھ۔ ۲

جبکہ یہ وصیت باطل ہوئی تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں، یہ روپیہ وارثوں کا حق ہے۔ موافق

۱......ارشاد الطالبین ص ۲۲۔ راہ سنت ص ۱۹۵۔ اختلاف امت اور صراط مستقیم ۵۷ ج ۱۔
خلاصۂ ترجمہ:......اولیاء کی قبروں کو بلند کرنا، اس پر گنبد بنانا، عرس کرنا اور چراغ جلانا یہ سب بدعت ہیں۔ بعض ان میں حرام اور بعض مکروہ ہیں۔ آپ ﷺ نے قبر پر چراغ جلانے اور سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۲......درمختار ص ۳۹۵ ج ۱۰، کتاب الوصایا، باب العتق فی المرضی، قبیل باب الوصیة بالخدمة ۔

حصص شرعی وارث تقسیم کرلیں اور اگر سب ورثاء بالغ ہوں اوران میں کوئی بھی نابالغ نہ ہوتو اپنی رضامندی سے کسی نیک کام میں خرچ کرسکتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مسجد کی وقف زمین میں مردہ کودفن کرنا

(۵۶۱) س:...... بستی کے ایک سردار کا انتقال ہوگیا، عام قبرستان میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ان کو مسجد کے احاطہ میں دفن کردیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کا احاطہ وقف ہے، لہذا قبر کی مناسب قیمت بغرض ایصال ثواب مسجد میں دیدیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اس کے متعلق بہت کچھ تلاش وکتب بینی کے باوجود بھی کوئی خاص جزئی نہیں ملی، لیکن فقہ کے کلیہ سے وقف کے جو احکام معلوم ہوتے ہیں اس بنا پر اس کا حکم یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مسجد کا وقف اور اس کے متعلق وقف کی زمین مسجد ہی کے کام میں آنی چاہئے اور کسی مردے کو مسجد کے احاطہ میں دفن کرنا مسجد کی ضروریات اور اس کے مصالح میں سے نہیں، اس لئے مردے کو دفن کرنا جائز نہیں، لیکن اب جبکہ دفن کردیا گیا ہے تو قبر اپنی حالت پر رکھی جائے اور چونکہ زمین وقف کی ہے اس لئے اس کے معاوضہ میں کوئی رقم مرحوم کے وارثوں سے لینا جائز نہیں، لیکن اگر زمین کی اجرت سمجھے بغیر للہ فی اللہ اپنے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کوئی رقم مسجد میں بطیّب خاطر دیں تو اس کا لینا جائز ہے۔ [۱] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]......حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے بھی ایسا ہی تحریر فرمایا ہے کہ: ''مسجد کی زمین میں اس کو دفن کرنا جائز نہ تھا، لیکن بعد دفن وہاں سے نکالا نہ جاوے''۔ (فتاوی دار العلوم ص ۴۰۸ ج ۵، سوال ۳۰۷۵)
مگر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ شامی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

مسلمان کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا

(۵۶۲) س:...... کسی مسلمان کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا جائز ہے یا نہیں؟ گو کہ اس کے اعمال خلاف شرع ہوں۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: کسی مسلمان کو بوجہ اس کے اعمال شریعت کے خلاف ہونے کے مسلمان کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا شرعا ناجائز ہے، لیکن کسی مسلم کے عقائد کفریہ ہوں اور بوجہ عقائد کفریہ کے دائرۂ اسلام سے نکل چکا ہو جیسے قادیانی وبابی وبہائی فرقے کے لوگ، ایسوں کو مسلم قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا جائز ہے گو اپنے آپ کو کلمہ گو کہتے ہوں۔ [۱] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

''اس قبر کو اکھاڑ کر میت کو نکال دیں یا قبر کو زمین کے برابر کر دیں، کیونکہ ابقائے قبر سے وقف کا تعطل اور اشتغال بالغیر لازم آتا ہے۔

'' قال فی التنویر : '' ولا یخرج منه الا ان یکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعه '' وفی الشرح : '' یخیر المالک اخراجه ومساواته بالارض ،وفی الحاشیة لان حقه فی باطنها وظاهرها فان شاء ترک حقه فی باطنها وانشاء استوفاه''۔(رد المحتار ص ۸۴۰ ج ۱)

شامیہ کی عبارت:'' واحتراز بالمغصوبة عما اذا کانت وقفا '' سے شبہ نہ کیا جائے، کیونکہ اس جگہ وقف سے مراد علی المقابر ہے، چنانچہ خود شامیہ ہی میں دوسری جگہ اس کی تصریح ہے:

'' قال فی شرح التنویر حفر قبرا فدفن فیه میتا فهو علی ثلاثة اوجه ،ان الارض للحافر فله نبشه وله تسویته وان مباحه فله قیمة حفره وان وقفا فکذلک ،وفی الشامیة : '' هذا لو وقفت للدفن فلو علی مسجد للزرع والغلة فکا لمملوکة ،تأمل ۔رد المحتار ص ۱۷۴، کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوز فیه دخول دار غیره بلا اذن منه ۔(احسن الفتاوی ص ۱۹۳ ج ۴)

[۱]......''واذا مات او قتل علی رده لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملة وانما یلقی فی حفرة کالکلب ''۔اور جب مرتد مر جائے یا ارتدادی حالت میں قتل کیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان

قبرستان میں دیکھ کر قرآن شریف پڑھنا
کفن پر نماز پڑھنا اور اس کو باعث برکت سمجھنا

(۵۶۳) س:...... قبرستان کے احاطہ میں قبروں کے نزدیک قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲:......زندگی کی حالت میں اپنا کفن مسجدوں کی صفوں میں بچھا دیا اور اس پر نمازیوں نے نماز پڑھی اور موت کے بعد اسی کفن سے دفنایا جائے تو باعث ثواب و رحمت ہوگا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:فى الدر المختار : " لا يكره اجلاس القارئين عند القبرو هو المختار "۔[1]

وفى نفع المفتى والسائل :

الاستفسار:...... هل يجوز قرأة القرآن عند القبور؟

الاستبشار:...... عند ابى حنيفةؒ تكره وعند محمدؒ لا وبه يفتى كذا فى السراجية۔[2]

میں دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں، بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔(الاشباہ والنظائر ص۲۹۱ ج۱)

" اما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب" (در) وفى الشامى : " ولايغسل ولا يكفن ولا يدفع الى من انتقل الى دينهم بحر عن الفتح" ۔(شامی ص۱۳۴ ج۳،قبل مطلب: فى حمل الميت)

لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔نہ اسے غسل دیا جائے، نہ کفن دیا جائے، نہ اسے لوگوں کے سپرد کیا جائے، جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا"۔

[1]......درمختار ص۱۵۶ ج۳،قبيل باب الشهيد۔

[2]......نفع المفتى والسائل ص ۔ ذخيرة المسائل ترجمه نفع المفتى والسائل ص ۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قبروں کے نزدیک قرآن جائز ہے خواہ ناظرہ خواہ زبانی۔

۲:......مسجد کی صفوں میں بچھائے ہوئے کپڑوں کو کفن کے استعمال میں لینا جائز ہے، اس پر ثواب ورحمت کا ہونا کسی نقل صحیح سے ثابت نہیں، اپنی طرف سے اس کو ثواب سمجھ لینا اور باعث اجرو برکت سمجھنا بے دلیل ہے۔واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

الاستیجار علی قرأ ة القرآن علی القبر کی بحث

(۵۶۴) س:......عالمگیری جلد رابع کتاب الاجارہ میں ہے: " قولہ واختلفوا فی الاستیجار علی قرأة علی القبر مدة معلومة قال بعضهم یجوز وھو المختار " ۔[۱]

یہ عبارت جواز قرأة القرآن علی الاجارة دلیل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں کہ مفتی صاحب نے فتوی دیا ہے جو درج ذیل ہے:

"قولہ واختلفوا فی الاستیجار علی قرأة القرآن علی القبر مدة معلومة قال بعضهم یجوز وھو المختار"۔

ج:......حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق:اقوال الفقہاء فی ھذہ المسئلة مختلفة، واکثرھم علی انه لا یجوز الاستیجار علی تلاو ة القرآن وقول البعض انه جائز وھو المختار ،فردہ فی رد المحتار وحقق وجزم علی القرأة فباطل بالاجماع وقال فی الهدایة: الاصل ان کل طاعة یختص بها المسلم لا یجوز الاستیجار علیها عندنا ،لقوله علیه السلام ((اقرأ وا القرآن ولا تأکلو به))۔ [۲]

فاستیجار علی الطاعات مطلقا لا یصح عند ائمتنا الثلاثةؒ ابی حنیفةؒ وابی

---

[۱]......عالمگیری ص۴۴۹ ج۴، الفصل الرابع۔

[۲]......ہدایہ ص۳۰۳ ج۳،باب الاجارة الفاسدة، کتاب الاجارة۔

يوسفؒ و محمدؒ ۔

قال فی معراج الدراية: وبه قال احمد وعطاء وضحاک والزهری والحسن وابن سيرين وطاؤس والشعبی ،ثم اطال فی الاستدلال فراجعه ۔[۱]

ولا شک ان التلاوة المجردة من اعظم الطاعات التی يطلب بها الثواب فلا يصح الاستيجار عليها لان الاستيجار بيع المنافع وليس للتالی منفعة سوی الثواب ولا يصح بيع الثواب لان شرط الثواب الاخلاص لله تعالی فی العمل والقاری بالاجرة انما يقرأ لاجل الدنيا لا لوجه الله تعالی بدليل انه لو علم ان المستجير لا يدفع له شئی لا يقرء له حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفته،ولذا قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان قاری القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاری وقال العينی فی شرح الهداية للواقعة و القاری والخذ المعطی اثمان اما الو فلا معنی لها ولا معنی ايضا لصلة القاری لا ن ذلک يشبه استيجاره علی قراءة القرآن وذلک باطل ولم يفعل ذلک احد من الخلفاء هكذا فی الولوالجية ورأيت التصريح ببطلان بذلک فی عدة كتب وعزی فی بعض الكتب الی المحيط السرخسی والمحيط البرهانی والخلاصة والبزارية فاذ اكانت الوصية للقاری لاجل قرأته باطلة تشبه الاستيجار علی التلاوة فالاجارة علی الطاعات ومنها التلاوة كما سمعت الا ما استثناه المتأخرون للضرورة كالتعليم والاذان والامامة ولا يصح الحاق التلاوة المجردة بالتعليم لعدم الضرورة اذ لا ضرورة داعية الی الاستيجار عليها بخلاف التعليم لما فی الزيلعی وكثير من الكتب لو لم يفتح باب التعليم

---

[۱]...... معراج الدراية ص ج ۔

بالاجر لذهب القرآن فافتوا بجوازه ورأوه حسبا، ۔[۱]

ولا شک ان المنع من استیجار علی التلاوة لاهداء ثوابها او تاجر لیس فیه ذهاب القرآن فلا یصح قیاسها علی التعلیم اصل المذهب المنع مطلقا فکیف یسوع لاجل القول بجواز الاستیجار علی التلاوة والمجردة التی الی جواز الاستیجار علیها۔والله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

عورت کا قبرستان میں جانا

(۵٦۵)س:...... یہاں ایک جامع مسجد ہے بعض لوگوں نے جھگڑا کر کے علیحدہ ہو کر ایک کرایہ کے مکان میں جمعہ وعیدین کی نماز عورتوں کے ساتھ پڑھنے لگے اور مستورات بناؤ سنگار کر کے مردوں کے ساتھ قبرستان زیارت کے لئے جایا کرتی ہے۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جس بستی میں جامع مسجد کا ذکر ہے اگر یہ آبادی بڑی ہے، یعنی بڑا گاؤں یا قصبہ یا شہر ہے تو ایسے قصبہ میں متعدد جگہ جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے اور نماز صحیح ہو جائے گی۔کرایہ کا مکان مسجد کے حکم میں نہیں ،اس لئے اس میں مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔باقی نزاع وتفرقہ کی وجہ سے ایسا کرنا شرعا نہایت معیوب فعل ہے اور جمعہ کی نماز میں اور عید کی نماز میں عورتوں کا پردہ کے ساتھ بھی شامل ہونا بوجہ فتنۂ عظیم کے حنفی مذہب کے موافق ناجائز ہے اور عورتوں کا بناؤ سنگار کر کے مردوں کے ساتھ زیارت قبور کے لئے جانا بھی نہایت معیوب وناجائز فعل ہے۔[۲]

---

[۱]......

[۲]......عورتوں کے قبرستان جانے کے بارے میں فقہاء کے تین قول ہیں،ایک یہ کہ مطلقا جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔دوسرا یہ کہ مطلقا ناجائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں کے

غیر ذمہ دار کا قبرستان کو قفل لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵۶۶) س:...... ایک قبرستان عام مسلمانوں کے لئے وقف ہے اور با قاعدہ متولی موجود ہے ایک شخص نے بدون مشورہ اور بغیر اجازت متولی کے قبرستان کے دروازہ پر قفل لگا دیا اس اثناء میں شفا خانہ میں ایک مسافر کا انتقال ہو گیا جس کو دفنانے کے لئے قبرستان لے گئے، جا کر دیکھا تو دروازہ مقفل ہے، کنجی موجود نہ تھی، مجبوراً متولی کے حکم سے قفل توڑا گیا اور میت دفن کی گئی، جس پر قفل کے مالک نے متولی اور قفل توڑنے والوں پر فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ متولی کے حکم سے قفل توڑ کر میت دفنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامداً ومصلیاً، الجواب وباللہ التوفیق: عام قبرستان کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کھولا رکھنے میں قبرستان کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو مصلحۃً متولی یا اہل جماعت کو میت دفن کرنے کے سوا دوسرے وقتوں میں بند کرنا جائز ہے، کسی ایک غیر ذمہ دار شخص کا قفل لگا کر چلا جانا درست نہیں ہے۔

موجودہ صورت میں جب قفل لگانے والا وقت پر حاضر نہ تھا تو نہ صرف متولی کو بلکہ میت کو دفن کرنے کی غرض سے ہر مسلمان کو قفل توڑ کر میت کو دفن کرنے کا شرعاً حق ہے، لہٰذا

لئے لعنت فرمائی ہے۔ روایت بالا کا جواب یہ ہے کہ اس میں خطاب مردوں سے ہے۔ تیسرا قول یہ ہے جسے عام طور پر اختیار کیا گیا کہ اگر زیارت قبور سے مقصود رونا پیٹنا ہو تو حرام ہے اور حدیث میں جو لعنت کی گئی ہے وہ اسی صورت کے بارے میں ہے اور اگر یہ جانا عبرت کے لئے ہو تو بوڑھی عورتوں کے لئے با پردہ جانا جائز ہے اور جوان کے لئے ممنوع ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے یہ حالات دیکھتے تو جو عورتوں نے آپ کے بعد پیدا کر دیئے ہیں تو عورتوں کو روک دیا جاتا جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ (نوادر الفقہ ص ۲۹۵ ج ۱)

متولی اور قفل توڑنے والے بری الذمہ ہیں، قفل توڑ کر میت دفن کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب وضروری تھا، [1] لہذا فوجداری کرنے والے کا یہ فعل صریح ظلم وزیادتی ہے۔

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قبرستان کو کوڑا کرکٹ سے پاٹنا جائز ہے یا نہیں

(۵۶۷) س:...... اہل اسلام کے قبرستان میں کسی بازاری جلے ہوئے کوڑہ کرکٹ کو اٹھا کر قبرستان کے قبروں پر ڈالنا اور قبروں کو اس قسم کے کباڑ سے پاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سے قبرستان کی بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو مسلمان پر جائز ہے کہ وہ کوشش کرکے قبرستان کو گندگی سے آلودہ ہونے سے بچائے؟

نوٹ: پرانے قبرستان میں سورتی بازار کا کچرا ڈالا گیا ہے آپ ملاحظہ بھی فرما سکتے ہیں۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: قال رسول الله ﷺ:

((لاتجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها)) رواه مسلم۔ [2]

۲:......((نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه)) رواه مسلم۔ [3]

۳:......عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ قال: ((كسر عظم الميت ككسره حيا)) رواه مالك وابو داؤد وابن ماجة۔ [4]

يعنى فى الاثم كما فى رواية، قال الطيبى: اشارة الى انه لا يهان ميتا كما لايهان

---

[1]......والصلوة عليه فرض كفاية كدفنه۔ (درمختار ص۱۰۲ ج۳، مطلب فى صلوة الجنازة)

[2]...... مسلم، كتاب الجنائز، مشكوة ص۱۴۸، باب دفن الميت، الفصل الاول۔

[3]...... مسلم، كتاب الجنائز، مشكوة ص۱۴۸، باب دفن الميت، الفصل الاول۔

[4]......مشكوة ص۱۴۹، باب دفن الميت، الفصل الثانى۔

الحی ،وقد اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعودؓ اذی المؤمن فی موته کأذاه فی حیاته''، ذکره فی المرقاة۔ ۱؎

۴:……عن عمر و ابن حزامؓ قال رأی النبی ﷺ متکیا علی قبر فقال:(لا تؤذ صاحب هذا القبر))رواه احمد۔ ۲؎

۵:……ولا یکره دوسه لحاجة کحفر او قرأة علیه او زیارة ولولاجنبی للاتباع صححه ابن حبان ولانه مع الحاجة لیس فیه انتهاک حرمة المیت بخلافه مع عدم الحاجة هذا کله قبل البلی اما بعده فلا حرمة ولا کراهة مطلقا لعدم احترامه ایضا'' اه وفی اعتبار الحاجة لغیر الحفر نظر ظاهر وکذا فی تقییده بما قبل البلی لمعارضته ظاهر النصوص ،ولا شک ان الجزء الذی یتعلق به الروح لا یبلی لا سیما عجب الذنب کما صح فی الاحادیث ۔(مرقاة ۳؎)

قال فی الازهار النهی عن تجصیص القبور للکراهة وهو یتناول البناء بذلک وتجصیص وجهه والنهی فی النباء للکراهة ان کان فی ملکه وللحرمة فی المقبرة المسبلة ویجب الهدم وان کان مسجدا۔(مرقاة ۴؎)

۶:……قال ابن القاسم لو ان مقبرة من مقابرة المسلمین عفت فبنی قوم فیها مسجدا لم ار بذلک بأسا وذلک لان مقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتاهم لا یجوز لاحد ان یملکها فاذا درست واستغنی عن الدفن فیها جاز صرفها الی

۱؎……مرقاة ص۷۹ج۴،باب دفن المیت ،قبیل فصل الثالث۔

۲؎……مشکوۃ ص۱۴۹،آخر حدیث باب دفن المیت۔

۳؎……مرقاة ص۷۰ج۴،باب دفن المیت،تحت حدیث ابی هریرةؓ((لان یجلس احدکم))الخ۔

۴؎……مرقاة ص۶۹ ج۴،باب دفن المیت،تحت حدیث جابرؓ((نهی رسول الله ﷺ))الخ۔

المسجد، لان المسجد ایضا وقف من اوقاف المسلمین لایجوز تملیکه لاحد، فمعنا هما علی هذاواحد۔(عینی شرح بخاری [۱])

۷:......وفی خزانة الفتاوی وعن ابی حنیفةؒ :لا یوطأ القبر الا لضرورة ویزار من بعید ولا یقعد، وان فعل یکره، وقال بعضهم: لا بأس بان یطأ القبور وهو یقرأ أو یسبح أو یدعو لهم ،اھ۔(شامی ص۹۴۵ج۱، [۲])

۸:......ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه، کذا فی التبیین۔(عالمگیری ص۱۷۷ج۱، [۳])

روایات مندرجہ بالا احادیث وتصریحات فقہاء سے امور ذیل مستفاد ہوتے ہیں:

۱/۲:......رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر بیٹھنے اوراس کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھنے اور پختہ قبریں بنانے یااس پرعمارت وغیرہ بنانے سے منع فرمایاہے۔(مسلم)

۳:......مردہ کی ہڈی کوتوڑنا ایسا ہے جیسا زندہ کی ہڈی کوتوڑنا،یعنی گناہ میں ہردو برابر ہیں۔(رواہ مالک)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ:جس طرح زندوں کی توہین منع ہے اسی طرح مردوں کی توہین بھی ناجائزومنع ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:مؤمن کومرنے کے بعدایذادینازندگی میں ایذادینے کے برابر ہے۔(رواہ ابن شیبہ)

۴:......ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کورسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پرٹیک دے کر بیٹھاہوادیکھاتوفرمایاکہ صاحب قبرکوایذامت دو۔(رواہ احمد)

---

[۱]......عینی شرح بخاری ص۴۳۵ج۳،قبیل: باب الصلاة فی مرابض الغنم۔

[۲]......شامی ص۱۵۴ج۳،مطلب: فی اهداء ثواب القراءة للنبی ﷺ۔

[۳]......عالمگیری ۱۶۷ج۱،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر۔

۵:...... کسی ضرورت سے مثلاً قبر کھودنے کے لئے یا زیارت کے لئے یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے کسی قبر پر جانے میں دوسری قبروں پر سے گذرنا ہو تو بوجہ حاجت گذرنا منع نہیں ہے اوراس میں مردے کی توہین نہیں ہے اور یہ جملہ باتیں مردے کی لاش گل سڑ کر مٹی ہوجانے کے قبل منع ہے اور مٹی ہوجانے کے بعد مکروہ و منع نہیں۔ظاہر نصوص سے یہی امر واضح ہوتا ہے کہ اموات مسلمین کی لاشیں گل جانے کے قبل بھی اور بعد گل جانے کے بھی ہر حال احترام کے قابل ہیں اور قبور کی پختگی اور اس پر عمارت کا بنانا اگر اپنی مملوک زمین میں ہو تو مکروہ ہے اور وقف قبرستان میں حرام ہے۔(مرقاۃ)

اور ایسی عمارت کا منہدم کرنا واجب ہے۔

۶:......اگر مسلمانوں کا کوئی وقف قبرستان بوجہ پر ہوجانے کے یا اور کسی وجہ سے مسمار و بیکار ہوگیا ہو اور اس میں معتد بہ زمانہ سے مردے دفن نہ ہوتے ہوں تو اس قبرستان میں مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ وغیرہ رفاہ عام کے لئے وقف عمارت بنانا جائز ہے۔

(عینی شرح صحیح بخاری)

یعنی قبرستان مندرس اور مسمار حالت میں ہوجانے سے اس میں وقف عمارت بنانا اموات مسلمین کے احترام کے خلاف نہیں ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، بلکہ جائز ہے۔

۷:......امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قبروں پر سے گذرنا بوجہ ضرورت جائز ہے۔

(از خزانۃ الفتاوی، شامی ص ۹۴۵ ج ۱)

۸:...... جب میت قبر میں ریزہ ریزہ ہوکر مٹی ہوجاوے تو اس قبر میں دوسرے مسلمان مردے کو دفن کرنا اور اس زمین پر عمارات بنانا و کاشت کرنا جائز ہے۔

(کذا فی التبیین، عالمگیری ص ۱۷۷ ج ۱)

بشرطیکہ وہ زمین مملوک ہو، ورنہ وقف زمین میں کاشت کرنا یا عمارت بنانا بوجہ وقف کے ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا عبارات کا خلاصہ معلوم ہوجانے کے بعد سوال کا جواب واضح ہوجاتا ہے کہ جب اس قسم کے مندرس ومسمار شدہ قبرستان میں مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ وغیرہ مضبوط عمارتیں بنانا جائز ہے کہ جس میں بہت زیادہ نیچے تک بنیادیں کھودی جاتی ہیں اور بنیادوں کو خوب اچھی طرح کوٹ پیٹ کر مضبوط اور سنگین بنانا ضروری ہے تاکہ عمارت پائدار ہوں' ان چیزوں کا جواز یہ بتلاتا ہے کہ یہ امور حرمت مسلم کے خلاف نہیں ہے اور اس میں مسلمانوں کی لاشوں کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔

جب یہ امر واضح ہوگیا تو اب بغرض اصلاح قبرستان کے نشیبی حصوں کو پاٹنے اور ہموار کرنے کے لئے پاک کوڑا، کھاڑ سوختہ وغیر سوختہ، مٹی، کنکر، روڑے وغیرہ قبرستان میں ڈالنا جائز ہے اور جبکہ پاٹ کر نئے سرے سے قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت حکومت سے مسلمانوں کو مل گئی ہے تو عام مسلمانوں کو عموماً اور منتظمین قبرستان کو خصوصاً اس کو پاٹ کر ہموار کرنا اور نشیبی زمین کو پانی بھر جانے سے بچالینا شرعاً ضروری ہے تاکہ بیکار و ویران ومعطل شدہ قبرستان میں نئے سرے سے اموات مسلمین کو دفن کرنے کے مواقع بہم پہونچیں۔

عمارات موقوفہ کی اصلاح میں وقف کا مال صرف کرنا متولیان وقف پر لازم وضروری ہے اور وقف کا مال فاضل ہوتے ہوئے معطل و ویران شدہ اوقاف کی اصلاح وتعمیر میں متولیان اوقاف کا لاپرواہی وکوتاہی کرنا شرعاً خیانت سمجھا گیا ہے جو قانوناً وشرعاً قابل عزل ہیں، لیکن اگر محاصل وقف میں اس قدر فاضل مال نہ ہو جس سے ویران وبیکار شدہ وقف کی

اصلاح کر کے اس کو بار دیگر کار آمد بنایا جاوے تو بوجہ مجبوری متولیان اوقاف سے شرعا باز پرس نہ ہوگی، لیکن ایسی حالت میں قبرستان کی اصلاح و ناہموار و نشیبی زمین کو ہموار کرنے کے لئے مفت کا پاک ملبہ کوڑا کرکٹ خواہ سوختہ ہی ہو مل جائے تو اس کو لے کر ویران قبرستان کو پاٹنا و نشیب زمین کو ہموار کر کے آئندہ چل کر استعمال کے قابل بنانے کا ہر ایک مسلم کو حق ہے، لہذا جو منتظمین وٹرسٹیاں اوقاف للہ و فی اللہ نیک نیتی سے پاک سوختہ کوڑا کرکٹ اور ملبے سے قبرستان کو ہموار کر کے آئندہ قانونا مسلمانوں کے لئے کار آمد بنانے کی سعی کرتے ہوں ان کا یہ اقدام مسلمانوں کے نزدیک لائق تحسین و قابل شکر گذاری ہونا چاہئے، نہ کہ موجب دار و گیر و قابل مواخذہ۔

لہذا صورت مسئولہ میں ان حساس مسلمانوں کی غیرت دینی وحمیت ملی کے بےلوث و پاک جذبات کا دلی احترام کرتے ہوئے کہ جنہیں محترم مسلم نعشوں کی بےحرمتی وتوہین کا ادنی شائبہ بھی موجب اذیت و باعث رنج وکلفت ہوتا ہے (اور صحیح معنی میں ایک مسلمان کی یہی شان ہونی چاہئے) شرعی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ اس میں کسی قسم کی بےحرمتی اور کوئی توہین نہیں ہے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

غائبانہ نماز جنازہ

اس رسالہ میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہی نہیں ہے۔حضرت نجاشی اور حضرت معاویہ بن معاویہؓ کی غائبانہ نماز جنازہ کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں

ترتیب

مرغوب احمد لاجپوری

مقیم، ڈیوزبری

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین اما بعد،

سیدنا وسید الفقہاء، امام الائمہ، رأس المجتہدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ پر یہ عوامی الزام ضرور ہے کہ آپ کا حدیث میں وہ مقام نہیں ہے جو اورائمہ کا ہے، اور بعض نادانوں نے غضب ہی ڈھایا کہ آپ کو چند احادیث یاد تھیں۔ ظاہر ہے یہ اعتراض کسی متعصب کا ہوسکتا ہے یا اس کے قائل کو بے عقل ہی کہا جا سکتا ہے۔ فن اسماء الرجال کے اکابرین کے اقوال اور شہادتیں آپؒ کے متعلق جمع کی جائیں تو کم از کم ایک رسالہ چاہئے۔ غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ایک دوست سے کبھی کبھی تفریحی مناظرہ کا موقع ملتا تو وہ یہی کہتا کہ احناف کے پاس احادیث نہیں ہیں قیاس سے کام لے کر احادیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے اس سوال پر کہ غائبانہ نماز جنازہ حدیث سے ثابت ہے، مگر احناف نہیں مانتے، تمہارے پاس دلیل ہو تو لاؤ! کے جواب کے لئے یہ چند اوراق جلدی میں لکھے تھے۔ خیال آیا کہ یہ قلمی مسودات میں پڑے پڑے ضائع نہ ہو جائے تو اسے رسالہ کی شکل میں مرتب کر دیا۔ اللہ تعالی قبول فرمائے اور احناف کے متعلق یہ غلط فہمی یا ہٹ دھرمی سے امت کو نجات عطا فرمائے آمین۔

اس رسالہ کی بنیاد حضرت فقیہ عصر مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ کا ایک فتوی اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ کا ایک مضمون ہے۔ ان میں کچھ مزید تحقیق وحوالجات سے مزین کر کے تیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی ہر دو بزرگوں کے لئے اس کو صدقۂ جاریہ بنائے آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز جنازہ کی ایک شرط یہ ہے کہ جنازہ سامنے ہو

غائبانہ نماز جنازہ مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔فقہاء نے نماز جنازہ کی صحت کی شرائط میں جنازہ کا سامنے ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔"درمختار" میں ہے:

"وکونه امام المصلی ....فلا تصح علی الغائب" الخ۔[۱]

نجاشی کی نماز جنازہ

آنحضرت ﷺ نے نجاشی [۲] شاہ حبشہ "اصحمہؓ"[۳] کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی ہے، [۴] اس سے استدلال صحیح نہیں۔یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔ [۵]

نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کردیا گیا تھا

نیز روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کردیا گیا

---

[۱]......درمختار،باب صلوۃ الجنازۃ۔

[۲]......نجاشی حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ہے۔یہ حبشی لفظ "نجوش" کی تعریب ہے،جس کے معنی حبشی میں بادشاہ کے ہیں۔

[۳]......اس بادشاہ کا نام "اصحمہ" تھا۔(بخاری،باب موت النجاشی)

[۴]...... عن ابی هريرةؓ ان النبی ﷺ نعی للناس النجاشی اليوم الذی مات فيه و خرج بهم الی المصلی فصف بهم و كبر اربع تكبيرات))

(متفق علیه ،كذا فی المشكوة، باب المشی بالجنازة والصلوة عليها ،الفصل الاول)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر لوگوں کو اسی روز پہنچائی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا،پھر صحابہؓ کے ہمراہ عیدگاہ تشریف لے گئے،وہاں سب کے ہمراہ (نماز جنازہ کے لئے) صف بندی فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔(مظاہر حق ص۱۱۰ج۲)

[۵]......وصلوة الجنازة علی النجاشی لغوية خصوصية۔(شامی ص۱۰۵ج۳،باب صلوة الجنازة)

تھا۔ صحابہؓ کا بیان ہے کہ ہمیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔[۱]

[۱]......واحدیؒ نے اپنی ''اسباب النزول''میں حضرت ابن عباسؓ سے بغیر سند کے نقل کیا ہے:

''کشف للنبی ﷺ عن سریر النجاشی حتی رآہ و صلی علیه''

اور ابن حبانؒ نے ''اوزاعی عن یحی بن ابی کثیر عن ابی قلابة عن ابی المهلب'' کے طریق سے عمران بن حصینؓ کی روایت نقل کی ہے، جس میں وہ نبی پاک ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

'' فقام و صفوا خلفه وهم لا یظنون الا ان جنازته بین یدیه''

اور ابوعوانہ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

'' فصلینا خلفه و نحن لا نری الا ان الجنازة قدامنا ''

البتہ اس پر مجمع بن جاریہؓ کی روایت سے اشکال ہوسکتا ہے جو ''صلوة علی النجاشی '' کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' فصففنا خلفه صفین وما نری شئیا''

(اخرجه الطبرانی ،کذا فی الفتح الباری ص۱۸۹ج۳ ،باب الصفوف علی الجنازة)

''مجمع الزوائد''ص۳۹ج۳ ،باب الصلوة علی الغائب''میں یہ روایت اس طرح ہے:

((وعن ابن خارجة قال : لما بلغ النبی ﷺ وفاة النجاشی قال : ان اخاکم قد توفی فخرجنا فصففنا و ما نری شئیا))

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ، وفیه حمران بن اعین ،وثقه ابو حاتم وابن معین وبقیة رجاله ثقات)

سنن ابن ماجہ ص۱۱۰،باب ما جاء فی الصلوة علی النجاشی ''میں یہ روایت مجمع بن جاریہؓ سے ''وما نری شئیا'' کی زیادتی کے بغیر آئی ہے۔

لیکن اس اشکال کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ نجاشی کے جنازے سے یہ حجابات بعض حضرات کے حق میں تو اٹھائے گئے ہوں اور بعض کے حق میں نہ اٹھائے گئے ہوں۔ گویا ان کا نہ دیکھنا ان نمازیوں کے درجہ میں ہے جو جنازے کی موجودگی میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو، لیکن انہیں جنازہ نظر نہ آ رہا ہو۔

(کما یفهم ذلک من العمدة القاری ص۱۱۹ج۸،باب الصفوف علی الجنازة ، وصرح به الحافظ فی الفتح ص۱۸۹ج۳۔درس ترمذی ص۳۳۰ج۳)

نجاشی کا اعزاز

نیز اس میں نجاشی کا اعزاز بھی مقصود تھا۔ نجاشی کی خدمات بہت ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب مشرکین مکہ نے صحابہؓ پر بہت ہی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کیا کہ کسی طرح اسلام سے برگشتہ ہو جائیں تو آنحضور ﷺ کے حکم سے صحابہؓ نے اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں نجاشی نے صحابہؓ کا بہت ہی اعزاز واکرام کیا اور ہر طرح ان کو راحت پہنچائی اور خود بھی حلقہ بگوش اسلام ہو کر مسلمان بن گئے۔ [۱] (اسد الغابة فی معرفة الصحابة ص۹۹ ج۱)

ایسے وقت میں جب صحابہؓ کا کوئی معاون ومددگار نہ تھا نجاشی نے ان کو پناہ دی اور ہر طرح مدد کی تو جب آنحضور ﷺ کو ان کی وفات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سمیت ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔

اس میں نجاشی کا اعزاز بھی مقصود ہے، لہٰذا یہ حکم عام نہ ہوگا اور اس سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

---

[۱]...... حضرت جعفرؓ اور ان کے رفقاء نے جب مدینہ منورہ کا قصد کیا تو نجاشی نے سب کا سفر خرچ اور زاد راہ دیا اور مزید براں کچھ ہدایا اور تحائف بھی دیئے اور ایک قاصد ہمراہ کیا اور یہ کہا کہ میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو کر دینا اور یہ کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلا شبہ اللہ کے رسول ہیں اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے استغفار یعنی دعائے مغفرت فرمائیں۔

حضرت جعفرؓ نے جب آپ ﷺ کو نجاشی کا یہ پیغام دیا، آپ ﷺ اسی وقت اٹھے اور وضو کیا اور تین بار یہ دعا فرمائی ''اللهم اغفر للنجاشی'' اے اللہ! نجاشی کی مغفرت فرما، اس پر سب مسلمانوں نے آمین کہا۔ (سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ص۲۵۷ ج۱)

آنحضرت ﷺ کا کسی صحابی وشہید پرؓ غائبانہ نماز نہ پڑھنا

خود آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں بے شمار صحابہؓ مدینہ منورہ کے باہر شہید ہوئے اور ان کے شہید ہونے کی خبر خود آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو دی، مگر ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، حالانکہ خود حضور ﷺ کی ہدایت تھی کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھے اس کی اطلاع دو، اس لئے کہ میرا نماز پڑھانا مردے کے لئے باعث رحمت ہے۔[۱]

اور فرمان خداوندی ہے: ﴿اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ﴾

بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے۔[۲]

بیر معونہ کا واقعہ اور کسی شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

بیر معونہ کا مشہور حادثہ پیش آیا جس میں ستر قراء صحابہؓ کو دشمنان اسلام نے دھوکہ سے اپنے ساتھ لے جا کر بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی، مگر ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ [۳]

۱...... ''لایموتن احد منکم الا اٰذنتمونی به فان صلوتی علیه رحمة له ''

(شامی، باب صلوة الجنازة ،مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، عمدۃ الفقہ ص۵۱۷ ج۲)

''نصب الرایة''ص ۲۶۵ میں یہ روایت تھوڑے سے فرق سے آئی ہے۔

۲......سورۂ توبہ، آیت ۱۰۳۔

۳...... **واقعہ بیر معونہ:** یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ماہ صفر میں پیش آیا۔ ابو براء عامر بن مالک مدینہ آیا، آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے امید ہے کہ آپ صحابہ کو اہل نجد کی طرف بھیجے تو وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے

غزوۂ موتہ کے شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

غزوۂ موتہ میں خود حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادت کی خبر دی، ان کے لئے دعائے مغفرت کی مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ [۱]

فرمایا: مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے، اس نے کہا میں ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے ستر چیدہ قراء کی جماعت اسلام کی تبلیغ ودعوت کے لئے روانہ کی اور حضرت منذر بن عمرو ؓ کو امیر منتخب فرمایا۔ یہ حضرات روانہ ہوئے، بیر معونہ میں قیام کیا (بیر معونہ ایک جگہ مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے۔ زرقانی ص۷۴ ج۲) تو حرام بن ملحانؓ (حضرت انسؓ کے ماموں) کو آپ ﷺ کا والا نامہ جو عامر بن طفیل (بنی عامر کا رئیس) کے نام تھا سپرد فرمایا تھا وہ لے کر بھیجا۔ عامر نے والا نامہ دیکھنے سے پہلے ایک شخص (غالبا جبار بن سلمی) کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہوگیا، اسی وقت ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ''اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ '' اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ یہی الفاظ قاتل کے لئے اسلام لانے کا سبب بن گئے۔ پھر عامر نے بنو عامر کو قتال پر ابھارا، مگر انہوں نے ابو براء کے پناہ کی وجہ سے انکار کردیا تو بنی سلیم سے امداد چاہی۔ عصیہ رعل اور ذکوان اس کی امداد کے لئے تیار ہوگئے، چنانچہ سب نے مل کر صحابہ ؓ کو بلاقصور شہید کر ڈالا، صرف کعب بن زید انصاریؓ باقی بچے (جو بعد میں غزوۂ خندق میں شہید ہوئے)۔

منذر بن محمدؓ اور عمرو بن امیہ ضمریؓ مویشی چرانے گئے تھے یکایک آسمان پر پرندے اڑتے نظر آئے تو دیکھ کر گھبرا گئے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے جب قریب پہنچے تو سب صحابہ ؓ کو شہید پایا۔ اس پر عمروؓ نے کہا مدینہ چل کر اس واقعہ کی اطلاع کرنی چاہئے۔ منذرؓ نے کہا خبر تو ہوتی رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں؟ الغرض دونوں بڑھے حضرت منذرؓ شہید ہوگئے اور عمروؓ گرفتاری کے بعد رہا ہو کر مدینہ آئے۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک قنوت نازلہ پڑھی اور ان کے حق میں بددعا کی، جب وہ لوگ تائب ومسلمان ہو کر حاضر ہوئے تو قنوت کو ترک کردیا۔ (سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ص۲۶۷ ج۲، زاد المعاد ص۹۹ ج۲)

[۱]...... موتہ بہمزہ وبلا ہمزہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس وقت اردن کے شہر عمان سے تقریباً ۲۰۰ رکلومٹر پر

اگر غائبانہ نماز جنازہ کا عام رواج ہوتا تو آپ ﷺ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے اور آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہؓ پڑھتے، مگر اس کا صحیح طور پر ثبوت نہیں، ۱؎

واقع ہے۔آج بھی یہاں کشادہ ایک وسیع میدان ہے، جس پر ''میدان الموتہ'' بورڈ لگا ہوا ہے۔ راقم کو الحمدللہ یہاں کی دو مرتبہ حاضری نصیب ہوئی۔ یہ غزوہ سن ۸ھ میں ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے ایک قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ کو جب وہ حضرت ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر بصری کے بادشاہ کے پاس جارہے تھے کہ راستہ میں شرحبیل نے گرفتار کر کے بصری کے حاکم کے پاس پیش کردیا اور اس نے آپ کو قتل کردیا۔ ہر دور میں ایلچی وقاصد کا قتل بدترین بدعہدی اور انسانیت سے گری ہوئی حرکت سمجھی جاتی تھی اور ہیں۔ آپ ﷺ نے اس واقعہ پر ایک لشکر ترتیب دے کر وہاں بھیجا اور حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر بنایا اور ارشاد فرمایا: اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالبؓ امیر ہوں گے اور وہ بھی شہید ہوں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوں تو مسلمان باہمی مشورہ سے جسکو چاہیں امیر منتخب کرلیں۔

صحابۂ کرامؓ کو سفر کے بعد معلوم ہوا کہ روم کا بادشاہ ہرقل ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود پہنچ چکا ہے اور چند قبائل نے ایک لاکھ مزید افراد امداد کے لئے جمع کرلئے ہیں۔ صحابۂ کرامؓ کی تعداد تین ہزار تھی، چنانچہ صحابۂ کرامؓ کے مشورہ اور بعد میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی ولولہ انگیز تقریر پر معرکہ پیش آیا، پھر بالترتیب تینوں حضرات شہید ہوئے تو مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو امیر بنالیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

حضرت ﷺ نے اہل مدینہ کو غزوہ کی خبر سنائی۔ تینوں حضرات کی شہادت کو بیان فرمایا اور آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ ان حضرات کے مزارات میدان موتہ سے فاصلہ پر واقع ہیں اس بستی کا نام ''مزار'' مشہور ہے۔ اس وقت حکومت اردن نے تینوں مزارات کے ساتھ انہیں کے اسماء سے منسوب مسجد تعمیر کروائی ہیں۔

۱؎ ......علامہ ابن قیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی فوت ہوئے جو آپ ﷺ سے غائب تھے، مگر آپ

لہذا اب کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھے، اگر پڑھے گا تو یہ خلاف سنت ہوگا۔ [۱]

نجاشی کی نماز جنازہ کے جوابات

غائبانہ نماز جنازہ کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ اس روایت کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

نجاشی کا انتقال رجب ۹ھ جمعرات کے دن ہوا۔ (حاشیہ موطا [۲])

حضرت ابو ہریرہؓ کا انتقال ۵۷ھ میں ہوا۔ [۳]

معلوم ہوا نجاشی کے واقعہ کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ ۴۸ یا ۴۹ سال زندہ رہیں۔ کیا اس کا ثبوت ہے کہ اس طویل عرصہ میں راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے کسی ایک میت پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو؟

حضرت جابرؓ سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ [۴]

ﷺ نے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

"ولم يكن من هديه و سنته ﷺ الصلوة على كل ميت غائب فقد مات خلق كثير المسلمين وهم غيب فلم يصل عليهم" (زاد المعاد ص ۵۱۹ ج ۱)

[۱]...... فتاوی رحیمیہ ص ۳۷۳ ج ۶۔

[۲]......مؤطا ص ۲۰۸، باب التكبير على الجنائز، كتاب الجنائز، حاشیہ نمبر ۱۔

[۳]......سیر الصحابہؓ ص ۵۲ ج ۲۔ مظاہر حق میں ص ۱۰۴۲ ج ۵ میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ لکھا ہے۔

[۴]......مسلم ص ۳۰۹ ج ۱، كتاب الجنائز۔

اب دیکھئے حضرت جابرؓ کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا۔[۱] اس طویل عرصہ تقریباً ۶۴ سال میں حضرت جابرؓ کا ایک مرتبہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت ہے؟

اسی طرح حضرت عمران بن حصینؓ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ان کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔ [۲]

۴۳ سالوں میں انہوں نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہے؟

حضرت عمران بن حصینؓ نے تو بات واضح فرمادی کہ:

" وما نحسب الجنازة الا موضوعة بين يديه "

یعنی ہم خیال نہیں کرتے ،مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔[۳]

اور ابن حبان کے الفاظ ہیں: "وهم لايظنون الا ان الجنازة بين يديه "۔ [۴]

یعنی صحابۂ کرام خیال نہیں کرتے تھے مگر یہی کہ جنازہ حضرت ﷺ کے سامنے ہے۔ابوعوانہ میں یہ الفاظ ہیں: " نحن لا نرى الا ان الجنازة قد امنا"۔

یعنی ہم نہیں دیکھتے تھے،مگر جنازہ ہمارے آگے ہے۔ [۵]

معلوم ہوا صحابۂ کرامؓ نے یہ سمجھ کر نجاشی کا جنازہ پڑھا ہی نہیں کہ جنازہ غائب ہے، بلکہ اس خیال سے پڑھا کہ جنازہ حضور ﷺ کے سامنے ہے، بلکہ بعض صحابہؓ کو بھی نظر آیا۔

---

[۱]......سیر الصحابہ ص ۲۶۱ ج ۳،مظاہر حق ص ۹۳۵ ج ۵۔

[۲]......سیر الصحابہ ص ۱۷۷ ج ۴،مستدرک حاکم ص ۴۷۱ ج ۳،مظاہر حق ص ۹۹۸ ج ۵۔

[۳]...... مسند احمد ص ۴۴۶ ج ۴۔

[۴]...... اعلاء السنن ص ۲۸۴ ج ۸ ،باب ان صلوته ﷺ على الجنازة الغائبة عنه كانت لحضورها عنده على طريق المعجزة ۔

[۵]......اعلاء السنن ص ۲۸۶ ج ۸ ،باب ان صلوته ﷺ على الجنازة الغائبة عنه الخ۔

نجاشی پر نماز جنازہ کی خصوصیت کی وجہ

رہا سوال کہ نجاشی کے جنازہ کے ساتھ یہ خصوصی معاملہ کیوں پیش آیا؟ تو امام محمدؒ فرماتے ہیں:

''الایری انہ صلی علی النجاشی بالمدینۃ وقد مات بالحبشۃ فصلوۃ رسول اللہ ﷺ برکۃ و طھور ولیست کغیرھا من الصلوات وھو قول ابی حنیفۃؒ''

کیا نہیں دیکھتا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی، حالانکہ وہ حبشہ میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ ﷺ کی نماز برکت والی اور پاک کرنے والی تھی اور دوسروں کی نمازوں جیسی نہیں تھی، یہی فرمان امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔[۱]

نجاشی پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی

دوسری وجہ یہ تھی کہ نجاشی کی وفات اپنے ملک میں ہوئی تھی اور ان پر کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث پر ان الفاظ سے باب قائم کیا ہے '' باب فی الصلوۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک '' یعنی یہ باب اس مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں ہے جو بلاد شرک میں فوت ہو جائے۔[۲]

اس بات کی شرح میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:

نجاشی ایک مسلمان آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی، مگر وہ اپنا ایمان چھپاتے تھے اور جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو

---

[۱]...... مؤطا محمد ص ۱۶۷۔

[۲]...... ابوداؤد ص ۴۵۷ ج ۲۔

مسلمانوں پر اس کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہے۔ نجاشی چونکہ اہل کفر میں مقیم تھے اور وہاں کوئی نہ تھا جو ان کی نماز جنازہ پڑھتا، لہذا رسول اللہ ﷺ کے لئے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری تھا، کیونکہ آپ ﷺ ان کے نبی تھے اور لوگوں کی نسبت اسی کے زیادہ حق دار تھے، پس اسی سبب سے (واللہ اعلم) آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی۔ [۱]

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ: حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نماز جنازہ مشروع ہی نہیں۔ جہاں تک نجاشی کے واقعہ کا تعلق ہے سو یہ ان کی خصوصیت ہے۔ نیز وہ مسلمان بادشاہ تھے اور مسلمانوں کی انہوں نے بطور خاص مدد کی اور ان پر کسی نے نماز نہیں پڑھی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے ان پر مدینہ منورہ میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ [۲]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ نے نجاشی کا جنازہ پڑھا، کیونکہ وہ کفار کے درمیان فوت ہوئے تھے اور ان کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ [۳]

''**کما صلی النبی ﷺ علی النجاشی لانه مات بین الکفار ولم یصل علیه.**

تیسری وجہ خصوصیت کی یہ ہے کہ: جب نجاشی اسلام لا چکے تھے تو اس کا تقاضا یہ تھا کہ ایک آدھ دفعہ تو خدمت اقدس میں حاضر ہوتے بالخصوص جب کہ کوئی مانع بھی نہیں تھا، پس ان کے اسلام کی اشاعت کے لئے آپ ﷺ نے ان کی نماز پڑھ کر اس کو ظاہر فرما دیا۔

چوتھی وجہ خصوصیت کی یہ ہے کہ: دوسرے بادشاہوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے

---

[۱]......معالم السنن ص ۳۱۰ ج ۱۔

[۲]......درس ترمذی ص ۲۹۹ ج ۳۔

[۳]......زاد المعاد ص ۵۲۰ ج ۱۔

لئے اور جو دوسرے بادشاہ آپ ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے ان کے استیلاف قلوب کے لئے نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ [۱]

غائبانہ نماز جنازہ کی دوسری دلیل

غائبانہ نماز جنازہ پر ایک استدلال حضرت معاویہ بن معاویہ مزنیؓ کے واقعہ سے بھی کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تبوک میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی، حالانکہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ [۲]

اس دلیل کے جوابات

اس واقعہ کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

پہلا یہ کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔ [۳]

---

[۱]...... نظام الفتاوی ص ۸۳ ج ۱۔

ان حضرات کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی پر کسی مسلمان نے نماز نہیں پڑھی تھی، مگر حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں: ''اور یہ کہنا درست نہیں کہ نجاشی کی نماز پہلے نہ پڑھی گئی ہوگی کیونکہ وہ تو کھلم کھلا مسلمان ہوگئے تھے، اکثر وہاں موجود تھے ضرور نماز پڑھ کر دفن کیا ہوگا''

(باب الصلوة علی النجاشی، تقاریر حضرت شیخ الہندؒ ص ۱۲۴)

حافظ ابن حجرؒ بھی فرماتے کہ مجھے کسی ایک روایت کا علم نہیں کہ نجاشی پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی: ''لم اقف فی شئی من الاخبار علی انه لم یصل علیه فی بلده احد''

(فتح الباری ص ۱۵۱ ج ۳۔ اعلاء السنن ص ۲۸۵ ج ۸)

[۲]...... اسد الغابة ص ۳۸۹ ج ۴، درس ترمذی ص ۳۳۰ ج ۳۔

[۳]...... '' وقد روی هذا من طرق أخری ترکناها اختصارا و کلها ضعیفة''

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۷۴ ج ۴، سورۂ اخلاص)

اور علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

ان احادیث کی سندیں قوی نہیں ہیں، اگر یہ احکام سے متعلق ہوتیں تو ان میں سے کوئی بھی قابل حجت نہ ہوتیں۔ (الاستیعاب ص ۳۷۵ ج ۳)

اور ظاہر ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ کا جواز احکام ہی کا متعلق ہے تو یہ سندیں کیسے حجت ہوسکتی ہیں؟

واقعہ کے راوی کا زندگی بھر عمل نہ کرنا

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ کے راوی حضرت انسؓ ہیں۔ ان کا انتقال اس واقعہ کے ۸۴ سال کے بعد ۹۳ھ میں ہوا۔ ان ۸۴ سال میں سینکڑوں صحابہؓ کا وصال ہوا، مگر حضرت انسؓ نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی۔[1]

معاویہ بن معاویہؓ پر غائبانہ نماز جنازہ کی وجہ

تیسرا جواب یہ ہے کہ نجاشی کی طرح اس واقعہ میں بھی کہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔[2]

اور وجہ اس خصوصیت کی خود روایت میں موجود ہے:

"عن انس بن مالکؓ قَالَ : نَزَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام على النبی ﷺ فقال: يَا مُحَمَّد! مَاتَ مُعَاوِيَةَ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْمَزَنِیؓ اَفَتُحِبُّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ فَضَرَبَ بِجَنَاحَيْهِ فَلاَ شَجَرَةٌ وَلاَ اَكَمَةٌ اِلَّا تَضَعْضَعَتْ وَ رُفِعَ سَرِيْرُهٗ حَتّٰی نَظَرَ اِلَيْهِ وَصَلّٰی عَلَيْهِ وَخَلْفَهُ صَفَّانِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ كُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفاً وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلاَمُ بِمَ نَالَ

[1]......بصرہ میں ۹۳ھ میں بعمر ۱۰۳ سال وفات پائی۔ (سیر الصحابہ ص ۱۲۲ ج ۳)

"مظاہر حق" میں سن وفات ۹۱ مرقوم ہے۔ (مظاہر حق ص ۹۲۳ ج ۵)

[2]......درس ترمذی ص ۳۰۰ ج ۳۔

هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ قَالَ بِحُبِّهِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقِرَاءَ تِهِ اِيَّاهَا ذَاهِباً وَجَائِياً وَقَائِماً وَقَاعِداً وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ"۔ [۱]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا محمد! معاویہ بن معاویہ مزنیؓ فوت ہوگئے ہیں آپ ان پر نماز جنازہ پڑھنا پسند کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر مارے تو تمام درخت اور تمام ٹیلے نظروں کے سامنے سے ہٹ گئے اور جنازہ کی چارپائی سامنے لائی گئی حتی کہ آپ ﷺ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں، ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا معاویہؓ نے یہ مقام کیسے پایا؟ انہوں نے جواب دیا ﴿قل هو الله احد﴾ سے محبت کی وجہ سے اور آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے اور ہر حال میں اس کے پڑھنے کی وجہ سے۔

اس روایت پر ایک نظر

حضرت معاویہؓ کے واقعہ کی روایت میں ایک راوی محبوب بن ہلال ہیں۔ جن کے بارے میں ابوحاتمؒ کہتے ہیں: " ليس بالمشهور "، البتہ ابن حبانؒ نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: "فوضع جبرئيل عليه السلام جناحه الايمن على الجبال فتواضعت حتى نظرنا الى المدينة "

[۱]......"مسند ابی یعلی" رقم الحديث ۴۲۶۷، شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۲۳۲۰ و ۲۳۲۱، استيعاب على هامش الاصابة ج ۳ رقم الحديث ۴۳۶۔ بحوالہ "فضائل سورۂ اخلاص" ص ۱۸)۔

ایک اور روایت میں ہے ”قال جبرئیل علیه السلام : فهل لک ان تصلی علیه فافیض لک الارض قال نعم فصلی علیه“۔ ۱؎

اب ذرا اس روایت پر نظر ڈالیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا اور وہ دب گئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ہمیں نظر آنے لگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر نماز جنازہ مشروع ہوتی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سوال کرنے کی پھر پر رکھ کر مدینہ منورہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی اور جب نظر آ گیا تو غائب کہاں رہا، اسی لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے نماز جنازہ پر دلیل پکڑنا جائز نہیں، کیونکہ پردے اٹھا دیئے گئے تو جنازہ حاضر ہو گیا (غائب نہ رہا)۔ ۲؎

ذخیرۂ احادیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ہیں

پورے ذخیرۂ حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ملتے ہیں۔ ان کی توجیہات گذر چکی۔

خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا عمل

خلاصہ یہ کہ حضرت ﷺ نے ان دو حضرات کے علاوہ نہ کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو پڑھنے کا حکم فرمایا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں کتنے قاری صحابہ رضی اللہ عنہم مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں کتنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم

۱؎ ...... درس ترمذی ص ۳۰۱ ج ۳۔

۲؎ ...... الاصابۃ ص ۴۳۷ ج ۳۔ تجلیات صفدر ص ۶۰۳ ج ۲۔

کرامؓ نے مدینۃ الرسول ﷺ سے باہر جام شہادت نوش فرمایا، یا بغیر شہادت کے وصال فرمایا، مگر کوئی ایک ثبوت نہیں ملتا کہ ان حضرات خلفاءؓ نے کسی پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو اور اس کا بھی ثبوت مشکل ہے کہ ان حضرات خلفاءؓ پر دوسرے صحابہؓ نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اور حضرت عثمان ؓ کی شہادت کیسی مظلومیت سے ہوئی۔ جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اتوار کی رات کو کل سترہ افراد نے کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کی نماز جنازہ حضرت زبیرؓ یا حضرت جبیر بن مطعم ؓ کی امامت میں پڑھی۔ معلوم ہوا اس دور میں نماز جنازہ غائبانہ کا نام ونشان نہیں تھا۔ ؎۱

ایک سوال کا دلچسپ جواب

حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ سے کسی نے سوال کیا کہ! غائبانہ نماز جنازہ کا کوئی انکار ہی نہیں کرسکتا، کیونکہ نماز جنازہ کی دعا میں " وشاھدنا وغائبنا "سب پڑھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ جیسے حاضر کا جنازہ جائز ہے غائب کا بھی جائز ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ جنازہ کی دعا میں تو "حینا و میتنا" کے الفاظ بھی ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مردوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، زندوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے؟۔ ؎۲

آپ کا میت پر نماز پڑھنے کی حرص کے باوجود غائبانہ نماز نہ پڑھنا

نبی پاک ﷺ کی شفقت امت پر اس قدر تھی کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کسی کا

؎۱...... سیر الصحابہ ص۲۲۱ ج۱۔

؎۲...... تجلیات صفدر ۶۰۴ ص ج ۲۔

وصال ہوجاتا اور آپ ﷺ کو اطلاع نہ ہوتی یا نہ کی جاتی تو آپ ﷺ اس میت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے اور بعض مرتبہ تنبیہ فرمائی کہ ''افلا کنتم اٰذنتمونی'' تم نے مجھ کو کیوں خبر نہ کی؟۔ ۱

کبھی فرمایا:

'' لا یموت فیکم میت ما دمت بین اظھرکم الا یعنی اٰذنتمونی به فان صلوتی له رحمة ''۔ ۲

یعنی جب تک میں تم میں موجود ہوں اس وقت تک اگر کوئی شخص وفات پا جائے تو مجھے بتادیا کرو، کیونکہ میرا اس پر نماز جنازہ پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے۔

حضرت ام سعد بن عبادہؓ آنحضرت ﷺ کی غیر موجودگی میں فوت ہوگئیں جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ان کی (قبر پر) نماز جنازہ پڑھی، جب کہ ان کی وفات کو ایک ماہ ہو چکا تھا۔

''ان ام سعدؓ ماتت والنبی ﷺ غائب فلما قدم صلی علیھا وقد مضی لذالک شھر ''۔ ۳

اس شفقت وحرص کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اکابر صحابہؓ پر بھی سوائے ان دو مرتبہ کے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہی نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱...... مسلم ص ۳۱۰، فصل فی الصلوة علی القبر، کتاب الجنائز۔

۲...... نسائی، باب الصلوة علی القبر، کتاب الجنائز۔

۳...... ترمذی ص ۲۰۱ ج ۱، باب ماجاء فی الصلوة علی القبر، ابواب الجنائز۔

فرمان ام المؤمنین حضرت عائشہؓ

واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت (ترمذی)

اللہ کی قسم اگر میں (تمہاری وفات کے وقت) موجود ہوتی تو تمہیں تمہاری وفات کی جگہ ہی دفن کراتی

میت کی منتقلی

میت کی منتقلی کا شرعی حکم، میت کو دفنانے کے متعلق شریعت مطہرہ کا منشاء، میت کی منتقلی کی سات بڑی بڑی قباحتیں، نقل میت میں حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے واقعات سے استدلال اوران کے جوابات وغیرہ امور کو اس رسالہ میں قدرے تفصیل سے جمع کیا گیا ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله خالق الانس والجان،الذی وفقنی بترتیب هذه الرسالة بالمن والاحسان،فی موضوع انتقال المیت من مکان الی مکان،والصلوة والسلام علی سید بنی عدنان،الذی ترک لهدایتنا السنة والقرآن، صلی الله علیه وعلی اصحابه مادارت القمران ،اما بعد۔

راقم الحروف نے اپنے برطانیہ کے پندرہ سالہ قیام کے دوران مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی میں یہ رواج بکثرت دیکھا کہ ان کے اہل خاندان میں سے کسی کی وفات ہوتو اسے اپنے ملک منتقل کردیا جاتا ہے اور یہ رسم کچھ اس طرح جڑ پکڑ چکی ہے کہ بعض مرتبہ اہل علم اور دیندار طبقہ بھی اس کے خلاف عمل کرنا چاہے تو انہیں بھی دشواری کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور بہ خوشی نہیں تو دوسرے کے دباؤ اور لحاظ کر کے اپنے عزیز کی لاش کو منتقل کرنا ہی پڑتا ہے۔

مردہ کی منتقلی شریعت کے منشاء کے خلاف ہے

یہ رسم ظاہر ہے کہ شریعت مطہرہ کے منشاء سے بالکل میل نہیں کھاتی۔اسلام کی تعلیم سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ مردہ کی تکفین اسی مقام پر ہو جہاں اس کی وفات ہوئی ہے۔

پیغمبر کا مدفن جائے وفات ہی ہوگا

اس سرزمیں پر سب سے اعلی واشرف انسان یعنی اللہ کے برگزیدہ ومحبوب پیغمبروں کے متعلق ہے کہ ان کا مدفن وہی ہو جہاں ان کا وصال ہوا جیسا کہ سیدالانبیاء ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

نبی پاک ﷺ کی تجہیز تکفین سے فراغت کے بعد سوال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ [۱]

شہدائے احد کے مدفن کے متعلق حکم نبوی ﷺ

سنن ابوداؤد میں مستقل ایک باب قائم کیا گیا ہے ''میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا'' اس کے تحت حضرت جابرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جنگ احد میں ہم نے شہدائے احد کو اٹھانا چاہا تا کہ ان کو (دوسری جگہ) دفن کردیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ: شہداء کو اسی جگہ دفن کردو جہاں وہ شہید کئے گئے ہیں، تو ہم نے ان کی نعشوں کو وہیں رکھ دیا۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلٰى يَوْمَ اُحُدٍ لِنُدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ: اَنْ تَدْفُنُوْا الْقَتْلٰى فِىْ مَضَاجِعِهِمْ فَرَدَدْنَاهُمْ))۔ [۲]

''ترمذی شریف'' کی روایت میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جَاءَ تْ عَمَّتِي بِاَبِي لِتَدْفِنَهُ فِي مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهَا))۔ [۳]

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ: غزوۂ احد کے دن میری پھوپھی میرے والد

---

[۱]......سیرۃ المصطفی ﷺ ص۱۸۷ ج۳۔

[۲]......ابوداؤد، باب فی المیت یحمل من ارض الی ارض، کتاب الجنائز۔

[۳]......ترمذی ص۳۰۲ ج۱، ابواب الجہاد، باب بلا ترجمۃ قبیل ابواب اللباس۔

(یعنی اپنے بھائی کی لاش کو) ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لے آئیں ا؎ اتنے میں حضور ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ میں واپس لے جاؤ۔ (تا کہ ان کو وہیں دفن کیا جائے)

مدینہ منورہ کے قرب کے باوجود احد میں دفنانے کا حکم

غور کرنے کی بات ہے کہ احد نہ کوئی بستی تھی ۲؎ نہ وہاں قبرستان تھا اور مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع وہاں سے صرف تین میل کے فاصلہ پر تھا اور وہاں دفن ہونے کے مستقل فضائل مختلف روایات میں آئے ہیں ۳؎ مگر آپ ﷺ نے انہیں مقام شہادت ہی میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ علامہ شامی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

ا؎ ...... حضرت عبداللہ ؓ کو چھ مہینہ بعد حضرت جابرؓ نے قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن کیا۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر واللحد بعلة، سیر الصحابہ ص ۶۸ ج ۳ سیر انصار دوم)

۲؎ ...... کوہ احد مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تقریبا تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

(تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۳۴۸)

۳؎ چند روایات نقل کرتا ہوں:

ا: ...... جنت البقیع سے قیامت کے دن ستر ہزار افراد اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے، وہ بغیر حساب و جنت میں داخل ہوں گے۔

۲: ...... روئے زمین پر ایسا کوئی ٹکڑا نہیں جس میں مجھے دفن ہونا پسندیدہ ہو، سوائے مدینہ منورہ کے۔

۳: ...... جو آدمی مدینہ طیبہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو، چاہئے کہ وہ یہاں ہی سفر آخرت کرے، اس لئے کہ جسے مدینہ شریف کی موت نصیب ہوگئی وہ قیامت کے دن شرف شفاعت اور میری شہادت با سعادت سے مشرف ہوگا۔

۴: ...... حضرت کعب الاحبار ؒ بیان کرتے ہیں کہ توریت میں جنت البقیع کے اوصاف یوں مرقوم ہیں: جنت البقیع پر اللہ تعالی نے ملائکہ مقرر کر رکھے ہیں، جب یہ پر ہو جاتا ہے تو فرشتے اسے اٹھا کر جنت میں جھاڑ دیتے ہیں۔ (تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۳۵۳ و ۳۵۴)

حضور ﷺ نے شہدائے احد کوشہادت کی جگہ ہی میں دفن کرنے کا حکم فرمایا، حالانکہ مدینہ منورہ کا قبرستان وہاں سے قریب تھا۔

اور جو صحابہ ؓ دمشق کی فتح میں شہید ہوئے ان کو دمشق کی شہر پناہ کے دروازے کے قریب دفن کیا۔ تمام شہداء کو ایک جگہ جمع کر کے دفن کرنے کا اہتمام نہیں کیا۔

’’قلت ولذا صح امره ﷺ بدفن قتلى احد فى مضاجعهم مع ان مقبرة المدينة قريبة، ولذا دفنت الصحابة الذين فتحوا دمشق عند ابوابها ولم يدفنوا كلهم فى محل واحد‘‘۔[1]

میت کی منتقلی پر حضرت عائشہ ؓ کا ارشاد

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کی لاش کو دس میل کے فاصلہ سے مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا، اس پر ان کی بہن ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا:

بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی:

((وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ))

یعنی اللہ کی قسم اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں تمہاری وفات کی جگہ ہی دفن کراتی۔[2]

میت کو بلا ضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے

ان واقعات وروایات سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ شریعت مطہرہ کی منشاء

[1] ..... شامی ص ۱۴۶ ج ۳، باب صلوة الجنازة، قبيل مطلب: فى الثواب على المصيبة۔

[2] ..... ترمذی ص ۲۰۴ ج ۱، ابواب الجنائز، باب ما جاء فى زيارة القبور للنساء، مستدرک حاکم ص ۴۷۵ ج ۲۔ سیر الصحابہ ص ۴۰۷ ج ۲۔

یہی ہے کہ میت کو وفات کی جگہ میں دفن کیا جائے اور بلا ضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے، چنانچہ فقہاء کرامؒ نے اس کی صراحت فرمائی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور میت کی منتقلی کی قباحتیں اتنی کثیر اور اتنی شدید ہیں کہ ان کا علم ہو جانے کے بعد اہل ایمان سے یہ فعل بعید معلوم ہوتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں چند قباحتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ خدا کرے یہ چند صفحات اس رسم کے ازالہ کے لئے کارآمد و مفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر ہم سب کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

فقہاء کی عبارتیں

۱ :……(قوله يندب دفنه فى جهة موته) اى فى مقابر اهل المكان الذى مات فيه او قتل وان نقل قدر ميل او ميلين فلا بأس الخ…….لان مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد۔ [۱]

۲ :……ويستحب فى القتيل والميت دفنه فى المكان الذى مات فيه فى مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن قدر ميل او ميلين فلا بأس به ،قيل هذا التقدير من محمدؒ يدل على ان نقله من بلد الى بلد لا يجوز او مكروه ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذه المسافة ففيه ضرورة ولا ضرورة فى النقل الى بلد آخر ۔[۲]

۳:……ولا ينتقل الميت من بلد مات فيه الى بلد اخرى لما عن جابرؓ …الى قوله…واما قبل النبش فمكروه والافضل ان لا ينتقل…….فعلم منه ان النقل مكروه والافضل عدم النقل الخ۔[۳]

۴:……(ويستحب الدفن فى) مقبرة (محل مات به او قتل) …….(وكره نقله لاكثر منه) اى اكثر من الميلين (مراقى الفلاح)(قوله بيان ان النقل من بلد الى بلد مكروه) اى تحريما لان قدر الميلين فيه ضرورة ولا ضرورة فى النقل الى بلد آخر۔ [۴]

۵ :……قال وقد جزم فى التاجية بالكراهة وفى التجنيس وذكر انه اذا مات

---

[۱]……شامی ص۱۴۶ ج۳،باب صلوة الجنازة ،قبيل :مطلب: فى الثواب على المصيبة۔

[۲]…… كبيرى شرح منية ص۶۰۷ ،فصل فى الجنائز الثامن فى مسائل متفرقة۔

[۳]…… رسائل الاركان ص ۱۶۰/۱۵۹، كتاب الجنائز ،قبيل فى سجود التلاوة۔

[۴]……طحطاوى على مراقى الفلاح ص۵۰۷ ،باب احكام الجنائز ،فصل فى حملها و دفنها۔

فی بلدۃ یکرہ نقلہ الی اخری، لانہ اشتغال بما لا یفید و فیہ تاخیر دفنہ و کفی بذلک کراھۃ۔ [1]

مذکورہ بالا عبارات کا خلاصہ

ا:...... جہاں انسان کا انتقال ہوا ہو یا شہید ہوا ہو اسی بستی کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے۔میل دو میل کے بقدر فاصلہ ہو تو منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں،اس لئے کہ شہروں کے قبرستان بسا اوقات اتنی مسافت پر ہوتے ہیں اس سے زیادہ مسافت ہو تو منتقل کرنا مکروہ ہے۔

۲:......کبیری کی عبارت کا ترجمہ شامی کی طرح ہے۔اخیر میں ہے کہ: میل دو میل کی مسافت ضرورت ہے اور دوسرے شہر میں ضرورت نہیں۔

۳:......میت کو دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے.....بہر حال دفنانے سے پہلے منتقل کرنا مکروہ ہے اور افضل یہی ہے کہ منتقل نہ کیا جائے۔

۴:......ترجمہ یکساں ہے،اس میں صراحت ہے کہ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔

۵:......میت کی منتقلی میں کراہت ہے،اس لئے کہ غیر مفید کام میں مشغول ہونا لازم آتا ہے اور تدفین میں تاخیر ہوتی ہے اور اتنی بات کراہت کے لئے کافی ہے۔

میت کو منتقل کرنا کیسا ہے؟

میت کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض حضرات جواز کے قائل ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ دو میل سے زائد مسافت پر مکروہ ہے۔ایک قول یہ ہے کہ سفر شرعی سے کم مسافت

[1]......منحۃ الخالق علی البحر الرائق ص۱۹۵ ج۲۔

پر لے جانے کی گنجائش ہے۔ایک قول یہ ہے کہ مسافت سفر کے بقدر لے جانا بھی مکروہ نہیں۔میل دو میل منتقل کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا پسندیدہ نہیں الا یہ کہ مدینہ مورہ، مکہ معظّمہ یا بیت المقدس میں سے کسی سے قریب ہو تو اس صورت میں مذکورہ تین مقامات پر منتقل کرنا درست ہے۔امام محمدؒ سے منقول ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ یہ اختلاف دفن سے پہلے کی صورت میں ہے، دفن کے بعد باتفاق مشائخ میت کی منتقلی ناجائز ہے

وفات کی جگہ میت کو دفن کرنا بہتر ہے

بلا شبہ مستحب اور افضل یہ ہے کہ انسان کا جہاں انتقال ہو وہیں اسکو دفن کیا جائے، چاہے اس کا انتقال وطن میں ہوا ہو یا وطن سے باہر کسی اور جگہ۔

میت کو منتقل کرنے کی رسم میں قباحتیں

اس زمانہ میں بلا وجہ و بلا مجبوری خواہ مخواہ میت کو اپنے ملک لے جانے کی ایک رسم چل پڑی ہے اور یہ رسم دیندار حضرات، بلکہ بعض اہل علم کے گھرانوں تک میں اپنے قدم جما چکی ہے، اس کی قباحت و شناعت میں کیا شبہ کی گنجائش ہے۔اس رسم کے چند مفاسد کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی قباحت: تجہیز و تکفین میں تاخیر

میت کو منتقل کرنے کی وجہ سے اس کی تدفین میں غیر معمولی تاخیر ہوتی ہے جب کہ شریعت مطہرہ میں تجہیز و تکفین میں عجلت مطلوب ہے۔احادیث مبارکہ میں میت کو جلد از

جلد دفن کرنے کی بے حد تاکید آئی ہے۔

''ابوداؤد شریف'' کی روایت ہے:

((عَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوْحٍ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءَ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: اِنِّي لَاُرٰى طَلْحَةَ اِلَّا وَقَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِي بِهٖ وَ عَجِّلُوْا فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي اَهْلِهٖ))

حضرت طلحہ بن براءؓ بیمار ہوئے حضور ﷺ ان کی عیادت کے لے تشریف لائے، آپ ﷺ نے حضرت طلحہؓ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا: میرا گمان ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے، ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، اس لئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش ان کے گھر والوں کے درمیان روکی جائے۔[۱]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس حکم کی خوب علت بیان فرمائی ہیں، چنانچہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ اس کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''تدفین میں جلدی کرنے کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: تدفین میں دیر کی جائے گی تو اندیشہ ہے کہ میت کا جسم بگڑنے لگے۔

دوسرا سبب: تدفین میں دیر کی جائے گی تو اعزاء کی بے چینی میں اضافہ ہوگا، کیونکہ جب وہ میت کو دیکھیں گے تو ان کا صدمہ بڑھے گا اور میت نظروں سے اوجھل ہو جائے گی تو ان کی توجہ ہٹ جائے گی اور غم ہلکا پڑے گا۔

آنحضرت ﷺ نے ایک مختصر جامع ارشاد میں دونوں سببوں کی طرف اشارہ فرما دیا

---

[۱]......ابوداؤد ص ۹۴ ج ۲، باب تعجیل الجنازة، کتاب الجنائز۔

ہے کہ: مسلمان کی لاش کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے اہل وعیال کے درمیان روکے رکھا جائے۔

جیفہ کے معنی ہیں: مردہ بدبودار جثہ۔ اس لفظ میں پہلے سبب کی طرف اشارہ ہے کہ تدفین میں دیر کی جائے گی تو میت جیفہ بن جائے گی اور ''اہل وعیال کے درمیان'' میں دوسرے سبب کی طرف اشارہ ہے۔ [۱]

مردہ کو قبر تک جلدی پہنچاؤ

بیہقی کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اسے روکے مت رکھو اور اسے اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ اور (دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الٓم سے مفلحون تک) اور پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔ [۲]

عن عبد الله بن عمرؓ قال سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلاَ تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ۔

تین چیزوں میں تاخیر مت کرو

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا: ایک نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرا جنازہ' جب حاضر ہوجائے، تیسرا بے نکاحی عورت' جب کفو مل جائے (تو فوراً نکاح کردینا)۔

---

[۱]...... رحمة الله الواسعةشرح حجة الله البالغة ص۶۷۲ ج۳۔

[۲]......رواه البيهقى، مشكوة ص۱۴۹، باب دفن الميت، الفصل الثالث۔

عن علیؓ ان النبی ﷺ قَالَ : یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا اَلصَّلٰوةَ اِذَا اَتَتْ وَقْتُهَا وَالْجَنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمَ اِذَا وَجَدَتَ لَهَا كُفُوًا۔ ۱

جنازہ جلدی لے چلو

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِکُمْ۔ ۲

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنازہ جلدی لے چلو اگر وہ صالح ہے تو وہ خیر ہے جسے تم لے جارہے ہو اور اگر وہ صالح نہیں ہے تو اپنی گردن پر سے جلدی شر کو دور کروگے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

''حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ کو جلدی اپنے ٹھکانے پہ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔تجہیز وتکفین کے انتظام میں بھی بے ضرورت تاخیر نہ کی جائے''۔ ۳

''بخاری شریف'' کی ایک روایت میں ہے کہ:

''اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِی''الخ۔ ۴

۱......ترمذی ص۴۲ ج۱،ابواب الصلوة ،باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل ۔
مشکوۃ،ص۶۱ ،باب تعجیل الصلوۃ ،الفصل الثانی۔

۲......بخاری ص۱۷۶ ج۱ ،باب السرعة بالجنازة ،کتاب الجنائز، مسلم ص۳۰۶ ج۱، کتاب الجنائز،وفیه تقدمو نها الیه، مشکوۃ ص۱۴۴ ،باب المشی بالجنازة ،الفصل الاول۔

۳......معارف الحدیث ص۴۷۵ ج۳۔

۴......بخاری ص۱۷۶ ج۱،باب قول المیت وهو علی الجنازة قدمونی۔

جب جنازہ تیار ہوجاتا ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اس وقت اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے بڑھائے چلو۔ (گویا میت خود تقاضا کرتی ہے کہ میری تدفین میں تاخیر نہ ہو)۔

شریعت کے منشاء اور احادیث کی روشنی میں فقہاء کرامؒ نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی گہری بصیرت و فقاہت عطا فرمائی ہے، اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میت کی تدفین میں تاخیر نہ کی جائے۔

فقہاء کی عبارتیں

صاحب مراقی الفلاح تحریر فرماتے ہیں:

واذا تیقن موتہ (یعجل بتجھیزہ) اکراما لہ لما فی الحدیث: عجلوا بہ فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم ان تحبس بین ظھرانی اھلہ۔ [1]

یعنی جب موت کا یقین ہوجائے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے، اسی میں اس کا اکرام واحترام ہے۔ حدیث میں ہے کہ تجہیز و تکفین میں عجلت کرو مسلمان کی نعش کو اس کے گھر والوں میں روکے رکھنا مناسب نہیں۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: تجہیز و تکفین میں جلدی کریں، تاخیر نہ کریں۔

''ویبادر الی تجھیزہ ولا یؤخر'' ۔ [2]

شامی میں ہے: موت کے بعد سے میت کے دفن تک تجہیز و تکفین ہر کام میں جلدی کرنا افضل ہے۔

---

[1]...... مراقی الفلاح ص ۴۶۵، باب احکام الجنائز۔ مراقی مع طحطاوی ص ۵۶۶۔

[2]...... عالمگیری ص ۱۵۷، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، اردو ص ۲۵۰ ج ۱۔

"والافضل ان یعجل بتجهیزہ کله من حین یموت"۔ ۱

احادیث نبویہ اور فقہاء کی عبارات صریحہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اولی اور بہتر صورت یہی ہے کہ تدفین میں عجلت ہونی چاہئے اور بلا ضرورت تاخیر نہ کرنا چاہئے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی مناسب ہے کہ احادیث میں میت پر کثرت تعداد کی برکت اور ان کی سفارش کا قبول ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔

نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت واہمیت

عن عائشةؓ عن النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : مَا مِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّی عَلَیْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَةً کُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْهِ۔ ۲

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ تعالی کے حضور میں اس میت کے لئے سفارش کریں (یعنی مغفرت ورحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہوگی۔

میت پر چالیس آدمیوں کی نماز جنازہ کی خصوصیت

عَنْ کُرَیْبٍؒ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهُ مَاتَ لَهُ اِبْنٌ بِقُدَیْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ: یَا کُرَیْبُ اُنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ: خَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدْ اِجْتَمَعُوْا لَهُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ؟ قَالَ: نَعَم، قَالَ: اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّی سَمِعْتُ

۱......شامی ص۱۳۶ ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب: فی حمل المیت۔

۲......مسلم ص۳۰۸، مشکوۃ ص۱۴۵، باب المشی بالجنازۃ الخ، الفصل الاول۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً لاَ يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئاً اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ۔ ؁

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص حضرت کریب تابعیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے ایک صاحبزادے کا انتقال مقام ''قدید'' میں یا مقام 'عسفان'' میں ہوگیا (جب کچھ لوگ جمع ہوگئے) تو حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ جمع ہوگئے ہیں ذرا تم ان پر نظر ڈالو۔ حضرت کریبؒ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں۔ میں نے ان کو اس کی اطلاع دی انہوں نے فرمایا: تمہارا خیال ہے کہ وہ چالیس ہوں گے؟ حضرت کریبؒ نے کہا ہاں (چالیس ضرور ہوں گے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: اب جنازہ باہر لے چلو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: جس مسلمان آدمی کا انتقال ہوجائے اور اس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں جن کی زندگی شرک سے بالکل پاک ہو (اور وہ نماز میں اس میت کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ تعالی ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتے ہیں۔

میت پر تین صف کی برکت

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّى عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ ، فَكَانَ مَالِكٌ ؓ اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّاهُمْ ثَلٰثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ ؂

؁...... مسلم ص ۳۰۸، کتاب الجنائز، مشکوۃ ص ۱۴۵، باب المشئی بالجنازۃ والصلوۃ علیها۔

؂...... ابوداؤد، باب فی الصفوف علی الجنازۃ، مشکوۃ ص ۱۴۷، باب المشئی بالجنازۃ الخ۔

ترجمہ: حضرت مالک بن ہبیرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے کا انتقال ہو جائے اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں (اور اس کے لئے مغفرت و جنت کی دعا کریں) تو ضرور ہی اللہ تعالی اس بندے کے واسطے (مغفرت اور جنت) واجب کر دیتا ہے۔

(مالک بن ہبیرہؓ سے اس حدیث کی روایت کرنے والے حضرت مرثد یزنیؒ کہتے ہیں کہ) مالک بن ہبیرہؓ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اس حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

یہ تین حدیثیں ہیں۔ پہلی حدیث میں سو مسلمانوں کے دوسری میں چالیس مسلمانوں کے اور تیسری میں تین صفوں کے نماز پڑھنے پر (مردہ کے لئے) مغفرت و جنت کی سفارش اور دعا کے قبول ہونے کا اطمینان ظاہر فرمایا گیا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر تینوں باتیں منکشف ہوئیں۔ غالباً پہلے آپ کو بتایا گیا کہ سو حضرات کے نماز جنازہ پڑھنے پر مغفرت و جنت کی بشارت ہے، پھر تخفیف کر دی گئی اور چالیس کے عدد پر یہ بشارت سنائی گئی اور بعد میں مزید تخفیف کر کے تین صفوں پر یہی اطمینان دلایا گیا، گرچہ تعداد چالیس سے بھی کم ہو، واللہ اعلم۔

بہر حال ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز جنازہ میں کثرت مطلوب اور باعث برکت و رحمت ہے، اس کے لئے مناسب حد تک اس کا اہتمام اور اس کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔[1]

[1]...... خلاصہ معارف الحدیث ص۴۸۲ ج۳۔

نوٹ: تینوں حدیثوں کا ترجمہ ''معارف الحدیث'' سے ماخوذ ہیں۔

بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے

اب قابل غور امر یہ ہے کہ ان احادیث کے باوجود فقہاءؒ نے (ان احادیث کی وجہ سے جن میں مردہ کی تجہیز وتکفین میں عجلت کرنا بیان کیا گیا ہے) یہاں تک لکھا کہ اس مقصد سے نماز جنازہ میں تاخیر کرنا کہ جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کی صورت میں لوگ زیادہ ہوں گے مکروہ ہے۔ ''درمختار'' میں ہے:

''وکرہ تاخیر صلوته و دفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلوة الجمعة'' ۔[1]

میت کی منتقلی میں دوسری قباحت: تکرار نماز جنازہ

میت کو منتقل کرنے میں عموماً نماز جنازہ کا تکرار ہوتا ہے جو ناجائز ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ایک غلطی یہ بھی ہو رہی ہے کہ میت پر متعدد بار جنازہ کی نماز ہوتی ہے اور یہ عموماً اس وقت ہوتی ہے جب میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جائے، اس وقت دونوں شہروں میں نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ نماز جنازہ مکرر پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر دوسروں نے پڑھ لی ہو اور خود ولی نے ان کے پیچھے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھنے کا حق ہے۔ [2]

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

نماز جنازہ مکرر نہیں ہوسکتی، اس کا تکرار بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔[3]

---

[1]...... درمختار ص۱۶۳ ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ۔

[2]...... احکام میت ص۱۹۴۔

[3]...... امداد الاحکام ص۸۲۷ ج۱۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ رقمطراز ہیں:

نماز جنازہ جب ایک بار ہوچکی تو دوبارہ نہ پڑھی جاوے۔ [۱]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

عندالحنفیہ تکرار صلوۃ جنازہ مشروع نہیں۔ [۲]

بہار شریعت میں ہے:

جنازہ کی نماز دومرتبہ ناجائز ہے، سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔ [۳]

ملک العلماء علامہ کاسانیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت عمرؓ اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ حاضر ہوئے اور دوبارہ نماز پڑھنی چاہی، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاتی، البتہ میت کے لئے دعا واستغفار کرو۔

ولنا ما روی ان النبی ﷺ صلی علی جنازة فلما فرغ جاء عمرؓ و معه قوم فاراد ان يصلی ثانيا فقال له النبی ﷺ الصلوة علی الجنازة لا تعاد ولكن ادع للميت واستغفر له وهذا نص فی الباب۔ [۴]

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں:

امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز جنازہ کا تکرار نہیں۔

---

[۱]......عزیز الفتاوی ص۳۳۴، ج۱، سوال نمبر۵۳۲۔

[۲]......عزیز الفتاوی ص۳۳۹، ج۱، سوال نمبر۵۴۳۔

[۳]...... بہار شریعت ص۸۵ حصہ چہارم۔

[۴]......بدائع الصنائع ص۳۱۱ ج۱۔

" وقال مالک وابو حنیفة واصحابهما لاتعاد الصلوة علی الجنازة "۔ [1]

صاحب بدائع لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک میت پر ایک مرتبہ سے زائد نماز نہیں پڑھی جائے گی، نہ جماعت سے نہ تنہا تنہا۔

" ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة لا جماعة ولا وحدانا عندنا "۔ [2]

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: میت پر صرف ایک نماز پڑھی جاوے۔

"ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة "۔ [3]

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

"وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده "۔ [4]

ہمارے اکابر کے فتاوی کے چند حوالجات ملاحظہ ہوں:

احسن الفتاوی ص۲۱۳ ج۴۔ عمدۃ الفقہ ص۵۲۷ ج۲۔ فتاوی رحیمیہ ص۳۴۰ ج۷۔ خیر الفتاوی ص ۱۸۸ ج۳۔ علم الفقہ ص ۳۷۷ حصہ اول۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۶۷ ج۳۔ فتاوی دارالعلوم ص۲۸۹ ج۵ سوال نمبر ۲۸۱۹، وص۳۱۰ ج۵ ص۳۱۳ ج۵ وص ۳۶۰، وص ۳۶۸ ج۵۔ فتاوی محمودیہ ص ۲۹۸ ج۱۰ وص ۲۹۱ ج۱۴، وص۳۱۲ ج۱۴۔ یہ حوالجات سرسری نظر سے سامنے آ گئے' لکھ دیئے گئے ہیں۔

افسوس فقہاء کی ان تصریحات کے باوجود آج یہ رسم بھی عام ہو رہی ہے کہ نماز جنازہ با

[1]……اعلاء السنن ص۳۵۵ ج۸۔

[2]……بدائع الصنائع ص۳۱۱ ج۱۔

[3]……عالمگیری ص۱۶۳ ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس،

[4]……ھدایہ ص۱۶۰ ج۱، فصل فی الصلوة علی المیت، باب الجنائز۔

وجود ولی کے پڑھ لینے کے دو تین مرتبہ پڑھی جا رہی ہے اور علماء ومشائخ کے ساتھ اس بدعت کا ارتکاب زیادہ ہونے لگا ہے۔ مزید براں سوانح میں اس کا تذکرہ کچھ اس انداز سے ہو رہا ہے کہ یہ کوئی قابل فخر چیز ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔

نبی کریم ﷺ پر تکرار نماز جنازہ سے اشکال

فقہاء کی عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ میت پر نماز جنازہ مکرر پڑھنا جائز نہیں۔ بعض حضرات کو نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ سے اشکال ہوگیا کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ متعدد مرتبہ ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ مکرر پڑھ سکتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ

یہاں مختصراً نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ کی کیفیت کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بعض حضرات کی رائے تو یہ ہے کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ لوگ حجرہ شریف میں بشکل جماعت داخل ہوتے اور صلوۃ وسلام اور درود و دعا پڑھ کر واپس آجاتے۔ ان حضرات نے ابن سعد کی ایک روایت سے جس میں ہے کہ: حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ ایک گروہ کے ساتھ حجرۂ نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور جنازۂ نبوی ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ پڑھا ''السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ'' الخ لوگوں نے آمین کہی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے پھر بچوں نے اسی طرح کیا۔ مگر قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ پر حقیقۃً نماز جنازہ پڑھی گئی اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور امام شافعیؒ نے ''کتاب الام'' میں جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

آپ ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ منگل کے روز آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو جنازہ شریف کو قبر کے کنارے پر رکھ دیا گیا، ایک ایک گروہ حجرۂ شریفہ میں آتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر واپس آجاتا تھا کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا، الگ الگ بغیر امام کے نماز پڑھ کے واپس آجاتے تھے۔[۱]

فلما فرغو من جهازه يوم الثلثاء وضع على سريره فى بيته ثم دخل الناس على رسول الله ﷺ ارسالا يصلون عليه حتى اذا فرغوا ادخلو النساء حتى اذا فرغوا ادخلوا الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله ﷺ۔

شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ لوگوں نے صدیق اکبرؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں جنازہ پڑھو! لوگوں نے کہا کس طرح؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: لوگوں کا ایک ایک گروہ حجرہ شریفہ میں جائے اور تکبیر کہے پھر درود شریف و دعا پڑھے اور باہر آجائے، پھر دوسرا گروہ داخل ہو اور اسی طرح تکبیر کہیں اور دعا کے بعد واپس آجائیں، اسی طرح سب لوگ نماز پڑھیں۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کا حکم خود آپ ﷺ نے فرمایا تھا، چنانچہ مسند بزار اور مستدرک حاکم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز مرض الوفات میں اہل بیت کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں بلایا۔ اہل بیت نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہوجاؤ تو تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر حضرت جبرئیل

---

[۱]......ابن ماجہ ص۱۱۸، **باب ذكر وفاته و دفنه ﷺ، كتاب الجنائز ۔**

علیہ السلام نماز پڑھیں گے، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام، پھر ملک الموت، پھر باقی فرشتے، اس کے بعد تم ایک ایک گروہ کر کے اندر آنا اور مجھ پر صلوۃ وسلام پڑھنا۔

علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰـهَ وَ مَلٰٓئِكَتَـهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْـهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾۔[1]

اس آیت میں ہر مسلمان کو صلوۃ وسلام کا فرداً فرداً حکم ہے، جس طرح آپ کی حیات میں صلوۃ وسلام بغیر جماعت کے فرض تھا، اسی طرح آپ ﷺ کے بعد بھی بغیر کسی جماعت اور امام کے صلوۃ وسلام کا فریضہ فرداً فرداً ادا کیا گیا۔

فائدہ: ابن دحیہؒ فرماتے ہیں کہ ۳۰۰۰۰ ہزار آدمیوں نے آپ ﷺ پر نماز پڑھی۔[2]

صحابۂ کرامؓ کی اس طرح آپ ﷺ پر نماز جنازہ ادا کرنے سے تکرار جنازہ پر استدلال صحیح نہیں، بلکہ فقہاءؒ نے اس کی توجیہات بیان فرمائی ہیں۔

حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی تکرار کی توجیہات

پہلی توجیہ: حضرت ابو بکرؓ کو حق ولایت تھا آپؓ کے بعد کسی نے نہیں پڑھی

بحیثیت خلیفۃ المسلمین حق ولایت حضرت ابو بکرؓ کو حاصل تھا۔ آپؓ سے قبل دوسرے لوگ پڑھتے رہے۔ خلافت کے انتظام کے بعد جب آپؓ نے بھی پڑھ لی تو اس کے بعد کسی نے بھی نہیں پڑھی۔

[1] ...... سورۂ احزاب آیت ۵۶۔
[2] ...... دیکھئے! سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ص ۱۷۸ ج ۳۔

وھکذا تاویل فعل الصحابۃؓ فان ابا بکرؓ کان مشغولا بتسویۃ وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ و کان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد علیہ بعدہ کذا فی المبسوط ‘‘۔ [1]

’’بدائع‘‘ میں ہے:

’’ وھذا تاویل فعل الصحابۃؓ فان الولایۃ کانت لابی بکر لانہ ھو الخلیفۃ الا انہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل بعدہ علیہ واللہ اعلم‘‘۔ [2]

’’درمختار‘‘ میں ہے:’’ قلت لکن ذکر فی النھایۃ عن المبسوط بعد ما ذکرہ ان تاویل صلوۃ الصحابۃؓ علی النبی ﷺ ان ابا بکرؓ کان مشغولا بتسویۃ وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ ‘‘ ۔ [3]

دوسری توجیہ: یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی

’’(قولہ لان تکرارھا غیر مشروع).....وانظر مع ھذا ما قدمناہ قریبا من تکرار الصحابۃ علی النبی ﷺ ثم رأیت فی ابی السعود ان ذلک من خصوصیاتہ ﷺ‘‘، [4]

’’وصلوۃ الصحابۃ علیہ ﷺ افواجا خصوصیۃ کما ان تاخیر دفنہ من یوم

[1]......عنایۃ شرح ھدایہ مع فتح القدیر ص۱۲۱ ج۲۔

[2]......بدائع الصنائع ص۳۱۱و۳۱۲ ج۱۔

[3]......ص۱۲۳ ج۳،ھامش رد المحتار ،باب صلوۃ الجنائز ،مطلب :تعظیم اولی الامر واجب۔

[4]......طحطاوی علی الدر المختار ص۶۰۱ ج۱۔

الاثنين الى ليلة الاربعاء كان كذلك لانه مكروه فى حق غيره ''۔[۱]

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ پر تکرار صلوۃ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔[۲]

تیسری توجیہ ہر موجود صحابیؓ پر فرض عین تھی ان کے حق میں تکرار نفل نہ تھی

تیسری توجیہ یہ ہے کہ: حضور ﷺ کا صحابہؓ پر جو حق ہے وہ ظاہر ہے۔ ہر صحابیؓ پر (جو اس وقت وہاں موجود تھے) نماز فرض عین تھی۔ مکرر پڑھنا ان کے حق میں نفل نہیں تھا۔

''او لانها فرض عين على الصحابة لعظيم حقه ﷺ لا تنفلا بها ''۔[۳]

حضرت حمزہؓ کے واقعہ سے نماز جنازہ کے تکرار پر استدلال اور اس کا جواب

سید الشہداء حضرت حمزہؓ ۳ھ میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ جنازہ تیار ہوا تو حضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی نماز جنازہ کے بعد ایک ایک کر کے شہدائے احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ ﷺ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی، پھر اسی میدان میں ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔[۴]

بعض حضرات نے اس واقعہ سے یہ استدلال کیا کہ نماز جنازہ میں تکرار جائز ہے، مگر اس واقعہ سے یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ یہاں حضرت حمزہؓ پر بار بار نماز پڑھنا مقصود نہ تھا،

---

[۱]......طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۴۸۷، فصل السلطان احق بصلاته۔

[۲]......فتاوی دار العلوم دیوبند ص۳۶۱ ج۵، سوال ۲۹۶۵، عزیز الفتاوی ص۳۳۹ ج۱ سوال ۵۴۳۔

[۳]......طحطاوی علی المراقی الفلاح ص۳۴۳ ج۷۔

[۴]......سیر الصحابہؓ ص۱۹۳ ج۲۔

ان کی نماز جنازہ کے بعد دوسرے شہداء پر نماز مقصود تھی، حضرت حمزہؓ کا جنازہ چونکہ قریب میں رکھا تھا اس لئے راوی نے ان پر صلوۃ جنازہ کی تکرار کو بیان فرمادیا اور آپؓ پر ستر مرتبہ نماز کا پڑھا جانا بیان کردیا۔

ابن کثیرؒ نے ستر کی تعداد کی وجہ اس طرح بیان فرمائی ہے:

حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے احد کے جنازوں پر الگ الگ نمازیں پڑھی جانے کی وجہ بعض باخبر لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ باقی دوسرے شہداءؓ کی لاشیں ایک جگہ اکھٹی کردی گئیں تو پہلے آنحضرت ﷺ نے ان میں حضرت حمزہؓ کی لاش الگ کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اسے ایک طرف رکھ دیا گیا، پھر اسی طرح ہر شہید کی لاش یکے بعد دیگرے الگ کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھائی جاتی رہی اور ان میں سے ہر ایک کو دوبارہ حضرت حمزہؓ کی لاش کے برابر ایک قطار میں رکھا جاتا رہا اور اس طرح ان لاشوں پر جن میں حضرت حمزہؓ کی لاش بھی شامل تھی جنازے کی نمازوں کی مجموعی تعداد ستر ہوگئی تھی۔ [۱]

ابن کثیر کی اس عبارت میں صاف تصریح موجود ہے کہ حضرت حمزہؓ پر ستر مرتبہ نماز نہیں پڑھی گئی، بلکہ سب شہداء کی تعداد نماز جنازہ کی ستر ہوئی اور حضرت حمزہؓ کی لاش ایک طرف رکھی ہوئی تھی۔

علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

حضرت حمزہؓ پر نماز جنازہ مکرر ہوئی ہی نہیں، ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے، پھر اور شہداء پر، لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا اس شمول کو راوی نے ستر سے تعبیر کیا ہے۔ [۲]

[۱]...... تاریخ ابن کثیر ترجمہ البدایہ والنہایہ ص ۷۶۴ ج ۴۔

[۲]...... فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۶۱ ج ۵۔ عزیز الفتاوی ص ۳۳۵ سوال ۵۴۴۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ فرماتے ہیں:

باقی رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ چند بار حضرت حمزہؓ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی ہے دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔

قال اللہ تعالی: ﴿اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ﴾ ۔[۱]

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

حضرت حمزہؓ پر تکرار حضرت حمزہؓ کی خصوصیت تھی یا ہر بار دوسرے شہداءؓ کے ساتھ رکھنے سے آپؓ پر نماز مقصود نہ تھی، بلکہ موضع صلوۃ و جوار صالحین کی برکت کے لئے ہر بار ساتھ رکھے جاتے تھے۔[۲]

تیسری قباحت: میت کی بے حرمتی

میت کو منتقل کرنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ میت کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں:

بے حرمتی کی مختلف صورتیں:

۱:......میت کو صندوق میں رکھ کر سامان کی طرح ہوائی جہاز وغیرہ میں لاد کر لے جایا جاتا ہے۔

۲:......حکومت کے قوانینِ صحت کی رعایت میں خاص دوا میت کے جسم میں داخل کی جاتی ہے۔

۳:......بعض حضرات کے کہنے کے مطابق بدن کے اندرونی کچھ اجزاء کو نکال کر

---

[۱]......فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۶۱ ج ۵۔ عزیز الفتاوی ص ۳۳۹ سوال ۵۴۳۔

[۲]......احسن الفتاوی ص ۲۱۳ ج ۴۔

پھینک دیا جاتا ہے۔

۴:......گاہے میت کے بدن میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے، کبھی تو لاش پھٹ جاتی ہے، بدبو پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے لوگ بھی دور رہتے ہیں اور میت کا جو احترام ہونا چاہئے وہ فوت ہو جاتا ہے اور اگر غسل دیئے بغیر منتقل کیا ہو تو پہنچنے تک کبھی میت نہ غسل کے قابل رہتی ہے نہ نماز جنازہ کے قابل۔ منتقل کرنا اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، قانونی رکاوٹیں سامنے آتی ہیں اور تاخیر ہو جاتی ہے۔

۵:......ضرورت سے زیادہ میت کو حرکت ہوتی ہے۔ فقہاءؒ نے مسئلہ لکھا ہے کہ:

جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اتنی تیز کے نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ [1]

۶:...... بسا اوقات لاش کو برف پر رکھا جاتا ہے جو بجائے خود میت کے لئے تکلیف کا سبب ہے اور اس میں میت کی بے حرمتی ہے، میت کو تکلیف پہنچانا ممنوع ہے، اسی بنا پر حکم ہے کہ میت کو غسل دینے کے لئے پانی اتنا گرم کیا جائے جتنا کہ وہ اپنی زندگی میں استعمال کرتا تھا بہت تیز گرم نہ ہو۔ بہشتی زیور میں ہے:

مسئلہ:...... اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اس سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ۔

حاشیہ میں ہے:

”ویغلی الماء بالسدر او الحرض فان لم یکن فالماء القراح“ ھدایہ ص۱۶۰ ج۱۔ [2]

---

[1]...... بہشتی گوہر، احکام میت ص ۵۵، جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ۔

[2]...... بہشتی زیور ص۶۳ دوسرا حصہ نہلانے کا بیان۔ فتاوی رحیمیہ ص۳۴۳ ج ۷۔

میت کی بے حرمتی کی حدیث میں ممانعت

حدیث پاک میں بھی میت کی بے حرمتی اور ایذا رسانی کی ممانعت آئی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: مؤمن کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہے جیسے زندگی میں تکلیف پہنچائی جائے۔

وقد اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعودؓ قال :((اذی المؤمن فی موته کاذاه فی حیاته))۔ [۱]

علامہ طیبیؒ نے اس حدیث [۲] کی شرح میں جس میں ہے کہ:

''مردہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ایسا گناہ ہے جیسا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ہے''

کے تحت لکھا ہے کہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ جس طرح زندہ انسان کی توہین وتذلیل نہیں ہوتی اسی طرح مردہ کی بھی توہین وتذلیل نہیں کی جائے گی۔

'' قال الطیبی اشارة الی انه لا یهان میتا کما لا یهان حیا ''۔ [۳]

شرح سیر کبیر میں ہے:

---

[۱]......مرقاۃ ص۷۹ ج۴ ،باب دفن المیت۔

[۲]......عن عائشةؓ قالت: ان رسول اللہ ﷺ قال:((کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِہٖ حَیًّا))،

(مشکوۃ ،باب دفن المیت ،آخر حدیث الفصل الثانی)

فیض القدیر میں یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ ان الفاظ میں مروی ہے:

((قال علیه الصلوہ والسلام : کسر عظم المیت ککسر عظم الحی فی الاثم))

(فیض القدیر ص۲۰ ج۴ رقم الحدیث ۶۲۳۲)

[۳]......مرقاۃ ص۷۹ ج۴ ،باب دفن المیت۔

" والآدمی محترم بعد موته علی ما کان علیه فی حیاته "

یعنی آدمی مرنے کے بعد قابل احترام ہے جیسا کہ مرنے سے پہلے قابل احترام تھا۔ [۱]

چوتھی قباحت: مال کثیر کا اسراف

میت کی منتقلی کی ایک قباحت یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت شرعی بڑی رقم کا خرچ کیا جاتا ہے جو اسراف میں داخل ہے اور ممنوع ہے۔ قرآن کریم نے بے موقع مال اڑانے والوں کو شیطان کہا ہے:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ﴾۔ [۲]

بے شک فضولیات میں اڑا دینے والے شیطان کے بھائی بند ہوتے ہیں۔

انسان کی مذمت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ اسے شیطان سے تشبیہ دی جائے جو سرچشمہ ساری برائیوں کا ہے۔ [۳]

اللہ کے مقبول بندوں کی صفت خرچ میں میانہ روی ہے

قرآن کریم نے اللہ کے مقبول اور مخصوص بندوں کی تیرہ صفات و علامات میں ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ:

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا﴾ [۴]

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے

۱...... شرح سیر کبیر ص ۸۸ س ۸۹ ج ۱، انسانی اعضاء کا احترام اور طب جدید ص ۹۔

۲...... سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۷ پارہ ۱۵۔

۳...... تفسیر ماجدی۔

۴...... سورۂ فرقان آیت ۶۷ پارہ ۱۹۔

ہیں اوراس کے درمیان (ان کا خرچ) اعتدال پر رہتا ہے۔[۱]

اعتدال سے خرچ کرنے والا محتاج نہیں ہوتا

اس مختصر آیت نے صحیح معاشیات ملی انفرادی کا اصل اصول بیان فرما دیا۔حدیث پاک میں ہے جو شخص خرچ میں میانہ روی اوراعتدال پر قائم رہتا ہے وہ کبھی فقیر ومحتاج نہیں ہوتا۔

" ما عال من اقتصد "۔[۲]

انسان کی دانشمندی

ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا:

((من فقه الرجل قصده فی معیشته))

یعنی انسان کی دانشمندی کی علامت یہ ہے کہ خرچ میں میانہ روی اختیار کرے، (نہ اسراف میں مبتلا ہو نہ بخل میں)۔[۳]

پانچویں قباحت: منتقلی کے اخراجات میں بے احتیاطی وحق تلفی

میت کی منتقلی مکروہ وغیر ضروری ہے،اس لئے منتقل کرنے کے اخراجات اور مصارف تجہیز وتکفین میں محسوب نہ ہوں گے۔[۴]

بعض مرتبہ یہ اخراجات میت کے ترکہ میں سے کئے جاتے ہیں اور گاہے ورثاء میں نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں ان کی حق تلفی ہوتی ہے، یہ خود ایک گناہ کا کام ہے۔

---

[۱]......اسراف اور تبذیر کے فرق کے لئے دیکھئے! 'معارف القرآن'' ص۴۵۸ ج ۵۔

[۲]......روہ الامام احمدؒ،ابن کثیر۔

[۳]......رواہ الامام احمدؒ عن ابی الدرداءؓ، ابن کثیر۔معارف القرآن ص۴۹۲ ج ٦۔

[۴]......فتاوی رحیمیہ ص۳٦۴ ج ۱۔

اس خرچ میں ناحق یتیم کا مال ضائع ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ﴾۔ ۱

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طور پر مت کھاؤ۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَهْلِهَا﴾۔ ۲

بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔

وارث کا مال حق تلف کرنے پر وعید

((عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے اس کے حصہ سے محروم کر دیں گے۔ ۳

چھٹی قباحت: میت کی بیوی کا عدت میں سفر کرنا

میت کی منتقلی میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ شوہر کی لاش کے ساتھ بیوی سفر کرتی ہے، جب کہ شوہر کی وفات سے ہی عورت پر عدت شروع ہو جاتی ہے۔

۱......سورۂ نساء، آیت نمبر ۲۹۔

۲......سورۂ نساء، آیت نمبر ۵۸۔

۳......رواه ابن ماجة و رواه البیهقی فی شعب الایمان، مشکوۃ ص ۲۶۶، باب الوصایا۔

عدت کا معاملہ بہت اہم ہے ہمارے زمانے میں اس میں بہت لا پرواہی برتی جارہی ہے۔لوگ معمولی معمولی باتوں کو بہانا بنا کر عدت کے شرعی قواعد کی خلاف ورزی کر گزرتے ہیں۔

عدت کے زمانہ میں سفر نہ کرنا چاہئے،حتی کہ حج جیسے عظیم الشان عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت نہیں ہے۔

" المعتدة لا تسافر لا للحج ولا لغيره " ۔ ۱؎

"درمختار" میں ہے:

(وتعتدان) اى معتدة طلاق و موت (في بيت وجبت فيه) ولا تخرجان منه ......الخ۔ ۲؎

حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ صاحب عارفیؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں تقلید مغرب کی ایک لعنت یہ بھی ہے کہ بیوہ اور وہ عورتیں جن کو طلاق ہوگئی ہو عدت میں نہیں بیٹھتیں۔کھلے عام گھر سے باہر آنا جانا،بازار جانا اور شادیوں اور تقریبات میں شرکت کرنا ہوتا رہتا ہے اور اس حکم شرعی کی قطعا کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

یہ سخت غلطی اور گناہ کبیرہ ہے،اس سے توبہ کریں اور عدت میں بیٹھنے کے حکم کی تعمیل کریں۔۳؎

میت کی منتقلی میں یہ کتنی بڑی قباحت ہے کہ عورت عدت میں سفر کر کے حرام کام کا ارتکاب کرتی ہے اور شریعت مطہرہ کی مقرر کردہ مدت کی رعایت نہیں کرتی کہ چار مہینہ اور

۱؎......فتاوی عالمگیری ص ۶۳ا ج ۲،باب فی الحداد،کتاب الطلاق۔

۲؎......در مختار مع رد المحتار ص ۸۵۸ ج ۲،فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۸ ج ۱۰۔

۳؎......احکام میت ص ۱۱۷،عدت میں کوتاہیاں اور غلط رسمیں،باب ششم موت کی عدت۔

دس دن اس کے لئے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تو ایک سال تک عورت ایک جھونپڑے میں عدت گذارتی اور نہایت میلے کپڑے پہنتی، جب سال پورا ہوتا تو عدت پوری ہوتی۔ اسلام نے صرف چار مہینے اور دس دن کی عدت مقرر کی ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْراً﴾

یعنی تم میں سے جو مرجائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن اپنے کو روکے رکھیں (یعنی عدت میں بیٹھیں)۔[1]

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِن بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّأْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَة﴾۔[2]

یعنی خدا (کے قانون کی خلاف ورزی) سے ڈرو جو تمہارا رب ہے نہ تو تم عورتوں کو عدت میں ان کے رہنے کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

ساتویں قباحت: میت کی منتقلی کا التزام

میت کی منتقلی کی ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس کا التزام ہونے لگا ہے، بعض دیندار حضرات نے وصیت تک کی کہ میری تدفین وفات کی جگہ ہی پر کی جائے، مگر وارثوں نے اس وصیت تک کا لحاظ نہ رکھا۔ ایک مکروہ امر پر اس قدر اصرار کے کیا معنی؟

فقہاء نے امر مندوب ومستحب پر اصرار کو منع لکھا۔ ملا علی قاری ؒ تحریر فرماتے ہیں:

---

[1]......سورۂ بقرہ آیت ۲۳۴۔

[2]......سورۂ طلاق آیت ۱۔

’’وفیہ ان من اصر علی امر مندوب و جعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصرّعلی بدعة او مکروہ‘‘۔ ۱

یعنی جوکوئی امر مندوب یا مستحب پر ایسا اصرار کرے کہ اس کوواجب اور لازم کرلے اور کبھی جواز اور رخصت پر عمل نہ کرے تو بیشک ایسے شخص کو گمراہ کرنے میں شیطان کامیاب ہوگیا، جو شخص بدعت یا فعل مکروہ پر اصرار کرے گا اس کا کیا حکم ہوگا؟

علامہ شیخ محمد طاہر پٹنیؒ نے تو یہاں تک لکھا کہ کسی امر مستحب کو اس کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

’’ان المندوب ینقلب مکروها اذا خیف ان یرفع عن رتبته‘‘۔ ۲

نبی پاک ﷺ سے وتر کی نماز میں سورۂ اعلی، کافرون، اخلاص پڑھنا ثابت ہے۔ اسی طرح جمعہ وعیدین میں سورۂ اعلی وغاشیۃ پڑھنا ثابت ہے، اس لئے ان سورتوں کو ان نمازوں میں پڑھنا چاہیئے، مگر فقہاء فرماتے ہیں ان سورتوں پر ایسا دوامی عمل نہ ہو کہ عوام کا اعتقاد اس کے وجوب کا ہوجائے۔ علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

’’ (والسنة السور الثلاث) أی الاعلی والکافرون والاخلاص لکن فی النهایة ان التعیین علی الدوام یفضی الی اعتقاد بعض الناس انه واجب وهو لا یجوز فلو قرأ بما ورد به الآثار أحیانا بلا مواظبة یکون حسنا ‘‘۔ ۳

’’(ویقرأ کالجمعة) أی کالقرأة فی صلوة الجمعة ،لما روی ابو حنیفةؒ انه ﷺ کان یقرأ فی العیدین و یوم الجمعة الاعلی والغاشیة کما فی الفتح وقال فی البدائع

۱......مرقاة ص۳۵۳ ج ۲۔

۲......مجمع البحار ص۲۲۴، ج۲، ماخوذ از: فتاوی رحیمیہ ص ۳۶ ج ۳۔

۳......شامی، باب الوتر والنوافل ،مطلب فی منکر الوتر والسنن او الاجماع۔

: فان تبرک بالاقتداء به ﷺ فی قراء تهما فی اغلب الاوقات فحسن لکن یکره ان یتخذهما حتما لا یقرأ فیها غیرهما''۔ ا

غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک امر مندوب پر اصرار کو فقہاء نے گوارہ نہ کیا، تو جو چیز ممنوع و قابل ترک ہو اس پر اصرار کو شریعت کیسے گوارہ کرلے گی۔ اللہ تعالی ہر مسلمان کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے، آمین۔

نقل میت کے چار واقعات

نقل میت کے باب میں کل چار حضرات کے واقعات منقول ہیں:

۱:......حضرت یعقوب علیہ السلام۔

۲:......حضرت یوسف علیہ السلام۔

۳:......حضرت سعد بن وقاصؓ۔

۴:......حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش مبارک کی منتقلی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ انہیں ان کے والد محترم حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ساتھ دفن کیا جائے، چنانچہ حسب وصیت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو مصر سے شام لے جا کر حضرت اسحٰق علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ''المنارہ'' میں دفن فرمایا۔ ۲

ا......شامی، باب العیدین، مطلب: امر الخلیفة لا یبقی بعد موته۔

۲......سیرۃ انبیاء ص ۳۲۵، تاریخ ابن کثیر ص ۳۵۵ ج ۱۔ ہر دو ترجمہ البدایة والنهایة۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی لاش کو منتقلی کی وصیت کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے وفات سے پہلے اپنے خاندان والوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ مجھ کو مصر کی زمین میں دفن نہ کریں گے، بلکہ مصر سے لے جا کر حبرونؔ میں ان کے آبائی قبرستان میں دفن کریں گے، چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی لاش مبارک کو تابوت میں حنوط (چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب جو مردے کو غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں، فیروز) کر کے دفن کر دیا اور جب حضرت موسی علیہ السلام نے مصر سے خروج کیا تو اس تابوت کو بھی ساتھ لے لیا اور ان کے آبائی قبرستان میں لے جا کر سپرد خاک فرمایا۔[۱]

ان واقعات کی فقہاء نے تاویل فرمائی ہیں۔ بحر العلوم علامہ عبد العلی صاحب لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو منتقل فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بدن میں تغیر نہیں ہوتا، وہ اپنی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی طیب ہوتے ہیں، لہذا ان کو منتقل کرنے میں حرج نہیں ہے ان کو منتقل کرنا جائز ہے۔ یہ ان کی خصوصیت ہوسکتی ہے۔

وهذا بخلاف نقل يوسف يعقوب عليه السلام لان اجساد الانبياء لا تنفسخ وهم طيبون حيا و ميتا فلا خلل فى نقلهم وبالجملة ان عدم كراهة نقل اجساد الانبياء لعله من خصائصهم لهذه العلة۔ [۲]

---

[۱]...... سیرۃ انبیاء ص ۳۲۶، تاریخ ابن کثیر ص ۵۶ ج ۱، قصص القرآن ص ۳۳۶ ج ۱۔

[۲]...... رسائل الارکان ص ۱۵۹ و ۱۶۰، کتاب الجنائز قبیل فی سجود التلاوۃ ۔
فتاوی رحیمیہ ص ۳۳۷ ج ۷۔

صاحب مراقی الفلاح کی عبارت آگے حضرت سعد بن وقاصؓ کے واقعہ کے ذیل میں آرہی ہے۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

۱:......ان واقعات کی صحت ہی میں کلام ہے، کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

۲:......شرع من قبلنا جب تک قرآن یا حدیث میں منقول نہ ہو حجت نہیں۔ قرآن یا حدیث میں منقول ہونے کے باوجود اس کی حجیت کے لئے یہ شرط ہے کہ ہماری شریعت میں اس کے خلاف حکم نہ ہو اور مسئلہ زیر بحث میں دفن میں تعجیل کا حکم اس قدر مؤکد ہے کہ اوقات مکروہہ میں بھی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جمع عظیم کے انتظار کے لئے نماز میں تاخیر کی اجازت نہیں دی گئی۔ اسراع جنازہ کا حکم احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔

۳:...... یہ واقعات نقل بعد دفن سے متعلق ہیں جو باتفاق مشائخؒ ناجائز ہے۔[۱]

حضرت سعد بن وقاصؓ کی لاش کی مدینہ منورہ منتقلی

حضرت سعد بن وقاصؓ نے مدینہ منورہ سے دس یا بارہ میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں اپنے لئے ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔ اخیری زندگی اسی میں بسر فرمائی اور سن ۵۵ ھ میں وہیں وفات پائی آپ کی لاش مبارک مدینہ منورہ لائی گئی۔ [۲]

اس واقعہ سے میت کی منتقلی کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس لئے بعض فقہاءؒ نے فرمایا سفر شرعی سے کم مسافت ہو تو لاش کو منتقل کرنے میں مضائقہ نہیں۔ ''کبیری'' میں ہے:

" قیل یجوز ذلک ما دون السفر لما روی ان سعد بن وقاصؓ مات فی قریة علی

---

[۱]......احسن الفتاوی ص ۲۱۲ ج ۴۔

[۲]......سیر الصحابہ ص ۱۵۹ ج ۲ اول حصہ مہاجرین۔

اربعة فراسخ من المدينة فحمل على اعناق الرجال اليها "۔ ۱

یعنی کہا گیا ہے کہ سفر شرعی سے کم مسافت ہو تو منتقل کرنے کی گنجائش ہے۔ حضرت سعد بن وقاص ؓ کا ایک قریہ میں جو مدینہ منورہ سے چار فرسخ (تقریبا ۱۲؍میل) پر تھا انتقال ہو گیا تو کندھا بہ کندھا آپ کو مدینہ منورہ منتقل کیا۔

صاحب مراقی الفلاح تحریر فرماتے ہیں:

یہ بات ممکن ہے کہ دو میل سے زیادہ منتقل کرنا اس صورت میں مکروہ ہو کہ میت کے بدن میں تغیر اور بدبو پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور جہاں یہ اندیشہ نہ ہو تو کراہت منتفی ہو جائے گی، لہذا جو شخص حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت سعدؓ کے مثل ہو اس کے حق میں یہ کراہت باقی نہیں رہے گی۔

قلت يمكن بان الزيادة مكروهة فى تغير الرائحة او خشيتها و تنتفى بانتفائها لمن هو مثل يعقوب عليه السلام او سعدؓ "۔ ۲

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب ؒ فرماتے ہیں:

اس میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نقل نہیں پایا گیا۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ سے باہر بارہ میل کے فاصلہ پر زرعی زمین میں ہوا، قوی احتمال بلکہ ظن غالب ہے کہ وہاں کوئی قبرستان نہیں ہوگا اس لئے مدفن مدینہ میں لائے گئے۔ ۳

۱...... كبيرى شرح منية ص ۵۹۳، فصل فى الجنائز الثامن فى مسائل متفرقة من الجنائز۔

۲...... مراقى الفلاح ص ۳۳۷، كتاب الجنائز، فصل فى حملها و دفنها ۱، فتاوی رحیمیہ ص ۳۳۸ ج ۷۔

۳...... احسن الفتاوی ص ۲۱۱ ج ۴۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی لاش کی مکہ معظّمہ منتقلی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ابکرؓ مکہ مکرمہ سے تقریبا دس میل کے فاصلہ پر ''حُبشی'' نام کی ایک جگہ میں مقیم تھے، سن ۵۳ھ میں ایک روز ناگہانی طور پر واصل بحق ہوئے۔ پہلے سے ان کو اپنی صحت کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔ وفات کے دن حسب معمول سوئے، مگر ایسی نیند سوئے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔ [۱] ان کی لاش مکہ معظّمہ لاکر دفن کی گئی۔ [۲]

اس واقعہ سے کوئی میت کی منتقلی پر استدلال کرسکتا ہے، مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ (جو فقہاء صحابہؓ میں سے تھیں) نے خود جب سفر حج کے موقع پر بھائی کی قبر کی زیارت کی تو فرمایا: بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی۔ [۳]

---

[۱]...... سیر الصحابةؓ ص ۴۰۷ ج ۲۔

[۲]...... سیرت عائشہؓ ص ۲۵۲۔

[۳]...... مستدرک حاکم ص ۴۷۶ ج ۲، سیر الصحابةؓ ص ۴۰۷ ج ۲۔

کتاب الزکوة

قال الله تعالی: ﴿ واقیموا الصلوة واٰتو الزکوة﴾۔

وقال تعالی:﴿ خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم﴾۔

قال النّبی ﷺ : ((ان الله قد فرض علیھم صدقة تؤخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم))الخ۔(متفق علیہ،مشکوۃ ص۱۵۵)

نوٹ: حضرت صاحب فتاویٰ کی تصنیف 'جمع الاربعین' سے زکوۃ کے متعلق دو حدیثیں مع ترجمہ وتشریح نقل کی جاتی ہیں۔ مرتب

زکوۃ نہ دینے پر وعید

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ لَهٗ اِبِل اَوْ بَقَر اَوْ غَنَم لَا یُئَدِّیْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِیَ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْظَمُ مَا یَکُوْنُ وَ اَسْمَنُهٗ تَطَاُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَ تَنْطَحه بِقُرُوْنِهَا کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَیْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰی یَقْضٰی بَیْنَ النَاس۔ (متفق علیہ، ۱)

ترجمہ: بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہو اور اس کی زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن یہ جانور بڑے موٹے تازے ہو کر اس مالدار کو اپنے پیروں تلے کچلیں گے اور سینگوں سے ماریں گے اور جب سب پچھلے اسے روندتے ہوئے گذر لیں گے تو پھر دوبارہ اگلے روندنا شروع کریں گے اور یہ عذاب سارے لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس پر ہوتا رہے گا۔

ف: اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک رکن اعلیٰ زکوٰۃ ہے۔ مالدار آدمی پر بطور شکر گذاری نعمت سال بھر کے بعد خدائے پاک نے ایک خاص مقدار مقرر فرمادی ہے کہ اپنی محبوب اور جان سے زیادہ عزیز چیز کو ہمارے مساکین بندوں پر صرف کر اور بے برکتی وغیرہ آفات سے اپنے مال کو بچالے۔

قرآن میں بتیس جگہ زکوۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ہے

قرآن پاک میں بتیس ۳۲ جگہ زکوۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ہے، ۲ اور اس کے ادا

۱...... بخاری ص۱۹۶ ج۱، باب زکوۃ البقر، کتاب الزکوۃ۔ مسلم ص۳۲۰ ج۱۔ مشکوۃ ص۱۵۶، کتاب الزکوۃ۔

۲...... اگلے صفحہ پر

کرنے والوں کو بڑے بڑے درجات اور مغفرت اور عمدہ رزق کا وعدہ دیا گیا ہے، [۱] اور نہ دینے والوں کو ایسے ایسے سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے کہ جس سے ایمان والوں کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔

[۲]......

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	نمبر	پارہ	سورہ	آیت	نمبر	پارہ	سورہ	آیت
۱	۱	بقرہ	۴۳	۱۰	۱۰	توبہ	۵	۱۹	۱۸	نور	۳۷
۲	,,	,,	۸۳	۱۱	,,	,,	۱۱	۲۰	,,	,,	۵۶
۳	,,	,,	۱۱۰	۱۲	,,	,,	۱۸	۲۱	۱۹	نمل	۳
۴	۲	,,	۱۷۷	۱۳	,,	,,	۷۱	۲۲	۲۱	لقمان	۴
۵	۳	,,	۲۷۷	۱۴	۱۶	مریم	۳۱	۲۳	۲۲	احزاب	۳۳
۶	۵	نساء	۷۷	۱۵	,,	,,	۵۵	۲۴	۲۸	مجادلہ	۱۳
۷	۶	,,	۱۶۲	۱۶	۱۷	انبیاء	۷۳	۲۵	۲۹	مزمل	۲۰
۸	,,	مائدہ	۱۲	۱۷	,,	حج	۴۱	۲۶	۳۰	بینۃ	۵
۹	,,	,,	۵۵	۱۸	,,	,,	۷۸	۲۷			

نوٹ: نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر مجھے ان ۲۶ جگہوں کے علاوہ نہ ملا، ہاں صرف زکوۃ کا ذکر ان کے علاوہ چند مواقع پر ہے۔ مثلاً:

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	نمبر	پارہ	سورہ	آیت	نمبر	پارہ	سورہ	آیت
۱	۹	اعراف	۱۵۶	۳	۱۶	مریم	۱۳	۵	روم	۲۱	۳۹
۲	۱۶	کہف	۸۱	۴	۱۸	مؤمنون	۴	۶	فصلت	۲۴	۷

[۱]...... ﴿اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ﴾۔ (سورۂ انفال، آیت۴)

قرآن میں زکوۃ نہ دینے پر وعید

ایک جگہ فرمایا ہے کہ: جولوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اے نبی! آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے کہ قیامت کے دن یہی سونا چاندی دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس سے ان بدنصیبوں اور بخیلوں کی پیشانیاں اور پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی مال ہے جس کو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا اب اس کا مزہ چکھو۔ [1]

اور قسم قسم کے عذاب احادیث نبوی میں وارد ہوئے ہیں۔ اعاذنا الله منه۔

زکوۃ مال بدرکن کہ فضلۂ رز را چو باغباں بدرد بیشتر دہد انگور [2]

---

[1]......﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾۔ (سورۂ توبہ آیت ۳۴و۳۵)

[2]...... مال کی زکوۃ نکالتا رہ اس لئے کہ جب باغبان انگور کی بے کار شاخیں تراش دیتا ہے تو انگور زیادہ آتا ہے۔

کتاب الزکوۃ

صاحب نصاب کسے کہتے ہیں

(۵۶۸)س:...... صاحب نصاب کسے کہتے ہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: ایک خاص مقدار کا مالک ہونا جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے۔ ۱؎ مثلاً چاندی کے لئے دوسو درہم یا بیس مثقال ۲؎ سونا‘

۱؎......ھی تملیک جزء مال عینہ الشارع۔(الدر المختار ص۲۷۱ج۳،کتاب الزکوۃ)

۲؎......نصاب الذھب عشرون مثقال والفضۃ مائتا درھم۔

(الدر المختار ص۲۲۴ج۳،، باب زکوۃ المال، کتاب الزکوۃ)

حدیث میں ہے: ((لیس فیما دون خمس اوقیۃ صدقۃ))۔(بخاری ص۱۹۴،باب زکوۃ الورق)

یعنی پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوۃ نہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسو درہم سے کم میں زکوہ نہیں،اس لئے کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ دوسو درہم کے ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے:((لیس علیک شئی یعنی فی الذھب حتی تکون لک عشرون دینارا))

(ابوداؤد،ص۲۲۸، باب فی زکوۃ السائمۃ)

تم پر کچھ نہیں،یعنی سونے میں یہاں تک کہ تمہارے پاس بیس دینار ہو جائے۔

درہم کا وزن

ہندوستان میں سونا اور چاندی کے وزن کے لئے رتی‘ ماشہ اور تولہ چلتے تھے،ان کا حساب اس طرح ہے:

۸/رتی = ایک ماشہ اور ۱۲/ماشہ = ایک تولہ،یعنی ۹۶/رتی کا ایک تولہ ہوتا ہے۔

ایک درہم کا وزن ایک مثقال ست تھوڑا سا کم ہے۔دس درہم ملائیں تو سات مثقال ہوتا ہے،اس کو وزن سبعہ کہتے ہیں۔کلکیو لیٹر میں اس طرح لکھتے ہیں:(۰.۷۰،مثقال) چونکہ درہم میں زکوۃ لازم ہے،اس لئے ۲۲۰ کو ۰.۷۰ سے ضرب دیں تو ۱۴۰/مثقال ہوتے ہیں،یعنی ۱۴۰/مثقال چاندی ہو تو زکوۃ لازم ہوگی۔

یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو ایسا شخص صاحب نصاب ہے۔فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

ایک درہم کا وزن ۲۵.۲۰/رتی ہوتا ہے، یا ۳.۱۵ ماشہ یا ۰.۲۶ تولہ یا ۳.۰۶۱/گرام ہوتا ہے۔

۲۰۰ درہم جو نصاب زکوۃ ہے اس کا وزن ۵۰۴۰/رتی ہوتا ہے یا ۶۳۰/ماشہ یا ۵۲.۵۰/تولہ یا ۶۱۲.۳۶/گرام۔

قیراط کے اعتبار سے ایک درہم کا وزن ۱۴/قیراط ہوتا ہے۔۲۰۰ درہم کا وزن ۲۸۰۰/قیراط ہوگا۔

دینار کا وزن

ایک دینار ایک مثقال کا ہوتا ہے، اس لئے ایک دینار ۳۶/رتی کا ہوگا، یا ۴.۵۰/ماشہ، یا ۰.۳۷۵/تولہ یا ۴.۳۷۴/گرام وزن ہوگا۔

۲۰ مثقال یعنی ۲۰ دینار سونے میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، اس کا وزن ۷۲۰/رتی یا ۹۰/ماشہ یا ۷.۵۰/تولہ یا ۸۷.۴۸ گرام ہوگا۔

قیراط کے اعتبار سے ایک دینار کا وزن ۲۰/قیراط ہوتا ہے اور ۲۰/دینار کا وزن ۴۰۰/قیراط ہوتا ہے۔

نوٹ: ۱۰۰۰/گرام کا ایک کیلوگرام ہوتا ہے۔

نصاب اور اوزان ایک نظر میں

کتنے	برابر	کتنے کے	کتنے	برابر	کتنے کے
۸/رتی	=	ایک ماشہ	۳۵۳۸/گرام	=	ایک صاع
۱۲/ماشہ	=	ایک تولہ	۱۷۶۹/گرام	=	آدھا صاع
۱۱.۶۶۴/گرام	=	ایک تولہ	۱۰۰۰/گرام	=	ایک کیلو
۰.۲۱۸/گرام	=	ایک قیراط	۳.۰۶۱/گرام	=	ایک درہم
۴.۳۷۴/گرام	=	ایک مثقال	۶۱۲.۳۶/گرام	=	نصاب چاندی
۴۴۲.۲۵/گرام	=	ایک رطل	۴.۳۷۴/گرام	=	ایک دینار
۸۷.۴۸/گرام	=	نصاب سونا			

چاندی کا نصاب

درہم	مثقال	قیراط	تولہ	گرام	کتنی زکوۃ ہوگی
ایک درہم	۰.۷	۱۴	۰.۲۶۲	۳.۰۶۱	....
۲۰۰ / درہم	۱۴۰	۲۸۰۰	۵۲.۵۰	۶۱۲.۳۶	۱۵.۳۰۹ / گرام

سونے کا نصاب

دینار	مثقال	قیراط	تولہ	گرام	کتنی زکوۃ ہوگی
۱ / دینار	۱ / مثقال	۲۰	۰.۳۷۵	۴.۳۷۵	....
۲۰ / دینار	۲۰ / مثقال	۴۰۰	۷.۵۰	۸۷.۴۸	۲.۱۸۹ / گرام

رتی اور ماشہ کا حساب

درہم	رتی	ماشہ	تولہ	گرام	کتنی زکوۃ ہوگی
۱ / درہم	۲۵.۲۰	۳.۱۵	۰.۲۶۲	۳.۰۶۱	....
۲۰۰ / درہم	۵۰۴۰	۶۳۰	۵۲.۵۰	۶۱۲.۳۶	۱.۳۱۲ / تولہ
۱ / دینار	۳۶	۴.۵۰	۰.۳۷۵	۴.۳۷۴	....
۲۰ / دینار	۷۲۰	۹۰	۷.۵۰	۸۷.۴۸	۰.۱۸۷ / تولہ

نوٹ: کسی نصاب کو بھی چالیس سے تقسیم کریں تو کتنے گرام یا کتنے تولہ زکوۃ لازم ہوگی وہ نکل آئے گا۔

صاع کا نصاب

صاع	رطل	وسق	کیلو	لیٹر	کتنا واجب ہوگا
۱ / صاع	۸	......	۳.۵۳۸	۵.۸۸	صدقۃ الفطر
آدھا صاع	۴	......	۱.۷۶۹	۲.۹۴	۱.۷۶۹ کیلو
۶۰ / صاع	......	۱ / وسق	۲۱۲.۲۸	۳۵۲.۸۰	عشر
۳۰۰ / صاع	......	۵ / وسق	۱۰۶۱.۴۰	۱۷۶۴	۱۰۶.۱۴ کیلو

کم سے کم زکوۃ کتنی رقم پر ہوتی ہے؟

(۵۶۹) س:...... کم سے کم زکوۃ کتنی رقم پر ہوتی ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: قرض ادا کرنے کے بعد اپنی حوائج ضروریہ سے زائد پچاس روپیہ بچا رہے تو اس پر سال بھر گذرنے کے بعد سوا روپیہ زکوۃ دینی ہوگی۔[1] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

زکوۃ کن چیزوں پر واجب ہے

(۵۷۰) س:...... ایک شخص صاحب ملکیت و مال ہے اور کچھ قرض بھی ہے، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرنے کی مقدار روپیہ ہاتھ میں نہیں ہے، ایسا شخص کیا کرے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: جائداد ومکانات پر زکوۃ نہیں۔[2] نقد و مال تجارت پر زکوۃ ہے۔[3] قرض کی مقدار وضع کرنے کے بعد جس قدر مال بچے گا اس پر زکوۃ ہے۔ زکوۃ سال کے ختم ہونے کے بعد ادا کر دینا چاہئے، [4] لیکن اگر زکوۃ کی رقم

نوٹ: اگر ۸؍رطل کا ایک صاع ہو تو رطل چھوٹا ہوگا اور ۴۲۴.۲۵؍گرام کا ایک رطل ہوگا۔ اور اگر ۵؍رطل اور تہائی رطل کا صاع ہو تو رطل بڑا ہوگا اور ۶۶۳.۳۷؍گرام کا رطل ہوگا اور دونوں رطلوں کا مجموعی صاع ۳.۵۳۸؍کیلو ہوگا۔ (الشرح الثمیری ص۳۳۶ تا ۳۲۸ ج۱۔ کتاب الزکوۃ)

[1]...... اس زمانہ میں یہی مقدار نصاب زکوۃ رہی ہوگی۔

[2]...... ولا فی ثیاب البدن واثاث و دور السکنی و نحوھا۔

(الدر المختار ص۱۸۲ ج۳، کتاب الزکوۃ)

[3]...... وثمنیة المال کالدراھم والدنانیر..... او نیة التجارة۔

(الدر المختار ص۱۸۲ ج۳، کتاب الزکوۃ)

[4]...... وشرطہ حولان الحول۔ (الدر المختار ص۱۸۲ ج۳، کتاب الزکوۃ)

موجود نہ ہو تو آہستہ آہستہ دے اور سال گذرنے سے بیشتر ادا کردے، [۱] اگر سستی میں سال ختم ہو گیا تو گنہگار ہوگا۔ [۲] فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

زکوۃ کن چیزوں پر ہے؟ اور کتنی ہے؟

(۵۷۱) س:...... زید کے پاس کچھ زیورات اور مکان و زمین ہے اس کے کاروبار میں ماہوار تقریبا تین سو روپے کی بچت ہے اور اس کے ذمے کچھ قرض بھی ہے اور اس نے اپنی مرحومہ بیوی نیز دوسری بیوی اور بہن جو کہ ساتھ ہے اور کچھ خود اپنے نام بنک میں بائیس ہزار روپے جمع کرایا ہے۔علاوہ ازیں اس کے بچوں کے نام بھی پوسٹ آفس میں تخمینا دو ہزار روپے جمع ہیں۔سوال یہ ہے کہ کن چیزوں پر زکوۃ واجب ہے اور کن پر نہیں؟ اور کتی کتنی؟

ج:...... حامدا و مصليا،الجواب و با لله التوفيق: مکانات اور زمین پر زکوۃ واجب نہیں۔ [۳]

۲:......زیوارات اور مال تجارت پر اور نقد روپے پر خواہ ہاتھ میں ہو خواہ بنک میں امانت ہو زکوۃ فرض ہے۔ [۴]

---

[۱]......وشرط ادائها نية مقارنة للاداء او لعزل ما وجب او تصدق بكله۔
(البحر الرائق ص۲۱۰ج ۲،کتاب الزکوۃ۔الدر المختار ص۱۸۷ج ۳،کتاب الزکوۃ)

[۲]......فيأثم بتأخيرها بلا عذر۔(الدر المختار ص۱۹۲ج ۳،کتاب الزکوۃ)

[۳]...... ولا فی ثياب البدن واثاث المنزل و دور السكنى و نحوها۔
(الدر المختار ص۱۸۲ج ۳،کتاب الزکوۃ)

[۴]......وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما۔(الدر المختار ص۱۸۶ج ۳،کتاب الزکوۃ)

۳:......چھوٹے بچوں کے مال پر زکوۃ فرض نہیں۔ ۱؎

۴:......جن لوگوں کے نام پر بنک میں روپیہ جمع کرایا ہے اگر اس روپے کا مالک خود زید ہے تو سب پر زکوۃ فرض ہوگی اور اگر جن کے نام پر جمع ہے انہیں کو مالک بنادیا ہے تو وہ لوگ مالک ہوں گے، اگر بالغ ہیں تو زکوۃ فرض ہے، اگر نابالغ ہیں تو فرض نہیں۔

کاروبار میں سال بھر کے بعد حساب لگا کر دیکھا جائے کہ قرض ادا کرنے کے بعد اصل رقم اور نفع کی رقم دونوں ملا کر کتنا روپیہ بچتا ہے اتنے روپیہ پر زکوۃ فیصدی ڈھائی روپیہ دینی ہوگی۔ ۲؎ فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

سونے اور چاندی جمع کریں یا الگ الگ دونوں میں زکوۃ کی تفصیل

(۵۷۲)س:...... اگر سونا و چاندی جمع کریں تو سو روپیہ ہوتا ہے جس کی زکوۃ ساڑھے سات روپیہ ہوتے ہیں اور اگر الگ الگ حساب کرے تو ساڑھے سات تولہ سونا اور چوالیس تولہ چاندی ہوتی ہے، تو اگر سات روپیہ زکوۃ ادا کردی جائے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ سونے کی زکوۃ کی تفصیل بیان فرمائیں۔

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: سونے کے مثقال اور چاندی کے درہم کے وزن میں فقہاء کے اقوال میں مختلف ہیں، اس لئے چاندی کا احتیاطی نصاب ساڑھے چھتیس تولہ اور سونے کا نصاب سوا پانچ تولہ ہے، اس سے کم میں زکوۃ نہیں اور جب کسی شخص کے پاس فقط چاندی یا فقط سونا ہو تو زکوۃ دینے میں وزن کا اعتبار ہوگا، قیمت کا اعتبار نہ

۱؎......وشرط افتراضها: عقل، و بلوغ، وفى الشامية: " فلا تجب على مجنون و صبى لانها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها"۔(الدر المختار مع الشامية ص۱۷۳ ج۳، کتاب الزکوۃ)

۲؎......وفى كل خمس بحسابه ففى كل اربعين درهما درهم۔

(الدر المختار ص۱۷۳ ج۳، كتاب الزكوة،باب زكوة المال)

ہوگا۔ درالمختار۔[۱]

کسی کے پاس نہ چاندی کا نصاب پورا ہوا اور نہ سونے کا، مگر دونوں کو ملانے سے ایک کا نصاب ہوجاتا ہے تو دونوں کو ملا کر زکوۃ دینی ہوگی۔ سونا' چاندی اور مال تجارت کے مجموعی قیمت پر چالیسواں دینا ہوگا، اگر سونے کی مقدار پوری ہے تو وزن کر کے اس کا چالیسواں حصہ یا قیمت ادا کرنی ہوگی، اگر سونا و چاندی دونوں کی مقدار پورے نصاب کی ہو تو دونوں کی زکوۃ علیحدہ دے، اگر دونوں کو ملا کر ادا کرے تو جس میں فقراء کا فائدہ ہو وہ ادا کرے۔ شامی۔[۲] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

سونے' چاندی کی زکوۃ وزن سے ہے یا قیمت سے؟ اور دونوں کا نصاب کیا ہے؟

(۵۷۳) س:...... سونے' چاندی کی زکوۃ کا ایک ہی حساب ہے؟ یعنی جس طرح چاندی میں فی صدی ڈھائی روپیہ ہے ایسے ہی سونے میں میں بھی فی صدی ڈھائی روپیہ ہوگا؟ یعنی ساڑھے سات تولہ سونے میں جس کی موجودہ نرخ کی قیمت سے ۲۴۰ روپیہ زکوۃ ہوتی ہے۔ اب ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو ہر ساڑھے تولہ پر چاندی کے موافق چالیسواں حصہ یعنی فی صدی اڑھائی روپیہ دینا ہوگا؟ اور ایک ہزار روپیہ کی قیمت پر ۲۵ روپیہ دینا ہوگا؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: سونے کے مثقال اور چاندی کے درہم

---

[۱]...... والمعتبر وزنهما اداء وجوبا ولا قيمتهما۔

(الدر المختار ص۲۲۷ ج۳، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال)

[۲]...... فلو ضم حتى يؤدى كلها من الذهب او الفضة فلا بأس به عند نا، ولكن يجب ان يكون التقويم بما هو انفع للفقراء رواجا۔ (شامی ص۲۳۴ ج۳، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال)

کے وزن میں فقہاء کے اقوال میں مختلف ہیں، اس لئے چاندی کا احتیاطی نصاب ساڑھے چھتیس تولہ اور سونے کا نصاب سوا پانچ تولہ ہے، [۱] اس سے کم میں زکوۃ نہیں۔ اور جب کسی شخص کے پاس فقط چاندی ہی چاندی ہو یا فقط سونا ہی سونا ہو تو زکوۃ دینے میں وزن کا اعتبار ہوگا، قیمت کا اعتبار نہیں۔ درالمختار۔ [۲]

اور نصاب پر جو زیادتی پانچویں حصہ نصاب کے برابر ہوگی تو اس زیادتی پر زکوہ واجب ہوگی کم پر نہیں۔ کسی شخص کے پاس نہ چاندی کا نصاب پورا ہو نہ سونے کا، مگر دونوں کو ملانے سے کوئی ایک کا نصاب بھی خواہ چاندی کا خواہ سونے کا ہو جاتا ہو تو دونوں کو ملا کر زکوۃ دینی ہوگی۔ اور سونا' چاندی تجارت کا مال ہو تو سب کی مجموعی قیمت پر چالیسواں حصہ یعنی فی

---

[۱]...... بعض اہل علم وتحقیق کی ایک قابل لحاظ تعداد کا خیال ہے کہ چاندی کا نصاب ۳۶ر تولہ ۲ر۱. ماشہ اور سونے کا نصاب ۵ر تولہ ۲ر۱. ۲ ماشہ ہے۔ ملا مبینؒ اور ان کے فرزند مولانا معین الدین صاحب کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ:

''جان لو کہ دوسو درہم جو نصاب زکوۃ ہے اس حساب سے ۳۶ر تولہ اور ساڑھے پانچ ماشہ ہوتا ہے اور ۲۰ر مثقال ساڑھے باسٹھ ماشہ، جو تولہ کے حساب سے پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کے برابر ہوتا ہے''۔

(کنز الحسنات فی ایتاء الزکوۃ ص۵)

خود خاتم الفقہاء مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلیؒ نے بھی اسی کو ترجیح دیا ہے۔

(عمدۃ الرعایۃ ،باب زکوۃ الاموال ص۱۸۵ ج۱)

جنوبی ہند کے علماء محققین اور اصحاب فتاوی نے بھی ہمیشہ اسی پر فتوی دیا ہے، اسی کو ماضی قریب کے اہل تحقیق علماء میں مولانا عبدالصمد صاحب رحمانیؒ نے اختیار فرمایا ہے۔

(کتاب العشر والزکوۃ ص۱۷۔۱۶۸)

(اسلام کا نظام عشر وزکوۃ ص۵۷۔از: مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ)

[۲]......والمعتبر وزنهما اداء وجوبا ولا قيمتهما۔

(الدر المختار ص۲۲۷ ج۳، کتاب الزکوۃ،باب زکوۃ المال)

سینکڑا ڈھائی روپیہ زکوۃ دی جائے۔اگر سونے کی مقدار پوری ہے تو وزن کر کے اس کا چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت ادا کی جاوے،اور اگر چاندی وسونے کا نصاب پورا ہو تو دونوں کی زکوۃ علیحدہ علیحدہ نکالے،اور اگر دونوں کو ملا کر ادا کرے تو جس میں فقراء کا زیادہ فائدہ ہوتا ہو اس طرح نکالے " ولکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء الخ۔شامی۔[۱] فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سال کے درمیان میں جو مال آئے اس پر زکوۃ ہے؟

(۵۷۴)س:...... ایک شخص کا ایک لاکھ روپیہ تجارت میں لگا ہے جس سے مال کی خرید وفروخت ہوتی رہتی ہے،اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: تجارتی مال ہو یا نقد روپیہ ہو سال بھر گذر جانے کے بعد پورے مال کی زکوۃ واجب ہے۔[۲]

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

زکوۃ اصل مال پر ہے یا نفع پر

(۵۷۵)س:...... ایک شخص نے اپنے ایک کام پر اصل رقم پانچ ہزار روپیہ لگایا ہے اور اس پر سالانہ نوسو فائدہ ہوا ہے،تو زکوۃ کیا اصل روپیہ کی رقم پر نکالیں یا کہ فائدہ کے نوسو کی رقم پر یا دونوں رقموں پر؟

---

[۱]......شامی ص۲۳۴ ج۳،کتاب الزکوۃ،باب زکوۃ المال۔

[۲]......وشرط وجوب ادائھا حولان الحول علی النصاب الاصلی واما المستفاد فی اثناء الحول فیضم الی مجانسہ ویزکی بتمام الحول الاصلی سواء استفید بتجارۃ او میراث او غیرہ۔
(مراقی الفلاح مع طحطاوی ص۱۵ا۷،کتاب الزکوۃ)

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: اصل رقم اور منافع ہر دو کے مجموعے پر زکوۃ واجب ہے۔

فی الدر المختار : " نام ولو تقدیرا بالقدرة علی الاستمناء ولو بنائبه۱ والمستفاد وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه ، فیزکیه بحول الاصل، قوله: الی نصاب قید به لانه لوکان النصاب ناقصا وکمل بالمستفاد فان الحول ینعقد علیه عند الکمال"۔شامی ۲۔ہدایہ ص۱۷۵ج۱۔۳

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

سرمایہ ونفع پر حولان حول کے بعد زکوہ واجب ہے

(۵۷۶) س:...... سال بھر کے بعد اصل سرمایہ ونفع کی مجموعی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی یا اصل رقم پر؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: سال بھر کے بعد سرمایہ ونفع کی مجموعی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔۴ فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قرض روپے پر زکوۃ واجب ہونے نہ ہونے کا حکم

(۵۷۷) س:...... ایک شخص نے تقریبا ایک ہزار روپیہ قرض میں دیا ہے۔ دیئے ہوئے

۱......الدر المختار ص۱۷۹ج۳،کتاب الزکوۃ۔

۲......شامی ص۲۱۴ج۳،کتاب الزکوۃ،باب زکوۃ المال۔

۳......واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلک لا یسقط الزکوۃ ،لانه یشق اعتبار الکمال فی اثنائه۔(ہدایہ ص۱۷۸ج۱،باب زکوۃ المال ، فصل فی العروض)

۴......حوالہ کے لئے دیکھئے! جواب نمبر۵۷۴و۵۷۵۔

روپئے پر ایک سال گذر چکا ہے۔ کیا اس روپئے پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: جو روپیہ قرض دیا ہو اس پر سال گذر جانے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ یہ اس قرض کے بارے میں ہے جس کے ملنے کی قوی امید ہو اور جو قرض ڈوب گیا ہو یا قرض دار نادہندہ اور بدنیتی سے قرض ادا کرنا نہیں چاہتا، ایسے قرض پر زکوۃ نہیں ہے۔ اور جس قرض پر زکوۃ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرض وصول ہونے کے پیشتر زکوۃ ادا کرنا ضروری نہیں، جب وصول ہوجائے اس وقت ادا کرنا ضروری ہے۔ جتنے سال کے بعد وصول ہوئی اتنے سال کی پوری زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اعلم ان المدیون عند الامام ثلثة: قوی، ومتوسط، وضعیف، فتجب زکوتها اذا تم نصابا وحال الحول، لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی درالمختار ص ۵۵ ج ۲۔[۱] فقط، والله تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱]...... الدر المختار ص ۲۳۶ ج ۳، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال۔

قرضوں کے ان اقسام کی تفصیل یہ ہے:

اقسام قرض: اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوۃ واجب ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک قرض کی تین قسمیں ہیں: قوی، متوسط، ضعیف۔ جن کے احکام یہ ہیں:

قوی: یہ ہے کہ نقد روپیہ یا اشرفی یا چاندی کسی کو قرض دیا، یا تجارت کا سامان بیچا تھا اور اس کی قیمت باقی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وصول ہونے پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ قرض تنہا یا اور مال کے ساتھ جو پہلے سے اس کے پاس ہے مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے۔ اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب اس میں سے نصاب کا پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم وصول ہوجائے گا اس وقت ہر سال کا ایک درہم زکوۃ میں ادا کرنا واجب ہوگا، اس سے پہلے نہیں۔ اور اسی طرح باقی رقم میں سے ہر چالیس درہم کے وصول ہونے پر اس کی زکوۃ واجب ہوتی جائے گی، اور گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنی واجب ہوگی۔ اگر چالیس درہم سے کم پر قبضہ ہو تو اس پر زکوۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر اس

کمپنی کے شیرز میں اصل سرمایہ پر زکوۃ ہے یا منافع پر؟

(۵۷۸) س:...... کمپنی کے شیروں میں اصل سرمایہ پر زکوۃ ہے یا منافع پر؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: جو کمپنی صرف تجارت ہی کرتی ہے، ایسی کمپنی کے شیروں کے موجودہ قیمت پر سال گذرنے کے بعد زکوہ واجب ہوگی اور جس کمپنی کا سرمایہ عمارات، کارخانہ، ریل کی پٹڑی، ڈبے وغیرہ ضروری اسباب میں لگا ہوا ہو، اس

کے پاس پہلے سے اور رقم بقدر نصاب ہے تو وصول شدہ رقم خواہ چالیس درہم سے کم ہی ہو اس رقم میں ملا کر پہلی رقم کا سال پورا ہونے پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، اب موجودہ سال کا حساب وصول شدہ رقم کے سال سے نہیں ہوگا، البتہ گذشتہ سالوں کا حساب قرضہ کے وقت سے ہوگا۔

متوسط: یہ ہے کہ قرضہ نقد نہیں دیا اور نہ ہی تجارت کا سامان بیچا، بلکہ خانگی سامان بیچا اور اس کی قیمت وصول نہیں ہوئی، پھر چند سال کے بعد وصول ہوئی تو اس قسم کے قرض کی بھی گذشتہ سب سالوں کی زکوۃ قرضہ وصول ہونے پر ادا کرنی واجب ہوگی۔ اور اگر سارا ایک دفعہ میں وصول نہ ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہو تو جب تک بقدر نصاب (دوسو درہم) وصول نہ ہو جائے زکوۃ ادا کرنی واجب نہیں، جب کم از کم نصاب کی مقدار یا اس سے زائد یا تمام رقم وصول ہو جائے تو تمام گذشتہ سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس کے پاس پہلے سے اور مال بقدر نصاب موجود ہے تو وصول شدہ رقم خواہ کسی قدر بھی ہو اس پہلے مال میں ملا کر پہلی رقم کا سال پورا ہونے پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، اور اب موجودہ سال کا حساب وصول شدہ رقم کے سال سے نہیں کیا جائے گا، البتہ گذشتہ سالوں کا حساب قرضہ کے وقت ہی سے ہوگا۔

ضعیف: یہ ہے کہ وہ کسی سامان کا بدلہ نہیں ہے، یعنی نہ نقدی یا تجارت کے مال کا بدلہ ہے اور نہ مال تجارت کے علاوہ گھریلو سامان کا بدلہ ہے، بلکہ یا مہر یا بدل خلع وغیرہ ہے اور وہ چند سال کے بعد وصول ہوا ہے تو اس پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہے، بلکہ کم از کم بقدر نصاب یا اس سے زیادہ یا تمام قرضہ وصول ہونے کے بعد سے اس رقم کا سال شروع ہوگا اور پھر سال پورا ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی، لیکن اگر پہلے سے اور رقم بھی بقدر نصاب موجود ہو تو وصول شدہ رقم اس میں ملا کر پہلی رقم کا سال پورا ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (''زبدۃ الفقہ'' خلاصہ ''عمدۃ الفقہ'' ص ۱۵ حصہ سوم)

میں اصل مال پر زکوۃ نہیں۔تجارتی کمپنی کے اصل سرمایہ ومنافع ہر دو پر زکوۃ ہے۔ [۱]

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

شیر میں اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ واجب ہے

(۵۷۹)س:...... ایک شخص نے ایک کمپنی میں ایک ہزار روپیہ کا شیر لیا ہے اور اس کمپنی سے امسال کے واسطے پچھتر روپیہ تقسیم کا حاصل کیا ہے تو کمپنی میں جو رقم شیر خریدی کی دی ہوئی ایک ہزار روپیہ کی ہے اس کے اوپر زکوۃ دینی فرض ہے یا پچھتر روپیہ کے اوپر؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: دونوں پر زکوۃ دینی واجب ہے۔

زمین میں زکوۃ ہے یا نہیں؟

(۵۸۰)س:...... زید کے پاس ایک ہزار روپیہ کی زمین (کھیت) ہے۔زید زکوۃ ادا کرنا چاہتا ہے، کیا اس زمین پر زکوۃ واجب ہے؟ یا اس کھیت سے جو غلہ وصول ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے؟ کیا زمین کی زکوۃ بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کھیت سے دھان وغیرہ وصول ہوتا ہے اس میں کس طرح زکوۃ دی جائے؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: زمین کی قیمت پر زکوہ واجب نہیں ہے۔زمین کی پیداوار پر زکوہ واجب ہوتی ہے ﴿واتوا حقہ یوم حصادہ﴾ الآیۃ۔ [۲]

---

[۱]......جو کمپنی تجارت کرتی ہے، جیسے: ریشم اور کپڑے کے کارخانے، لوہا اور سامان بنا کر تجارت کرنے والے کارخانے، سمینٹ بیچنے والی کمپنی، بجلی سپلائی کرنے والی کمپنی (الیکٹرک کمپنی) تو اس کی اصلی رقم اور سرمایہ دونوں پر زکوۃ واجب ہے۔اور جو کمپنی تجارت نہیں کرتی صرف کرایہ وصول کرتی ہے، جیسے: ٹرام کمپنی، ریلوے کمپنی، بس کمپنی تو اس کے شیرز کے منافع پر زکوۃ ہے، اصل رقم پر زکوۃ نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص۱۴ ج ۲، وص ۱۱۱ ج ۳)

[۲]......سورۂ انعام، آیت ۱۴۱۔

ترجمہ: زمین کی پیداوار کا حق ادا کردو جوان کے کٹنے کے دن تم پر ثابت ہوتا ہے۔

تمام فقہاء و مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے زمین کی پیداوار میں عشر اور نصف عشر یعنی دسواں حصہ یا بیسواں حصہ مراد ہے۔[۱]

عشر کی زمین میں یہ شرط ہے کہ وہ خراجی زمین نہ ہو یعنی سرکاری لگان اس پر مقرر نہ ہو اور جس زمین پر سرکاری لگان مقرر ہے وہ زمین عشری نہیں ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اس لئے کہ ایک زمین پر دو حق واجب نہیں ہوتے۔[۲]

جو زمین خراجی یعنی سرکاری لگان والی نہ ہو اور وہ بارش یا دریا کے پانی سے سینچی جائے تو اس کی پیداوار میں عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا بطور زکوۃ کے واجب ہے اور جو زمین کنویں سے پانی نکال کر یا پانی مول لے کر سینچی جاوے تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوۃ واجب ہے۔[۳]

۱...... فان العامة المفسرين على انه العشر او نصفه۔ (شامی ص۲۶۴ ج۳، باب العشر)

۲...... قوله: (ارض غير الخراج) اشار الى ان المانع من وجوبه كون الارض خراجية، لانه لا يجتمع العشر والخراج فشمل العشرية۔ (شامی ص۲۶۵ ج۳، باب العشر)

۳...... وما سقى بغرب او دالية او سانية ففيه نصف العشر على القولين۔ جس زمین کو بڑے ڈول، رہٹ اور اونٹنی کے ذریعہ سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ دونوں قولوں پر۔ یعنی جو زمین قدرتی پانی سے سیراب نہ ہوئی ہو بلکہ اس کو ذاتی آلات سے سیراب کیا ہو تو اس میں بیسواں حصہ لازم ہوگا، یعنی بیس کیلو میں ایک کیلو غلہ۔ وجہ اس کی یہ کہ اس میں مشقت اور خرچ زیادہ ہوا ہے، اس لئے شریعت نے عشر کم کر کے آدھا کر دیا۔ حدیث میں ہے:

((فيما سقت السماء والعيون او كان عذريا العشر وما سقى بالنضح نصف العشر))۔

(بخاری ص۲۰۱ ج۱، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجارى۔ مسلم ص۳۱۶ ج۱، باب ما فيه العشر او نصف العشر۔ ابوداؤد ص۲۳۲ ج۱، باب صدقة الزرع)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشین وغیرہ سے زمین کو سیراب کیا ہو تو بیسواں حصہ لازم ہوگا۔

(الشرح الثمیری ص۳۲۸ ج۱، کتاب الزکوۃ)

ملک برما میں کوئی زمین عشری نہیں ہے، بلکہ سب کے سب خراجی زمین ہے، اس لئے یہاں زمین کی پیداوار پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

ہاں جو مال سال بھر تک جمع رہا ہے اور اپنی ضرورت سے زائد ہو اس پر زکوہ واجب ہے، جیسے نقد و زیورات وغیرہ مال کی زکوۃ میں چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی جو غلہ تجارت کے لئے ہو اس پر سال بھر کے بعد چالیسواں حصہ دیا جاوے۔ واللہ تعالی اعلم

زکوۃ ادا کرنے کے لئے خلیفہ یا امام کا ہونا شرط ہے؟

(۵۸۱) س:...... کیا زکوہ کا مال اپنے طور پر تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے یا خلیفہ یا امام کے ذریعہ دیا جانا ضروری ہے؟ اگر امام وقت کے ذریعہ نہیں دی جائے تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جب امام موجود نہیں تو بطور زکوۃ مستحقین میں دینے سے ادا ہو جاتی ہے [۱] اور امام کی غیر موجودگی میں بھی زکوۃ دینا فرض ہے۔ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

بھیڑ، بکری کی زکوہ

(۵۸۲) س:...... زید کے پاس ایک سو بھیڑ ہیں، پہلے سال ان بھڑوں کی زکوہ دے چکا ہے۔ آج دوسرا سال ہے کیا ان بھیڑوں پر بھی زکوہ واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بھیڑ بکری میں چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ایک بھیڑ اور ایک بکری ہے۔ ایک سو اکیس میں دو ہیں اور دو سو میں تین

[۱]...... اسلام میں زکوۃ کی وصولی کا نظام کے متعلق مختصر تفصیل کے لئے دیکھئے! ص ۱۸۷۔

ایسے ہی ہر ایک سو میں ایک بھیڑ یا ایک بکری ہے۔ [1] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم

زکوۃ ظاہر کئے بغیر زکوۃ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵۸۳) س:...... ایک شخص بہت غریب ہوگیا اس کی امداد کے لئے زکوۃ کا روپیہ اس کو دینے سے لینے میں اسے شرمندگی ہوتی ہے اور قبول نہیں کرتا، حالانکہ وہ فاقہ کرتا ہے، تو کیا اس صورت میں بغیر ظاہر کئے ہوئے زکوۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ ادا کرتے وقت صرف اتنا معلوم ہوجانا کہ یہ شخص محتاج ہے زکوۃ دینے کے لئے کافی ہے۔ [2] زکوۃ کا ظاہر کرنا کچھ ضروری نہیں، بلکہ اگر کسی محتاج دوست یا کسی رشتہ دار کو زکوۃ دینی ہو تو ایسی جگہ زکوۃ کا نہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ [3] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[1]......(نصاب الغنم .....اربعون و فیھا شاۃ) تعم الذکور و الاناث (و فی مائۃ واحدی و عشرین شاتان، و فی مائتین و واحدۃ ثلاث شیاہ، و فی اربعمائۃ اربع شیاہ) ...(ثم فی کل مائۃ شاۃ)۔

(الدر المختار ص۲۰۵ ج۳، باب زکاۃ الغنم)

یہی تفصیل بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ (بخاری، باب زکوۃ الغنم ص۱۹۵، و۱۹۶ ج۱)

[2]......اذا شک و تحری فوقع فی اکبر رأیہ انہ محل الصدقۃ فدفع الیہ او سأل منہ فدفع او رأہ فی صف الفقراء فدفع فان ظھر انہ محل الصدقۃ جاز بالاجماع۔

(عالمگیری ص۱۹۰ ج۱، الباب السابع فی المصارف۔ اور دیکھئے! فتح القدیر ص۲۱۵، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ الخ۔ بحر الرائق ص۲۴۷ ج۲، باب المصارف)

[3]......(و شرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ) اشار الی انہ لا اعتبار للتسمیۃ، فلو سماھا ھبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح، و الی انہ لو نوی الزکاۃ و التطوع وقع عنھا عند الثانی، لان نیۃ الفرض اقوی۔

(شامی ص۱۸۷ ج۳، کتاب الزکوۃ، وھکذا فی الھندیۃ ص۱۷۱ ج۱، الباب الاول۔ و الھدایۃ ص۱۶۷ ج۱، کتاب الزکوۃ)

مصارف زکوۃ کا بیان

زکوۃ وفطرہ کے حق دار کون ہیں؟ اور کن کو دینا افضل ہے؟

(۵۸۴) س:...... زکوۃ وفطرہ کے حق دار کون ہیں؟ اور کن کو دینا افضل ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ وفطرہ اپنے غریب رشتہ داروں کو دینا افضل ہے اور اس میں دوہرا ثواب ہے اور دوسرے لوگوں سے بھی فطرہ جمع کر کے اپنے غریب رشتہ داروں کو دینا جائز ہے۔[۱]

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

فقراء ومساکین زکوۃ کے مستحق ہیں

(۵۸۵) س:...... فقیر، مسکین، ابن السبیل، غازی، مدیون، مکاتب، یہ لوگ شرعا مصارف زکوۃ وفطرہ ہے یا نہیں؟ ان کے موجود ہوتے ہوئے صدقۂ فطر اور زکوۃ کو مسجد، اسکول، پل اور کفن میت وغیرہ میں صرف کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: اس ملک میں غازی اور مکاتب کا وجود

---

[۱]......وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوه والاعمام والاخوال الفقراء ، بل هم اولى لانه صلة و صدقة ، وفى الظهيرية: ويبدأ فى الصدقات بالاقارب ، ثم الموالى ثم الجيران۔

(شامی ص۲۹۳ ج۳، قبل صفحتين : مطلب فى جهاز المرأة هل تصير به غنية؟)

وكره نقلها الا الى قرابة بل فى الظهيرية: لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبدأ بهم فيسد حاجتهم، وفى الشامية: عن ابى هريرةؓ مرفوعا الى النبى ﷺ انه قال : ((يا امة محمد! والذى بعثنى بالحق لا يقبل الله صدقة من رجل وله قرابة محتاجون الى صلته ويصرفها الى غيرهم ، والذى نفسى بيده لا ينظر الله اليه يوم القيامة))۔ (شامی ص۳۰۴ ج۳، باب المصرف)

نہیں ہے۔ دیگر مستحقین فقراء ومساکین ومدرسین ومدیون وغیرہ زکوۃ وفطرہ کے صحیح مصرف ہیں اور انہیں لوگوں کا حق ہے۔

زکوہ کے باب میں ﴿توخذوا من اغنیائھم و ترد علی فقرائھم ﴾وارد ہوا ہے کہ زکوہ مالداروں سے لے کر فقراء میں تقسیم کی جاوے۔[۱] فقط،و اللہ تعالی اعلم ۔

زکوۃ کس کو دینا اولی ہے؟

(۵۸۶) س:...... محلّہ میں اگر کوئی زکوۃ دہندہ ہو تو کس کو زکوۃ دینا اولی ہے وانسب ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: سب سے زیادہ حق دار اپنے درجہ بدرجہ رشتہ دار ہیں،اس کے بعد محلّہ کے غرباء ومساکین واہل حاجت کا حق ہے۔[۲]

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تنگ دست ومقروض کو زکوۃ دینا

(۵۸۷) س:...... زید بیوی بچوں والا بے روزگار اور تنگ حالت میں ہے،اس کے باپ کی جائداد ہے،اس کے چھ حقدار ہیں اور ایک زید بھی ہے،لیکن جائداد کی کچھ آمدنی نہیں ہوتی۔اب وہ سرکار میں حوالہ ہے اور جائداد پر کچھ رقم بھی باقی ہے ایسی صورت میں زید کو زکوۃ' فطرہ وغیرہ لینا' دینا جائز ہے یا نہیں؟ زید پچاس روپیہ کا مقروض بھی ہے۔

ج:...... حامدا و مصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کی جو حالت تنگ دستی اور قرض داری کی بتلائی گئی ہے ایسی حالت میں زید کو صدقۂ فطر وزکوۃ دینا درست

---

[۱]......سورۂ توبہ،آیت۱۰۳۔

[۲]......والافضل اخوتہ واخواتہ ثم اولادھم ثم اعمامہ وعماتہ ثم اخوالہ وخالاتہ ثم ذووارحامہ ثم جیرانہ ثم اھل سکتہ ثم اھل بلدۃ کما فی النظم۔(شامی ص۳۰۴،باب المصرف)

ہے، جبکہ زید خود مقروض ہے اور محتاج ہے تو اس کو زکوۃ لینا درست ہے۔

جس شخص کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ صاحب نصاب سمجھا جائے بلکہ تھوڑا سا مال ہے یا مقروض ہے، ایسے شخص کو زکوۃ وصدقۂ فطر دینا اور اس کو لینا درست ہے۔

''مصرف الزكوة والعشر وهو من له ادنى شئى او دون نصاب او قدر نصاب غير تام مستغرق فى الحاجة ومسكين من لا شئى له''۔(درمختار ص۹۳ ج ۲)۔[۱]

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

قرض دار امام زکوۃ کا مستحق ہے

(۵۸۸) س:...... ایک خطیب غیر ملکی قرضدار ہیں اور مالک نصاب بھی نہیں ہے اور تنخواہ امامت جو ملتی ہے بال بچوں اور گھر خرچ میں بمشکل کفایت کرتی ہے۔قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے تو ادائے قرض کے لئے موصوف کو صدقۂ فطر و زکوۃ لینا درست ہے یا نہیں۔

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: اگر امام صاحب نصاب نہ ہو اور غریب ومحتاج ہو تو جس طرح دیگر مساکین وفقراء وغرباء زکوۃ کے مستحق ہیں ویسے ہی امام بھی حقدار ہے اور جبکہ امام غربت کے ساتھ قرضدار بھی ہو تو ایسے امام کو زکوۃ وصدقہ فطر لینا درست ہے، بشرطیکہ دینے والے بطیّب خاطر دیں۔ [۲] امام کو فطرہ یا چرم قربانی اپنا حق

---

[۱]......الدر المختار ص۲۸۴ ج ۳، باب المصرف۔

[۲]......حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا، جان لو! کسی بھی دوسرے شخص کا مال (لینا یا استعمال کرنا) اس کی مرضی وخوشی کے بغیر حلال نہیں۔

قال رسول الله ﷺ: ((الا لا تظلموا ،الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه))۔

(مشکوۃ،ص۲۵۵،باب لاغصب والعارية۔مظاہر حق ص۱۵۷ ج ۳)

سمجھ کر طالب ہونا جائز نہیں، اس لئے کہ زکوۃ وفطرہ پر امام کا کوئی حق شرعی نہیں، لہذا جبرا طلب کرنا معصیت وگناہ ہے۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

غریب امام کو زکوۃ وفطرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵۸۹) س:...... غریب امام کو زکوۃ وفطرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اور امامت کی قلیل آمدنی کافی نہ ہو ایسے امام کو فطرہ وزکوۃ دینا ولینا درست ہے اور دینے والوں کی رضامندی سے لینا درست ہے، امام کا حق سمجھ کر بجبر واکراہ وصول کرنا جائز نہیں۔[۱] دینے والا مختار ہے جسے چاہے دے۔ بستی کے غرباء کی امداد کرنا تنخواہ دار امام کو دینے سے زیادہ افضل ہے، اس لئے کہ زکوۃ وفطرہ غرباء کا حق ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

عالم کو کتب فقہ وحدیث خریدنے کے لئے زکوۃ لینا کیسا ہے؟

(۵۹۰) س:...... عالم غریب کو کتب فقہ وحدیث وغیرہ خریدنے کے لئے صدقۂ فطر و زکوۃ لینا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: اس غرض سے زکوۃ وصدقۂ فطر لینا درست نہیں۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

یتیم خانہ میں زکوۃ کیسے ادا ہوگی؟

(۵۹۱) س:...... جو مدرسہ مع یتیم خانہ مسلمانوں کے چندہ سے چلتا ہے اگر کوئی شخص اس

---

[۱]......ولا تؤخذ الزکاۃ جبرا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۷۱۸، قبیل باب المصرف)

میں زکوۃ کے روپیہ یا فطرہ کے پیسے دینا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ مہتمم یا منیجر کے ہاتھ سے وصول کر کے آمد وخرچ کے بک میں محسوب کر لینے سے جائز ہوگا کہ نہیں؟ اور زکوۃ وفطرہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: چندۂ یتیم خانہ میں جو رقوم زکوۃ و صدقات واجبہ و نافلہ مہتمم و منیجر کے ہاتھ میں آتی ہیں اور وہ آمد وخرچ کے حساب میں جمع کر لیتے ہیں، اس سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ مہتمم و منیجر یتامی کی طرف سے وکیل ہے، لہذا ان کے قبضہ میں آجانا موکلین کا قبضہ سمجھا جائے گا اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔[1]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

یتیم خانہ کے مکان کا ٹیکس زکوۃ سے ادا کیا جا سکتا ہے؟

(۵۹۲) س:...... ایک مکان میں یتیم خانہ ہے اس مکان کا مالک یہی یتیم خانہ ہے۔ اس مکان اور جگہ کا ٹیکس ڈپلومنٹ اور رنگون منسپل کو ادا کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مد زکوۃ سے یہ ٹیکس ادا کیا جا سکتا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: یتیم خانہ میں جو رقم زکوۃ وصدقات واجبہ و نافلہ منیجر کے ہاتھوں میں آتی ہے اور مہتمم اسے آمد وخرچ کے حساب میں جمع کر لیتے ہیں اس سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ مہتمم و منیجر یتیموں کی طرف سے وکیل ہیں، لہذا مہتمم کے

---

[1]......اس کی تائید میں ''تذکرۃ الرشید'' سے حضرت گنگوہیؒ کا ایک فتوی نقل کرنا مناسب ہے:
''مہتمم مدرسہ کا نائب جملہ طلبہ کا ہوتا ہے، جیسے امیر نائب جملہ عام کا ہوتا ہے، پس جو شئی کسی نے مہتمم کو دی، مہتمم کا قبضہ خود طلبہ کا قبضہ ہے اس لئے قبضہ سے ملک معطی سے نکلا اور ملک طلبہ کا ہو گیا، اگر چہ وہ مجہول الکمیت والذات ہوں مگر نائب معین ہے''۔ (ص۱۶۵، شبہات فقہیہ ومسائل مختلف فیہا)

قبضہ میں ان رقوم کا آجانا یتامی کا قبضہ سمجھا جائے گا اور زکوۃ ادا ہوجائے گی۔ لے منیجر یتیم خانہ زکوہ دینے والوں کی طرف سے بطور نائب یتیموں کی ضروریات میں صرف کرسکتا ہے۔ اور زکوۃ دینے والوں کی غالب عادت یہی ہے کہ ایسے امور میں منیجر کو خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا طلبہ و یتامی کے ضروری حوائج میں صرف کرنا جائز ہوگا، لہذا مدزکوۃ سے یتیم خانہ کے مکان کا سرکاری ٹیکس ادا کرنے میں گنجائش ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ کسی بالغ طالب علم کو سرکاری ٹیکس کی مقدار مدزکوۃ سے رقم مالک بنا کر دیدی جاوے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

زکوۃ کی رقم سے غریب بچوں کو قرآن‘ کتاب‘ کپڑے دینا کیسا ہے؟

(۵۹۳) س:...... زکوۃ کی رقم سے غریب و یتیم بچوں کو قرآن شریف‘ کتابیں اور کپڑے لا دینا درست ہے یا نہیں؟ یعنی بچوں کو پیسے نہ دیئے جاویں اور کتابیں‘ قرآن شریف اور کپڑے ان کو دیئے جاویں۔

لے...... جواب نمبر ۵۹۲ رکے حاشیہ پر حضرت گنگوہیؒ کا فتوی نقل کیا گیا ہے۔ ایسے وکالت مہتمم کا مسئلہ اختلافی ہے، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ دونوں کا اس میں اختلاف ہے۔ بعد میں فقہاء کا بھی اختلاف رہا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۱۹ ج ۱۰)

’فتاوی حقانیہ‘‘ میں ہے:

موجودہ دور میں مدارس کے مہتمم کی حیثیت عاملین زکوۃ کی سی ہے، جب کوئی شخص ان کو زکوۃ ادا کرے تو اس کی زکوۃ اسی وقت ادا ہوجائے گی۔ (فتاوی حقانیہ ص ۷۷ ج ۴)

’’لما قال العلامة ابن الهمامؒ : فهذه جهات الزكوة فللمالک ان يدفع الى كل واحد منهم ، وله ان يقتصر على صنف واحد‘‘ ۔ (فتح القدیر ص ۲۰۵ ج ۲، کتاب الزکوۃ)

وذكر الامام ابو بكر الجصاص الرازيؒ :’’ عن علي وابن عباسؓ قالا : اذا اعطى الرجل الصدقة صنفا واحدا من الاصناف الثمانية اجزأه ‘‘ الخ۔ (احکام القرآن ص ۱۳۹ ج ۳)

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جس طرح نقد رقم سے زکوۃ دینا درست ہے، اس طرح مال زکوۃ سے خریدی ہوئی چیزیں اناج' کپڑا' قرآن شریف وغیرہ یتیم و غریب بچوں کو بطور تملیک کے دے دینا درست ہے، بشرطیکہ مالک بناوے جاویں، عاریۃً چندروزہ استعمال کے بعد مدرسوں یا یتیم خانوں میں واپس دے دینے کی شرط سے دینے میں چونکہ تملیک نہیں ہوتی اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ مالک بنا کر دیدینے سے ادا ہوجائے گی۔

لیکن غریب بچہ کا باپ اگر غنی ہو تو وہ بچہ باپ کے تابع ہو کر غنی سمجھا جائے گا ایسے بچوں کو زکوۃ دینا درست نہیں۔

اور مدرسہ و یتیم خانہ کے بالکل چھوٹے بچے جو لینے کو اور پھینکنے کو بھی نہ سمجھتے ہوں ایسے ناسمجھ بچوں کو زکوۃ یا زکوۃ کا مال دیا جاوے تو ان کے سرپرستوں اور یتامی کے منتظمین و پرورش کرنے والوں کے قبضہ میں مال زکوۃ دے کر ان کے ہاتھ سے یتیم اور غریب ناسمجھ بچوں کو دلایا جاوے تاکہ تملیک تام ہوجاوے۔

"(ھی)... شرعا (تملیک) خرج الاباحۃ، فلوا طعم یتیما ناویا الزکوۃ لا یجزیہ الا اذا دفع الیہ المطعوم، کما لو کساہ بشرط ان یفعل القبض، (وفی الشامیہ) وفسرہ فی الفتح وغیرہ بالذی لا یرمی بہ ولا یخدع عنہ ،فان لم یکن عاقلا فقبض عنہ ابوہ او وصیہ او من یعولہ قریبا او اجنبیا او ملتقطہ صح کما فی البحر والنھر"۔[۱]

وفی التملیک اشارۃ الی انہ لا یصرف الی مجنون وصبی غیر مراھق، الا اذا

[۱]......شامی ص ۱۷۱ ج ۳، کتاب الزکوۃ۔

قبض لهما من يجوز له قبضه كالاب والوصي وغيرهما ، ويصرف الى مراهق يعقل الاخذ كما في المحيط .قهستاني۔ [1] فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

زکوۃ کی رقم مسجد،اسکول کے پاخانہ اور پانی کے ٹیکس میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۵۹۴)س:...... زکوۃ اور فطرہ سے مسجد اور سرکاری اسکول کے پاخانے اور پانی کا ٹیکس میونسپل کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: ''لا يصرف الى بناء مسجد ولا الى كفن ميت وقضاء دينه ''۔ مسجد،پل،اسکول،کفن میت،اسکول کے طہارت خانوں اور پانی کا ٹیکس وغیرہ امور میں زکوۃ وصدقہ فطر صرف کرنا و دینا درست نہیں۔اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(درالمختار ص۱۰۰ ج ۲)۔[2]

صدقۂ فطر وزکوۃ کے لئے ضروری ہے کہ کسی مستحق کو مالک بنا کر دے دیا جاوے۔ہاں سرکاری اسکول کے مسلم طلبہ واسٹوڈنس کو بطور وظیفہ واسکولرشپ مال زکوۃ وصدقۂ فطر دینا جائز ہے۔عمارت وتنخواہ ملازمین میں صرف کرنا جائز نہیں۔

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

زکوۃ وفطرہ کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

(۵۹۵)س:...... فطرہ وزکوۃ کا پیسہ مسجد میں صرف میں کرنا جائز نہیں یا نہیں؟اور زکوۃ و فطرہ کا حق دار کون ہے؟

---

[1]......شامی ص۲۹۱ ج ۳،باب المصرف، کتاب الزکوة ۔

[2]......شامی ص۲۹۱ ج ۳،باب المصرف، کتاب الزکوة ۔

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: زکوۃ وصدقات واجبہ کو مسجد کے صرف میں لانا جائز نہیں، اس کے مستحق فقراء ومساکین ہیں، ان کو دے کر مالک بنا دینا ضروری ہے۔ ''و(لا) یصرف (الی بناء) نحو (مسجد و) لا الی (کفن میت وقضاء دینه)''۔ (درمختار ص ۱۱۰ ج ۲)۔ [1]

''ومصرف الزکوۃ والعشر فهو فقیر ،الی قوله ومسکین من لا شئی له'' در۔ [2]

فقط، والله تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

زکوۃ اور فطرہ کی رقم مدرسہ کی عمارت میں لگانا جائز نہیں

(۵۹۶) س:...... مسلمانانِ باشندگان ایک بستی اکثر غرباء ہیں۔ یہاں مدرسہ نہیں۔ غریب بچے بہت ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کے زکوۃ وصدقہ کے پیسے ایک آدمی کو مالک بنا کر دے دیئے جائیں اور وہ شخص اس پیسہ کو مدرسہ بنانے میں خرچ کرے۔

اور زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے غریب بچوں کو قرآن مجید خرید کر دینا اور اس سے مدرسین کی تنخواہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: فطرہ وزکوۃ کے مال سے مدرسہ کی عمارت بنانا ومدرسین کی تنخواہ دینا جائز نہیں۔

فطرہ عید کے دن غرباء ومساکین کا حق ہے، اس کو اس حیلہ سے جمع کر کے مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں۔

اور جو غریب فطرہ کا مالک بنایا جائے گا وہ اپنی خوشی سے کیوں واپس دینے لگا۔ یہ

---

[1]...... شامی ص ۲۹۱ ج ۳، باب المصرف، کتاب الزکوۃ۔

[2]...... درمختار ص ۲۸۳ ج ۳، باب المصرف، کتاب الزکوۃ۔

صرف دھوکہ وحیلہ ہی ہے، یہ جائز نہیں۔

ہاں مدرسہ کے غریب ونادار بچوں کو فطرہ کے پیسوں سے قرآن شریف و پارے خرید کر انہیں کو مالک بنادینا جائز ہے۔

بہتر یہ ہے کہ صغیر بچوں کو ان کے اولیاء یا منیجر مدرسہ کے ذریعہ مالک بنایا جائے۔

فقط، و الله تعالى اعلم و علمه اتم و ا حكم۔

زکوۃ کی رقم مدرسہ یا مسافر خانہ کی تعمیر میں لگانا

(۵۹۷) س:...... حضرت ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہؒ کے مزار سے ملحق جو زمین افتادہ ہے اس کو خرید کر اس میں ایک درسگاہ اور ایک مسافر خانہ برائے رفاہ المسلمین بنوایا جائے گا، اس کے لئے بمد زکوۃ روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و با لله التوفيق: زکوۃ کا روپیہ کسی مستحق کو بطور تملیک دینا ضروری ہے، لہذا عمارات بنانے میں خواہ مسجد ہو یا مدرسہ، مسافر خانہ ہو شفا خانہ، زکوۃ کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں، جیسے کسی مردہ کا گور وکفن کرنا یا مردے کی طرف سے قرض ادا کرنا مال زکوۃ سے اسی لئے درست نہیں کہ اس میں تملیک نہیں ہوتی۔ و لا يصرف الى بناء المسجد و لا الى كفن ميت و قضاء دينه۔ (درالمختار ص۱۰۰ ج ۲) [۱]

فقط، و الله تعالى اعلم و علمه اتم و ا حكم۔

زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے اسکول بنانا کیسا ہے؟

(۵۹۸) س:...... متفرق چندہ زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے اسکول بنانا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و با لله التوفيق: زکوۃ اور فطرہ کے پیسے سے اسکول یا

[۱]......شامی ص ۲۹۱ ج ۳، باب المصرف، کتاب الزکوۃ۔

مدرسہ بنانا جائز نہیں۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

زکوۃ کی رقم سے کنواں یا مسجد بنانا

(۵۹۹) س:...... زکوۃ کی رقم سے مسجد اور عام لوگوں کے لئے کنواں کھودوانا جائز ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ میں یہ شرط ہے کہ کسی غریب مسکین کو بطور تملیک کے دے دیا جائے، لہذا زکوۃ کے روپیہ سے کنواں یا تالاب یا مسجد وغیرہ بنانا جائز نہیں۔

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ صاحب زکوۃ' زکوۃ کا روپیہ کسی دیندار اہل حاجت کو مالک بنا کر دیدے اور وہ شخص زکوۃ کا روپیہ قبض وقبول کرنے کے بعد اپنی خوشی سے کنواں کھودوانے میں صرف کردے۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

زکوۃ وفطرہ کے پیسہ سے جنازہ کی چارپائی بنانا کیسا ہے؟

(۶۰۰) س:...... زکوۃ وفطرہ کے پیسے سے جنازہ کی چارپائی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ وفطرہ کے پیسے غرباء ومساکین و فقراء ومحتاجوں کو دینا چاہئے، اس سے جنازہ کی چارپائی بنانی جائز نہیں۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

زکوۃ کی نیت سے قرض معاف کردیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی

(۶۰۱) س:...... عمر نے زید کو پانچ سو روپیہ قرض دیا ہے۔ یہ روپیہ وصول ہونے کی زیادہ امید نہیں۔ عمر زکوۃ کی نیت سے قرض معاف کردے تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ کی نیت سے قرض معاف کردینے

سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، ہاں جس قدر قرض معاف کرنا ہے اسی قدر نقد روپیہ مقروض کے ہاتھ میں بہ نیت زکوۃ دے کر مالک بنادیا جائے، اس کے بعد قرض کا مطالبہ کیا جائے، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہوگی اور قرض بھی وصول ہوگا۔ (درالمختار ص ۱۸ ج ۲) ۱

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

سوال مثل بالا

(۶۰۲) س:...... ایک شخص نے کسی کو کچھ روپیہ قرض دیا، لینے والا واپس نہیں دے سکتا تو اس نے کہا کہ یہ روپیہ تم کو زکوۃ میں دیتا ہوں۔ اس طرح زکوۃ ادا ہوگئی؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: قرض کا روپیہ زکوۃ کی نیت سے معاف کردینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوئی۔

''واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز، وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوته ثم یأخذ ها عن دینه''۔ (درالمختار ص ۱۸ ج ۲) ۲

اسی طرح یہ کہنے سے کہ: ''یہ روپیہ تم کو زکوۃ میں دیتا ہوں'' زکوہ ادا نہ ہوگی۔ ہاں دیتے وقت کہا ہو کہ یہ روپیہ زکوہ کا دیتا ہوں تو زکوہ ادا ہو جائے گی۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

مدرسین کی تنخواہ میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟

(۶۰۳) س:...... مدرسین کی تنخواہ میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟

۱...... ''واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز، وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوته ثم یأخذ ها عن دینه''۔ (الدر المختار ص ۱۹۰ ج ۳، کتاب الزکوة)

۲...... الدر المختار ص ۱۹۰ ج ۳، کتاب الزکوة۔

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: جائز نہیں۔ [1] زکوۃ کے مستحق غرباء و مساکین ہیں۔فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

زکوۃ کی رقم سے امام ومؤذن کی تنخواہ دینا کیسا ہے؟

(۶۰۴) س:...... امام ومؤذن کی تنخواہ چندہ کرکے دی جاتی ہے،لیکن چندہ میں زکوہ کی رقم نہ لینے سے تنخواہ کے لئے چندہ کافی نہیں ہوتا اورامام ومؤذن مسجد کے ساتھ معلّمی بھی کرتے ہیں،لہذا زکوۃ کی رقم سے ان کی تنخواہ پوری کرنی کیسی ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: اگرامام ومؤذن غریب محتاج ہیں تو ان کو بلا معاوضہ زکوۃ کا روپیہ دینا جائز وبہتر ہے،لیکن ملازمت کی تنخواہ کے عوض دینا جائز نہیں۔ چندہ میں زکوۃ کی رقم وصول کرکے مؤذن وامام کی تنخواہ کے عوض دینا جائز نہیں۔ معلّمی کی تنخواہ بھی زکوۃ کی مد سے دینا جائز نہیں۔زکوۃ ہرحال میں بلا معاوضہ دینی ضروری ہے۔ [2] فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سادات کوزکوۃ دینا کیسا ہے؟

(۶۰۵) س:...... اس زمانہ میں آل رسول ﷺ کوزکوۃ دینا جائز ہے یانہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ بیت المال نہیں ہےاس لئے اس زمانہ میں سیدکوزکوۃ دینا جائز ہے۔

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: سادات بنی ہاشم پرزکوۃ حرام ہونے کی

---

[1]......ولو نوی الزکوۃ بما یدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستأجره، ان کان الخلیفة بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزأه والا فلا۔(عالمگیری ص۱۹۰ ج۱،الباب السابع فی المصارف)

[2]......اما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملک من کل وجه لله تعالی۔(عالمگیری ص۱۷۰ ج۱،الباب الاول، کتاب الزکوۃ)

علت یہ نہیں کہ خمس الخمس مقرر تھا، بلکہ حرمت کی علت حسب تصریحات احادیث صحیحہ اوساخ الناس اور غسالۃ الایدی ہے [۱] اور یہ علت ہر زمانہ میں باقی رہی اور رہے گی، لہٰذا مفتی بہ قول یہ ہے کہ سادات کو زکوۃ دینا جائز نہیں [۲]، لیکن بعض علماء متأخرین نے جواز کا فتوی دیا ہے۔ [۳] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱]......قال رسول اللہ ﷺ: ((ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس و انھا لا تحل لمحمد ولالآل محمد)) رواہ مسلم۔ (مشکوۃ ص۱۶۱، باب من لا تحل لہ الصدقۃ، کتاب الزکوۃ)
ترجمہ: یہ صدقہ یعنی زکوۃ تو انسانوں کے میل ہیں، صدقہ نہ تو محمد (ﷺ) کے لئے حلال ہے اور نہ آل محمد (بنی ہاشم) کے لئے حلال ہے۔ (مظاہر حق ص۲۲۲ ج۲)

[۲]......ولا الی بنی ھاشم۔ (درمختار ص۲۹۹ ج۳، باب المصرف)
عالمگیری ص۱۸۹ ج۱، الباب السابع فی المصارف۔ بحر الرائق ص۲۴۶ ج۲، باب المصرف۔

[۳]......سادت کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں، اس مسئلہ پر امت کے اکثر فقہاء کا اتفاق رہا ہے، بلکہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے تو یہاں تک لکھا کہ:

''لا نعلم خلافا فی ان بنی ھاشم لا تحل لھم لاصدقۃ المفروضۃ''۔ (المغنی ص۵۱۹ ج۲)
یعنی ہمیں بنو ہاشم کے لئے زکوۃ حرام ہونے میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔

اور آپ ﷺ کے عظمت محبت اور اہل بیت کے فضائل پر نظر کرتے ہوئے دل لگتی بات وہی ہے جو فقہاءؒ نے لکھی کہ سادات کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے لاکھوں نہیں کروڑوں روپے ایاء وشہرت کی جگہوں میں؛ ضرورت سے زیادہ مکانات ومحلات کی تعمیرات میں؛ نکاح وشادی کی بے جا دعوت میں؛ اور ان سے بڑھ کر کھلم کھلی خدا کی معصیت میں صرف ہو رہے ہیں؛ اور سادات کے لئے حیلے اور فقر کا نام دے کر زکوۃ کو حلال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کاش یہ رقوم نبی کریم ﷺ کی اولاد کی اعانت میں صرف ہوتی۔ اللھم وفقنا لما یحب و یرضی۔ البتہ واقعی جن ممالک میں غربت کی انتہا ہو اور مسلمان للہ مال سے سادات کی خدمت سے معذور ہوں تو دوسری بات ہے۔

حضرت مفتی مرغوب احمد صاحبؒ ''سفینۃ الخیرات'' میں تحریر فرماتے ہیں:
علامہ شعرانیؒ نے میزان کبری میں لکھا کہ سادات پر حرمت زکوۃ بوجہ نجابت ذاتی اور شرافت نسبی

کے ہے، لیکن اگران حضرات کوفقر وتنگدستی سے زکوۃ لینے کی شدید احتیاج ہوتو زکوۃ ان کی دی جائے۔

بعض حضرات نے چونکہ خمس الخمس جو اہل قرابت کے لئے تھا وہ اب نہیں رہا، اس لئے سادات کے لئے زکوۃ لینے کا قول اختیار کیا ہے۔ یہاں ایک فتوی اس سلسلہ کا نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس میں جواز کے قائلین اوران کے دلائل وغیرہ کی تفصیل آگئی ہے۔ فقیہ العصر مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ سے کسی نے یہ فتوی پوچھا تھا، موصوف نے اس کا تفصیلی جواب لکھا جو درج ذیل ہے:

سوال:...... موجودہ حالات میں بیت المال وغیرہ کا نظام نہیں ہے، سادات کوزکوۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب:...... موجودہ دور میں کسی ہاشمی کو جوفقیر ہوزکوۃ دینا میرے نزدیک جائز ہے۔ اس بارے میں اصل مسلک تمام ہی علماء کا یہی ہے کہ زکوۃ ہاشمی کونہیں دی جاسکتی، لیکن اس ظاہر الروایہ اور مشہور مسلک سے الگ ہوکر ایک قول امام ابو یوسفؒ کا یہ منقول ہے کہ ہاشمی کی زکوۃ ہاشمی کو دی جاسکتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے ابوعصمہؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ امام صاحبؒ سادات کے لئے علی الاطلاق جواز زکوۃ کے قائل ہیں، خواہ زکوہ ہاشمی کی ہو یا غیر ہاشمی کی۔ امام صاحبؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ خمس الخمس جو اہل قرابت رسول کے لئے تھا، وہ انہیں نہیں ملتا، زکوۃ ان پر حرام قرار دی گئی تھی، لیکن اس کا بدل خمس الخمس مقرر کردیا گیا تھا، اب جب کہ وہ بدل ختم ہوگیا تو اصل یعنی زکوۃ ان کے لئے حلال ہوگی، امام طحاویؒ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ شوافع میں اصطخری اور بعض حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے۔

متأخرین علماء ہند میں حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ کے بارے میں ''فیض الباری'' میں نقل کیا ہے کہ: سادات کا مجبور ہوکر بھیک مانگنے کے مقابلہ میں زکوۃ کھانا آسان تر ہے، لہذا میں بھی یہی فتوی دیتا ہوں۔ (فیض الباری ص ۵۲ ج ۳)

''کفایت المفتی''، میں مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کا فتوی جواز ہی کا نقل کیا گیا ہے، گرچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کو اس سے اتفاق نہیں۔

بہر حال قول امام مختلف ہے۔ امام طحاویؒ اور بعض دیگر علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، لیکن اختلاف دلیل و براہین کا نہیں، بلکہ بدلتے حالات اور زمانہ کا ہے، اس لئے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے اس روایت غیر مشہورہ پر فتوی دیا جاسکتا ہے۔

موجودہ حالات یہی ہیں کہ خمس الخمس سادات کو ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عطایا و ہدایا کے

ذریعہ سادات کی خدمت کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے، لہذا میں پوری طمانیت قلب کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں اور فتوی دیتا ہوں کہ ضرورت مند سادات کو زکوۃ شرعا دی جاسکتی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایا جائے: ہدایہ میں لکھا ہے:

"ولا تدفع الی بنی هاشم، لقوله علیه السلام: یا بنی هاشم ان الله تعالی حرم علیکم غسالة الناس واوساخهم وعوضکم منها بخمس الخمس" اھ۔ (ہدایہ ص۲۲۶ ج۲، طبع کراچی)

اس کے تحت فتح القدیر میں لکھا ہے: "هذا ظاهر الروایة، وروی ابو عصمة عن ابی حنیفةؒ انه یجوز فی هذا الزمان وان کان ممتنعا فی ذلک الزمان وعنه وعن ابی یوسف انه یجوز ان یدفع بعض بنی هاشم الی بعض زکوتهم"۔ (فتح القدیر ص۲۷۷ ج۲، طبع بیروت)

اور "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں لکھا ہے:

"لا الی ذمی... او هاشمی... وروی ابوعصمة عن ابی حنیفةؒ جواز دفع الزکاة الی الهاشمی فی زمانه وروی عن ابی حنیفة ان الهاشمی یجوز له ان یدفع زکاته الی الهاشمی"۔
(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص۳۰۳ ج۱، طبع مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اسی کے ذیل میں علامہ شلبی حاشیہ تبیین میں فرماتے ہیں:

"(قوله روی ابو عصمة عن ابی حنیفةؒ جواز الدفع الزکاة) قال الطحاوی هذه الروایة عن ابی حنیفة لیست بالمشهورة 'اھ' غایة، وفی شرح الآثار عن ابی حنیفةؒ لا بأس بالصدقات کلها علی بنی هاشم والحرمة للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذلک بموته علیه السلام حلت لهم الصدقة، قال الطحاوی: وبه نأخذ، وفی النتف یجوز الصرف الی بنی هاشم فی قوله خلافا لهما"۔ (حاشیه شلبی علی تبین الحقائق ص۳۰۳ ض۱، طبع مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اور "درمختار" میں ہے:

"ولا الی بنی هاشم... (قوله اطلاق المنع) یعنی سواء فی ذلک کل الازمان، وسواء فی ذلک دفع بعضهم لبعض ودفع غیرهم لهم، وروی ابو عصمة عن الامام انه یجوز الدفع الی بنی هاشم فی زمانه لان عوضها وهو خمس الخمس لم یصل الیهم لاهمال الناس امر الغنائم وایصالها الی مستحقیها. واذا لم یصل الیهم العوض عادوا الی المعوض کذا فی البحر". وقال فی النهر :

وجوز ابو یوسفؒ دفع بعضهم الی بعض، وهو روایة عن الامام‘‘۔

(الدر المختار مع رد المحتار ص۲۹۹ج۳،طبع بیروت)

’’کفایۃ‘‘ میں لکھا ہے: ’’(ولا تدفع الی بنی هاشم)...الحرمة کانت فی عهد النبی ﷺ لعوض وهو خمس الخمس، فلما سقط ذلک بموته حلت لهم الصدقة...وقال الطحاوی: وبالجواز نأخذ‘‘۔(الکفایة مع الفتح القدیر ص۲۱۱،۲۱۲،۲۱۳ج۲،طبع رشیدیہ، پاکستان)

اور’’فیض الباری شرح بخاری‘‘میں ہے:’’ونقل الطحاوی عن امالی ابی یوسفؒ انه جاز دفع الزکاة الی آل النبی ﷺ عند فقد الخمس، فان فی الخمس حقهم، فاذا لم یوجد صح صرفها الیهم، وفی البحر عن محمد بن شجاع الثلجی عن ابی حنیفةؒ ایضا جوازه، وفی عقد الجید ان الرازی ایضا افتی بجوازه ،قلت: واخذ الزکاة عندی اسهل من السوال فافتی به ایضا‘‘۔

اورحاشیہ میں مولانا بدرعالم صاحبؒ تحریرفرماتے ہیں:’’نقل العینی عن الاصطخری ایضا انهم ان منعوا الخمس جاز صرف الزکاة الیهم وروی ابن سماعة عن ابی یوسف ان الزکاة من بنی هاشم تحل لنبی هاشم، ولا تحل لهم من غیرهم، وفی ’’الینابیع‘‘ : یجوز للهاشمی ان یدفع زکاته للهاشمی عند ابی حنیفةؒ ولایجوز عند ابی یوسف، وفی’’ جوا مع الفقه‘‘ : یکره للهاشمی عند ابی یوسف خلافا لمحمد‘‘۔(فیض الباری ص۵۲ ج۳،طبع مکتبہ حقانیہ، پاکستان)

اور’’شرح معانی الاثار‘‘میں ہے:’’وقد اختلف عن ابی حنیفة فی ذلک، فروی عنه انه قال: لا بأس بالصدقات کلها علی بنی هاشم، وذهب فی ذلک عندنا الی ان الصدقات انما کانت حرمت علیهم ممن اجل ما جعل لهم فی الخمس من سهم ذوی القربی، فلما انقطع ذلک عنهم ورجع الی غیرهم بموت رسول الله ﷺ حل لهم بذلک ما قد کان محرما علیهم من أجل ما قد کان احل لهم وقد حدثنی سلیمان بن شعیب عن ابیه عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفة فی ذلک مثل قول ابی یوسف ،فبهذا نأخذ‘‘۔(شرح معانی الآثار ص۳۳۳ج۱،طبع المکتبۃ الاشرفیۃ دیوبند)

اور’’فتاوی کبری‘‘کے اخیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب’’ الاختیارات الفقهیه‘‘میں لکھا ہے:’’وبنوا هاشم اذا منعوا من خمس الخمس جاز لهم الاخذ من الزکاة وهو قول القاضی یعقوب وغیره من اصحابنا وقاه ابو یوسف والاصطخری من الشافعیة لانه محل حاجتة وضرورة‘‘

کافر کو زکوۃ دینا

(۶۰۶) س:...... زکوۃ کا روپیہ غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور چچا کا اپنی صغیر بھتیجی کو مرتدہ بھابھی سے لینے کے عوض میں زکوۃ کا روپیہ دینا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: زکوۃ میں کسی مسلم کو دینا اور بطور تملیک دینا شرط ہے، لہذا مرتدہ بھابھی کو بھتیجی کے لینے کے معاوضہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں۔ [۱]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

غیر مسلم کو نفلی صدقات دینا کیسا ہے؟

(۶۰۷) س:...... بھونگیوں کو خیرات کھانا وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: بھونگیوں اور دیگر کفار محتاجین کو خیر

نوٹ:...... مجھے ''فتاوی کبری'' کا نسخہ نہیں مل سکا، جس کے اخیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب ''الاختیارات الفقھیہ'' چھپی ہوئی ہے، البتہ اب یہ کتاب علیحدہ دار الفکر بیروت سے چھپ گئی ہے۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی لائبریری میں نسخہ ہے جس کے ص ۱۰۴ پر یہ عبارت موجود ہے۔

(فتاوی قاضی ص ۹۱، باب المصرف)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے جواز کا فتوی تو نہیں دیا، مگر اس زمانہ کے علماء و ارباب افتاء کو اس مسئلہ پر غور کی دعوت ضرور دی ہے، فرماتے ہیں:

ایک غور طلب امر:...... ہمارے زمانہ کے فقہاء کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ کیا اس دور میں بنو ہاشم میں فقر کی کثرت کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی مذکور بالا روایت پر فتوی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(درس ترمذی ص ۴۸۰ ج ۲)

[۱]...... ولا یجوز ان یدفع الزکوۃ الی ذمی لقولہ علیہ السلام : لمعاذ ((خذھا من اغنیائھم وردوھا فی فقرائھم ویدفع الیہ ما سوی ذالک من الصدقۃ))۔

(ہدایہ ص ۲۰۵ ج ۱، باب من یجوز دفع الصدقات ومالا یجوز، و ھکذا فی الھندیۃ ص ۱۸۸ ج ۱)

خیرات ونفل صدقات دینا درست ہے۔

"واما اھل الذمة فلا یجوز صرف الزکوۃ الیھم ویجوز صرف صدقة التطوع الیھم بالاتفاق"۔ (عالمگیری ص۱۲۱ ج۱)۔ [1] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

سوال مثل بالا

(۶۰۸) س:...... کیا خیر خیرات مسلمانوں کے سوا غیر مذہب والوں کو دینا جائز ہے؟ کوئی پکی ہوئی چیز فقراء کفار کو ثواب کی نیت سے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور خدانخواستہ اس سے ایمان تو نہیں جاتا؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صدقات واجبہ کے سوا دیگر صدقات و خیرات کافروں کو دینا درست ہے۔ کچا اناج ہو خواہ پکا، لباس وغیرہ ضروریات زندگی کی امداد کرنا اور سلوک کرنا بلا شبہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانچ سو دینار نقد قبل فتح مکہ معظّمہ کے قحط زدہ کافروں کی امداد کے لئے ابوسفیان اور صفوان بن امیہ کے نام بھیجے اور حکم دیا کہ غرباء اور فقراء ومحتاج کفاروں میں تقسیم کئے جاویں۔ [2]

اسلام میں ہر جاندار کے ساتھ انسان ہو خواہ حیوان، مؤمن ہو خواہ کافر، ہمدردی وسلوک کو مستحسن سمجھا گیا ہے۔ اس سے ایمان نہیں جاتا، بلکہ ثواب ملتا ہے اور ایمان پکا ہوتا ہے۔ (شامی ص۱۰۳ ج۲)۔ [3] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[1]......عالمگیری ص۱۸۸ ج۱، الباب السابع فی المصارف۔

[2]......لما روی "ان النبی ﷺ بعث خمسمائة دینار الی مکة حین قحطوا وامر بدفعھا الی ابی سفیان بن حرب وصفوان بن امیة لیفرقا علی فقراء اھل مکة"۔ (شامی ۳۰۲ ج۳، باب المصرف) وذکرہ بنحوہ المتقی الھندیؒ فی "کنز العمال، رقم الحدیث ۲۵۵۸۰، باب فی آداب الصحبة۔

[3]......ولان صلة الرحم محمودة فی کل دین، والاھداء الی الغیر من مکارم الاخلاق ۔ (شامی ۳۰۲ ج۳، باب المصرف)

صاحب نصاب کو زکوۃ دینا جائز نہیں

(۶۰۹) س:...... زکوۃ وصدقۂ فطر وغیرہ امام ومؤذن و مدرس، صاحب نصاب یعنی غنی کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: جائز نہیں۔لا يجوز دفع الزكوة الى من يملك نصابا اى مال كان و دنانير او دراهم او سوائم او عروضا للتجارة او لغير التجارة فاضلا عن حاجته فى جميع السنة ،اه۔(عالمگیری ص۱۲۱ج۱)۔[۱]

وفى الدر المختار:مصرف الزكوة والعشر هو فقير وهو من له ادنى شئى دون نصاب او قدر نصاب غير تام،مستغرق فى الحاجة،ومسكين من لا شئى له،اه۔ [۲]

وفى الدر المختار قلت حكم صدقة الفطر مثل الزكوة فى المصارف۔[۳]

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

زکوۃ وصدقہ امام کا حق ہے؟

(۶۱۰) س:...... ایک مسجد کا امام ماہواری کم از کم پندرہ روپیہ،زیادہ سے زیادہ چالیس روپیہ تک آمدنی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فطرہ، زکوۃ اور صدقہ، قربانی کا چمڑہ ہمارا حق ہے۔ یہ امام کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: زکوۃ، صدقۂ فطر وکھال قربانی یہ کسی خاص امام ومؤذن کا حق نہیں ہے۔صدقات نافلہ اگر کسی غنی امام کو بطیّب خاطر بدون جبر و

[۱]......عالمگیری ص۱۸۹ج۱،الباب السابع فى المصارف۔

[۲]......درمختار ص۲۸۴ج۳،باب المصرف۔

[۳]......درمختار ص۳۲۵ج۳،باب صدقة الفطر۔

تعدی اگر کوئی دینے والا دے تو امام کو لینا درست ہے، لیکن اگر امامؑ صاحبِ نصاب ہو تو صدقۂ فطر و زکوۃ و قربانی کی کھال کی قیمت و دام ایسے امام کو لینا و دینا درست نہیں۔ فطرہ و زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ صدقات نافلہ و واجبہ میں دینے والے کو اختیار ہے کہ جس مستحق کو چاہے دے، کسی امام کو جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ''لا جبر علی الصِلاۃ'' [۱] یعنی تبرع و احسان میں کسی کو جبر کا حق نہیں۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱]......لا جبر علی الصِلاۃ الا فی اربع: شفعۃ، ونفقۃزوجۃ، وعین موصی بھا، ومال وقف۔

(الدرالمختار ص۵۲۱ ج۸، فصل فی مسائل متفرقۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، کتاب الھبۃ، قبیل کتاب الاجارۃ)

یعنی جبر نہیں صلوں پر، صلات جمع ہے صلہ کی، اور صلہ عبارت ہے ادائے مال سے بلا مقابلہ عوض مال کے، چنانچہ زکوۃ اور نذر اور کفارہ۔ مطلب یہ ہے کہ صلوں پر زبردستی نہیں مگر چار صلوں پر زبردستی ہے، شفعہ میں اور زوجہ کے نفقہ میں اور اس چیز میں جس کی وصیت کی گئی اور وقف کے مال میں۔

(غایۃ الاوطار ترجمہ ص۱۷۵ ج۳)

زکوۃ کے متفرق مسائل

فضول خرچ اور دیندار، دونوں میں زکوۃ کس کو دینا افضل ہے؟

(۶۱۱) س:...... فضول خرچ کو زکوۃ دینا یا کسی دیندار کو دینا دونوں میں افضل کون ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: دیندار کو دینا افضل ہے۔ [۱]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

حیلہ کرنے سے زکوۃ ادا ہونے و نہ ہونے کا حکم

(۶۱۲) س:...... زید نے ایک مسجد کا مکان تیار کیا تھا جو مسجد ہی کی ملک ہے۔ اس مکان کے بنانے میں قرضہ کے علاوہ سودی قرض لے کر خرچ کیا ہے جس کی ادائیگی کا کوئی راستہ نہیں۔ فی الحال دو آدمی چندہ کو نکلے ہیں، مگر چندہ کی حالت بہت نازک ہے۔ تو کیا ایسی

---

[۱]...... التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل۔

(عالمگیری ص۱۸۷، الباب السابع فی المصارف۔ و مثلة فی الطحطاوی ص۲۲۷، باب المصرف، و الشامی ص۳۰۴، باب المصرف)

شیخ احمد رومیؒ فرماتے ہیں:

''زکوۃ پرہیز گار کو دو کہ وہ اس امداد سے امداد فی العبادۃ حاصل کرتا ہے تو اس کے دینے والے بھی ان کی عبادت کے ثواب میں شریک بن جائیں گے۔ (مجالس الابرار ص۱۶۵، مجلس ۲۱)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا بیان ہے کہ:

''جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنا کھانا پرہیز گاروں کو کھلاؤ اور اپنا لباس ایمان والوں کو دیا کرو! جب تو نے اپنا کھانا کسی پرہیز گار کو کھلایا اور اس کے دنیاوی امور میں اس کا معاون بنا تو جو کچھ وہ عمل کرے گا اس میں تو بھی شریک ہوگیا۔

(الفتح الربانی ص۲۵۱، مجلس ۳۷۔ فتاوی رحیمیہ ص۷ ج۲)

صورت میں زکوۃ کا روپیہ بطور چندہ جمع کرکے کسی مستحق کو دے کر اس کے ذریعہ سے مذکور مکان پر جو قرض ہے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا مستحق زکوۃ کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ جمع کردہ رقم سے قدر قلیل اپنے لئے رکھ کر باقی سے قرض ادا کرے یا پورا پورا قرض میں دیدے؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: ادائے زکوۃ کے لئے تملیکِ مستحق، رکن زکوۃ ہے۔ اور تملیک میں بالکلیہ مالک بنا دینا مقصود ہوتا ہے اور جبکہ تملیک میں مالک ہوجانے کے بعد واپس دینے نہ دینے کا مستحق کو کامل اختیار رہے، خواہ کچھ بھی نہ دے، اس پر کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ اور اگر سرے سے مستحق کو مالک بنانا ہی منظور نہ ہو تو بوجہ عاقدین ہازل ہونے کے تملیک ہی نہیں ہوتی اور اس طرح کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

فی الدر المختار :" و قدمنا ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمره بفعل هذه الاشیاء، وهل له ان یخالف امره؟ لم اره، والظاهر: نعم"،

وفی رد المحتار " وفی التعبیر بثم اشارة الی انه لو امره اولا: لا یجزی، لانه یکون وکیلا عنه فی ذلک "اه[1]

ہاں اگر مستحق کو پورے طور پر صدق نیت سے مالک بنا دیا گیا ہو پھر مستحق مالک ہوکر برضا مندی تام بدون جبر و اکراہ پورا مال یا کم وبیش مسجد کے قرض ادا کرنے میں صرف کرے تو جائز ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[1]......درالمختار مع الرد المحتار ص۲۹۳ ج۳، باب المصرف۔

زکوۃ کے اہم اور چند نئے مسائل

اس رسالہ میں زکوۃ کے کچھ اہم، اور کئی جدید مسائل، اکابر کے فتاوی
اور فقہی کتابوں سے مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں

مرغوب احمد لاجپوری
ڈیوزبری

اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ

واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخینؓ کے زمانہ میں ہر قسم کے اموال کی زکوۃ سرکاری طور پر وصول کی جاتی تھی۔ اس عہد مبارک میں اموال ظاہرہ اور باطنہ کی کوئی تفریق نہیں تھی، لیکن حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں جب قابل زکوۃ اموال کی کثرت ہوگئی، اور اسلامی فتوحات دور دراز تک پھیل گئیں، تو آپؓ نے یہ محسوس فرمایا کہ اگر ہر قسم کے اموال کی زکوۃ سرکاری طور پر وصول کی گئی تو لوگوں کے پرائیویٹ مکانوں، دکانوں، اور گوداموں کی تلاشی لینی ہوگی، اور ان کے املاک کی چھان بین کرنی پڑے گی، جس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی، اور ان کے محفوظ مقامات کی نجی حیثیت مجروح ہوگی، جس سے فتنے پیدا ہوں گے، اس لئے آپؓ نے یہ تفریق قائم فرمادی کہ حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوۃ وصول کرے، اور اموال باطنہ کی زکوۃ مالکان خود ادا کریں۔

اس وقت اموال ظاہرہ میں مویشی اور زرعی پیداوار کو شامل کیا گیا، اور باقی بیشتر اموال نقدی، سونا، چاندی اور سامان تجارت کو اموال باطنہ قرار دیا گیا۔

بعد میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور آیا تو انہوں نے اس مال تجارت کو بھی اموال ظاہرہ کے حکم میں شمار فرمایا، جو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جایا جا رہا ہو، چنانچہ شہر کے ناکوں پر ایسی چوکیاں مقرر فرمادیں، جو ایسے مال تجارت کی زکوۃ وصول کرلیں، اسی کو فقہاء "من يمر على العاشر" سے تعبیر فرماتے ہیں۔

اب ہمارے دور میں مسئلہ یہ ہے کہ وہ اموال ظاہرہ کیا کیا ہیں، جن سے زکوۃ حکومت کی سطح پر وصول کی جاسکتی ہو؟

زرعی پیداوار اور مویشیوں کا معاملہ تو واضح ہے کہ وہ اموال ظاہرہ میں سے ہیں، لیکن

اس دور میں بہت سے اموال ایسے ہیں جن کو اموال ظاہرہ قرار دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، مثلاً: بینکوں یا دوسرے مالیاتی اداروں میں رکھی ہوئی رقوم جن سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے گھروں کی تلاشی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر اشکال یہ ہوسکتا ہے کہ نقود کو فقہاء کرام نے اموال باطنہ میں شمار کیا ہے، لہذا ان کو اموال ظاہرہ میں کیسے شمار کیا جائے؟ لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ نقود سے فقہاء کی مراد وہ نقود ہیں جن کا حساب کرنے کے لئے لوگوں کے مکانات وغیرہ کی تلاشی لینی پڑے، مطلق نقود مراد نہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین سے لے کر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور تک تمام خلفاء کے بارے میں یہ ثبوت موجود ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور دوسرے باشندوں کو دیئے جانے والے وظائف سے ادائیگی کے وقت ہی زکوۃ کاٹ لیتے تھے۔

پھر حضرات شیخینؓ کے بارے میں تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے دور میں اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ کی کوئی تفریق نہ تھی، اس لئے وہ ہر قسم کے اموال سے زکوۃ وصول فرماتے تھے، لیکن حضرت عثمان غنیؓ جنہوں نے یہ تفریق قائم فرمائی تھی، اور نقود کو اموال باطنہ قرار دے کر ان کی زکوۃ سرکاری طور پر وصول کرنی چھوڑ دی تھی، خود ان کے بارے میں موطا امام مالکؒ میں مروی ہے کہ:

عن عائشة بنت قدامة عن ابيها انه قال: كنت اذا جئت عثمان بن عفان اقبض عطائی، سألنی هل عندک من مال وجبت فيه الزكوة؟ قال: فان قلت نعم، اخذ من عطائی زكوة ذلک المال، وان قلت لا، دفع الی عطائی۔

(مؤطا امام مالکؒ ص ۲۷۳، الزكوة فی العين من الذهب والورق)

مؤطا میں حضرت معاویہ ؓ کا بھی عمل مروی ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ ؓ لوگوں کی تنخواہوں کی زکوۃ (اس حساب سے) وصول فرمایا کرتے تھے کہ ہر ہزار پر پچیس وصول کر لیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ ج ۳، ما قالوا فی العطاء اذا اخذ)

بلکہ مصنف ابن شیبہ میں اس دور کے تمام امراء کا یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ و ۱۸۵ ج ۳)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں اگر چہ اموال ظاہرہ و باطنہ کی تفریق قائم ہو چکی تھی، لیکن ان کے بارے میں بھی مروی ہے: کان اذا اعطی الرجل عطائه او عمالته اخذ منه الزکوة۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۸۷ ج ۴، رقم ۷۰۳۷)

اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ آپ ؒ تنخواہوں اور انعامات سے زکوۃ وصول فرماتے تھے۔ (ص ۱۸۵ ج ۳، ما قالوا فی العطاء اذا اخذ)

ان تمام روایت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جن نقود پر حکومت کو تلاشی کے بغیر اطلاع ہونا ممکن ہو وہ اموال باطنہ میں شامل نہیں ہیں، بلکہ ان سے حکومت زکوۃ وصول کر سکتی ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بینکوں اور دوسرے مالیاتی اداروں کی رقوم پر ایک اشکال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب کوئی شخص بینک میں رقوم رکھواتا ہے تو شرعاً وہ رقم بینک کے ذمہ قرض ہوتی ہے' امانت نہیں، اسی لئے وہ بینک پر مضمون بھی ہوتی ہے' اور اس پر زیادتی وصول کرنا سود ہوتا ہے' اور جب کسی شخص نے کوئی رقم کسی دوسرے فرد یا ادارہ کو بطور قرض دیدی تو اب اس پر زکوۃ کی

ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب وہ رقم اسے وصول ہو جائے، اس سے پہلے زکوۃ واجب الاداء نہیں، لہذا بینک اکاؤنٹس سے زکوۃ وضع کرنے پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ زکوۃ واجب الاداء ہونے سے پہلے ہی وضع کر لی گئی۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس قرض کی نوعیت ایسی ہے جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کی رقم حفاظت کی غرض سے اپنے پاس رکھ کر اسے قرض قرار دیدے تاکہ وہ مضمون ہو جائے، اس صورت میں اگر وہ سال بسال اس سے زکوۃ ادا کرتا رہے تو بظاہر اس کی دائیگی میں کوئی اشکال نہیں۔

اور اس کی ایک نظیر یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس کسی یتیم کا مال ہوتا تو وہ اسے بطور قرض اپنے پاس رکھتے تھے، تاکہ وہ ہلاکت سے محفوظ ہو جائے، لیکن ہر سال اس کی زکوۃ نکالتے رہتے تھے۔

آج کل چونکہ زکوۃ کی ادائیگی سے غفلت عام ہے، اس لئے اگر حکومت مالی اداروں سے زکوۃ وصول کرے تو مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی رائے بھی یہی تھی۔

(درس ترمذی ص ۳۹۸ تا ۴۰۲ ج ۲)

کیا بینک اکاؤنٹس اموال ظاہرہ میں شامل ہیں

مجلس مسائل حاضرہ کراچی نے اپنے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ بینک اکاؤنٹس اموال ظاہرہ میں شامل ہیں۔ شرکائے مجلس کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱:...... حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ۔

۲:...... حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ۔

۳:......حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب۔

۴:......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب۔

۵:......حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب۔

۶:......حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب۔

۷:......حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحبؒ۔

اہل علم اور ارباب افتاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ بینک اکاؤنٹس اموال ظاہرہ نہیں، کیونکہ حضرات فقہاءؒ کی تصریح کے مطابق اموال ظاہرہ یہ ہیں: کھیتیاں' باغات' سوائم' اور وہ مال تجارت جسے مالک شہر سے باہر لے جائے اور اسے لے کر سفر کرے۔اور بینک اکاؤنٹس ان چار میں شامل نہیں۔علاوہ ازیں شہر میں ہوتے ہوئے کوئی مال باطن مال ظاہر میں شامل نہیں ہوسکتا، جب شہر سے باہر لے جائیں گے تب مال ظاہر بنے گا، اور بینکی اموال شہر میں ہی موجود ہوتے ہیں۔اس رائے کے مصدقین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱:......حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب، جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۲:......حضرت مولانا سرفراز صاحب، گوجرانوالہ۔

۳:......حضرت مولانا مفتی محمد عیسی صاحب، مفتی نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔

۴:......حضرت مولانا نذیر احمد صاحب، شیخ الحدیث جامعہ فیصل آباد۔

۵:......حضرت مولانا خالد محمود صاحب، لاہور۔

۶:......حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ صاحب۔(پہلی رائے سے رجوع فرمالیا)

۷:......حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق صاحب، قاسم العلوم، ملتان۔

۸:......حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب، دارالعلوم فیصل آباد۔

۹:......حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان۔

۱۰:......حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب، مرتب خیر الفتاوی۔

۱۱:......حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے! خیر الفتاوی ص۴۹۶ ج۳)

زکوۃ میں بنیادی حاجت (حاجت اصلیہ)

وجوب زکوۃ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آدمی کے پاس جو مال ہے وہ اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو، حوائج اصلیہ میں جو امور قابل اعتبار ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱:......اپنے اور اپنے اہل وعیال، نیز زیر کفالت رشتہ داروں سے متعلق روزمرہ کے اخراجات۔

۲:......رہائشی مکان کپڑے، سواری، صنعتی آلات، مشینیں اور دیگر وسائل رزق جن کے ذریعہ کوئی شخص اپنی روزی کماتا ہے۔

۳:......حوائج اصلیہ کا تعین ہر زمانہ، علاقہ اور افراد کے حالات اور ان کے معیار زندگی کی روشنی میں ہوگا۔

۴:......حوائج اصلیہ کے مد میں ضروریات زندگی اور روز مرہ پیش آنے والے اخراجات داخل ہیں، اور اعتبار سال بھر کے اخراجات کا ہوگا، اور آئندہ سال کی ضرورت کے لئے جو سرمایہ محفوظ رکھا جائے گا، زکوۃ نکالتے وقت حوائج اصلیہ میں شمار ہو کر اموال زکوۃ سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

(اہم فقہی فیصلے ص۵۵و۵۶۔ نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ص۴۸)

کرایہ پر دی ہوئی جائداد اور غیر مزروعہ اراضی کی زکوۃ

اول: کرایہ پر دی گئی اراضی اور جائداد پر وجوب زکوۃ سے متعلق کوئی واضح نص منقول نہیں ہے۔

دوم: کرایہ پر دی گئی غیر مزروعہ اراضی اور جائداد کی آمدنی پر فوری وجوب زکوۃ سے متعلق بھی کوئی نص منقول نہیں ہے۔

چنانچہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: کرایہ پر دی گئی اصل اراضی اور جائداد میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔

دوم: جائداد کی آمدنی میں ڈھائی فیصد زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جائے، بشرطیکہ زکوۃ کی شرائط پائی جاتی ہوں اور کوئی مانع نہ ہو۔

(شرعی فیصلے ص ۷۰)

(''ایک سال گذر جائے'' اس کے بعد یہ عبارت مناسب ہے: ''اور وہ پہلے سے صاحب نصاب نہ ہو''۔ اس لئے کہ اگر پہلے سے صاحب نصاب ہو تو پھر اس پر مستقلا سال گذرنا ضروری نہیں، یہ مال مستفاد کے حکم میں آجائے گا، ۱۲۔ از: حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہ)

اراضی کے کرایہ پر زکوۃ

اول: رہائش کے لئے رکھی گئی اراضی اموال قنیہ میں داخل ہیں، لہذا ان میں زکوۃ مطلق واجب نہیں، نہ رقبہ زمین پر اور نہ اس کی اجرت کی مقدار پر۔

دوم: تجارت کے لئے مخصوص کی گئی اراضی عروض تجارت میں سے ہیں، پس اصل رقبہ

اراضی میں زکوۃ واجب ہوگی اور سال گذرنے کے وقت اس کی قیمت کا تخمینہ لگایا جائے گا۔

سوم: کرایہ پر دینے کے لئے مخصوص کی گئی اراضی کی فقط اجرت میں زکوۃ واجب ہوگی' نہ کہ رقبہ اراضی میں۔

چہارم: چونکہ کرایہ کی رقم کرایہ دار کے ذمہ میں عقد اجارہ کے وقت ہی سے واجب ہوتی ہے، اس لئے عقد اجارہ کے وقت سے ایک سال پورا ہونے پر کرایہ پر قبضہ کے بعد زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

پنجم: رقبہ اراضی کی زکوۃ اگر وہ تجارت کے لئے ہو' اور اس کی آمدنی کی زکوۃ اگر وہ اجارہ کے لئے ہو' چالیسواں حصہ ہوگی جیسا کہ سونے' چاندی میں ہے۔

نوٹ:...... ڈاکٹر یوسف قرضاوی کو دفعہ چہارم اور پنجم سے اختلاف ہے۔ ڈاکٹر احمد فہمی ابو سنہ کی رائے میں اراضی کے کرایہ کو معاون پر قیاس کرتے ہوئے جو امام احمدؒ کی ایک روایت بھی ہے، اس پر وجوب زکوۃ میں سال گذرنے کی شرط نہیں ہے۔ اور شیخ محمد سالم عدود کے نزدیک قبضہ کے وقت سے سال کا آغاز شمار کیا جائے گا۔

(فقہی فیصلے ص ۲۵۳ و ۲۵۴)

تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ دوکان و مکان میں دی گئی ڈپوزٹ کی رقم پر زکوۃ

۱: الف:...... مال تجارت جس کی مشتری (خریدار) نے پیشگی قیمت ادا کردی ہے، لیکن مبیع (خریدے ہوئے سامان) پر اس کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو اس ادا کردہ قیمت کی زکوۃ خریدار پر واجب نہیں ہوگی، بلکہ بائع (فروخت کرنے والے) پر واجب ہوگی۔

ب:......مبیع (فروخت شدہ مال) کی زکوۃ بیع سلم (یعنی وہ تجارت جس میں قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے' اور خریدار کو مال ایک مدت کے بعد متعین تاریخ کو وصول ہوتا ہے، جیسے: کسان کاشتکاری کے وقت نقد قیمت لے کر گندم یا چاول اس شرط پر فروخت کر دیتے ہیں کہ وہ آئندہ فلاں متعین تاریخ کو فلاں قسم کا گندم یا چاول خریدار کے حوالہ کر دے گا) اور بیع استصناع (یعنی وہ بیع جس میں خریدار کے آرڈر پر کوئی متعین چیز تیار کر کے صنعت کار حوالہ کرنے کا معاملہ طے کرتا ہے اور اس میں طے شدہ قیمت کل کی کل یا کچھ حصہ پہلے ادا کر دیا جاتا ہے) کی صورت میں مشتری (خریدار) کو مبیع (فروخت شدہ مال) سونپے جانے سے قبل بائع پر واجب ہوگی' اور بیع سلم اور بیع استصناع کے علاوہ کی وہ شکل جس میں مبیع کی تعیین ہو چکی ہے، لیکن مشتری کا اس پر قبضہ نہیں ہوا ہے، تو اس کی زکوۃ بھی مشتری پر واجب نہیں ہوگی۔

۲:......کرایہ دار کی طرف سے مالک مکان و دوکان وغیرہ کو پیشگی دی گئی ضمانت کی رقم پر زکوۃ' کرایہ دار کے ذمہ واجب نہیں ہوگی۔

شرکاء سمینار میں سے کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس مال کی زکوۃ مالک مکان پر ہوگی' اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس مال کی زکوۃ کسی پر نہیں ہوگی۔ (فقہی فیصلے ص ۳۲۸)

پگڑی اور پیشگی کے طور پر دی ہوئی رقم کی زکوۃ

اس زمانہ میں مکان' دوکان' خصوصا کارخانے کرایہ پر لینے کے لئے کرایہ دار سے مالک مکان و دوکان ایک معتد بہ رقم بطور زر پیشگی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ رقم لاکھ' دو لاکھ تک بھی پہنچ جاتی ہے' اور کرایہ کی جگہ خالی کرنے تک مالک مکان کے پاس رہتی ہے' اور جگہ خالی کرنے کے موقع پر ملتی ہے۔ یہ مدت سال' دو سال بھی ہو سکتی ہے، یا دس' بیس سال بھی۔

اس عرصے تک مالک مکان اس سے نفع حاصل کرتا رہتا ہے۔اس رقم پر زکوۃ ہے یا نہیں؟
حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام صاحب قاسمیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میری رائے میں مکان، دوکان اور کارخانے کی کرایہ داری پر دیا ہوا (ایڈوانس) ایسا مال ہے جو مالک کے قبضہ وتصرف میں نہیں ہے، مال رہن کی طرح ہے، نیز ضروریات و وسائل رزق میں مشغول ہے،اس لئے ان پر بھی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جب وہ رقم واپس آجائے گی تو سال گذرنے پر زکوۃ دینی ہوگی۔ (فتاوی قاضی ص ۸۷)

اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری

اموال زکوۃ کی علی الفور ادائیگی ضروری ہے، جب زکوۃ نکالی جائے، اس وقت جو مستحقین موجود ہوں انہیں مالک بنادیا جائے، جن کی تعیین اللہ تعالی نے خود سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۶۰ / ﴿ انما الصدقات للفقراء والمساكين ﴾ الخ میں کردی ہے۔

لہذا کسی مستحق زکوۃ مثلاً فقراء کے مفاد کی خاطر اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری جائز نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں متعدد شرعی خطرات ہیں، مثلاً: فوری طور پر زکوۃ نکالنے کے وجوب پر عمل نہ ہوگا، اخراج زکوۃ کے وقت موجود مستحقین اس کے مالک نہیں ہوسکیں گے اور انہیں نقصان ہوگا۔ (فقہی فیصلے ص ۳۲۸)

زکوۃ کی رقم مستحقین کو مالک بنائے بغیر نفع بخش منصوبوں میں مشغول کرنا

اصولی طور پر درست ہے کہ اموال زکوۃ کی ایسے منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جائے جو بالآخر مستحقین زکوۃ کی ملکیت میں آجاتے ہیں، یا وہ منصوبے زکوۃ کی جمع وتقسیم کے ذمہ دار کسی شرعی شعبہ کے ماتحت ہوں، بشرطیکہ مستحقین کی فوری اور اہم ضروریات پوری کی جاچکی ہوں اور نقصانات سے تحفظ کی اطمینان بخش ضمانت موجود ہو۔ (شرعی فیصلے ص ۹۱)

اتحاد اسلامی فنڈ کے مصرف میں زکوۃ کا استعمال

اول: اسلامی اتحاد فنڈ کے وقف کے تعاون کے لئے زکوۃ کی رقم استعمال کرنی جائز نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں قرآن کریم کے مقرر کردہ زکوۃ کے شرعی مصارف میں وہ استعمال نہیں ہورہی ہے۔

دوم: اسلامی اتحاد فنڈ کے لئے درست ہے کہ وہ اشخاص اور اداروں کی جانب سے وکیل بن کر درج ذیل شرائط کے ساتھ زکوۃ کو اس کے شرعی مصارف میں خرچ کرے:

الف: وکیل اور مؤکل دونوں کے اندر وکالت کی شرعی شرائط پائی جائیں۔

ب: فنڈ اپنے دستور اساسی اور مقاصد میں ایسی مناسب ترمیمات کرے جس کے بعد اس کے لئے اس قسم کے کاموں کی انجام دہی ممکن ہوجائے۔

ج: اتحاد فنڈ زکوۃ کی مد میں حاصل ہونے والی رقومات کا علیحدہ مخصوص حساب رکھے تاکہ اس کی رقم دوسری آمدنیوں سے مل نہ جائیں، جو زکوۃ کے شرعی مصارف کے علاوہ مدات، جیسے رفاہ عام کے کام وغیرہ میں بھی خرچ کئے جاسکتے ہیں۔

د: فنڈ کے لئے جائز نہیں کہ زکوۃ کی مد سے حاصل ہونے والی رقومات میں سے کچھ بھی حصہ انتظامی اخراجات اور اسٹاف کی تنخواہوں وغیرہ ایسے مصارف میں خرچ کرے جو زکوۃ کے شرعی مصارف کے ذیل میں نہیں آتے۔

ھ: زکوۃ ادا کرنے والے کو یہ حق ہے کہ وہ فنڈ کے اوپر یہ شرط لگائے کہ اس کی زکوۃ کی رقم آٹھ مصارف زکوۃ میں سے اس کے طے کردہ مصرف ہی میں خرچ کرے، اور فنڈ ایسی صورت میں اس شرط کا پابند ہوگا۔

و: فنڈ اس بات کا بھی پابند ہوگا کہ زکوۃ کے یہ اموال ممکنہ قریب ترین وقت میں اور

زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر مستحقین تک پہنچا دے تا کہ مستحقین کے لئے ان سے استفادہ آسان ہو۔ (شرعی فیصلے ص ۱۲۱ و ۱۲۲)

کمپنیوں کے شیئرز پر زکوۃ

اول: شیئرز کی زکوۃ شیئرز ہولڈرس پر واجب ہوگی، اور کمپنی انتظامیہ ان کے نائب کی حیثیت سے زکوۃ نکالے گی، بشرطیکہ کمپنی کے دستور اساسی میں اس کی صراحت کردی گئی ہو، یا جنرل اسمبلی نے ایسی کوئی تجویز پاس کی ہو، یا ملکی قانون کمپنیوں کو زکوۃ نکالنے کا پابند بناتا ہو، یا شیئرز ہولڈرس کی جانب سے کمپنی انتظامیہ کو ان کے شیئرز کی زکوۃ نکالنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہو۔

دوم: کمپنی شیئرز کی زکوۃ اس طرح نکالے گی، جس طرح اشخاص اپنے اموال کی زکوۃ نکالتے ہیں، چنانچہ تمام شیئرز ہولڈرس کے تمام اموال کو ایک ایک شخص کے اموال کی طرح سمجھا جائے گا، اور اس مال کی نوعیت جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے نصاب زکوۃ اور واجب شدہ مقدار زکوۃ میں وہی احکام واصول ہوں گے جو کسی ایک شخص کی زکوۃ کے لئے ہوتے ہیں، یہ رائے ان فقہاء کے نقطہ نظر پر مبنی ہے جو تمام ہی اموال زکوۃ میں ''شرکت'' (خلط) کو مؤثر مانتے ہیں۔

البتہ ان شیئرز کے حصے مستثنی کردیئے جائیں گے جن میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی ہے، جیسے سرکاری خزانہ کے شیئرز، خیراتی وقف کے شیئرز، خیراتی اداروں اور غیر مسلموں کے شیئرز۔

سوم: اگر کمپنی کسی سبب سے اپنے اموال کی زکوۃ نہ نکالے تو شیئرز ہولڈرس پر اپنے شیئرز کی زکوۃ نکالنی واجب ہے، اگر کمپنی کے حسابات دیکھ کر کسی شیئرز ہولڈر کو یہ اندازہ

ہوجائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق زکوۃ نکالتی تو خود اس کے اپنے شیئرز پر کتنی زکوۃ واجب ہوتی ؟ تو اسی اعتبار سے وہ اپنے شیئرز کی زکوۃ نکالے گا، کیونکہ شیئرز کی زکوۃ کی صورت میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر شیئرز ہولڈرس کے لئے اس بات کی واقفیت ممکن نہ ہو:

تو اگر کمپنی میں شرکت سے اس کا مقصود اپنے شیئرز پر سالانہ منافع کا حصول ہو تجارت کی نیت نہ ہو تو وہ صرف منافع کی زکوۃ ادا کرے گا، اور دوسرے سمینار میں غیر منقولہ جائداد اور کرایہ پر لگائی جانے والی غیر زراعتی اراضی کی بابت اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلہ کے مطابق ایسے شخص کے اصل شیئرز پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، صرف حاصل ہونے والے منافع پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی شرائط زکوۃ موجود ہوں اور موانع نہ ہوں تو منافع پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جانے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا۔

اگر شیئرز ہولڈر نے تجارت کی غرض سے شیئرز خریدے ہوں تو وہ اموال تجارت کی طرح زکوۃ ادا کرے گا، چنانچہ جب زکوۃ کا سال آجائے اور شیئرز اس کی ملکیت میں ہوں تو وہ بازاری قیمت پر شیئرز کی زکوۃ ادا کرے گا، اگر شیئرز کا بازار نہ ہو تو ماہرین کی طے کردہ قیمت پر زکوۃ ادا کرے گا، لہذا اس قیمت میں سے اور اگر شیئرز پر نفع ہو تو نفع میں سے بھی ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے گا۔

چہارم: اگر شیئرز ہولڈر درمیان سال ہی میں اپنے شیئرز فروخت کردے تو اس کی قیمت اپنے دیگر مال میں شامل کر کے سال پورا ہونے پر مال کی زکوۃ کے ساتھ اس کی زکوۃ نکالے گا، اسی طرح شیئرز کا خریدار بھی اپنے خرید کردہ شیئرز پر مذکورہ طریقہ کے مطابق ہی زکوۃ نکالے گا۔ واللہ اعلم۔ (شرعی فیصلے ص ۱۲۳ و ۱۲۴)

کمپنی کے شیئرز کی زکوۃ کاٹنا

جب کمپنی شیئرز پر سالانہ منافع تقسیم کرتی ہے تو اس وقت وہ کمپنی زکوۃ کاٹ لیتی ہے، لیکن کمپنی ان شیئرز کی جو زکوۃ کاٹتی ہے وہ اس شیئرز کی فیس ویلیو کی بنیاد پر زکوۃ کاٹتی ہے، حالانکہ شرعاً ان شیئرز کی مارکیٹ قیمت پر زکوۃ واجب ہے۔ مثلاً ایک شیئر کی فیس ویلیو پچاس روپے تھی اور اس کی مارکیٹ ویلیو ساٹھ روپے ہے تو اب کمپنی نے پچاس روپے کی زکوۃ ادا کی، لہذا دس روپے کی زکوۃ الگ دینے ہوگی۔ (فقہی مقالات ص۱۶۱ ج۳)

کاشت کی زکوۃ

اول: زکوۃ کی مقدار سے کھیتی کی سینچائی پر آنے والے اخراجات منہا نہیں کئے جائیں گے، کیونکہ شریعت نے زکوۃ کی مقدار مقرر کرنے میں سینچائی کے اخراجات کی رعایت رکھی ہے۔

دوم: زکوۃ کی مقدار سے زمین کی اصلاح، نالیاں کھودنے اور مٹی منتقل کرنے کے اخراجات منہا نہیں کئے جائیں گے۔

سوم: بیج، کھاد اور زراعتی آفات سے حفاظت کے لئے جراثیم کش اشیاء وغیرہ کی خریداری سے متعلق اخراجات اگر زکوۃ نکالنے والے شخص نے اپنے مال سے پورے کئے ہوں تو وہ زکوۃ کی مقدار سے منہا نہیں کئے جائیں گے، لیکن اگر اپنے پاس مال موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کو قرض لینے کی ضرورت پیش آ گئی ہو تو ان اخراجات کو زکوۃ کی مقدار سے منہا کیا جائے گا۔

اس کی دلیل بعض صحابہؓ سے مروی آثار ہیں، جن میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ ہیں، وہ یہ کہ کاشتکار نے اپنے پھل کے لئے جو قرض لیا ہوا اسے نکال لے گا، پھر بقیہ کاشت کی زکوۃ ادا کرے گا۔

چہارم: کھیتی اور پھلوں پر واجب مقدار میں سے وہ اخراجات منہا کئے جائیں گے جو زکوۃ کو ان کے مستحقین تک پہنچانے میں لازمی طور پر آتے ہوں۔ (شرعی فیصلے ص ۳۵۹)

خالی سلنڈر اور مائع گیس میں زکوۃ کا مسئلہ

گیس سلنڈر کا تاجر جو سلنڈر کا مالک ہوتا ہے، اس پر خالی سلنڈروں میں کوئی زکوۃ نہیں ہے، کیونکہ ان کا صرف تبادلہ ہوتا ہے اور یہ تجارتی مال میں شامل نہیں ہوتے، اس لئے ان کو دوسرے آلات حرفت پر محمول کیا جائے گا اور زکوۃ صرف گیس میں دینی ہوگی۔

(فتاوی حقانیہ ص۵۲۱۲ ج ۳)

انسانی جسم کے بعض اعضا پر سونے، چاندی کا خول چڑھانے پر وجوب زکوۃ مسئلہ

زمانہ قدیم سے بعض مصالح اور حالات کی بنا پر سونے، چاندی کو انسانی جسم کے بعض اعضاء پر استعمال کرنے کا رواج چلا آرہا ہے۔ سونے، چاندی کے ان اعضاء کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ اعضاء جو انسانی بدن میں بالکل پیوست ہو جاتے ہیں، اور ان کو اپنی جگہ سے الگ کرنا مشکل ہوتا ہے، اور الگ کرنے کی صورت میں سخت تکلیف ہوتی ہے، گویا وہ مصنوعی اعضاء انسانی جسم کے حقیقی اعضاء ہو جاتے ہیں۔

اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو الگ کرنا آسان ہوتا ہے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔

تو اول الذکر میں زکوۃ واجب نہیں، اس لئے کہ شریعت مقدسہ نے مال نامی ہونے کی جو علت وجوب زکوۃ کے لئے بیان کی، وہ یہاں مفقود ہے، اور ثانی الذکر میں زکوۃ واجب

ہے، کیونکہ اس میں نمو حکمی پائی جاتی ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۵۳۵ ج ۳)

صرف سونا نصاب سے کم ہو، مگر قیمت چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب نہیں

س:...... ایک شخص کے پاس سونے کا زیور ایک تولہ کا ہے، اس وقت اگر فروخت کیا جائے تو' چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے' اس پر زکوۃ فرض ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر اس کے پاس چاندی کا زیور بقدر زکوۃ ہو تو سونے کی قیمت بھی اس میں شامل کر کے زکوۃ ادا کرے۔ اور اگر دونوں جدا جدا نصاب سے کم ہیں، مگر مجموعہ مل کر نصاب ہو جاتا ہے تو زکوۃ ادا کرنا اولی ہے۔ اور اگر صرف سونا ہے' چاندی نہیں ہے تو اگر چہ اس کی قمت چاندی کے نصاب کے برابر ہو' زکوۃ لازم نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۷۰ ج ۴، جدید)

اموال زکوۃ کون کون سے ہیں؟

جن چیزں پر زکوۃ فرض ہیں وہ یہ ہیں:

۱:......نقد روپیہ' چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں، چاہے وہ نوٹ ہوں' سکے ہوں۔

۲:......سونا' چاندی' چاہے وہ زیور کی شکل میں ہو' یا سکے کی شکل میں ہو۔

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ رہتا ہے کہ جو خواتین کا استعمالی زیور ہے' اس پر زکوۃ نہیں ہے، یہ بات درست نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ استعمالی زیور میں بھی زکوۃ واجب ہے، البتہ صرف سونے' چاندی کے زیور پر زکوۃ واجب ہے، لیکن اگر سونے' چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا زیور ہے' چاہے پلاٹینم ہی کیوں نہ ہو' اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

اسی طرح ہیرے' جواہرات پر زکوۃ نہیں' جب تک تجارت کے لئے نہ ہوں، بلکہ ذاتی

استعمال کے لئے ہوں۔(فقہی مقالات ص ۱۴۸ ج ۳)

مال تجارت میں کیا کیا داخل ہیں

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو، لہذا اگر کسی شخص نے بیچنے کی غرض سے کوئی پلاٹ خریدا، یا زمین خریدی، یا کوئی مکان خریدا، یا گاڑی خریدی تو سب چیزیں مال تجارت میں داخل ہیں۔

پلاٹ پر زکوۃ کا مسئلہ

بہت سے لوگ ''انویسٹمنٹ'' کی غرض سے پلاٹ خریدتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اس پر اچھے پیسے ملے گے، تو اس کو فروخت کردوں گا تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوۃ واجب ہے۔لیکن اگر پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہوا تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنالیں گے، یا موقع ہوا تو اس کو کرائے پر دیدیں گے، یا کبھی موقع ہوا تو اس کو فروخت کردیں گے، تو اس صورت میں اس پلاٹ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

(فقہی مقالات ص ۱۴۸ ج ۳)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

پراویڈنٹ فنڈ (تنخواہ سے لازمی طور پر وضع ہونے والی رقم) جب تک اس قبضہ نہ ہوجائے، اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی، جب یہ رقم وصول ہوجائے اور بقدر نصاب ہو اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس کی زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔(اور اگر پہلے سے صاحب نصاب ہو تو اس کا حکم مال مستفاد کا ہوگا، اصل نصاب کے ساتھ اس مال کی بھی زکوۃ ادا کرے۔از: حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہ)

بعض اوقات کچھ لوگ قانونی انکم ٹیکس کی زد سے بچنے کے لئے یا دیگر مصالح کی خاطر اختیاری طور پر اپنی تنخواہ سے کچھ رقم وضع کرا کر پی' ایف' (p,f) جمع کراتے ہیں۔ یہ رقم اگر قدر نصاب کو پہنچ جائے تو سال بہ سال زکوۃ ادا کرنی پڑے گی۔ اس اختیاری وضع کرائی ہوئی رقم کی حیثیت ودیعت کی ہے اور مال ودیعت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

اموال مدرسہ

زکوۃ کی جو رقم مدارس یا بیت المال میں اکھٹا ہوتی ہیں' ان کا کوئی مالک متعین نہیں، اسی طرح جو رقم از قسم عطایا وصدقات نافلہ اداروں کو مطلق وجوہ خیر میں صرف کرنے کے لئے یا متعین مدات پر صرف کرنے کے لئے دی جاتی ہیں' وہ دینے والوں کی ملک سے نکل کر اللہ کی ملک میں داخل ہو جاتی ہیں، اس لئے بیت المال' مدارس یا دیگر رفاہی اداروں میں جمع شدہ رقوم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

وظیفہ طلبہ

مدرسہ میں طلبہ کے قیام و طعام اور تعلیم وغیرہ پر جو مجموعی مصارف آتے ہیں' ان کا حساب لگا کر ہر طالب علم پر واجب الادا' ماہانہ اخراجات کے بقدر مد زکوۃ ادا کئے جائیں۔ یہ ادائیگی بصورت نقد یا چیک طالب علم کو دی جائے۔ اور خود مہتمم مدرسہ بھی یہ رقم زکوۃ اکاؤنٹ سے نکال کر مدرسہ کے عام اکاؤنٹ میں اس کی طرف سے جمع کر سکتا ہے' بشرطیکہ بوقت داخلہ' فارم داخلہ میں طالب علم کی طرف سے' اور اگر نابالغ ہو تو اس کے ولی کی طرف سے یہ تصریح کرادی جائے کہ مہتمم مدرسہ اس کی طرف سے از مد زکوۃ اس کے اخراجات مدرسہ کو ادا کرنے کا مجاز ہوگا۔

حیثیت سفراء اور مہتمم مدرسہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل مدارس زکوۃ وصدقات کی جو رقمیں وصول کرتے ہیں فوری طور پر خرچ نہیں ہوتیں، اور بسا اوقات خاصے عرصہ تک باقی رہ جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ادائیگی وعدم ادائیگی زکوہ کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے، لہذا فقہ اکیڈمی میں اس سے متعلق سوال نامہ کے جوابات کی روشنی میں ذیل کی تجاویز منظور کی جاتی ہیں:

زکوۃ کی وصولی میں مہتمم یا اس کا نائب (سفیر ومحصل) طلبہ کا وکیل ہے۔ مہتمم یا اس کے نائب (سفیر ومحصل) کو دے دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ مہتمم مدرسہ کا فرض ہے کہ زکوۃ کی رقم حسب احکام شرع طلبہ پر صرف کرے۔

کمیشن پر زکوۃ کی وصولی

کمیشن پر زکوۃ کی وصولیابی کا مروجہ طریقہ جائز نہیں۔

بہتر صورت یہ ہے کہ کام کی اجرت مقرر کر دی جائے، مثلاً: رمضان میں تحصیل زکوۃ کا کام کرنے پر آپ کو اتنی تنخواہ دی جائے گی، اور ایک نشانہ بھی مقرر کر دی جائے کہ کم سے کم اتنی رقم وصول کریں، اور اگر آپ نے اس سے زیادہ وصول کیا تو اس پر مزید انعام دیا جائے گا، اس طرح تنخواہ بھی مقرر ہو جائے گی، اور انعام کام میں مزید محنت اور سعی وکوشش کے لئے ترغیب وتحریک کا باعث ہوگا۔ (کتاب الفتاوی ص ۳۳۴ ج ۳)

سفراء مدارس کے لئے زکوۃ وصدقات کی رقم سے حصہ لینا جائز نہیں

س:...... بعض سفراء دینی مدارس کے لئے چندہ جمع کرتے ہیں اور اس چندہ پر ایک مقررہ حصہ بطور کمیشن لیتے ہیں اور اس کے ساتھ دوران سفر اسی چندہ سے کھاتے، پیتے بھی ہیں۔

کیا سفراء کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... سفیر چندہ دہندہ کا وکیل ہوتا ہے، تملیک سے قبل اس کے لئے زکوۃ اور دیگر صدقات کی رقوم سے کھانا پینا اور اپنا مقررہ حصہ وصول کرنا جائز نہیں' اور نہ عاملین زکوۃ پر قیاس کرنا درست ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص۵۱۴ ج۳)

مال حرام کی زکوۃ

۱:...... مال حرام کسی کی ملکیت میں آئے اور وہ بعینہ موجود ہو' نیز مال کا اصل مالک معلوم ہو تو اس شخص کو وہ پورا مال لوٹا دینا واجب ہے۔

۲:...... اگر مال حرام متعین طور پر معلوم نہ ہو سکے' یا اس کی تعداد معلوم نہ ہو سکے' تو غالب گمان کے مطابق مال حرام کی مقدار متعین کی جائے گی، اگر مالک معلوم ہو تو اتنی مقدار میں رقم اس کے مالک کو واپس کر دی جائے' اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو اسی مقدار میں بلا نیت ثواب صدقہ کر دیا جائے۔

۳:...... اگر مال حرام کی واپسی اس پر واجب ہوئی اور اس نے واپس نہیں کیا' اور مال حرام اس کے قبضہ میں باقی رہ گیا اور مال کا کوئی انسان مطالبہ کرنے والا نہیں ہے' ایسی صورت میں اس مال کی زکوۃ ادا کرنی بھی واجب ہوگی' اور زکوۃ ادا کرنے کے باوجود حقدار کو حق لوٹانے یا حقدار کے معلوم ہونے کی صورت میں بلا نیت ثواب صدقہ کرنے کا حکم باقی رہے گا۔

مال حرام میں اصل یہی ہے کہ اگر ایسے مال کا مالک موجود ہو تو اس کو واپس کر دیا جائے' ورنہ صدقہ کر دیا جائے۔ اور اگر حرام و حلال مال مخلوط ہو تو تحری و رجحان قلب کے مطابق مال حلال کی مقدار متعین کر کے اس کی زکوۃ دی جائے، مال حرام میں زکوہ واجب نہ ہوگی۔

مگر استحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ پورے کے پورے مال کی زکوۃ ادا کردی جائے' تاکہ یقینی اور اطمینان بخش طریقہ پر زکوۃ ادا کرنے والا فریضہ زکوۃ سے بری الذمہ ہوجائے، اور ظالمانہ اور حرام طریقوں سے لوگوں کے مال سے فائدہ اٹھانے والوں کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

نیز ایسا نہ ہو کہ مال حرام کھانے والا دوطرفہ فائدہ اٹھائے، اس طرح ایک طرف مال حرام سے انتفاع کرے اور زکوۃ سے بھی بچ جائے۔ (اہم فقہی فیصلے از: ص ۵۵ تا ۶۳)

حج کی محفوظ رقم پر زکوۃ

حج کی نیت سے جو رقم جمع کی ہے' اس پر زکوۃ واجب ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۷۲ ج ۳۔ فتاوی حقانیہ ص ۴۹۳ ج ۳۔ خیر الفتاوی ص ۴۷۴ ج ۳)

جو روپیہ حج کے ٹکٹ کے لئے دے دیا' اور اس کا ٹکٹ خرید لیا اور اس پر سال پورا نہیں ہوا تھا تو اس روپیہ کی زکوۃ لازم نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۷ ج ۱۷)

آمد و رفت کے کرایہ اور معلم کی وغیرہ کی فیس کے لئے جو رقم دی گئی ہے' اس پر زکوۃ نہیں، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اس کو واپس ملے گی' اس میں سے یکم رمضان تک (جب کہ یکم رمضان کو زکوۃ ادا کرتا ہو) جتنی رقم بچے گی اس پر زکوۃ فرض ہے، جو خرچ ہوگئی اس پر نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۴ ج ۴)

مکان کی خریداری کی رقم پر زکوۃ

کسی نے مکان خریدا' سودا مکمل ہوگیا' وکیل کاغذی کروائی کر رہا ہے، اب اس کے پاس جو رقم جمع ہے' اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کی رائے وجوب زکوۃ کی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۷۲ ج ۳)

مگر دوسرے ارباب افتاء کے نزدیک اس مال پر زکوۃ واجب نہیں۔

شادی کے لئے جمع رقم پر زکوۃ

کسی نے اپنی' یا بچوں کی شادی کی نیت سے رقم جمع کی ہو اس پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (کتاب الفتاوی ص ۳۳۷ ج ۳)

واجب الوصول قرضوں پر زکوہ

کسی کو قرض دیا' یا مال ادھار فروخت کیا' اور اس کی قیمت ابھی وصول ہونی ہے' تو جب زکوۃ کا حساب لگایا جائے تو بہتر یہ ہے کہ ان واجب الوصول قرضوں کو اپنی مجموعی مالیت میں شامل کرلیں، اگرچہ شرعا وصول ہونے تک ان پر زکوۃ نہیں، مگر وصولی کے بعد تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنی پڑے گی۔ مثلا ایک لاکھ روپیہ کسی کو قرض دیا اور اس نے پانچ سال کے بعد واپس کیا' تو ان پانچ سالوں کے دوران تو زکوۃ کی ادائیگی واجب نہیں، لیکن وصولی کے بعد پانچ سال کی زکوۃ دینی پڑے گی۔

قرضوں کی دو قسمیں

قرضوں کی دو قسمیں ہیں: ایک تو معمولی قرضے' جن کو انسان اپنی ذاتی ضروریات کے لئے لیتا ہے۔ دوسری قسم کے قرضے بڑے بڑے سرمایہ دار پیداواری اغراض کے لئے لیتے ہیں، مثلا: فیکٹریاں لگانے' یا مشینریاں خریدنے' یا مال تجارت امپورٹ کرنے کے لئے' لئے جاتے ہیں۔ اس دوسری قسم کے قرضوں کو مجموعی مالیت سے منہا کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ ان سرمایہ داروں پر ایک پیسے کی بھی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ وہ لوگ الٹے مستحق زکوۃ بن جائیں گے۔ ان قرضوں کے منہا کرنے میں شریعت نے فرق رکھا ہے۔ اس میں

تفصیل ہے۔

پہلی قسم کے قرضے تو مجموعی مالیت سے منہا ہو جائیں گے، اور ان کو منہا کرنے کے بعد زکوۃ ادا کی جائے گی۔ اور دوسری قسم میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کسی نے تجارت کی نیت سے قرض لیا اور اس قرض کو ایسی اشیاء خریدنے میں استعمال کیا جو قابل زکوۃ ہیں، مثلا: خام مال خریدا، یا مال تجارت خرید لیا، تو اس کو مجموعی مالیت سے منہا کیا جائے، لیکن اگر اس سے ایسے اثاثے خریدے جو نا قابل زکوۃ ہیں تو اس قرض کو مجموعی مالیت سے منہا نہیں کریں گے۔ مثلا ایک شخص نے بینک سے ایک کروڑ روپے قرض لئے اور اس رقم سے ایک پلانٹ (مشینری) باہر سے امپوٹ کر لیا، چونکہ یہ پلانٹ قابل زکوۃ نہیں، اس لئے کہ یہ مشینری ہے، تو اس صورت میں یہ قرضہ منہا نہیں ہوگا، لیکن اس سے خام مال خرید لیا تو چونکہ یہ قابل زکوۃ ہے، اس لئے یہ قرض منہا کیا جائے گا۔ (فقہی مقالات ص ۱۵۶ ج ۳)

طویل المیعاد قرض پر زکوۃ

سرکاری یا غیر سرکاری اداروں سے لئے جانے والے طویل المیعاد قرضوں کی صورت میں ہر سال جو قرض کی قسط ادا کرنی ہے، اموال زکوۃ میں سے منہا کی جائے گی، اور باقی اموال زکوۃ پر زکوۃ واجب ہوگی، پورا قرض منہا نہیں کیا جائے گا۔ (اہم فقہی فیصلے ص ۵۷)

س:...... بعض لوگ بینکوں سے طویل مدت کے لئے قرضے لیتے ہیں۔ کیا ایسے قرضے وجوب زکوۃ سے اسی طرح مانع ہیں، جس طرح دوسرے قرضے مانع ہیں؟

ج:...... اس مسئلہ میں فقہاء کرام کی دو رائے ہیں، لیکن قاعدہ اور ظاہر کے لحاظ سے جس کو متأخرین فقہاء نے راجح بھی قرار دیا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسے قرضہ جات مانع زکوۃ نہیں۔

(فتاوی حقانیہ ص ۵۱۰ ج ۳۔ کتاب الفتاوی ص ۲۶۰ ج ۳)

فکس ڈیپازٹ پر زکوۃ

بینک کے فکس ڈپازٹ میں زکوۃ فرض ہے، مگر ادائیگی بوقت وصول لازمی ہوگی۔

(فتاوی حقانیہ ص ۵۰۵ ج ۳)

تنبیہ: فکس ڈپازٹ میں جو رقم زیادہ ملتی ہے وہ سود ہے، اس لئے اولاً تو فکس ڈپازٹ کرانا ہی جائز نہیں، اور اگر کرالیا ہو تو جو زائد رقم ملے، اس کو غرباء پر یا رفاہی کاموں پر خرچ کر دینا واجب ہے۔ (کتاب الفتاوی ص ۳۲۷ ج ۳)

انعامی بانڈز پر زکوۃ واجب ہے

فقہاء کرامؒ نے دین کی تین اقسام لکھی ہیں، جس میں دین وسط کی تعریف بانڈز پر صادق آتی ہے، اس لئے کہ بانڈز خود مال نہیں، بلکہ یہ اس مال کی رسید ہے جو آپ کا حکومت یا کسی پرائیویٹ ادارے کے پاس قرض کی شکل میں موجود ہے، اس لئے بانڈز کی مالیت پر زکوۃ واجب ہے، لیکن جب یہ بانڈز مالیت کی شکل اختیار کر کے آپ کے ہاتھ میں آجائے تو گذشتہ اور موجودہ سب سال کی زکوۃ دینا لازم ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۵۰۵ ج ۳)

حادثات میں ملنے والی رقم پر زکوۃ

جہاز، ریل، کار، بس وغیرہ کے حادثات میں کسی مسافر کی موت واقع ہوگئی، اور کمپنی کی طرف سے اس کے ورثاء کو جو رقم ملی وہ ورثاء کی ملکیت ہے، اس پر دوسرے اموال کی طرح زکوۃ واجب ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۲۲ ج ۱۷)

کمیٹی کی رقم سے زکوۃ

آج کل چند آدمی کمیٹی کے نام سے ماہانہ کچھ رقم جمع کرتے ہیں، پھر وقت مقررہ پر ایک

آدمی کو وہ جملہ رقم دی جاتی ہے‘ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور ہر ممبر کو اپنی پوری رقم مل جاتی ہے۔ اب جس کو پوری رقم اولاً مل جائے تو اس پر پوری رقم کی زکوۃ ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں اس کی رقم تو کچھ ہے بقیہ قرض ہے، مثلاً: بیس ہزار کی کمیٹی ہے اور ممبروں کی تعداد دس ہے‘ تو اس بیس ہزار میں سے دو ہزار اس شخص کے اپنے ہیں اور باقی دوسرے ممبروں کے ہیں۔ اس صورت میں جس شخص کو اولاً رقم ملی ہے‘ اس پر دو ہزار کی زکوۃ دینی ہوگی باقی اٹھارہ ہزار کی زکوۃ اس پر واجب نہیں۔ (فتاوی حقانیہ ص ۵۰۹ ج ۳۔ خیر الفتاوی ص ۴۹۰ ج ۳)

زکوۃ بطور گذارہ الاؤنس دینے کا حکم

جن غرباء کو زکوۃ کی رقم ماہانہ مقرر ہے، اس میں اس امر کی خبر گیری ضروری ہے کہ ان کا استحقاق دائمی ہو، انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں، کسی وقت تنگ دستی‘ کسی وقت فراخ دستی، اگر کسی وقت ان کو غنی حاصل ہو گیا تو پھر ان کو دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

(خیر الفتاوی ص ۳۸۸ ج ۳)

آج کل زمین کے فروخت ہونے پر کل کا فقیر مالدار بن جاتا ہے، اس لئے ایسے حالات میں جو ادارے رفاہی کام کر رہے ہیں‘ اور زکوۃ کی رقم ماہانہ بیواؤں وغیرہ غرباء پر تقسیم کرتے ہیں‘ ان کو زکوۃ کی مد میں خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

زکوۃ دہندہ جس ملک میں ہو اسی ملک کی کرنسی کا اعتبار ہوگا

زکوۃ دہندہ جس ملک میں قیام پذیر ہے اس ملک کی کرنسی کا اعتبار ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ زکوۃ میں زکوۃ ادا کرنے والے کے مال کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۱۳ ج ۳)

سونے کی زکوۃ میں وقت وجوب کی قیمت معتبر ہے

سونے، چاندی کی زکوۃ اور عشر میں وقت وجوب کی قیمت معتبر ہے، البتہ زکوۃ سوائم میں وقت اداء کی قیمت کا اعتبار ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۴)

سال ختم پر بازاری نرخ سے (نہ کہ اصل خرید کے اعتبار سے) جتنی قیمت کا مال موجود ہو اس کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۱۰ ج ۱۷)

زکوۃ کے لئے نکالی ہوئی رقم کا استعمال

کسی شخص نے زکوۃ ادا کرنے کی نیت سے ایک رقم الگ نکالی، پھر کسی ضرورت سے اسے استعمال کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اس کے بجائے دوسری رقم سے زکوۃ ادا کر دے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۴۱ ج ۳)

زکوۃ دوسری جگہ بھیجنا

دوسری جگہ کے لوگ غریب محتاج ہوں، یا اعزہ و اقارب ہوں، اور وہ ضرورت مند ہوں، یا اس جگہ لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں، تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ بعض مواقع میں زیادہ ثواب ملے گا، جب کہ اخلاص نیت ہو۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۵ ج ۵)

زکوۃ کی رقم منی آرڈر، یا ڈرافٹ سے بھیجنا

زکوۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر، اور ڈرافٹ بھیجی جا سکتی ہے، کیونکہ مجبوری ہے، اس لئے اس طرح کی تبدیلی سے زکوۃ کی ادائیگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ منی آرڈر وغیرہ کی فیس میں زکوۃ، فطرہ کی رقم استعمال نہیں کی جا سکتی۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۴ ج ۵)

کرایہ میں زکوۃ کے پیسے استعمال کرنا

غرباء کی امداد کے لئے کپڑے، دوائی، جوتے، وغیرہ بھیجنے میں ہوائی جہاز، یا ٹرین وٹرک وغیرہ کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم استعمال کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اس لئے کہ زکوۃ میں تملیک مستحق بلاعوض شرط ہے اور وہ شرط یہاں مفقود ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۰ ج ۵ وص ۳۷۰ ج ۷)

پبلسٹی پر زکوۃ کی رقم لگانا

آج کل بہت سے ادارے زکوۃ اور دوسرے عطیات جمع کرنے کے لئے بہت سی رقم پبلسٹی پر خرچ کرتے ہیں، تو زکوۃ کی رقم پبلسٹی پر خرچ کرنا جائز نہیں۔

(فقہی مقالات ص ۱۴۸ ج ۳)

زکوۃ کی رقم سے کپڑے کی سلائی کی اجرت دینا

س:...... میں زکوۃ کے پیسے سے کپڑا خریدتا ہوں اور اس کو سلا کر یتیم خانہ لے جا کر یتیم بچوں کو دیدیتا ہوں۔ کیا زکوۃ کی رقم سے سلائی کی اجرت دے سکتا ہوں؟

ج:...... اگر یتیم خانہ کے بچوں کا ناپ لے کر ان کی مرضی کے مطابق کپڑا سلوایا، اور وہ لباس شرعا ممنوع نہ ہو تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم سے سلائی کی اجرت ادا کرنے کی گنجائش ہے کہ معطہ لہ کے حق میں یہ سلائی کپڑے کے عین میں اضافہ کے حکم میں ہے۔

مگر بے خطر صورت یہ ہے کہ مستحق کو کچا کپڑا، اور رقم دے دی جائے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق سلوا لے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۶۶ ج ۷)

زکوۃ کی رقم میں سے کمیشن دینے کا کیا حکم ہے؟

اگر دوسری جگہ پیسے بھیجنے میں کمیشن دینا پڑتا ہوں، مثلاً: زکوۃ کے ایک ہزار بھیجیں اور مرسل الیہ کو آٹھ سو روپے پہنچتے ہیں تو' دو سو روپے زکوۃ کے شمار نہ ہوں گے، لہذا دو سو روپے اور ادا کرنے ہوں گے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۰ ج ۲)

بینکوں سے زکوۃ کی کٹوتی کا حکم

بینکوں اور مالیاتی اداروں سے زکوۃ کٹوتی سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ البتہ احتیاطاً ایسا کرلیں یکم رمضان آنے سے پہلے دل میں یہ نیت کرلیں کہ میری رقم سے جو زکوۃ کٹے گی' وہ میں ادا کرتا ہوں۔

اکاؤنٹ کی رقم سے قرض کس طرح منہا کریں؟

اگر کسی کا سارا اثاثہ بینک میں ہی ہے' خود اس کے پاس کچھ نہیں' اور دوسری طرف اس کا قرض ہے' تو بینک تاریخ آنے پر زکوۃ کاٹ لیتا ہے، حالانکہ اس رقم سے قرضے منہا نہیں ہوتے' جس کے نتیجہ میں زکوۃ زیادہ کٹ جاتی ہے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ تاریخ آنے سے پہلے رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھ دے' اس میں زکوۃ نہیں کٹتی۔ اور ہر شخص کو کرنٹ اکاؤنٹ ہی میں رقم رکھنی چاہئے' سیونگ اکاؤنٹ میں نہ رکھے، اس لئے کہ وہ سودی ہے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ وہ شخص بینک کو لکھ دے کہ میں صاحب نصاب نہیں ہوں' تو قانوناً اس کی رقم سے زکوۃ نہیں کاٹی جائے گی۔ (فقہی مقالات ص۱۶۰ ج ۳)

زکوۃ کی ادائیگی میں شک ہو تو کیا کرے؟

زکوۃ ادا کی یا نہیں؟ اس میں شک ہو تو دوبارہ زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ (رحیمیہ ص۱۳ ج ۲)

سال گذشتہ کی زکوۃ کا حکم

اگر کسی نے دو سال یا زیادہ کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو دو سال کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔ اگر ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے کے بعد بھی مقدار نصاب باقی رہے، ورنہ صرف ایک سال کی واجب ہوگی۔ یعنی جب کہ اس کے پاس صرف ایک نصاب ہے، اس سے زائد نہیں تو اس میں سے بقدر زکوۃ سال پورا ہونے پر دین ہوگیا اور سال آئندہ کے لئے نصاب باقی نہیں رہا تو سال آئندہ کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۳ ج ۱۷)

پہلی زکوۃ منہا کرنے کے بعد جو رقم بچی، دوسرے سال اس کی زکوۃ ادا کرے، پھر اس کے بعد جو رقم باقی ہے، تیسرے سال اس کی زکوۃ دے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۵ ج ۴)

مالِ زکوۃ ضائع ہو جائے یا کر دیا جائے تو؟

نصاب زکوۃ کا مالک ہونے اور اس مال پر سال گذرنے کے بعد، لیکن زکوۃ ادا کرنے سے قبل مال قصداً ضائع کر دے تو اس پر ضائع کردہ مال کی زکوۃ واجب ہوگی۔ لیکن ایسا نہ ہوا ہو (یعنی قصداً ضائع نہ کیا ہو) تو ادائیگی پر قدرت یا بیت المال کے محصل کی طلبی کے باوجود زکوۃ ادا نہ کی ہو، پھر بھی زکوۃ اس سے ساقط ہو جائے گی۔

البتہ فقہاء احناف میں امام کرخیؒ کا خیال ہے کہ ''محصل بیت المال'' کے مطالبہ کے باوجود ادا نہ کرے تو وہ زکوۃ کا ضامن ہوگا۔

(تاتارخانیہ ص ۲۹۳ ج ۲، اسلام کا نظامِ عشر و زکوۃ ص ۱۴۲)

مال زکوۃ کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے تو؟

اگر نصاب زکوۃ کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا تو اسی تناسب سے زکوۃ بھی ساقط ہو جائے گی۔

(بدائع الصنائع ص ۲۳ ج ۲۔ اسلام کا نظام عشر و زکوۃ ص ۱۴۲)

پیشگی زکوۃ ادا کرنا

ایک سال سے زیادہ کی زکوۃ پیشگی دیدینا جائز ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس تین سو درہم ہیں اوراس نے ان میں سے دوسو درہم کی زکوۃ بیس سال کے لئے سو درہم دیدیئے۔(عمدۃ الفقہ ص ۵۵ ج ۳)

وقت سے پہلے فقیر کو زکوۃ دی' پھر وہ فقیر مالدار ہو گیا یا مرتد ہو گیا تو ؟

اگر وقت سے پہلے کسی فقیر کو زکوہ دیدی اور سال پورا ہونے سے پہلے وہ فقیر مالدار ہو گیا یا مرتد ہو گیا تو جو کچھ اس کو زکوۃ دی ہے' جائز ہے۔اس لئے کہ وہ زکوۃ ادا کرنے کے وقت اس کا مصرف تھا، پس اس کو دینا صحیح ہو گیا' اور ان عارضات کی وجہ سے اس کا مصرف ہونا ختم نہیں ہوتا، اس لئے کہ فقیر کو دینے کے وقت مصرف صحیح ہونے کا اعتبار ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۵۷ ج ۳)

سال پورا ہونے سے پہلے مرنے والے پر واجب زکوۃ نہیں

اگر کوئی شخص سال پورا ہونے سے پہلے مر جائے' تو اس کے مال سے زکوۃ نہیں نکالی جائے گی، بلکہ کل مال وارثوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔(عمدۃ الفقہ ص ۱۵۶ ج ۳)

موت سے زکوۃ ساقط ہو جائے گی

جس شخص پر زکوۃ ہے' جب وہ مر جائے تو زکوۃ اس کی موت سے ساقط ہو جاتی ہے، یعنی اس کے ترکہ سے نہیں لی جائے گی،لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو تہائی ترکہ میں سے ادا کی جائے گی۔اور اگر اس کے سب وارث (بشرطیکہ سب بالغ ہوں۔مرغوب) اجازت دیدیں تو کل ترکہ میں سے ادا کی جائے گی۔(عمدۃ الفقہ ص ۵۷ ج ۳)

شوہر مقروض ہو تو بیوی سے زکوۃ ساقط نہیں

شوہر مقروض ہے، اور بیوی کے پاس بقدر نصاب زیور وغیرہ ہو اور وہ مقروض نہ ہو تو، چونکہ بیوی نصاب کی مالک ہے، لہذا اس پر زکوہ واجب ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۶۲ ج ۴)

مد زکوۃ سے دینی کتابیں طبع کرانا

مد زکوۃ سے کوئی دینی کتاب طبع کرائی، اور تاجرانہ قیمت لگا کر مستحقین زکوۃ کو دی گئی تو بلا شبہ، بدون کسی قباحت کے زکوۃ ادا ہو گئی، بلکہ یہ کتب دینیہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۸۲ ج ۴)

کن کو زکوۃ نہیں دے سکتے

''اصول'': ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ۔ ''فروع'': بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ۔ زوجین: میاں، بیوی، ان رشتہ داروں کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔ سادات، نیز صاحب نصاب کو بھی زکوۃ نہ دی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۰۹ ج ۱۷)

میاں، بیوی ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے، طلاق کے بعد بھی جب تک عدت نہیں گذر جاتی زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۹ ج ۴)

نابالغ بچے کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو گی؟

اگر نابالغ عقلمند اور سمجھدار ہو، قبضہ کو سمجھتا ہو تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ اور جو بچہ بہت چھوٹا ہو، قبضہ کو سمجھتا نہ ہو، اور لین دین کے قابل نہ ہو، تو ایسے بچہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہو گی۔ ہاں اگر بچہ کا ولی اس کی طرف سے قبضہ کر لے تو ادا ہو جائے گی۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۶۸ ج ۷)

داماد کو زکوۃ دینا

داماد غریب ہو تو زکوۃ کے پیسے دے سکتے ہیں۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۱ ج ۵)

بہو کو زکوۃ دینا

بہو کو زکوۃ، فطرہ دینا دینا جائز ہے۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۲۴ ج ۱۷)

ایک ہی شخص کو نصاب کی برابر زکوۃ دینا کیسا ہے؟

ایک ہی آدمی کو اس قدر زکوۃ دینا کہ وہ صاحب نصاب بن جائے، یہ مکروہ ہے۔ ہاں مقروض کو اس کے قرض کی برابر، یا اس سے بھی زائد رقم دے سکتے ہیں، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، مگر یہ زاید رقم ایک نصاب کی برابر نہ ہو۔ اسی طرح عیالدار کو اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ اگر اولاد پر تقسیم کی جائے تو ہر بچہ صاحب نصاب نہ بن سکے، اتنی رقم دینا بلا کراہت درست ہے۔ ہاں جب ایک بار نصاب کی برابر رقم دی گئی، اور وہ صاحب نصاب بن گیا، تو اب دوبارہ دوسری زکوۃ کی رقم اس کو نہیں دی جاسکتی۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۳ ج ۲)

مد زکوۃ سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں

مد زکوۃ سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں۔ بوقت ضرورت یہ صورت ہوسکتی ہے کہ میت کا ولی مستحق زکوۃ ہو تو اس کو مد زکوۃ سے رقم دیدی جائے وہ اس سے تجہیز و تکفین وغیرہ کرے۔(احسن الفتاوی ص ۲۹۳ ج ۴۔ فتاوی محمودیہ ص ۱۱۳ ج ۱۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی احمد صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی احمد بیمات صاحب مدظلہم کا ایک فتوی ارسال خدمت ہے، اگر حضرت والا کے نزدیک یہ جواب صحیح ہو تو تصدیق فرمادیں اور بصورت دیگر جو جواب صحیح ہو تحریر فرمائیں۔

بہت سے مدارس کے سفراء وعلماء اس طریقہ سے چندہ کرتے ہیں، اگر مرسلہ فتوی صحیح نہ ہو تو کوئی ایسی صورت تحریر فرمادیں جس سے مدارس کا نقصان بھی نہ ہو اور ایک جاری طریقہ بند نہ ہو جائے۔

جو حضرات ایک عالم یا حافظ کا خرچ دے رہے ہیں ان میں زکوۃ کی رقم ادا ہو سکتی ہے یا نہیں، وجہ اشکال یہ ہے کہ یہ رقم تین چار سال، بلکہ بعض مرتبہ سات آٹھ سال تک جمع رہے گی، اس صورت میں کوئی حرج ہے؟ فقط والسلام طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

چندہ میں عالم یا حافظ کے لئے جو رقم دی جاتی ہے ان میں زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

حامدا و مصلیا

محبّ مکرم مولانا مرغوب احمد صاحب زیدت مکارمکم

آپ کا گرامی نامہ بدست مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ سلمہ ملا ”ایک عالم یا ایک

حافظ کے مصارف کے نام سے ارباب مدارس کا رقم وصول کرنا اور ایک متعینہ طالب علم پر یہ بتدریج خرچ کرنا کہ اس کو ہم حافظ یا عالم بنائیں گے‘‘ اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی احمد بیمات صاحب مدظلہم کا فتوی عدم جواز کا پڑھا، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

فقط والسلام۔ [۱]

العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

---

[۱]...... حضرت مفتی احمد بیمات صاحب کے فتوی کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ارباب مدرسہ کو اس طرح ایک حافظ یا عالم کے مصارف کی نیت سے چندہ لینا جائز نہیں، کیونکہ:

۱:...... جس بچہ کے نام پر رقم لی گئی وہ اس مقصد میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں؟ کسی کو خبر نہیں۔

۲:...... تکمیل حفظ کی مدت کوئی متعین نہیں، بچہ کی ذہانت پر موقوف ہے، اس لئے جو رقم تین سال یا کم وبیش مدت کے لئے وصول کی ہے اس میں بے احتیاطی کا خطرہ رہے گا۔

۳:...... بعض مرتبہ تعلیم درمیان میں موقوف ہو جاتی ہے، اس صورت میں بھی وصول کردہ رقم میں احتیاط کرنا مشکل ہوگا۔

۴:...... کبھی طالب علم مدرسہ بدل دیتا ہے، اس صورت میں اس کے نام پر وصول کردہ رقم کا کیا ہوگا؟ ان وجوہات کی بنا پر یہ صورت جائز نہیں۔

باب صدقة الفطر

عن ابن عباسؓ قال :فرض رسول الله ﷺ: زکوة الفطر طهر الصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین ،رواه ابو اداؤد۔

(مشکوۃ، باب صدقة الفطر)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے روزوں کو بیہودہ باتوں اور لغوکلام سے پاک کرنے کے لئے' نیز مساکین کو کھلانے کے لئے صدقہ فطر لازم قرار دیا ہے۔(مظاہرحق ص۴۱۸ ج۲)

صدقۂ فطر کن پر واجب ہے اور کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟

(۶۱۳) س:...... فطرہ کن کن پر واجب ہوتا ہے؟ اپنے لواحقین میں سے کن کن کا فطرہ ادا کرنا لازمی ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: ''صدقة الفطر تجب على حر، مسلم، مكلف، مالک لنصاب، او قيمته، وان لم يحل عليه الحول عند طلوع فجر يوم الفطر، ولم يكن للتجارة فارغ عن الدين وحاجته الاصلية وحوائج عياله''۔

(مراقی الفلاح ص ۳۹۴) [1]

یعنی صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لئے تین چیزیں شرط ہیں: آزاد ہونا۔ مسلمان ہونا۔ کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتوں سے فارغ ہو۔ اس مال پر ایک سال گذرنا شرط نہیں۔ نہ مال کا تجارتی ہونا شرط ہے۔ صاحب مال کا بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے، یعنی صدقۂ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی، بشرطیکہ وہ فقیر ہوں [2] اور اپنی خدمت کے نوکروں کی طرف سے بھی صدقہ دینا واجب ہے۔[3]

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

نماز عید سے قبل یا بعد جو بچہ پیدا ہو اس کے صدقۂ فطر کا حکم

(۶۱۴) س:...... جو اولاد عید کے روز قبل عید کی نماز کے پیدا ہوئی ہو اس کے فطرے کا

---

[1]......مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۷۲۳،باب صدقة الفطر۔

[2]...... وطفله الفقير والكبير۔(درمختار ص ۳۱۴،باب صدقة الفطر)

[3]......وعبده لخدمته۔(درمختار ص ۳۱۴،باب صدقة الفطر)

کیا حکم ہے؟ اور جو بعد نماز پیدا ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: صبح صادق کے قبل جو بچہ پیدا ہو گیا ہو اس کی طرف سے صدقۂ فطر دیا جائے۔

اور جو بچہ صبح صادق کے بعد یا طلوع آفتاب کے بعد یا قبل نماز عید و بعد نماز عید پیدا ہوا ہو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔ [1]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

ملازمین کے فطرہ کا کیا حکم ہے؟

(۶۱۵) س:...... اپنے ملازمین کے فطرہ کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: ملازمین کا فطرہ صاحب (مالک) کے ذمہ نہیں۔ [2] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

مرحوم والدین کی طرف سے فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶۱۶) س:...... مرحوم ماں باپ کی طرف سے فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با للہ التوفیق: مرحومین کی طرف سے فطرہ نہیں ادا کیا

---

[1]...... (فمن مات قبله) ای الفجر (او ولدبعده او اسلم لا تجب علیه) قوله: (لا تجب علیه) لانه وقت الوجوب لیس باهل۔ (شامی مع الدرص ۳۲۲ ج ۳، باب صدقة الفطر)

ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذلک لم تجب علیه الصدقة، ومن ولد او اسلم قبله وجبت، ومن ولد او اسلم بعده لم تجب۔

(عالمگیری ص ۱۹۲ ج ۱، الباب الثامن فی صدقة الفطر)

[2]...... والاصل ان صدقة الفطر متعلقة بالولایة والمؤنة فکل من کان علیه ولایته ومؤنته ونفقته فانه تجب علیه صدقة الفطر فیه والا فلا۔ (عالمگیری ص ۱۹۳ ج ۱، الباب الثامن فی صدقة الفطر)

جاتا۔ ۱؎ ہاں خیر خیرات کر کے ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ ۲؎ و اللہ تعالی اعلم۔

فطرہ کی ادائیگی کا درست وقت کونسا ہے؟

(۶۱۷) س:...... فطرہ کی ادائیگی کا درست وقت کونسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصليا،الجواب و با لله التوفيق: عید کی نماز کے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا بہتر و مستحب وقت ہے، اگر کسی ضرورت سے بعد میں ادا کیا' یا عید کے دن سے پہلے ہی ادا کر دیا جب بھی ادا ہو گیا۔ (عالمگیری ص۱۲۴ ج۱۔ درالمختار ص۱۲۵ ج۲)۔ ۳؎

صدقۂ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے۔" ووقت الوجوب بعد

۱؎......ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من يوم الفطر فمن مات قبل ذلک لم تجب عليه الصدقة۔ (عالمگیری ص۱۹۲ ج۱،الباب الثامن فی صدقة الفطر)

۲؎......تنبيه: صرح علمائنا فی باب الحج عن الغير بان الا نسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها ،كذا فی الهداية ، بل فی زكاة التاترخانية عن المحيط: الافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوی لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شیء اه، هو مذهب اهل السنة والجماعة۔

(شامی ص۱۵۱ ج۳، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی القرأة لميت واهداء ثوابها له)

۳؎...... ويستحب اخراجها قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع الفجر عملا بأمره وفعله عليه السلام ، وصح ادائها اذا قدمه علی يوم الفطر او اخره يوم الفطر اعتبارا بالزكاة ۔

(درالمختار ص۳۲۲ ج۳،باب صدقة الفطر)

"والمستحب للناس ان يخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر يوم الفطر قبل الخروج الی المصلی ، واما وقت ادائها فجميع العمر عامة مشايخنا رحمهم الله،وان قدموها علی يوم الفطر جاز ..... وان اخروها عن يوم الفطر لم تسقط وكان عليهم اخراجها"۔

(عالمگیری ص۱۹۲ ج۱،الباب الثامن فی صدقة الفطر)

طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر‘‘۔(عالمگیری ص ۱۲۳ ج ۱)۔ [۱]

اگر عید کے دن نہیں دیا تو معاف نہیں ہوا بعد میں بھی کسی دن دیدینا چاہئے۔

(ہدایہ ص ۱۹۳ ج ۱)۔ [۲] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

صدقۂ فطر ادا نہ کرنے سے روزہ اور نماز عید میں کوئی حرج آتا ہے؟

(۶۱۸) س:...... اگر کوئی شخص فطرہ ادا نہ کرے یا کہے کہ میں نے فطرہ دوسری جگہ دیدیا ہے، جس کا ثبوت ملنا مشکل ہو تو اس کی عید کی نماز اور روزے میں حرج تو نہیں ہوگا؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی شخص نے فطرہ ادا نہیں کیا، یا بیان کیا کہ میں نے فطرہ دوسری جگہ دیدیا ہے تو اس کی عید کی نماز اور روزے میں کچھ خلل نہیں آیا۔ دوسروں کے نزدیک دیدنے کا ثبوت ضروری نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

فطرہ کی رقم جمع رکھ کے یتیم خانہ ومدارس میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

(۶۱۹) س:...... یہاں پیشتر سے یہ دستور تھا کہ فطرہ جمع کرکے یتیم، مساکین بچوں کے درسی کتابوں اور کچھ مدرسہ اسلامیہ کے اخراجات پر صرف ہوتا تھا۔ امسال ایک مولوی صاحب جو یہاں پیش امام ہیں، وہ کہتے ہیں فطرہ کا پیسہ جمع کرکے رکھا نہیں جاسکتا، غریب، یتیم اور قرض دار اس کے مستحق ہیں، اگر نماز سے پہلے ان کو حوالہ نہ کیا گیا تو ادا نہ ہوگا۔ اور امام اپنے کو قرضدار بتاکر سب سے زیادہ مستحق ثابت کررہے ہیں۔ اس سے جماعت میں سخت انتشار پھیل گیا ہے، لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ فطرہ جمع رکھ کر صورت مذکورہ کے موافق صرف کیا جاسکتا ہے یا عید سے پہلے صرف کردینا ضروری ہے۔

---

[۱]...... عالمگیری ص ۱۹۲ ج ۱، الباب الثامن فی صدقة الفطر۔

[۲]...... وان اخروها عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیهم اخراجها۔(ہدایہ ۱۹۳ ج ۱، باب صدقة الفطر)

نوٹ: امام کو بیس، پچیس روپیہ ماہواری اور شادی، غمی اور دعوتوں میں معقول آمدنی ہوتی ہے پھر بھی فطرہ کے لئے بضد ہیں۔

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: افضل یہ ہے کہ فقراء ومساکین و محتاجوں کو عید کی نماز سے پیشتر فطرہ ادا کر دیا جاوے، لیکن اگر کسی یتیم خانہ کے غریب، نادار بچوں کی پرورش اور درسی کتابوں کی اعانت کے لئے اگر فطرہ کا روپیہ جمع کر کے منیجر یا مہتمم کے قبضہ میں دیدیا جاوے کہ وہ حسب ضرورت نادار طلبہ کی اس روپیہ سے پرورش و کفالت کرتا رہے تو یقیناً یہ صورت جائز ہے، لیکن یہ روپیہ ہر حال میں اس وقت یا آئندہ بوقت ضرورت نادار و غریب یتامی کے ہی مصارف و ضروریات میں صرف ہونا ضروری ہے۔ اس کا ملازمین کی تنخواہ یا تعمیر یا فرنیچر وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں، بہر حال صدقۂ فطر کو عید کے قبل یا عید کے بعد ادا کرنا جائز ہے۔ امام صاحب کا یہ کہنا کہ عید سے پہلے حوالہ نہیں کیا گیا تو فطرہ ادا نہیں ہوا غلط ہے۔ عید کے بہت پیشتر اور عید کے دن اور عید کے بعد جب بھی ادا کیا ادا ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز کے پہلے ادا کر دیا جاوے، لیکن دوسری جگہ بھیجنے کے لئے جہاں زیادہ ضرورت ہو یا ثواب زیادہ ہوتا ہو، صدقات کا جمع کرنا اور عید کے بعد دینا، یا عید کے پیشتر دینا اور بعد عید کے جمع کر کے بھیجنا جیسے اکثر حضرات دینی مدارس کے طلبہ کے لئے یا یتیم خانوں کے یتامی و ناداروں کے لئے چندہ جمع کرتے ہیں یقیناً افضل ہے کہ اس میں تعلیم دین کی اعانت ہے۔

''والمستحب للناس ان يخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر يوم الفطر قبل الخروج الى المصلى''۔ (عالمگیری ص۱۲۴ ج۱)۔[1]

[1]...... عالمگیری ص۱۹۳ ج۱، الباب الثامن فی صدقة الفطر۔

''وصح ادائها اذا قدمه علی یوم الفطرة او اخره''۔(درالمختار ص۱۲۵ ج۲)[1]

''وان اخرها عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیهم اخراجها''۔(ہدایہ)[2]

اگر امام قرضدار اور غریب ہے تو اسے صدقۂ فطر دینا جائز ہے۔امام کا کوئی حق واجب نہیں اور غنی ہے تو جائز نہیں اور نہ غنی کو لینا جائز ہے۔[3]

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

فطرہ کہاں ادا کرنا چاہئے اور اس کے حقیقی مستحقین کون ہیں؟

(۶۲۰) س:...... فطرہ کہاں ادا کرنا چاہئے اور اس کے حقیقی مستحقین کون ہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وباللہ التوفیق: فطرہ ادا کرنے میں ادا کرنے والے کا مکان معتبر ہے،یعنی جس جگہ یہ رہتا ہے وہاں کے غرباء زیادہ حقدار ہیں۔ہاں اگر اس کے غریب رشتہ دار اپنے وطن میں ہوں تو ان کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔[4]

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

فطرہ اور عام خیرات کی رقم میں کیا فرق ہے؟ کیا دونوں ملائی جاسکتی ہیں؟

(۶۲۱) س:...... فطرہ اور عام خیرات کی رقم میں کیا فرق ہے؟ کیا دونوں ملائی جاسکتی ہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وباللہ التوفیق: صدقہ فطر واجب ہے اور عام خیرات

---

[1]......درالمختار ص۳۲۲ ج۳،باب صدقة الفطر۔

[2]...... ہدایہ ص۱۹۳ ج۱،باب صدقة الفطر۔

[3]......ولا الی غنی۔(درالمختار ص۲۹۵ ج۳،باب المصرف)

ولا یجوز دفع الزکاة الی من یملک نصابا۔(عالمگیری ص۱۸۹ ج۱،الباب السابع فی المصرف)

[4]...... ویکره نقل الزکاة من بلد الی بلد الا ان ینقلها الانسان الی قرابته او الی قوم احوج الیها من اهل بلده۔(عالمگیری ص۱۹۰،الباب السابع فی المصرف)

نفل۔دونوں کومخلوط کرنا جائزنہیں۔[1] فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

صدقۂ فطر کی رقم کا کس جگہ داخل کرنا بہتر ہے؟

(۶۲۲) س:...... صدقۂ فطر کی رقم کا کس جگہ داخل کرنا بہتر ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: کہیں داخل کرنا بہتر وضروری نہیں اور نہ کسی مجموعی چندہ میں دینا ضروری ہے۔بہتر یہ ہے کہ بجائے فطرہ جمع کرنے کے اپنے مقامی غرباء ومساکین کوخود دیدے۔ فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم ۔

فطرہ کی رقم کے مطالبہ پر کمیٹی کا جبر کرنا کیسا ہے؟

(۶۲۳) س:...... نماز عید الفطر سے پہلے فطر کا مطالبہ لازمی ہے یا کہ زید کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ ادا کرے یا نہ کرے اور اگر زید کو یہاں پر ادا کرنے کے لئے مزید تاکید کی جاتی ہےتو وہ ظلم اورسختی قرار دیتا ہے۔

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: کسی شخص کوفطرے کے مطالبہ کایاادا کرنے پرمزیدتاکیدکرنے کا شرعا کوئی حق نہیں۔دینے والے کواختیار ہے جہاں چاہے وہاں دے۔

عیدالفطر کےموقع پر کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کرنا کہ ’’صرف چار چندے وصول کئے جاویں‘‘ اس طرح چار چندے صول کرنے کا کمیٹی کوحق کہاں سے پیدا ہوگیا؟ اور کمیٹی کا یہ اعلان کہ ’’چار چندے کے علاوہ نہ تو کوئی شخص دے اور نہ لے‘‘ یہ بھی نادر شاہی حکم

---

[1]...... صدقة الفطر واجبة۔(ہدایہ ص۱۹۰ ج۱،باب صدقة الفطر)

رجلان دفع کل منهما زکاة ماله الی رجل لیؤدی عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوکیل مال الدافعین وکانت الصدقة عنه۔(عالمگیری ص۱۸۳ ج۱، آخرباب الثالث ، مسائل شتی)

اس جزئیہ سےمعلوم ہوتا ہے کہ دونوں کوملانا جائزنہیں۔

ہے۔ کمیٹی کو کوئی حق نہیں۔ دینے والے مختار ہیں خواہ چاروں چندوں میں دے، خواہ ایک میں بھی نہ دے، اور چاروں کے سوا کسی دوسرے کو دے۔ دینے والوں کا اختیار چھین لینا اور غریب لینے والوں کو نہ لینے دینا کمیٹی کا یہ فعل مستحسن نہیں۔ ''لا جبر عی الصِلات'' یعنی صدقہ وتبرعات میں جبر جائز نہیں۔ [۱]

جن غرباء نے اپنے لئے چندہ مانگا اور دینے والوں نے ان کو دیا' ان رقوم کو ضبط کر لینے کا کمیٹی کو شرعا کوئی حق نہیں۔ جن سے ضبط کیا ہے انہیں یہ رقم واپس دیدینا کمیٹی کے ذمہ قرض ہے، ورنہ کمیٹی جابر' ظالم وغرباء کا حق مارنے والی سمجھی جائے گی۔ ضبط کی ہوئی رقم مسجد فنڈ میں داخل کرنا جائز نہیں۔

جماعت ان حضرات کے ساتھ کیا سلوک کرسکتی ہے؟ یہ غرباء مجرم نہیں بلکہ جماعت خائن وخدانا ترس ہے۔ ایسی جماعت جو کہ غیر شرعی فیصلے کرتی ہے عنداللہ قابل مؤاخذہ ہے اور ''ضلو فاضلوا'' کی مصداق ہے۔ [۲] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم،

---

[۱]..... الدرالمختار ص۱۲۱۵ ج۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! ص۳۲۱/ حاشیہ سوال نمبر ۶۱۰۔

[۲]..... یہ حدیث شریف کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے:

قال رسول الله ﷺ: ((ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينترعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رء وسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا)) متفق عليه۔ (مشکوۃ ص۳۳، کتاب العلم، الفصل الاول)

ترجمہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالی علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل ودماغ) سے اسے نکال لے، بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے اس سے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، لہذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مظاہر حق ص۲۳۸ ج۱، حدیث نمبر/۹)

فطرہ کی رقم مسجد یا قبرستان کے اخراجات میں لگانا کیسا ہے؟

(۶۲۴) س:...... فطرہ کی رقم مسجد کے اخراجات میں داخل ہوسکتی ہے؟ یا قبرستان کے حساب میں شامل ہوسکتی ہے؟ یا فطرہ کی رقم کو مطلق علیحدہ رکھنا لازمی ہے۔

ج:...... حامدا و مصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: فطرے کی رقم مسجد کے اخراجات میں یا قبرستان کے حساب میں شامل کرنا جائز نہیں۔ اس رقم کو علیحدہ رکھ کر مستحقین میں تقسیم کر دینا لازمی ہے، ورنہ چندہ جمع کرنے والے سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

صدقۂ فطر کی رقم قبرستان کی دیوار میں لگانا کیسا ہے؟

(۶۲۵) س:...... فطرہ کے پیسہ سے قبرستان کی چاردیواری بنانا اور جانوروں سے قبرستان کی حفاظت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسی حالت میں کہ یہاں لوگ بہت غریب ہیں، سوائے فطرہ کے اور کسی طرح قبرستان کی امداد نہیں کر سکتے۔

ج:...... حامدا و مصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: جو مصارف زکوۃ کے ہیں، وہی مصارف صدقۂ فطر کے ہیں۔ فطرہ عید کے دن بستی کے غرباء و مساکین کا حق ہے، اس کو جمع کر کے قبرستان کی چاردیواری بنانے میں صرف کرنا جائز نہیں۔ جس طرح زکوۃ کا مال تعمیر مسجد و مدرسہ و احاطۂ قبرستان و تنخواہ مدرسین و امام و مؤذن و تعمیر مسافر خانہ و پل اور لاوارث کے گورکفن وغیرہ مصارف میں صرف کرنا درست نہیں، اسی طرح ان چیزوں میں فطرہ کا پیسہ بھی صرف کرنا جائز نہیں۔ ''(وصدقة الفطر كالزكاة فى المصارف) وفى كل حال (الا فى) جواز (الدفع الى الذمى) و عدم سقوطها بهلاک المال''۔

(درالمختار ص۱۲۷ ج۲)۔ ۱؎ فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

صدقہ فطر سے مدرسہ تعمیر کرنا کیسا ہے؟

(۶۲۶) س:...... عیدالفطر کا صدقہ مدرسہ اسلامیہ کی تعمیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: صدقۂ فطر کو کسی تعمیری کام میں صرف کرنا جائز نہیں ۔فطرہ مساکین وفقراء کو دے کر عید کے روز ان کو سوال سے غنی کر دینا چاہیئے۔ صدقة الفطر كالزكوة فى المصارف۔(درالمختار ص۱۲۷ ج۲) ۲؎

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قیدیوں کوصدقۂ فطر دینا اور قیدیوں پر صدقۂ فطر کا وجوب

(۶۲۷) س:...... جیل خانے کے قیدیوں کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور قیدیوں کے ذمہ صدقۂ فطر ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: جیل خانے کے قیدیوں کو جو کہ محتاج ہو صدقۂ فطر دینا جائز ہے ۳؎ اور جو قیدی خود غنی ہو اس کے ذمہ صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ ۴؎

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

۱؎...... درالمختار ص۳۲۵ ج۳،باب صدقة الفطر۔

۲؎...... درالمختار ص۳۲۵ ج۳،باب صدقة الفطر۔

۳؎...... هى تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمى ولا مولاه بشرط قطع المنفعة من الملك من كل وجه۔(كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ص۲۰۱، كتاب الزكوة)

۴؎...... وهى واجبة على الحر المسلم المالك لمقدار النصاب، الخ۔

(عالمگیری ص۱۹۱ ج۱،الباب الثامن فى صدقة الفطر)

تنخواہ کے عوض صدقۂ فطر وقربانی کی کھال کی قیمت دینے کا حکم

(۶۲۸) س:...... اس شرط پر امام مقرر ہونا کہ ہم آپ لوگوں کی نماز جمعہ وتراویح وعیدین پڑھائیں گے، آپ لوگ صدقۂ فطر اور قربانی کی کھال کی قیمت ہمیں دیدیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس طرح دینے سے صدقۂ فطر ادا ہوجائے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: امامت کی اجرت کے عوض صدقۂ فطر اور کھالوں کی قیمت دینا جائز نہیں۔ ہاں امام غریب ہے اور امامت کی تنخواہ نہیں پاتا، تو بوجہ محتاج ہونے کے امداد کا زیادہ حقدار ہے لیکن زکوۃ، صدقۂ فطر اور قربانی کی کھال کی قیمت وغیرہ خیرات و تقسیم مفت ہونی ضروری ہے، اس لئے بطور اجرت کے دینا صحیح نہیں، لہذا بغیر مقرر کئے ہوئے غریب امام کو زکوۃ کی نیت سے صدقات واجبہ دینا جائز وصحیح ہے۔ اور دینے والے کی زکوۃ وفطرہ ادا ہوجائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ اجرت سمجھ کر نہ دی جاوے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تنخواہ دار امام کو صدقۂ فطر و چرم قربانی دینے کا حکم

(۶۲۹) س:...... جو پیش امام تنخواہ پاتے ہیں، وہ چرم قربانی وفطرہ وزکوۃ کے مستحق ہیں یا نہیں؟ محلّہ والے چاہتے ہیں کہ پیش امام کو دے اور سوائے پیش امام کے کسی کو نہ دے، چنانچہ ایک شخص نے یتیم خانہ میں دیا تو دوبارہ پیش امام کو فطرہ وزکوۃ و چرم قربانی دینے پر مجبور کر رہے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: اگر پیش امام کو چرم قربانی، صدقۂ فطر وغیرہ اہل محلّہ کسی کے بغیر جبر و کراہ اپنی رضا مندی سے دے اور بعوض تنخواہ نہ ہو، نہ امام کا

حق سمجھ کردی جاتی ہو بلکہ احسانا دیتے ہوں تو دینا‘ لینا جائز ہے۔ امامؒ صاحبِ نصاب کو دینا درست نہیں، اگر امام غریب ہے تو دینا درست ہے۔ ہر شخص کو حق ہے کہ اسے جہاں چاہے خرچ کرے، اہل محلّہ کو اس پر جبر و اکراہ کرنے کا حق نہیں۔

((لا جبر عی الصِلاة))[1] و﴿ما علی المحسنین من سبیل﴾ الآیة۔ [2]

جب ایک شخص یتیم خانہ میں دے چکا تو دوبارہ اکراہاً امام کو دلوانا جائز نہیں، بلکہ ظلم ہے۔ ان باتوں کے معاونین سب گنہگار ہوں گے۔﴿ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ الآیة۔ [3] فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

مصارف فطرہ کے چند سوالات

(۶۳۰) س:...... فطرہ کس کو دینا چاہئے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با لله التوفیق: فطرہ مساکین محتاج وفقراء کو دینا چاہئے۔ فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

(۶۳۱) س:...... فطرہ پیش امام کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با لله التوفیق: پیش امام اگر محتاج ومسکین ہے تو اسے احسانا دینا جائز ہے، تنخواہ کے عوض نہیں۔ فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

(۶۳۲) س:...... پیش امام کے لئے جبرا فطرہ وصول کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و با لله التوفیق: پیش امام ومؤذن کے لئے فطرہ اور خیر

---

[1]......الدر المختار ص ۵۲۱ ج ۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! ص ۳۲۱/ حاشیہ سوال نمبر ۶۱۰۔

[2]......سورۂ توبہ، آیت/ ۹۱۔ ترجمہ: ان نیکوکاروں پر کسی قسم کا الزام (عائد) نہیں۔

[3]......سورۂ مائدہ، آیت/ ۲۔ ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔

خیرات جبراوصول کرنا ناجائز وحرام ہے۔''لا جبر عی الصِلات''۔[1]

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

(۶۳۳) س:...... تنخواہ دارامام فطرہ لے،اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: تنخواہ دارامام اگر غنی ہے تو اسے فطرہ لینا حرام ہے،اس لئے اس کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے،خاص کر جبکہ جبرا اپنا حق سمجھ کر لیتا ہو۔ اور اگر مسکین ومحتاج ہے اور لوگ بطیّب خاطر اسے دیتے ہیں تو اسے لینا درست ہے۔اور اس کے پیچھے نماز میں کوئی کراہت بھی نہیں۔فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ۔

(۶۳۴) س:...... کسی جگہ امام کی تنخواہ پندرہ ہو،اور یہ سمجھ کر کہ اس تنخواہ پر گذارہ نہیں ہوگا فطرہ جمع کر کے امام کو دیتے ہیں یہ جائز ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: امام ومؤذن کو تنخواہ کا عوض سمجھ کر یا یہ سمجھ کر کہ فطرہ امام ومؤذن کا حق ہے' دینا جائز نہیں اور اس طرح دینے سے فطرہ ادا نہیں ہوگا۔اگر امام ومؤذن محتاج ہیں تو ان کو فطرہ دینا جائز ہے،لیکن کسی امام ومؤذن کا فطرہ پر کوئی حق واجبی ولازمی نہیں۔فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

(۶۳۵) س:...... جو شخص ان سب لوگوں کو فطرہ دینے سے منع کرے اس پر کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق :امام ومؤذن کو فطرہ دینے سے منع کرنا

---

[1]......الدرالمختار ص۵۲۱ ج۸۔تفصیل کے لئے دیکھئے! ص۳۲۱ رحاشیہ سوال نمبر ۶۱۰۔

حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا،جان لو!کسی بھی دوسرے شخص کا مال (لینا یا استعمال کرنا) اس کی مرضی وخوشی کے بغیر حلال نہیں۔

قال رسول الله ﷺ:((الا لا تظلموا ،الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه))۔

(مشکوۃ،ص۲۵۵،باب لاغصب والعارية۔مظاہر حق ص۱۵۷ ج۳)

اگراس بنا پر ہے کہ امام ومؤذن غنی ہیں، یا لوگوں سے اپنا حق واجبی سمجھ کر جبرا وصول کرتے ہیں تو ایسے شخص کا منع کرنا صحیح وباعث اجر ہے۔فقط،والله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

مسجد میں فطرہ کی رقم جمع کرنا کیسا ہے؟

(۶۳۶)س:...... مسجد میں فطرہ کی رقم جمع کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: عید کے روز کسی خاص ضرورت سے مسجد میں فطرہ جمع کرنا جائز ہے،لیکن اگر مسجد میں شور وشغف ہوتا ہوتو جائز نہیں۔والله اعلم

چاندی کا برتن لے کر مسجد میں فطرہ کا چندہ کرنا

صدقۂ فطر روزہ دار کولہو ولعب اور بدزبانی کی آلودگی سے پاک کرتا ہے

(۶۳۷)س:...... ایک مسجد میں بلا اجازت متولی مسجد چند جماعت والوں نے عید کی نماز سے پہلے ایک پیالہ بعض مختلف جانوروں کی تصویروں سے مزین اور بڑا چاندی کا برتن اٹھائے کہنے لگے کہ یہ چندہ وخیرات وفطرہ امام صاحب کے لئے ہےاور فطرہ ادا کئے بغیر کسی کا روزہ نہیں ہوگا۔اس پر متولی نے روکا،مگر کسی نے نہیں مانا اور کہنے لگے یہ طریقہ جائز ہےاور دوسرے روز امام صاحب نے جواز کا فتوی دیا۔اب دریافت طلب یہ ہے کہ:

۱:......مسجد میں چندہ کرنا خاص جہاں نماز ادا کی جاتی ہے،شرعا جائز ہے یا نہیں؟

۲:......باتصویر جاندار کے برتن لے کر مسجد میں گھس جانا کیسا ہے؟

۳:......کسی شخص کا روزہ بغیر فطرہ ادا کئے ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج:......۱:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق: مسجد میں سوال کرنا اور کسی شخص کے لئے چندہ جمع کرنا ناجائز وحرام اور دینا بھی بعض فقہاء کے نزدیک علی الاطلاق مکروہ

ہے۔اور بعض کے نزدیک جبکہ سائل یا سائلین گردن پھاند کے آگے بڑھتے ہوں تو مکروہ و منع ہے۔اور فطرہ مساکین کا حق ہے۔

امام اگر صاحب نصاب ہے تو امام کو فطرہ دینا جائز نہیں اور اگر معقول تنخواہ پاتا ہو تو امام سے زیادہ بستی کے غرباء وفقراء ومساکین حقدار ہیں۔اور اگر امام محتاج ومسکین ہے تو فطرہ دینا درست ہے۔"ویحرم فیه السوال و یکره الاعطاء مطلقا وقیل ان تخطی"۔[۱]

۲:...... سونے' چاندی برتنوں کا استعمال ناجائز ہے۔

"(و) کره (الاکل والشرب والادهان والتطیب من اناء ذهب و فضة للرجل والمرأة)لاطلاق الحدیث(و کذا) یکره (الاکل بملعقة الفضة والذهب والاکتحال بمیلهما) وما اشبه ذلک من الاستعمال کمکحلة ومرآة وقلم ودواة و نحوها"۔

(درص۳۳۳ ج ۵)۔[۲]

۳:...... رسول الله ﷺ نے فرمایا ہے کہ صدقۂ فطر روزہ کو لہو ولعب اور بدزبانی کی آلودگی سے پاک کرنے اور مساکین کی روزی کی غرض سے مقرر کیا گیا ہے۔(مشکوۃ)۔[۳]

علامہ طحطاویؒ شرح "مراقی الفلاح" میں ناقل ہیں کہ: صدقۂ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہوجاتا ہے۔[۴]

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[۱]......درالمختار ص۴۳۳ ج۲،باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، قبیل: باب الوتر والنوافل۔

[۲]......درالمختار ص۴۹۲ ج۹، کتاب الحظر والاباحة۔

[۳]......عن ابن عباسؓ قال : فرض رسول الله ﷺ زکوة الفطر طهر الصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین ، رواه ابو داؤد۔(مشکوۃ ص۱۶۰،باب صدقه الفطر)

[۴]......وقالوا فی اخراجها قبول الصوم،الخ۔

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی ص۷۲۵، آخر کتاب الزکوة)

صدقۂ فطر کے مسائل

اس رسالہ میں صدقۂ فطر کے متعلق احادیث، صحابہ ؓ کے آثار، اور فقہی مسائل، اکابر کی تصنیفات اور ان کے فتاوی سے، تفصیل سے جمع کئے گئے ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

تقرر عید الفطر کا راز

ہر قوم میں کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس میں عام طور سے خوشی منائی جاتی ہے، بہت عمدہ لباس پہنا جاتا ہے اور عمدہ کھانے کھائے جاتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:((لکل قوم عید و ھذا عیدنا)) یعنی ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

۲:...... یہ وہ دن ہے کہ جب لوگ اپنے روزوں سے فارغ ہو چکے ہیں اور ایک طرح کی زکوۃ ادا کر چکتے ہیں تو اس دن، ان کے لئے دو قسم کی خوشیاں جمع ہو جاتی ہیں: طبعی اور عقلی۔ طبعی خوشی تو ان کو اس کے لئے حاصل ہوتی ہے کہ روزہ کی عبادت شاقہ سے فارغ ہو جاتے ہیں اور محتاجوں کو صدقہ مل جاتا ہے۔ اور عقلی خوشی یہ ہے کہ خدا تعالی نے عبادت مفروضہ کے ادا کرنے کی ان کو توفیق عطا فرمائی، اور ان کے اہل وعیال کو اس سال تک باقی رکھنے کا ان پر انعام کیا، اس لئے ان خوشیوں کے اظہار کا حکم ہوا۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں ص ۱۱۱)

صدقۂ فطر کے مختلف اسماء

صدقۃ الفطر کے لئے حدیث اور فقہ کی کتابوں میں مختلف تعبیرات ملتی ہیں: صدقۃ الفطر، زکوۃ الفطر، زکوۃِ رمضان، زکوۃ الصوم، صدقۃ الصوم، صدقۂ رمضان، صدقۃ الرؤس اور زکوۃ الابدان۔ (عمدۃ القاری ص ۱۰۷ ج ۹۔ اسلام کا نظام عشر و زکوۃ ص ۱۶۵)

﴿قد افلح من تزکی﴾

حضرت سعید بن مسیّبؒ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کہا کرتے تھے کہ آیت قرآنی:

﴿قد افلح من تزکی﴾ میں تزکی سے مراد صدقۂ فطر ہے۔(سورۂ اعلی، آیت ۱۴)
(المغنی ص۳۵۱ ج ۲۔اسلام کا نظام عشر وزکوۃ ص ۱۶۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ: جو کوئی صدقۂ فطر کا ادا کرے' اور عیدگاہ کے راستے میں تکبیر کہتا ہوا جاوے' اور عیدگاہ میں پہنچنے کے بعد بھی کہے' اور عید کی نماز پڑھے' تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس آیت کی بشارت میں داخل ہوگا، پس ''تزکی'' کا لفظ اس سورۃ میں زکوۃ سے ماخوذ ہے' اور صدقۂ فطر کا واجب ہونا یا فرض' حکم زکوۃ کا رکھنا ہے، پس یہ لفظ اشارہ صدقۂ فطر کے دینے کی طرف ہوا۔(تفسیر عزیزی ص۲۳۴ ج ۴)

صدقۂ فطر کے متعلق احادیث وآثار

۱:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر کو فرض قرار دیا۔(بخاری ص۲۰۴۔سنن کبری ص۲۹۳)

۲:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر نکالنا فرض قرار دیا۔(ابن ابی شیبہ ص۲۹۸)

۳:......آپ ﷺ لوگوں کو عیدگاہ کی جانب نکلنے سے قبل صدقۂ فطر نکالنے کا حکم فرماتے۔(ترمذی ص۱۴۶۔دارقطنی ص۱۴۲۔ابوداؤد ص۲۲۷۔نسائی ص۲۴۶)

۴:......آپ ﷺ نے فرمایا: آسمان اور زمین کے درمیان روزہ معلق رہتا ہے' اوپر نہیں چڑھتا ہے' جب تک کہ صدقۂ فطر نہ نکالے۔(کشف الغمہ ص۱۸۳)

۵:......حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ: حضرت ابن عباسؓ بصرہ کے امیر تھے' انہوں نے رمضان کے آخر میں (خطبہ میں) فرمایا: روزہ کی زکوۃ نکالو! تو لوگوں نے (تعجب سے) ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کیا' اس پر انہوں نے کہا: اہل مدینہ میں سے یہاں کوئی ہے؟ اٹھو ذرا کھڑے ہو جاؤ! اپنے بھائیوں کو بتاؤ' یہ تمہیں جانتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے صدقہ فطر کو ہر مرد، عورت، آزاد پر ایک صاع جو یا کھجور یا نصف صاع گیہوں کو فرض قرار دیا۔ (نسائی ص ۳۴۷۔ شمائل کبری ص ۱۶۱ ج ۹)

۶:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع کھجور، ایک صاع جو، غلام پر، مرد پر، عورت پر، ہر چھوٹے پر، بڑے پر، فرض قرار دیا، جو مسلمان ہو اور حکم دیا کہ نماز کی جانب نکلنے سے پہلے ان کو ادا کردیں۔ (بخاری ص ۲۰۴)

۷:......آپ ﷺ نے ایک منادی کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا جو مکہ کی گلیوں میں اعلان کر رہا تھا: صدقہ فطر تمام مسلمانوں پر واجب ہے، مرد، عورت، آزاد، غلام، بچوں اور بڑوں پر، نصف صاع گیہوں اور ایک صاع اس کے علاوہ (جو کھجور پر)۔

(ترمذی ص ۱۴۶۔ دارقطنی ص ۱۴۱)

۸:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر مقرر فرمایا چھوٹوں، بڑوں، مرد، عورت پر، اور جو ان کی کفالت میں ہو۔ (دارقطنی ص ۱۴۱)

۹:......حضرت ابن عمرؓ ہر غلام کا صدقہ فطر نکالا کرتے تھے، جو ان کے پاس قریب ہو یا دور، دوسری جگہ ہوں، اور ہر اس کا نکالا کرتے تھے، جو ان کی نگرانی اور پرورش و کفالت میں ہوا کرتے تھے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ (سنن کبری ص ۱۶۱ ج ۴)

۱۰:......آپ ﷺ نے فرمایا: صدقۂ فطر نہیں ہے، مگر اس پر جو مالدار ہو۔

(مسند احمد۔ فتح القدیر ص ۲۸۳)

۱۱:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر کا حکم دیا کہ ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو، یا نصف صاع گیہوں، ہر شہری اور دیہاتی، چھوٹا، بڑا، آزاد اور غلام نکالے۔ (دارقطنی ۱۴۳/۲)

۱۲:......آپ ﷺ نے فرمایا: صدقۂ فطر کی مقدار جو اور چھوہارے میں سے ایک

صاع ہے اور گیہوں سے نصف صاع۔ (دار قطنی ص۱۴۳ ج۲)

۱۳:......آپ ﷺ نے صدقۂ فطر کے سلسلہ میں عمر بن حزم کو لکھا کہ: نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو ادا کریں۔

۱۴:......آپ ﷺ نے عید کے دو دن یا ایک دن قبل خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: صدقۂ فطر ہر آدمی کی جانب سے نصف صاع گیہوں ہے، اس کے علاوہ میں ایک صاع ہے۔ (مثلا: جو، کھجور)۔ (دار قطنی ص۱۴۹ ج۲)

۱۵:......حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ صبح عید الفطر کے دن اس وقت تک نہ نکلتے، جب تک کہ اپنے اصحاب (فقراء و مساکین) کو صبح صدقہ فطر ادا نہ فرمادیتے۔

(ابن ماجہ ص۱۲۵)

۱۶:......آپ ﷺ نے فرمایا: صدقۂ فطر روزہ رکھنے والوں کے لئے لغو اور فحشات سے پاکی کا ذریعہ ہے، اور مسکینوں کے لئے ایک کھانا ہے، جس نے اسے نماز سے قبل ادا کیا، یہ صدقہ مقبول ہے، اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ بھی ایک خیرات ہے۔

(دار قطنی ص۱۳۸۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم ص۴۰۹)

نوٹ: یہ تمام روایات و آثار ''شمائل کبریٰ'' از: ص:۶۱ تا ۶۶ سے ماخوذ ہیں۔

عام فقہاء نے صدقۃ الفطر کو زکوۃ ہی کی طرح فرض قرار دیا ہے، بلکہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (المغنی ص۳۵۱ ج۲)

البتہ چونکہ اس کی فرضیت قرآن یا متواتر حدیث سے ثابت نہیں، اس لئے احناف اس کو واجب قرار دیتے ہیں، نہ کہ فرض۔ (بدائع الصنائع ص۶۹ ج۲)

غرض صدقۃ الفطر کے ضروری ہونے پر سب ہی فقہاء و محدثین کا اتفاق ہے۔

(اسلام کا نظام عشر و زکوۃ ص۱۶۶)

مسائل صدقۂ فطر

م:......صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہے جو آزاد اور مسلمان ہو اور ایسے نصاب کا مالک ہو جو اس کی اصلی حاجت سے زائد ہو خواہ وہ مالِ نصاب بڑھنے والا ہو یا نہ ہو۔

م:......زکوۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں یہ فرق ہے کہ زکوۃ فرض ہونے کے لئے چاندی سونا' یا تجارت کا مال ہونا ضروری ہے۔ صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لیا جاتا ہے' جو حاجت اصلیہ سے زائد ہو اور قرض سے بچا ہوا ہو۔

م:......پس اگر کسی شخص کے پاس روزمرہ کے استعمالی کپڑوں اور برتنوں و دیگر سامان کے علاوہ اگر حاجت اصلیہ سے زائد سامان ہو' اور ان سب کی قیمت نصاب زکوۃ کے برابر' یا زیادہ ہو تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، مگر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

م:......جس کو زکوۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے' اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں' اور جس کو صدقہ اور زکوۃ لینا درست نہیں' اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (دین کی باتیں ص ۲۱۷)

م:......کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال و اسباب ہے' لیکن وہ قرضدار بھی ہے' تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے' جتنے میں زکوۃ واجب ہوتی ہے تو صدقۂ فطر واجب ہے' اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

(دین کی باتیں ص ۲۱۷، از: حضرت تھانویؒ)

م:......جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے' اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔ (درمختار ص ۸۴ ج ۲)

م:......صدقۂ فطر کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں: آزاد ہو۔ مسلمان ہو۔ صاحب نصاب ہو۔

م:.......شیخینؒ کے نزدیک نابالغ اور مجنون پر بھی واجب ہے۔اوران کا ولی ان کے مال سے صدقۂ فطرادا کرے۔

م:......اگر ولی نے نابالغ اور مجنون کے مال سے صدقۂ فطرادا نہ کیا تو نابالغ کے بالغ ہونے اور مجنون کے افاقہ کے بعد اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔

م:......صدقہ ٔفطراپنی طرف سے اورنابالغ بچوں کی طرف سے واجب ہے۔

م:......نابالغ بچہ مالدار ہےتواس کے مال سے صدقۂ فطرواجب ہے۔

م:......نابالغ مالدار بچہ کا صدقۂ فطرباپ نے اپنی طرف سے ادا کیا تو بالغ ہونے کے بعد اس پر دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں۔

(نوٹ:یہ جزئیہ صراحت سے تو نہ ملا،مگر فقہاء کے انداز تحریر سے اس طرح سمجھ میں آتا ہے۔دیکھئے! امدادالفتاوی ص ۸۷ ج ۲۔فتاوی حقانیہ ص ۴۳ ج ۳۔ردالمحتار میں ہے: شوہر نے اگر بیوی اور بالغ صحیح العقل اولاد کی طرف سے فطرہ ادا کیا تو استحسانا ادا ہوجائے گا۔''ولو ادی عنهما بلا اذن اجزأ استحسانا''۔ص۳۱۳ ج ۳۔کتاب الفتاوی ص ۳۵۷ ج ۳)

م:...... بیوی کا صدقۂ فطرشوہر پرواجب نہیں۔

م:...... بالغ اولاد کا صدقۂ فطربھی باپ پرواجب نہیں۔

م:...... بالغ اولاد کا باپ نے اور بیوی کا شوہر نے صدقۂ فطران کی اجازت کے بغیر بھی ادا کردیا تو ادا ہوجائے گا۔فقہاء نے اس صورت میں حکماً نیت کوموجود مانا ہے۔

م:......اپنی عیال اوراہل نفقہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے فطرہ دینا ان کی اجازت سے جائز ہے۔اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

م:......اگرعورت نے شوہر کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر فطرہ ادا کیا تو جائز نہیں۔

م:...... اپنے ماں' باپ کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔لیکن ان میں کوئی فقیر یا دیوانہ ہوتو اس کا صدقہ اس پر واجب ہوگا۔

م:...... دادا' دادی' نانا' نانی' پوتے' پوتیوں' نواسے' نواسیوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔

م:...... چھوٹے بھائی' بہن اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔

م:...... اگر چھوٹی لڑکی کا نکاح کر دیا اور اس کو خاوند کے گھر رخصت کر دیا' اور وہ خاوند کی خدمت وموانست کے لائق ہے تو اس کا صدقۂ فطر کسی پر واجب نہیں' نہ باپ پر نہ خاوند پر' اور نہ اس لڑکی پر' جبکہ لڑکی خود محتاج ہو۔

م:...... اگر شوہر کی خدمت وموانست کے لائق نہیں ہے تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ کے ذمہ ہے۔

م:...... اگر لڑکی شوہر کے گھر رخصت نہیں کی گئی' تو ہر حال میں باپ کے ذمہ ہے۔

م:...... اگر لڑکی مالدار ہے' تو خواہ شادی شدہ ہو' یا غیر شادی شدہ' اور خواہ بالغ ہو یا نابالغ' خود اس کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے۔

اور اگر مالدار نہیں، لیکن بالغ ہے تو خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ' اس کا فطرہ کسی کے ذمہ نہیں۔اور اگر مالدار نہیں، لیکن نابالغ شادی شدہ ہے اور رخصت نہیں ہوئی تو باپ کے ذمہ ہے اور اگر رخصت ہوگئی تو کسی کے ذمہ نہیں۔اور اگر شادی نہیں ہوئی اور نابالغ محتاج ہے' تو اس کا فطرہ باپ کے ذمہ ہے۔

م:...... دادا کے ذمہ پوتوں کا صدقۂ فطر واجب نہیں' جبکہ ان کا مفلس باپ زندہ ہو، اور اگر مفلس باپ فوت ہو چکا ہو تو بھی ظاہر الروایت کے مطابق واجب نہیں۔

صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت

م:......صدقۂ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے۔

م:......جو شخص صبح صادق سے پہلے مر جائے اس پر واجب نہیں، اور جو طلوع فجر کے بعد مرے اس پر واجب ہے۔

م:......جو بچہ طلوع فجر سے پہلے پیدا ہوا' یا کوئی کافر مسلمان ہوا' تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا' اور جو طلوع فجر کے بعد پیدا ہوا' یا کوئی کافر مسلمان ہوا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔

م:......اگر فقیر اس دن کی طلوع فجر سے پہلے مالدار ہو جائے' یا مالدار طلوع فجر کے بعد فقیر ہو جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔اس کے برعکس اگر کوئی مالدار طلوع فجر سے پہلے فقیر ہو جائے' یا فقیر طلوع فجر کے بعد مالدار ہو جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

م:......عید الفطر کا دن آنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دے تو جائز ہے، چاہے رمضان میں یا رمضان سے پہلے۔عمل کے لئے مناسب اور احوط یہ ہے کہ رمضان آنے کے بعد ادا کرے۔

م:......اگر عید کا دن گذر گیا' اور کسی نے صدقۂ فطر ادا نہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ اس سے ساقط نہ ہوگا، بلکہ اس پر ادا کرنا واجب رہے گا۔

م:......صدقۂ فطر ادا کرنے کا مستحب وقت یہ ہے کہ عید الفطر کے دن طلوع فجر کے بعد عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کریں، اور اس سے تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

صدقۂ فطر کی جنس ومقدار

م:……صدقۂ فطر چار چیزیں: گیہوں، جو، کھجور اور کشمش سے ادا کرنا واجب ہے۔

م:……فطرہ کی مقدار گیہوں میں نصف صاع اور جو اور کھجور میں ایک صاع ہے۔ کشمش میں صحیح قول کے مطابق ایک صاع دی جائے۔

م:……گیہوں اور جو کے آٹے اور ستوؤں کا وہی حکم ہے جو خود ان کا ہے۔

م:……گیہوں میں جو وغیرہ ملے ہوئے ہوں تو غلبہ کا اعتبار ہوگا، اگر گیہوں غالب ہو تو نصف صاع دیا جائے گا۔

م:……مذکورہ چار منصوص چیزوں کے علاوہ کسی دوسری جنس سے صدقہ فطر ادا کیا جائے، مثلاً: چاول، مکئی، جوار، باجرہ وغیرہ دیا جائے تو اشیاء منصوصہ مذکورہ میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر ہونا چاہئے، مثلاً: اگر چاول دے تو جس قدر قیمت میں نصف صاع گیہوں آتے ہوں یا ایک صاع جو آتے ہوں، اتنی قیمت کے چاول وغیرہ دے سکتا ہے۔

م:……اگر وہاں گندم وجو وکھجور اور کشمش نہ ہوں تو قریبی جگہ کی قیمت معتبر ہوگی۔

م:……گیہوں یا جو کی روٹی صدقۂ فطر میں وزن سے دینا جائز نہیں، بلکہ قیمت کے اعتبار سے دے گا تو جائز ہوگا، یہی صحیح ہے۔

م:……چار منصوص اشیاء میں سے کسی ایک کی قمت ادا کرے تو بھی جائز ہے، بلکہ عین اسی چیز کے دینے سے اس کی قیمت کا دینا افضل ہے، اسی پر فتوی ہے۔

م:……اگر زمانہ ارزانی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہے، اور اگر خدانخواستہ زمانہ گرانی کا ہو تو کھانے کی چیزوں کا دینا افضل ہے۔ (مراقی الفلاح۔علم الفقہ ص ۱۵۱ حصہ چہارم)

م:……ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا اور نصف صاع پونے دو سیر کا ہوتا ہے، یہی

مفتی بہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً گیہوں، دو سیر اور جو، چار سیر دے دیئے جائیں۔

صدقۂ فطر کے مصارف

م:......صدقۂ فطر کے مصارف عامل کے سوا وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔

م:......ذمی کافر کو صدقۂ فطر دینے میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جائز و مکروہ ہے، اور مسلمان فقیر کو دینا اولی ہے۔

تنبیہ: امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک صدقۂ فطر وغیرہ ذمی کو دینا جائز ہے۔ امام ابو یوسفؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے، مگر ان سے ایک روایت یہ ہے کہ صدقات واجبہ، کافر کو دینا صحیح نہیں۔ حاوی قدسی نے امام ابو یوسفؒ کی اس روایت کو لیا ہے، مگر ہدایہ اور فقہ کے تمام متون نے امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ ہی کے قول کو لیا ہے۔

جن حضرات نے عدم جواز کا فتوی دیا، انہوں نے غالباً حاوی قدسی کے قول پر اعتماد کیا ہے۔ بہشتی زیور کے متن میں بھی اسی کو لیا گیا ہے۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کا فتوی جواز کا ہے۔ اور حاوی قدسی کے علاوہ تمام اکابر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بہشتی زیور کے حاشیہ میں بھی اسی کو نقل کیا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۱۶ ج ۳)

م:......جو لوگ صاحب نصاب نہیں، ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

م:......صدقۂ فطر کا کسی محتاج فقیر کو مالک بنا دینا ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۱۶ ج ۳)

م:......ایک شخص کا صدقۂ فطر متعدد شخصوں کو دینا جائز ہے۔

م:......متعدد شخصوں کا فطرہ کسی ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے۔

م:......صدقۂ فطر کا مال اس شخص کو دینا جو سحر کے لئے لوگوں کو اٹھاتا ہو جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو اس کی اجرت میں نہ قرار دے، بلکہ پہلے کچھ اور اس کو دیدے اس کے بعد صدقۂ فطر کا مال دے۔(علم الفقہ ص ۱۵۱ حصہ چہارم)

کن کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتے

جن لوگوں کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی انہیں صدقۂ فطر نہیں دیا جا سکتا۔ وہ یہ ہیں:

''اصول'': ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، وغیرہ۔ ''فروع'': بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ۔ زوجین: میاں بیوی ان رشتہ داروں کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی۔ سادات نیز صاحب نصاب کو بھی زکوۃ (صدقۂ فطر) نہ دیا جائے۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۰۹ ج ۱۷)

میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوۃ (وصدقۂ فطر) نہیں دے سکتے، طلاق کے بعد بھی جب تک عدت نہیں گذر جاتی صدقۂ فطر دینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی ص ۲۶۹ ج ۴)

م:...... جب کوئی ایسا شخص جس کے ذمہ زکوۃ صدقۂ فطر یا کفارہ صدقۂ نذر ہو بلا وصیت کئے فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے ادا نہیں کیا جائے گا، لیکن اس نے وصیت کی ہو تو ترکہ میں ادا کیا جائے گا اور وہ وصیت اس کے تہائی مال میں جاری ہوگی خواہ پوری زکوۃ و فطرہ وغیرہ کو کفایت کرے یا نہ کرے، لیکن اس کے وارث (بشرطیکہ سب بالغ ہوں) تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ خوشی سے دیدیں لے لیا جائے گا۔ اگر وصیت نہیں کی اور اس کے وارث اس کی طرف سے ادا کردیں تو جائز ہے اور اگر وہ ادا نہ کریں یا اس میں کوئی اپنے حصہ میں سے نہ دے تو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

م:......صدقۂ فطر وصول کرنے کے لئے کسی عامل کو مقرر کرکے قبائل میں نہ بھیجا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لیکن کسی شخص کو اس طرح مقرر کردینا کہ لوگ خود

آ کر اس کو دے جایا کریں، تو یہ جائز ہے۔

(البدائع الصنائع ص۷۵ ج۲، باب صدقة الفطر ،فی آخر الزکوة)

نوٹ: جہاں حوالہ نہیں، وہ تمام مسائل ''زبدة الفقه خلاصه عمدة الفقه'' سے ماخوذ ہیں۔

متفرق مسائل

م:......اگر کسی کا پورا مال ضائع ہو جائے تو زکوۃ واجب نہیں رہتی، مگر صدقۂ فطر واجب رہتا ہے۔ (بدائع الصنائع ص۷۵ ج۲۔ اسلام کا نظام عشر و زکوۃ ص۱۷۲)

م:......شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دیدیئے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا، تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا، شوہر کا نہیں، مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار۔ بہار شریعت ص۳۷ حصہ پنجم)

م:......عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دیدیئے، جائز ہے۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت ص۳۷ حصہ پنجم)

م:......صدقۂ فطر کو دوسری جگہ منتقل کرنا کراہت سے خالی نہیں، البتہ ایک شہر کے لوگ زیادہ حاجت مند نہ ہوں تو پھر دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

(عالمگیری ص۱۹۰ ج۱، باب المصارف)

م:......آدمی جہاں بھی ہو صدقۂ فطر وہاں کی کرنسی کے حساب سے ادا کیا جائے گا، اگر انگلینڈ میں رہتا ہو تو وہ پاؤنڈ کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کرے گا، اور اگر ہندو پاک میں ہو تو وہاں کے روپیہ کے حساب سے۔ (فتاوی حقانیہ ص۴۵ ج۴)

م:......بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوۃ فرض نہیں، اس پر صدقۂ فطر بھی

واجب نہیں ، حالانکہ بہت سے لوگوں پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی ، مگر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ (نوادرالفقہ ص۲۷ ج۲)

م:......گھروں میں جو خادم ہوتے ہیں ان کی طرف سے فطر واجب نہیں۔ (شمائل ص۸۲)

مؤکل کی مرسلہ رقم موصول ہونے سے قبل وکیل کا اپنی رقم سے صدقہ ادا کرنا

س:...... لندن سے ایک شخص نے ہندوستان اپنے بھائی پر صدقہ کی رقم ارسال کی' اور خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ رقم غرباء میں تقسیم کر دینا ، مگر اس کے بھائی نے رقم موصول ہونے سے قبل ہی اپنے پاس سے صدقہ کر دیا تو صحیح ہوا یا نہیں؟

ج:...... صدقہ کی رقم موصول ہونے سے پہلے اپنی رقم میں سے بھائی صدقہ کر دے اور آنے والی رقم خود رکھ لے تو اس کی گنجائش ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۴۵ ج۸)

صدقۂ فطر کی ادائیگی میں دوسرے شہر کے بھاؤ کا اعتبار نہیں

س:...... جہاں گیہوں نہ ملے اور آٹا نہایت گراں قیمت ہو' تو اگر دوسرا کسی اور شہر کے گیہوں کے بھاؤ سے صدقۂ فطر ادا کرے تو جائز ہے یا نہ؟

ج:...... دوسرے شہر کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا ، اگر گیہوں نہ ملے تو ایک صاع جو کی قیمت ادا کر دے۔ اور اگر کچھ نہ ملے تو تجار سے پوچھے کہ اگر یہاں گیہوں اس وقت ہوتا تو اس کا کیا بھاؤ ہوتا ، اس کے حساب سے قیمت ادا کرے۔ (امدادالاحکام ص۳۹ ج۲)

صدقۂ فطر وصول کرنے کی غرض سے کمیٹیاں قائم کرنا

س:...... بعض لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ جابجا کمیٹیاں قائم کر کے صدقۃ الفطر وصول

کریں، اور اس کی تقسیم کا انتظام کمیٹیاں کریں۔ آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... آجکل کمیٹیوں کی جو حالت ہے، اس سے یہ امید نہیں کہ صدقۃ الفطر کو صحیح طور پر مصارف میں صرف کیا جائے گا۔ نیز یہ بھی اندیشہ ہے کہ کمیٹی والے مسلمانوں سے صدقۃ الفطر جبراً وصول کریں گے، حالانکہ اس میں جبر کا کسی کو حق نہیں، اس لئے یہ صورت درست نہیں، ہر شخص جہاں چاہے اور جس کو چاہے، اپنا صدقہ دے، یہی بہتر ہے۔

(امداد الاحکام ص ۳۹ ج ۲)

صدقۃ الفطر وغیرہ کے لے بیت المال

س:...... ہماری بستی میں الحمد للہ بیت المال قائم ہے۔ ہم ہر سال صدقۂ فطر، گھر گھر سے وصول کر لیتے ہیں، اور عید کے بعد مجلس منتظمہ یہ طے کرتی ہے کہ بستی کے کن کن مستحقین کو کتنا روپیہ، ماہانہ، یکمشت دے دیا جائے۔ اس قسم کے نظم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا صدقۂ فطر یوم عید سے پہلے بھی جمع کیا جا سکتا ہے؟ کیا جمع شدہ صدقۂ فطر نیز زکوۃ وغیرہ سال کے اندر یا بروقت ہی تقسیم کیا جانا ضروری ہے؟

ج:...... صدقۃ الفطر کا ایسا انتظام کرنا کہ سبھی ادا کریں، کوئی باقی نہ رہ جائے، اور صحیح مصرف میں خرچ کیا جائے، بہت مناسب ہے، مگر اس میں جبر کی صورت اختیار نہ کی جائے کہ ہر شخص صدقۂ فطر لازمی طور پر بیت المال ہی کو دے، اور بیت المال کے لوگ اس پر جا کر مسلط ہو جائیں، کیونکہ یہ بیت المال شرعی بیت المال نہیں، بلکہ نام کا بیت المال ہے، اس لئے اموال ظاہرہ کی زکوۃ بھی جبراً وصول کرنے کا حق نہیں، چہ جائیکہ صدقۃ الفطر، پھر اس کا وجوب عید الفطر کی صبح صادق پر ہوتا ہے، حتی کہ شب عید میں اگر کوئی مر جائے تو صدقۂ فطر واجب نہیں، اگر کسی سے پیشگی وصول کر لیا گیا ہو، اور مستحق کو دینے سے پہلے اس کا انتقال

ہوجائے تو اس کے ورثہ کی طرف سے اس کی واپسی لازم ہوگی۔ نیز صدقۂ فطر میں مستحب یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کردیا جائے، اس کو وصول کر کے محبوس کر لینا کہ یہ سال بھر تک کسی وقت ادا کردیا جائے گا' اس کے خلاف ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۶ ج ۱۳)

حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی میں صدقہ فطر سے تعاون کرنا

س:...... اگر کسی قیدی پر حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی لازم ہو تو اس کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... صدقۂ فطر اور زکوۃ کا مصرف ایک ہے، لہذا مذکورہ شخص کے ذمہ جب حکومت کا جرمانہ واجب الاداء ہو تو مدیون ہونے کی وجہ سے اس کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔

(فتاوی حقانیہ ص ۳۵ ج ۴)

صدقۂ فطر کا حیلہ

س:...... ہمارے یہاں لوگوں کا کہنا ہے کہ صدقۂ فطر مستطیع و غیر مستطیع ہر ایک پر واجب ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہتے ہیں کہ صدقۂ فطر ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو شوہر اپنی بیوی کو دے' پھر وہ شوہر کو واپس کردے۔ کیا اس طرح حیلہ کرنے سے صدقۂ فطر ادا ہوجائے گا؟

ج:...... صدقۂ فطر صاحبِ نصاب پر واجب ہے، جس کے پاس اس دن بقدر نصاب مال نہ ہو' اس پر واجب نہیں، لہذا حیلہ کی ضرورت نہیں۔ جن پر صدقۂ فطر واجب نہیں' وہ تسلی قلب کے لئے سوال میں ذکر کردہ طریقہ کے مطابق حیلہ کریں تو گنجائش ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۴۷ ج ۸)

کتاب الصوم

قال اللہ تعالی :﴿یا ایھاالذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾۔(سورۂ بقرہ)

حدیث

قال رسول اللہ ﷺ :((فی الجنة ثمانیة ابواب منھا باب یسمی الریان لا یدخله الا الصائمون))،متفق علیه۔(مشکوۃ،کتاب الصوم، الفصل الاول)

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں ایک وہ دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' رکھا گیا، اوراس دروازے سے صرف روزہ داروں ہی کا داخلہ ہو سکے گا۔(مظاہر حق ص۲۹۵ج۲)

ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے حجت ہے؟

(۶۳۸) س:...... معلوم ہو کہ شہر رنگون اور اس کے مضافات میں پہلی رمضان منگل کو ہوئی، اور پیگو اور ٹانگو سے لے کر ٹانڈونجی تک دوشنبہ کی شام کو رؤیت نہیں ہوئی، اس لئے منگل کا روزہ نہیں رکھا گیا، اس اعتبار سے اہل رنگون ومضافات کے اعتبار سے یہاں ایک روزہ کم ہوگا۔ کیا ہم لوگوں کو ایک روزہ کی قضا کرنی ہوگی؟

ب:...... اگر قضا کرنی ہو تو شہر میں اعلان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج:...... ایک روزہ کم ہونے کی صورت میں ٹانگو والوں کو ستائیسویں رمضان کب شمار کرنا چاہئے، رنگون کی رویت کے موافق یا ٹانگو کی رویت کے موافق؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر حجت ہے بشرطیکہ دوسرے شہر میں عام شہرت ومعتبر ذریعے سے خبر پہونچ جائیں کہ فلاں شہر میں رویت ہلال ہوگئی ہے۔ اس قسم کی عام شہرت سے پہونچی ہوئی خبر کو فقہاء معتبر رکھتے اور اس پر عمل کرنے کو فتوی دیتے ہیں۔

فی الدر المختار علی الشامی: ص۱۴۴ ج۲: ''لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب'' وفی رد المحتار: '' فی الذخیرة: قال شمس الائمة الحلوانی: الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هذه البلدة''[۱]

لہذا صورت مسئولہ میں اہل ٹانگو وغیرہ کو ایک روزے کی قضا کرنی ہوگی۔

وفی مختارات النوازل: ''اهل بلدة صاموا ثلاثین یوما بالرؤیة، واهل بلدة

[۱]...... شامی ص۳۵۹ ج۳، کتاب الصوم، قبل مطلب: فی رؤیة الهلال۔

اخری صاموا تسعة و عشرین یوما بالرؤیة ایضا فعلیهم قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینهما"۔[۱]

"مراقی الفلاح" میں ہے:

" اذا ثبت الهلال فی بلدة لزم سائر الناس فی ظاهر المذهب وعلیه الفتوی وهو قول اکثر المشایخ: فیلزم قضاء یوم علی اهل بلدة صاموا تسعة وعشرین یوما لعموم الخطاب صوموا لرؤیته"۔ [۲]

ب:...... عام لوگوں کی اطلاع کے لئے ایک روزے کی قضا کا اعلان کردیا جائے۔

ج:...... جب عام شہرت کی بنا پر غرۂ رمضان منگل کو سمجھا گیا تو ستائیسویں شب قدر منگل ہی کے حساب سے شب یکشنبہ یعنی سنیچر واتوار کی درمیانی شب مقرر کی جائیں۔

نوٹ: حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، یعنی مغرب میں چاند دیکھنے کا ثبوت شرعی طور پر مشرق میں پہونچ جائیں تو مشرق والوں پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ **واختلاف مطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب**"۔(عالمگیری ص ۱۹۷ ج ۱، درالمختار ص ۱۴۹ ج ۱، بحرالرائق ص ۲۷۰ ج ۲۔[۳]) **فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ۔**

---

[۱]...... فتاوی النوازل ص ۱۴۶، کتاب الصوم، قبیل: فصل فی الاعذار التی یباح الفطر بها۔

[۲]...... مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی ص ۶۵۶، قبیل : باب فی بیان ما لا یفسد الصوم ۔

[۳]...... درالمختار ص ۳۶۴ ج ۳، قبیل : باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده ۔

ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر الروایة کذا فی فتاوی قاضیخان، وعلیه الفتوی الفقیه ابی اللیث وبه یفتی شمس الائمة الحلوانی قال لو رأی اهل مغرب هلا ل رمضان یجب الصوم علی اهل مشرق ،کذا فی الخلاصة ، ثم انما یلزم الصوم علی متأخری الرؤیة اذا ثبت عندهم رؤیة

۲۹؍کو مطلع غبار آلود ہونے کی وجہ سے عید نہ کی تو؟

(۶۳۹) س:...... امام مسجد درصورت کثرت ابر وغبار بتاریخ بست ونہم رمضان بوجہ عدم رویت ہلال ومفقود شاہدین عادلین عید نکرد ونماز نخواندش، بتاریخ سی رمضان عید ونماز خواند، صحیح شد یانہ؟ ۱؎

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: در ہدایہ ص ۱۶۵ ج ۱، مرقوم ست:

فان غم الهلال وشهدوا عند الامام برویة الهلال بعد الزوال صلی العید من الغد لان هذا تاخیر بعذر، وقد ورد فیه الحدیث (المذکور بقوله): ((ولما شهدوا بالهلال بعد الزوال امر بالخروج الی المصلی من الغد)) ۔۲؎

ودر ''در المختار علی الشامی'' در بیان نماز عید الفطر مسطور ست:

''وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط'' ۔۳؎

درصورت مسؤلہ بنا بر دلائل مذکورہ ہرگاہ کہ بتاریخ بست ونہم رمضان بوجہ غبار آلود بودن مطلع رویت نشدہ ونیز ثبوتش بشہادت عادلہ یافتہ نشد بتاریخ مذکور عید نکردن ونماز عید نخواندن

اولئک بطریق موجب، (عالمگیری ص ۱۹۸ ج ۱، الباب الثانی فی رؤیة الهلال)

(قوله ولا عبرة باختلاف المطالع) فاذا رآه اهل بلدة ولم یره اهل بلدة اخری وجب علهم ان یصوموا برؤیة اولئک اذا ثبت عندهم بطریق موجب ویلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب۔

(بحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۲، قبیل : باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده)

۱؎......خلاصہ ترجمہ سوال: ۲۹؍رمضان کو کثرت ابر وغبار آلود موسم کی وجہ سے عید کا چاند نظر نہ آیا اور نہ معتبر گواہی ملی، اس لئے امام صاحب نے عید نہ کی اور نماز عید ادا نہ کی، اور تیس رمضان کے مکمل ہونے پر عید کی تو صحیح ہے یا نہیں؟

۲؎...... ہدایہ ص ۱۵۶ ج ۱، باب العیدین۔

۳؎......در المختار ص ۵۹ ج ۳، باب العیدین۔

امام مسجد بجاو صواب ست و بتاریخ سی امام رمضان عید و نماز ش صحیح و درست شد۔ ۱؎

فقط،و الله تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

ریڈیو سے چاند کی خبر پر عید کرنا کیسا ہے؟

(۶۴۰) س:...... ریڈیو سے چاند کی خبر ملنے پر روزہ رکھنا یا عید کرنا کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا،الجواب و با لله التوفیق : ریڈیو میں چاند کی خبر سن کر روزہ رکھنا یا عید کرنا جائز نہیں۔ ۲؎ فقط،و الله تعالی اعلم و علمه اتم وا حکم۔

۱؎......خلاصہ ترجمہ جواب: ہدایہ میں ہے: اگر چاند نظر نہ آئے اور امام کے سامنے زوال کے بعد رویت ہلال کی گواہی دی جائے تو دوسرے دن نماز عید ادا کرے، کیونکہ یہ تاخیر عذر کی وجہ سے ہے،اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ: جب چاند کی گواہی زوال کے بعد دی جائے تو دوسرے دن نماز عید کے لئے امیر حکم کرے۔اور''درمختار'' میں ہے: کسی عذر مثلا بارش کی وجہ سے نماز عید کو دوسرے دن زوال تک مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

صورت مسئولہ میں دلائل مذکورہ کی وجہ سے ہر وہ جگہ جہاں ۲۹ / رمضان کو مطلع غبار آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے اور شرعی شہادت سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہو تو امام کا تیس تاریخ کو عید نہ کرنا صحیح ہے اور تیس مکمل کر کے عید کرنا درست ہوگا۔

۲؎...... جب قاضی یا ہلال کمیٹی کسی شہادت پر مطمئن ہو کر عید یا رمضان کا اعلان ریڈیو اور ٹی' وی پر نشر کرے تو یہ اعلان ثبوت رمضان وعیدین کا ذریعہ بن سکتا ہے۔قدیم زمانہ میں توپ' دف اور قنادیل کی روشنی کو اعلان رمضان یا عیدن کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، تاہم یہ ضروری ہے کہ ریڈیو اور ٹی' وی پر صرف قاضی یا ہلال کمیٹی کا اعلان انتہائی احتیاط سے سنانا چاہئے۔ لما قال العلامه بن عابدینؒ : والظاهر انه یلزم اهل القری الصوم بسماع المدافع او الرؤیة القنادیل من المصر لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن، وغلبة الظن حجة للعمل کما مر صوابه۔(فتاوی حقانیہ ص۱۳۲ ج۴)

عمدۃ الفقہ میں ہے:''ہلال عیدین کے لئے ریڈیو کی خبر کا اعتبار نہیں، اگر بذریعہ ریڈیو کسی مستند عالم یا مفتی یا کسی مقررہ ہلال کمیٹی وغیرہ کی خبر (متعلق فیصلہ ثبوت ہلال عیدین بطریق شہادت شرعیہ) نشر کی

گئی تو یہ خبر بھی اس مفتی یا ہلال کمیٹی کی حدود ولایت سے خارج معتبر نہیں''۔

''ہلال رمضان میں ریڈیو کی خبر اس شرط سے قبول ہوگی کہ سامع اس آواز کا کامل امتیاز کر سکے، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ مخبر اپنی رویت کی خبر دے، مبہم خبر (مثلا یہاں چاند دیکھا گیا ہے یا روزہ رکھا گیا ہے وغیرہ) کا کوئی اعتبار نہیں''

'اگر جماعت علمائے مجاز کے سامنے احکام شرع ہلال صوم وفطر ثابت ہو جائے اور اس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کی حدود دِولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

(عمدۃ الفقہ ص ۴۳۱ ج ۳ ملخص)

حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ نے اس موضوع پر نہایت تحقیقی و تفصیلی اور قابل دید فتوی تحریر فرمایا ہے۔ آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''یہ تو صحیح ہے کہ ریڈیو کی خبر یا اعلان شہادت شرعیہ نہیں، لیکن مطلقا ہر حال میں بالکل نا قابل عمل اور نا قابل التفات قرار دے دینا بھی صحیح نہیں، اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ ریڈیو پر آنے والی ہر خبر اور اعلان بالکلیہ صحیح اور درست ہو کہ اس پر تحقیق و تفتیش کی بھی ضرورت نہ رہے اور اس پر عمل واجب ہو جائے، بلکہ اس میں کچھ تفصیل ہے' کچھ قیود و شرائط ہیں۔ ان کے ساتھ ریڈیو کا نشریہ واعلان معتبر و قابل عمل ہو سکتا ہے اور ان شرائط اور قیود کے بغیر غیر معتبر و نا قابل توجہ و عمل رہے گا۔ ان تفصیلات کی تفصیل درج ذیل ہیں:

مسئلہ: ۱...... جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شرعی کے موافق رویت کا ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اس پر عمل رائج و مشہور ہو تو وہاں پر مقامی طور سے پورے حدود مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطلق اعلان بھی مثل اعلانِ قاضی و مثل طبلِ قاضی وصوتِ مدافع وغیرہ معتبر ہوگا، خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ' ان اعلانات اور نشریوں پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ اور اس صورت میں حدود مملکت سے باہر بھی اس اعلان پر عمل ضروری ہوگا، بشرطیکہ مہینہ ۲۹ ر و ۳۰ ر دن کے ہونے کے بجائے ۲۸ ر یا ۳۱ ر کا نہ ہو۔

اور یہ اعلان حضرت بلالؓ کے اس اعلان کے مانند ہے جن کو رویت ہلال کا شرعی ثبوت ہو جانے کے بعد خود آپ ﷺ نے اعلان کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

تار کی خبر یا جنتری پر رمضان کی ابتدا

(۶۴۱) س:...... تیسویں شب شعبان کو مسلمانوں نے رمضان شریف کا چاند تلاش کیا، ملا نہیں، بغیر رؤیت چاند کے بوثوق حساب جنتری یا باعتماد تار از ممالک غیر بنیت رمضان

عن ابن عباسؓ قال : جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال: انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان، فقال: اتشهد ان لا اله الا الله؟ قال نعم، قال: أتشهد ان محمدا رسول الله؟ قال: نعم، قال: یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا۔ (مشکوۃ ص۱۷۴)

مسئلہ:۲...... جہاں پر حکومت کی جانب سے ایسا انتظام نہ ہو وہاں ایسا مسلمان حاکم جس کو حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا اختیار ہو اور وہ اعلان کرے یا ہلال کمیٹی جس کے تمام افراد مسلمان باشرع ہوں اور اس کی پوری کاروائی میں کوئی مستند و مفتی تجربہ کار شریک ہو یا مستند مفتی شہر یا عالم، مقتداء و متدین، یہ لوگ اعلان کریں کہ شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے اور قرائن شرعیہ سے صحت کا ظن غالب ہو تو مقامی طور پر یہ اعلان بھی معتبر ہوگا اور اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

مسئلہ:۳...... جہاں پر حکومت کی جانب سے کوئی شرعی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی مسلمان حاکم منجانب حکومت حسب قاعدہ شرع ثبوت لے کر اعلان کا اختیار رکھتا ہو اور نہ کوئی شرعی ہلال کمیٹی وغیرہ ہو، ایسی جگہ پر ریڈیو سے خبر آجائے اور بایں الفاظ آئے کہ: ''یہاں چاند ہوا ہے، یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے''، تو یہ بالکل معتبر نہیں۔ اگر بایں الفاظ اعلان یا خبر نشر ہو کہ: ''میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہیں یا فلاں مفتی شہر نے یا فلان عالم مقتدی و متدین نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے ثبوت شرعی حاصل کر کے ثبوت رویت کا حکم دیدیا ہے'' اور ان الفاظ کا نشر کرنے والا شخص بھی معلوم ہو تو، اس نشریہ پر بھی عمل کرنا درست اور صحیح ہوگا۔ اسی طرح بایں الفاظ خبر یا اعلان نشر ہو کہ: ''میں نے خود چاند دیکھا ہے یا مجھ سے فلاں فلاں (کم سے کم دو معتبر عادل) شخصوں نے اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے'' اور ان الفاظ کا نشر کرنے والا شخص معلوم اور معتبر ہے اور قرائن شرعیہ سے صحت کا ظن غالب ہے، تو مقامی طور پر یہ خبریں بھی طرق موجبہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے معتبر ہوں گی اور قابل عمل ہوں گی۔ (منتخب نظام الفتاوی ص۱۵۴ سے ۱۶۲، ملخص)

روزہ رکھنا، یا اس نیت سے روزہ رکھنا کہ تیسویں شعبان چاند ہوا تو رمضان کا ہوگا ورنہ نفل ہوگا۔ دونوں صورتوں میں شرعاً کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: بغیر رویت ہلال یا بغیر معتبر اطلاع وخبر پہنچے صرف جنتری کے حساب پر روزہ رکھنا یا صرف ایک تار [1] کی پر اعتماد کرکے روزہ رکھنا یا اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر چاند ہوگیا تو روزہ رمضان کا فرض ہوگا ورنہ نفل' ناجائز ہے۔ [2] فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

۳۰/شعبان کو نفل روزے میں دو نیت کرنا

(۶۴۲) س:...... ۲۹/شعبان کو رویت ہلال نہیں ہوئی۔ کسی نے اس نیت سے روزہ رکھا کہ رویت کی معتبر خبر آگئی تو رمضان کا فرض ہوگا' ورنہ نفل۔ اس طرح روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جنہوں نے ۲۹/شعبان کو رویت نہ ہونے کی وجہ روزہ نہیں رکھا تو ان پر ایک روزے کی قضا ہوگی؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: نیت میں تردد ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا منع ہے۔ خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھنا درست ہے، اگر رمضان کا چاند ہوگیا تو یہ

---

[1]......ٹیلیگرام یعنی تار کوئی بھی شخص دے سکتا ہے، اس لئے یہ پتہ ہی چلنا مشکل ہے کہ یہ تار کس نے دیا ہے، اسی وجہ سے ہمارے اکابر نے اس کی خبر کا اعتبار نہیں کیا۔

(دیکھے! امداد الفتاوی ص۹۳ ج ۲، کتاب الصوم والاعتکاف، تحقیق خبر تار۔ عزیز الفتاوی، ص۳۸۳ ج۱، کتاب الصوم۔ فتاوی حقانیہ ص۱۳۳ ج۴)

[2]......وان نوی عن رمضان ان کان غدا منہ وعن التطوع ان کان غدا من شعبان یکرہ۔

(ہدایہ ص۱۹۷ ج۱، کتاب الصوم)

نفل، فرض روزہ ہوجائے گا۔

رنگون وغیرہ مقامات میں عام طور پر ۲۹ر شعبان کو رویت ہوئی اس بنا پر ایک روزے کی قضا رکھنی ہوگی۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

یوم الشک میں نفل روزے کا عادی، روزہ رکھ سکتا ہے

(۶۴۳) س:...... جو شخص نفل روزے کا عادی ہو اس کو رمضان کے چاند کی رویت کے پیشتر یوم الشک میں نفل روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟ اور چاند کی رویت ثابت ہوجانے پر نفل روزہ، رمضان کے روزے میں شمار ہوجائے گا یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبا لله التوفيق: اگر انتیس شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ رمضان کا چاند ہوگیا تو رمضان کا روزہ ہوجائے گا، ورنہ نفل ہوجائے گا، مکروہ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے رسول خدا ﷺ کی مخالفت کی۔ [۱]

اور شک کے دن میں خاص نفل کی نیت سے روزہ رکھنا منع نہیں بشرطیکہ نیت میں تردد نہو۔ [۲]

اور جو شخص نفل روزے کا عادی ہو اور وہ شک کا دن ایسے دنوں میں پڑے کہ جن میں وہ

---

[۱]...... عن ابی اسحاق، عن صلة قال: كنا عند عمار في اليوم الذي يشك فيه، فأتى بشاة، فتنحى بعض القوم، فقال عمار: من صام هذا اليوم فقد عصى ابا القاسم ﷺ۔

(ابوداؤد ص ۳۱۹ ج ۱، باب كراهية صوم يوم الشك، رقم الحديث ۲۳۳۴۔ ترمذی ص ۱۴۶، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، رقم الحديث ۶۸۶۔ ابن ماجه، باب ما جاء في صيام يوم الشك، رقم الحديث ۱۶۴۵)

[۲]...... ولا يصومون يوم الشك الا تطوعا..... والثالث ان ينوى التطوع وهو غير مكروه۔

(ہدایہ ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ج ۱، کتاب الصوم)

روزہ رکھا کرتا تھا تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا جائز ہے۔ [1]

اور نفل روزہ رمضان کے چاند ہو جانے پر فرض روزہ میں شمار ہوگا۔ [2]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

ملازمین ریلوے کے لئے روزہ کا حکم

(۶۴۴) س:...... ہم لوگ برما ریلوے میں انجن ڈرائیوری کا کام کرتے ہیں اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے، پانچ' چھ روز کا سفر ہوتا ہے، بارہ گھنٹے کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹے آرام کرتے ہیں، اور ریل میں ہم لوگوں کو کھانا پکانے کے واسطے ایک ڈبہ الگ ملا ہے، باورچی کھانا پکانے کو ہے، کھاتے' پیتے اور آرام سے سوتے ہیں اور ہم لوگوں کو زندگی بھر یہی کام کرنا ہے۔ ایسی حالت میں ہمارے لئے ریل میں روزہ رکھنے نہ رکھنے کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ایسے سفر شرعی میں ریلوے ملازمین کے لئے روزہ کی قضا درست ہے، لیکن جبکہ یہ کام ہمیشہ کا ہے اور ہمیشہ ہی سفر میں رہنا ہوتا ہے تو پھر روزہ کی قضا کا وقت ان ملازمین کو اقامت میں کہاں ملے گا، جبکہ ہمیشہ ہی سفر میں رہنے کی ملازمت ہے۔ اور اس سفر میں راحت ہے' کھانے پینے کا کافی انتظام ہے' کوئی تکلیف نہیں تو افضل یہی ہے کہ روزے رکھے جاویں اور قضا نہ کریں۔

لیکن چھٹی کے دنوں میں مکان پہونچ کر قضا کرنے کا ارادہ ہے تو سفر میں روزہ نہ رکھنا

---

[1]...... (والتنفل فيه احب) اى افضل اتفاقا (ان وافق صوما يعتاده)، وفى رد المحتار: "كما لو كان عادته ان يصوم يوم الخميس فوافق ذلک يوم الشک"۔

(شامی ص ۳۴۷ ج ۳، مبحث فی صوم یوم الشک)

[2]......ثم ان ظهر ان اليوم من رمضان يجزيه۔ (ہدایہ ص ۱۹۵ ج ۱، کتاب الصوم)

بھی جائز ہے [1] لیکن جبکہ اقامت وطن کا کوئی وقت ہی ملنے کی امید نہیں تو سفر میں روزہ رکھنا چاہئے، قضا نہ کریں کہ وقت ادا نہ ملنے سے ایک فریضۂ الٰہی ذمہ رہ جائے گا۔

فقط، و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

روزے کی حالت میں برش وغیرہ کرنے کا حکم

(٦۴۵) س:...... روزے کی حالت میں برش یا منجن یا نمک کوئلہ یا ٹوتھ کریم وغیرہ سے دانت صاف کرنا شافعی مذہب میں کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: حنفی مذہب میں منجن یا نمک کوئلہ وغیرہ سے روزے کی حالت میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے، اگر اتفاق سے یہ چیز حلق میں اتر گئی تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ [2]

شافعی مذہب میں مسواک وغیرہ سے دانت صاف کرنا قبل زوال بلا کراہت جائز ہے و بعد زوال مکروہ تنزیہی ہے۔

---

[1]......﴿وان تصوموا خیر لکم﴾، یعنی (گو ہم نے آسانی کے لئے ان حالتوں (مرض وسفر) میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیدی ہے، لیکن) تمہارا روزہ رکھنا (اس حالت میں بھی) زیادہ بہتر ہے۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۸۴۔ معارف القرآن ص۳۸٦ ج۱)

ویندب لمسافر الصوم۔ (درالمختار ص۴۰۵، کتاب الصوم)

[2]......واذا ابتلع مالا یتغذی بہ و لا یتداوی بہ عادۃ کالحجر و التراب ۔

(عالمگیری ص۲۰۲ ج۱، الباب الرابع فیما یفسدہ ومالا یفسدہ)

اور ٹوتھ پیسٹ میں تو ذائقہ اتنا کثیر ہوتا ہے کہ اس کا مزہ بغیر محسوس ہوئے نہیں رہتا، اور فقہاءؒ نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ ''کرہ ذوق شئی و مضغہ بلا عذر''۔ (بحرالرائق ص۲۷۹ ج۲، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ۔ فتاوی عالمگیری ص۱۹۹ ج۱، الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالایکرہ) یہ توجب ہے کہ حلق میں نہ اترے، اور حلق میں گیا تو تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔

قال الشافعیؒ ولا اکراہ السواک بالعود الرطب والیابس وغیرہ بکرۃ وکرھہ بالعشی لما احب من خلوف فم الصائم۔ (کتاب الام ص۸۶ ج۲)

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

انجکشن مفطر صوم ہے یا نہیں؟

(۶۴۶) س:...... مرض کے لئے کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے روزہ کی حالت میں سوئی لگوانا، یعنی بذریعہ انجکشن بدن میں دوا پہنچانا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: روزہ کی حالت میں انجکشن لینا درست ہے۔ تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ دوا پیٹ ودماغ میں نہیں پہنچتی، لہذا انجکشن سے روزہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، اس لئے کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ رگوں میں سریان ہوتا ہے، اس سے جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں دوا نہیں پہنچتی۔ اور فساد صوم کے لئے مفطر کا جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں پہنچنا ضروری ہے، مطلق کسی عضو میں یا رگوں میں دوا کا پہنچنا مفسد صوم نہیں۔[۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]...... دو قسم کے زخم ہیں، جن میں دوا ڈالنے کو فقہاءؒ نے مفسد صوم قرار دیا ہے: ایک آمہ، دوسرے جائفہ۔ آمہ: سر کے اس گہرے زخم کو کہتے ہیں جو اصل دماغ تک پہنچ گیا ہو اور اس کے ذریعہ دوا بھی وہاں تک پہنچ جاتی ہو۔ جائفہ پیٹ کے اس زخم کو کہتے ہیں جو معدہ تک گہرا ہو اور اس کے ذریعہ دوائیں پیٹ تک پہنچ جاتی ہوں۔

’’ولو داوی جائفۃ او امۃ بدواء فوصل الی جوفہ او دماغہ افطر عند ابی حنیفۃ، والذی یصل ھو الرطب‘‘۔ (ہدایہ ص۲۰۰ ج۱، مفسدات صوم)

اگر پیٹ کے یا دماغ کے اندر پہنچے ہوئے زخم کا دوا کے ذریعہ علاج کرے، پھر دوا اس کے پیٹ یا

طاعون کا ٹیکہ مفسد صوم ہے یا نہیں؟

(۶۴۷) س:...... ماہ رمضان المبارک میں روزہ دار طاعون کا ٹیکہ لگائے یا نہیں؟ اگر کسی روزہ دار نے اس خیال سے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، ٹیکہ لگالیا اس سے روزہ فاسد ہوا یا نہیں؟ اگر فاسد ہوگیا تو صرف روزہ کی قضا کرے یا قضاو کفارہ دونوں عائد ہوں گے؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: ٹیکہ طاعون کا ہو یا چیچک کا انجکشن ہو یا سوزاک کے مریض کے لئے عضو مخصوص میں پچکاری، یہ جملہ امور مفطر صوم نہیں، یعنی ٹیکہ وسوئی وغیرہ سے عروق میں دوا پہنچانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بوجہ اس کے کہ ان چیزوں سے کوئی دوا جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں نہیں پہنچتی، لہذا صورت مسئولہ میں روزہ فاسد نہیں ہوا، اس لئے نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ فقط، والله تعالى اعلم وعلمه اتم ۔

احتلام کو مفسد سمجھ کر قصداً افطار کرلے تو؟

(۶۴۸) س:...... احتلام ہوجانے سے یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، اس وجہ سے پھر قصداً افطار کرلیا تو اس سے فقط قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: فقط قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

دماغ تک پہنچ جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس طرح مرطوب دوا ہی پہنچ سکتی ہے۔

امام نوویؒ کا بیان ہے: " ولو وصل الدواء الى داخل الساق او غرز فيه سكينا او غيرها فوصلت مخه، لم يفطر بلا خلاف، لانه لا يعد عضوا مجوفا "۔ (شرح مہذب ص ۳۱۴ ج ۵)

اگر دوا پنڈلی کے اندرونی حصہ تک پہنچائی، یا چھری یا کوئی دوسری چیز اس میں چبھودی اور اس کا اثر گودے تک پہنچ گیا تو بغیر کسی اختلاف کے روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ وہ عضو "مجوف" شمار نہیں کیا جاتا۔

(جدید فقہی مسائل ص ۱۸۰ ج ۱)

''لو اکل او شرب و جامع ناسیا وظن عن ذلک فطرہ فاکل متعمدا لا کفارۃ علیہ ، ولو ذرعہ القئی فظن انہ یفطرہ فافطر لا کفارۃ علیہ''۔(عالمگیری ص۱۳۲ج۱)[1]

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

افطار میں پیٹ بھر کا کھانا

(۶۴۹) س:...... اذان کے بعد افطاری کے لئے کتنی دیر نماز سے روکا رہنا جائز ہے؟ بعض مزدور پیشہ بھوک کی شدت سے پریشان' خوب اچھی طرح سے کھا' پی کر پھر نماز میں شریک ہونا بہتر سمجھتے ہیں۔

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق :اذان کے بعد خوب پیٹ کر کھا' پی لینا بلا کراہت جائز ہے،لیکن مسجد میں زیادہ نماز میں تاخیر کرنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو مختصر افطار کے بعد جماعت شروع کرنا مناسب ہے۔اور جو بھوک کی شدت سے بغیر پیٹ بھرے نماز میں شریک نہ ہوسکیں وہ لوگ معذور ہیں،[2] گنہگار نہیں، بعد فراغت طعام نماز پڑھ سکتے ہیں،لیکن جماعت میں شریک ہوجانا بہتر ہے۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[1]......عالمگیری ص۲۰۶ج۱،الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد،قبیل: الباب الخامس۔

[2]......فی رد المختار:''وحضور طعام تتوقہ نفسہ''وفی الرد المحتار:'' قولہ:(توقہ نفسہ) ای تشتاقہ وتنازعہ الیہ مصباح''۔(شامی ص۲۹۳ج۲،باب الامامۃ،مطلب: فی تکرار الجماعۃ فی المسجد)

''عمدۃ الفقہ''میں ترک جماعت کےعذرات کے بیان میں ہے:

۱۹:...... جب کھانا حاضر ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک لگی ہو اور نفس اس کی طرف اس طرح سے راغب ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو اور جماعت کھڑی ہو تو وہ شخص جماعت کو ترک کرنے کے لئے معذور ہے'اور وہ کھانا خواہ کسی وقت کا ہو۔اور یہی حکم پینے کا ہے۔(عمدۃ الفقہ ص۱۸۳ج۲)

غروب کے بعد افطار میں تاخیر مناسب نہیں

(۶۵۰) س:...... رنگون اور ٹونجی کا ٹائم برابر ہے، تاہم لوگوں کا خیال ہے کہ اس جگہ کی بہ نسبت رنگون میں دو تین منٹ تاخیر سے افطاری کرنا مناسب ہے، یہ خیال درست ہے یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: افطار میں غروب کے بعد تاخیر کرنا مناسب نہیں [۱]، اگر غروب ہونے کا اطمینان کرنے کے لئے دو، تین منٹ کی تاخیر کی جائے تو شرعا گناہ نہیں۔ فقط، والله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

افطار میں چندہ کر کے حلیم کھلانا

(۶۵۱) س:...... چندہ کر کے حلیم پکانا اور اس سے روزہ داروں کا افطار کرنا کیسا ہے؟

---

[۱]......ويستحب السحور وتاخيره وتعجيل الفطر لحديث ((ثلاث من اخلاق المرسلين: تعجيل الافطار، تاخير السحور، والسواك))۔ (درمختار ص ۴۰۰، ج ۳)

کئی روایات میں آپ ﷺ کا سورج غروب ہوتے ہی افطار کرنا وارد ہوا ہے، اور مختلف احادیث میں آپ ﷺ نے افطار میں جلدی کرنے کی ترغیب دی ہیں، مثلا:

۱:...... ہمیشہ ہماری امت بھلائی میں رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرے گی۔ (بخاری ص ۲۳۶)

۲:......افطاری جلدی کرو اور سحری میں ذرا تاخیر کرو۔ (مجمع الزوائد ص ۱۵۸ ج ۳)

۳:......دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

۴:......حدیث قدسی میں ہے: میرے نزدیک محبوب بندہ وہ ہے جو افطاری میں جلدی کرنے والا ہو۔ (ترمذی، ابن خزیمہ، ترغیب ص ۱۴۰)

۵:......اس وقت تک ہماری امت سنت پر قائم رہے گی جب تک افطاری میں تاروں کے نکلنے کا انتظار نہ کرے گی۔ (ابن خزیمہ ص ۲۷۵ ج ۴۔ ابن حبان، ترغیب ص ۱۴۰)

نوٹ: یہ تمام احادیث ''شمائل کبری'' ص ۱۳۷ تا ۱۴۰ ج ۹ سے ماخوذ ہیں۔

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: بلا جبر واکراہ سب کی رضا مندی سے للہ چندہ جمع کر کے حلیم پکوانا اور اسے کھانا یا گھر میں لیجانا جائز ہے،لیکن اگر زکوۃ کا روپیہ ہوتو اس سے حلیم پکا ہوا مالداروں کو کھانا جائز نہیں۔[۱]

فقط،و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم وا حکم۔

روزے کی نذر کا حکم

(۶۵۲) س:...... ایک شخص نے اپنے کس رشتہ دار کی بیماری کی حالت میں کہا کہ: اگر میرا رشتہ دار اچھا ہو جائے یعنی خدا تعالی شفا دے تو میں ہمیشہ ہفتہ کے جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھا کروں گا۔مریض مذکور اچھا ہو جانے کے بعد اس نے روزہ رکھنا شروع کر دیا،قضائے نذر کرنے والا بیمار ہو جانے کی وجہ سے کچھ روزے نہ رکھ سکا، اب اس پر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہے یا کفارہ؟ قضا کی صورت میں غیر جمعرات و جمعہ میں روزہ رکھ دینے سے قضا ہو جائے گی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہوگی۔(عالمگیری ص۲۰۹ج۱)[۲]

---

[۱]......لا یجوز دفع الزکوۃ الی من یملک نصابا ای مال کان و دنانیر او دراھم او الی من یملک نصابا ای مال کان و دنانیر او دراھم او سوائم او عروضا للتجارۃ او لغیر التجارۃ فاضلا عن حاجتہ فی جمیع السنۃ ،اھ۔(عالمگیری ص۱۸۹ج۱،الباب السابع فی المصارف)

وفی الدر المختار:مصرف الزکوۃ والعشر ھو فقیر وھو من لہ ادنی شئی دون نصاب او قدر نصاب غیر تام،مستغرق فی الحاجۃ،ومسکین من لا شئی لہ،اھ۔(درمختار ص۲۸۴،با ب المصرف)

[۲]......اذا نذر ان یصوم کل خمیس یأتی علیہ فافطر خمیسا واحدا فعلیہ قضائہ ، کذا فی المحیط۔(عالمگیری ص۲۰۹ج۱،الباب السادس فی النذر)

جمعرات و جمعہ کے سوا اور دنوں میں قضا کا روزہ رکھنا کافی ہوگا۔

(درالمختار ص ۱۰۸ ج ۳)۔ ۱؎ فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

صائم الدہر کا حکم

(۶۵۳) س:...... ایک باپڑھا مسلمان، درویش، فقیر ہمیشہ روزہ رکھتا ہے، یعنی صائم الدہر رہتا ہے اور شادی بھی کی ہے۔ رات کو متولی کی اجازت سے ہمیشہ مسجد میں سوتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور برسوں مسجد میں سونے والے صوفی صاحب کا شرع میں کیا حکم ہے؟ اس کی توبہ قبول ہوتی یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصليا، الجواب و با لله التوفيق: صائم الدہر رہنا خلاف سنت ہے، حرام نہیں۔ ۲؎ افضل یہ ہے کہ صوم داؤدی رکھے۔ ۳؎

اپنا گھر ہوتے ہوئے ہمیشہ مسجد میں سونا مکروہ ہے۔ مسافر جس کے لئے کوئی جگہ مسجد کے سوا سونے کی نہ ہو، اس کو مسجد میں سونا جائز ہے۔ ۴؎ اور گھر ہوتے ہوئے مسجد میں سونا

۱؎......نذر صوم رجب فدخل وهو مريض افطر وقضى كرمضان۔

(درمختار ص ۴۲۵ ج ۳، قبيل: باب الاعتكاف)

۲؎......والمكروه ......تنزيها ......صوم دهره۔ (درمختار ص ۳۳۶، ج ۳، كتاب الصوم)

۳؎......والافضل ان يصوم يوما ويفطر يوما۔

(عالمگیری ص ۲۰۱ ج ۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم ومالا يكره)

۴؎......(يكره) واكل و نوم الا لمعتكف و غريب۔ (درمختار ص ج، مكروهاه الصلوة)

وفى الحديث: عن ابن عمرؓ قال: كنا ننام فى المسجد على عهد رسول الله ﷺ۔

(ابن ماجہ ص ۵۴، باب تنشيد المساجد)

وقال الشيخ عبد الغنى المجددى الدهلویؒ: (تحت قوله: كنا ننام) وهذه رخصة لابن السبيل والمسافر، فان عمر ماكان له حينئذ اهل، واما لغيره فيكره الاعتياد بالنوم فيه۔

آداب مسجد کے خلاف ومکروہ ہے۔اوراس کی توبہ قبول ہوگی۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مشکل آسان روزہ کا حکم

(۶۵۴) س:...... ایک عورت کوکسی عورت نے بتلایا کہ مشکل آسان ہونے کے لئے ہر سال دو روزے رکھا کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور رکھنے کے بعد ہر سال رکھنا چاہئے۔اورخود نہ کرسکے تو کسی دوسرے سے رکھوالے۔اب عورت تین سال تک روزے رکھتی رہی،اب معذور ہوگئی ہے،اگر یہ روزے نہ رکھے تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟

ج:...... حامدا ومصلیا،الجواب وبا للہ التوفیق: مشکل آسان ہونے کی نیت سے نفل روزہ رکھنا درست ہے،لیکن اگر منت مانی ہے کہ اگر ہماری فلاں مشکل آسان ہوجائے تو ہر سال دوروزے رکھا کروں گی،تو مشکل آسان ہونے پر ہر سال دوروزے رکھنا واجب ہیں۔ روزے قوت ہوتے ہوئے خود ہی رکھنے ہوں گے، دوسرے کسی سے رکھوانا جائز نہیں۔اوراگر منت نہ مانی ہواور بغیر منت مانے ہر سال دوروزے رکھنے کاارادہ کیا ہوکہ اس سے مشکل آسان ہوتی رہے گی تو ایسی نیت سے ہر سال روزہ رکھنا واجب نہیں ہوجاتا،خواہ

وقال الملا علی قاریؒ: ویجوز النوم فیه بلا کراهة عندنا، لان اهل الصفة کانوا یدیمون النوم فی المسجد ، وقیل یکره للمقیم دون الغریب، وهو قریب من مذهب مالک و احمد ، وقال جمع من السلف بکراهته مطلقا ، وخبر ان علیه السلام خرج علی الناس من اصحابه وهم رقود فی المسجد فقال : ((انقلبوا فان هذا لیس للمرء مرقدا)) اسناده مجهول، منقطع، وخبر ابی ذرؓ رآنی علیه السلام نائما فی المسجد فضربنی برجله وقال : ((لا اراک نائما فیه)) فی اسناده مجهول ایضا، فلا حجة فیه اه، والجمع ممکن بان یقال یکره لمن له مسکن دون غیره۔

(مرقاۃ ص ۱۹۷و۱۹۸ ج ۲)

رکھے، خواہ نہ رکھے، کچھ گناہ نہیں۔ اور کسی دوسرے سے روزہ رکھوانا تو کسی حال میں صحیح نہیں۔ ۱؎ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

فدیۂ صوم اور اس کا طریقہ

(۶۵۵) س:...... زید کی عمر اسی سال کی ہے، پابند صوم و صلوۃ ہے، اب بوجہ ضعف و بیماری کے کچھ روزے نہ رکھ سکا اور کچھ ہمت سے رکھے بھی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا شریعت میں اس کی کوئی حد ہے کہ انسان جب بوجہ ضعف و کبر سنی کے اس قدر ضعیف ہو جائے تو اس کو روزہ رکھنا معاف ہو جاتا ہے، یا تا زندگی روزہ قضا ہونے کی صورت میں فدیہ دینا ہوگا؟ اور روزے کا فدیہ کس طرح ادا کیا جائے؟

نوٹ: یہ شخص شافعی المذہب ہیں، اگر اختلاف معلوم ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں۔

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جس شخص کو بڑھاپے اور ضعیفی کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت و برداشت نہ ہو، ایسے ضعیف و عاجز و کمزور کے لئے فدیہ کا حکم ہے۔ ۲؎ شریعت میں کوئی تحدید و تعیین نہیں کہ اس قدر عمر میں روزہ رکھے اور اتنی عمر کے بعد فدیہ دے۔ دار و مدار فدیہ کا طاقت و برداشت پر ہے، اگر کوئی ضعیف جس قدر کم و بیش روزے کی طاقت رکھے اور روزہ اسے ناکارہ و عاجز نہ کر دے، ایسی حالت میں روزے رکھنے کا حکم ہے۔ غرض جو ضعیف بوجہ ضعف و ناتوانی و کمزوری کے برداشت نہ کر سکے اس کے لئے فدیہ کی اجازت ہے، روزے کی طاقت کی صورت میں فدیہ دینا کافی نہیں۔ شافعی مذہب کا حکم

۱؎......(وان صام او صلی عنه) الولی (لا) لحدیث النسائی: ((لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد ولکن یطعم عنه ولیه))۔ (درمختار ص ۴۰۸ ج ۳، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

۲؎......وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی۔

(درمختار ص ۴۱۰ ج ۳، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

یہی ہے۔اور شافعی مذہب میں فدیہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز صبح کے بعد اپنی طرف سے روزے کے فدیہ میں ڈیڑھ رطل گیہوں کسی ایک فقیر کو دیدے۔ یہ فدیہ رمضان شریف کے آنے سے پہلے، بلکہ ہر دن کا فدیہ اس کی رات شروع ہونے کے پہلے دینا جائز نہیں۔ رمضان شریف میں ہر دن کی رات شروع ہوجانے کے بعد فدیہ دے، چاہے رات میں دیدے، چاہے صبح میں دے۔ [۱] (اعانۃ الطالبین ص۲۴۱ ج۲)

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]...... ہمارے نزدیک فدیہ دینے میں رمضان کا اول وآخر برابر ہے، پس اس کو اختیار ہے خواہ تمام روزوں کا فدیہ شروع رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے یا کل فدیہ آخر رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے، اگر شیخ فانی آنے والے دن کے روزہ کا فدیہ رات کے وقت دیدے تو جائز ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۳۴۳ ج۳)

فتاوی محمودیہ میں ہے:

''شیخ فانی کو فدیہ دینا شروع رمضان میں بھی درست ہے اخیر میں بھی''۔

حاشیہ میں ہے:

وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولو فی اول الشھر ای یخیر بین دفعھا فی اولہ و اٰخرہ ، کما فی البحر ۔درمختار ص۱۱۹ ج۲۔(فتاوی محمودیہ ص۸۷ ج۱۱)

باب الاعتکاف

﴿وَلاَ تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾

ترجمہ: اوران بیبیوں (کے بدن) سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۷)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((من اعتکف عشرا فی رمضان کان کحجتین و عمرتین)) ، رواہ البیہقی۔

ترجمہ: جس نے رمضان کے (آخری) دس دنوں کا اعتکاف کیا (اس کا ثواب) دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔ (الترغیب والترہیب ص۹۶ ج۲)

معتکف کا حجرہ بنانا اور اس کو سنوارنا کیسا ہے؟

(۶۵۶) س:...... ایک شخص کا اعتکاف کے واسطے جامع مسجد کے محراب کو خاص کر لینا اور محراب کے اندر بانس یا لکڑی سے گھیراؤ دے کر بطور حجرہ بنا کر رنگ برنگ کا غذات سے سنوارنا شرعاً کیسا ہے؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: اعتکاف کے لئے مسجد میں گھیراؤ کر لینا یا حجرہ بنا لینا جائز ہے، [۱] بشرطیکہ حجرہ بنا لینے سے مسجد میں تنگی پیدا ہو کر مصلیوں کے لئے

---

[۱]......معتکف کے لئے مسجد کے گوشہ میں چادر وغیرہ کا حجرہ بنا لینا مستحب ہے اور اس میں ستر وغیرہ کی حفاظت ہے، اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں ہیں۔ حضور ﷺ کے لئے چٹائی کا حجرہ بنانا ثابت ہے، بدعت نہیں، البتہ معتکف ان باتوں کا خیال رکھے کہ ضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکے، نمازیوں کی ایذا کا سبب نہ بنے، صفوں کی درستی میں مخل نہ ہو۔ ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں ہے: عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله ﷺ اذا اراد ان يعتكف صلى الفجر ثم دخل فى معتكفه، رواه ابو داؤد وابن ماجة، (قوله: صلى الفجر ثم دخل فى معتكفه) بصيغة المفعول اى مكان اعتكافه—الى قوله— وتاولوا الحديث بانه ﷺ دخل المعتكف وانقطع وتخلى بنفسه فانه كان فى المسجد يتخلى عن الناس فى موضع يستتر به عن اعين الناس كما ورد انه اتخذ فى المسجد حجرة من حصير اھ۔

(مرقاۃ ص ۳۲۹ ج ۴، باب الاعتکاف، الفصل الثانی، کذا فی التعلیق الصبیح ص ۴۱۵ ج ۲)

''مظاہر حق'' میں ہے: ''جب صبح کی نماز پڑھتے تو اس حجرے میں کہ اعتکاف کے لئے بوریے سے بنایا جاتا تھا، داخل ہوتے تا کہ الگ رہیں لوگوں سے''۔ (مظاہر حق ص ۲۰۰ ج ۲)

''مجالس الابرار'' میں ہے: ''واصله ما فى الصحيحين انه عليه السلام اعتكف العشر الاول من رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط فى قبة تركية ثم اطلع رأسه ''اھ۔

یعنی آنحضرت ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرہ میں ترکی خیمہ میں (اعتکاف فرمایا) پھر سر باہر نکال کر فرمایا اھ۔ (مجالس الابرار ص ۲۰۳، مجلس ۳۱)

معلوم ہوا کہ چادر وغیرہ سے حجرہ بنانا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۵ ج ۵)

باعث تکلیف نہ ہوجائے' ورنہ ناجائز ہے۔ اور حجرہ کو رنگ برنگ کاغذات سے سنوارنا مستحسن نہونے کے علاوہ مصلیوں کی نظروں میں زیب وزینت کا سامان پیدا کر کے طبیعت کو دوسری طرف مشغول کرنے کا باعث ہوگا، لہذا یہ زیب وزینت کے تکلفات ناجائز ہیں۔ ۱؎ فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

اعتکاف کی حالت میں مسجد یا خارج' مسجد حقہ پینا کیسا ہے؟

(۶۵۷) س:...... اعتکاف کی حالت میں مسجد میں یا خارج مسجد حقہ پی سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... حامدا و مصلیا، الجواب وبا للہ التوفیق: معتکف کو حاجت شرعی' جیسے نماز جمعہ اور حاجت طبعی' جیسے قضائے حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے' اور حقہ نہ حاجت شرعی ہے اور نہ حاجت طبعی، اس لئے حقہ پینے کی غرض سے باہر نکلنا اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ ہاں پیشاب' پاخانہ کے لئے مسجد کے باہر آنے جانے میں اور قضائے حاجت میں بیٹھنے کی حالت میں حقہ پی سکتے ہیں۔ قاضیخان ص ۲۰۳ ج ۱۔ ۲؎

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

۱؎...... فی الدر المختار: (ولا بأس بنقشه خلا محرابه) فانه يكره لانه يلهى المصلى ، ويكره التكلف بدقائق النقوش و نحوها خصوصا فى جدار القبلة ،وفى رد المحتار: ومحمل الكراهة التكلف بدقائق النقوش و نحوه خصوصا فى المحراب۔

(شامی ص ۶۳۱ ج ۲، باب ما يفسد الصلاة مطلب : كلمة ((لا بأس)) دليل على المستحب غيره)

۲؎...... ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة لازمة شرعية كالجمعة، او لحاجة طبعية كالبول والغائط .... ولو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذر ساعة بطل اعتكافه فى قول ابى حنيفةؒ وعندهما لا يبطل حتى يكون اكثر من نصف يوم۔

(فتاوی قاضیخان علی ہامش فتاوی الھندیہ، ص ۲۲۱ و ۲۲۲ ج ۱، فصل فی الاعتکاف)

معتکف کا حقہ پینے کے لئے نکلنا کیسا ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت مجیبؒ کی رائے کے مطابق ہی

۲۷؍رمضان کو اعتکاف کر لینے سے مسنون اعتکاف ہوگا؟

(۶۵۸) س:...... ۲۷؍رمضان کو اعتکاف کر لینے سے مسنون اعتکاف ہوگا یا نہیں؟

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی رائے بھی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’حقہ اور سگریٹ مسجد میں بیٹھ کر پینا جائز نہیں، اور معتکف کے لئے مسجد سے باہر جانا بھی جائز نہیں، اگر معتکف ان چیزوں کا عادی ہے تو اسے مدت اعتکاف میں ان چیزوں کو ترک کر دینا چاہئے۔

(کفایت المفتی ص ۲۴۵ ج ۴، باب الاعتکاف)

اسی طرح صاحب فتاوی حقانیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’حقہ نوشی کوئی ایسی چیز نہیں جو معتکف کے حوائج طبعی میں شمار ہو سکے جس کے لئے مسجد سے نکلنا مرخص ہو‘‘۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۰۴ ج ۴)

البتہ بعض اکابر کا ارجحان اس طرف ہے کہ اگر حقہ نوشی کی عادت ایسی ہو کہ نہ پینے کی صورت میں طبیعت کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’اعتکاف کرنے سے پہلے ہی بیڑی چھوڑنے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو تعداد اور مقدار کم کرے۔ اور کچھ پینی ہی پڑے تو جس وقت استنجاء اور طہارت کے لئے نکلے اس وقت بیڑی کی حاجت بھی پوری کرے، خاص بیڑی پینے کے لئے نہ نکلے، مگر جب مجبور ہو جائے اور طبیعت خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی نکل سکتا ہے کہ ایسی اضطراری حالت کے وقت یہ طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مخل و مفسد اعتکاف نہ ہوگا۔ فتاوی رشیدیہ میں ہے:

الجواب: معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بد بو زائل کر کے مسجد میں چلا آوے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۴۵۷ ج ۳) ھذا ما ظھر لی الان۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۲ ج ۵)

کتاب الفتاوی میں ہے: ’’اگر اس (حقہ) کا ایسا عادی ہو چکا ہو اس کے استعمال کے بغیر چین نہ آتا ہو یا کوئی شخص ایسا خوگر ہو کہ اس کے بغیر اجابت نہ ہوتی ہو تو اس کی حیثیت کھانے، پینے کی طرح طبعی ضرورت کی ہوگی، اور طبعی ضرورت کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے: ’’وحرم علیه... الخروج الا لحاجة الانسان طبعية کبول، وغائط وغسل‘‘۔ (الدر المختار علی رد المحتار ص ۴۳۵ ج ۳) اس لئے اس مقصد کی غرض سے باہر نکل سکتا ہے۔ (کتاب الفتاوی ص ۴۵۸ ج ۳)

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق : اعتکافِ سنت، رمضان کے اخیر عشرہ کا ہے،اس سے کم میں سنت ادانہ ہوگی ۔ ۱

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

شب قدر کون سی رات ہے؟ اور اس کی علامت کیا ہے؟

(۶۵۹) س:...... کیا لیلۃ القدر ستائیسویں شب رمضان میں خاص ہے؟ یا حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق عشرۂ اخیرہ رمضان کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوگی؟ اور جو شخص ۲۷؍ میں خاص کرے، وہ حضور ﷺ کے فرمان کو ٹھکرا رہا ہے یا نہیں؟ اور لیلۃ القدر کی پہچان کیا کیا ہیں؟

ج:...... حامدا ومصليا،الجواب وبا لله التوفيق : شب قدر کی تعیین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ۔ ۲ بہت سے علماء ستائیسویں کو شب قدر کے قائل ہیں ۔ مرقاۃ میں ہے:

"وقيل يختص بالسبعة والعشرين وعليه كثير من العلماء"۔ ۳

۱......وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان۔ (درمختار ص۴۳۰ ج ۳،باب الاعتکاف)

آپ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ کا کامل اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ "بخاری شریف" کی روایت میں ہے: ان النبى ﷺ كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى توفاه الله"۔

(بخاری ص ۲۷۱،باب الاعتكاف فى العشر الواخر۔ مسلم ص ۳۷۱، کتاب الاعتکاف)

۲......وفيها للعلماء اقوال أخر بلغت ستة واربعين۔ (شامی ص ۴۴۶ ج ۳،آخر کتاب الصوم)

۳......مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۱۴ ج ۴،باب ليلة القدر۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے ستائیسویں کے بارے میں بڑی عمدہ بات تحریر فرمائی ہے کہ:

"اور یہ بات جو مشہور ہے کہ ستائیسویں رات ہے، سو اس سبب سے ہے کہ وہ اکثر ستائیسویں شب کو واقع ہوتی ہے، اسی واسطے ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ: لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ لفظ اس سورۃ میں تین بار مذکور ہے اور جب تین کو نو میں ضرب دیں تو ستائیس ہوتے ہیں ۔ بعضے علماء نے کہا ہے کہ اس

مسلم شریف کی حدیث اس قول کی مؤید ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''ثم حلف لا یستثنی انها لیلة سبع عشرین فقلت بای شئی تقول ذلک یا ابا المنذر؟ قال: بالعلامة او بالایة التی اخبرنا رسول الله ﷺ انها تطلع یومئذ لا شعاع لها'' [۱]

یعنی حضرت ابی ابن کعبؓ نے قسم کھا کر فرمایا کہ: شب قدر ستائیسویں رات ہے۔ پس کون مسلمان اس کی جرأت کرسکتا ہے کہ، وہ حضرت ابی ابن کعبؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور دیگر بہت سے علماء کے متعلق یہ گمان کرے کہ وہ (نعوذ باللہ) ستائیسویں کو خاص کر کے حضور ﷺ کے فرمان کو ٹھکرا رہے ہیں، پھر اس حدیث میں شب قدر کی پہچان میں یہ الفاظ وارد ہیں: ''انها تطلع یومئذ لا شعاع لها''۔

فقط، والله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

....

سورۃ میں تیئس کلمے ہیں اور ستائیسواں ان میں سے ''ھی'' کا لفظ ہے کہ شب قدر کی طرف پھرتا ہے اور یہ اشارہ ستائیس کے عدد کی طرف ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۲۴۷ ج ۳)

[۱] ......مشکوۃ ص ۱۸۲، باب لیلة القدر، الفصل الاول۔

نوٹ:...... صاحب فتاوی حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحبؒ کی ''جمع الاربعین فی تعلیم الدین''، جو چہل حدیث پر بہترین و قابل مطالعہ کتاب ہے، اس میں روزہ کے متعلق جو مضمون ہے اُسے موقع کی مناسبت سے یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مرتب

روزہ وافطار میں رویت ہلال اصل ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صُوْمُوْا لِرُئْوَيَتِهٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُئْوَيَتِهٖ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ۔ (متفق علیہ[۱])

ترجمہ: ...... بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر عید کرو، پھر اگر تمہارے مطلع پر ابر یا غبار آجاوے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

ف:...... اس حدیث میں ''صُوْمُوْا لِرُئْوَيَتِه وَ اَفْطِرُوْا لِرُئْوَيَتِه'' کا خطاب ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے عام ہے، کہ چاند کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور عید کا چاند دیکھے جانے پر روزہ رکھنا موقوف کرو، خواہ کوئی دیکھے اور کہیں دیکھے۔

شرعی ثبوت پر روزہ کا وجوب

لیکن جب دیکھنے کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر صوم اور افطار ضروری ہو جائے گا، لہٰذا اگر رمضان المبارک یا عید کے چاند کی خبر کسی دوسرے شہر یا دوسرے ملک سے ایسے طریقہ سے آئے جو شرعاً معتبر ہے تو رمضان یا عید کا ثبوت اس جگہ بھی ہو جائے گا جہاں خبر آئی ہے، خواہ دونوں شہروں اور ملکوں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو،

[۱]...... بخاری ص ۲۵۶ ج ۱، باب، قول النبی ﷺ اذا رأیتم الهلال الخ، کتاب الصوم۔ مسلم ص ۳۴۷ ج ۱، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، کتاب الصيام۔ مشکوۃ ص ۱۷۴، باب رویة الهلال۔

یہاں تک کہ اگر ملک مشرق میں چاند دیکھا جائے اور معتبر ذریعہ سے اس کی خبر مغرب کے رہنے والوں کو پہونچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔ ۱؎

اور ترمذی کی روایت ۲؎ سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کریبؓ سفر شام سے واپس آئے اور بیان کیا کہ شام میں شب جمعہ کو چاند دکھائی دیا ہے اور امیر معاویہؓ نے دوسرے لوگوں سے روزہ رکھایا ہے، تو حضرت ابن عباسؓ نے شام کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا اور فرمایا کہ ہم نے سنیچر کی شب کو چاند دیکھا ہے اور اسی حساب سے روزہ رکھیں گے، تو ان کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ ایک شہر والوں کی رؤیت دوسرے شہر والوں کے لئے حجت نہیں، بلکہ ان کے روبرو باقاعدہ شہادت نہ گذری۔ کریبؓ نے اپنے دیکھنے کی گواہی نہیں دی، بلکہ دوسروں کا دیکھنا بیان کیا تو ایسے وقت میں کم سے کم دو آدمی گواہ چاہئے تھے، صرف کریبؓ کا یہ فرمانا کہ: ''اور لوگوں نے دیکھا'' کافی نہیں تھا، اگر اختلاف مطالع کی وجہ سے انکار ہوتا تو پھر ابن عباسؓ کا حضرت کریبؓ کی رؤیت کو پوچھنا بےکار ہو جاوے گا۔

بہر حال دور دراز کے ملکوں میں اختلاف طلوع ممکن ہے لیکن اس اختلاف طلوع کا

۱؎......(فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب)اذا ثبت عندهم رؤيته أولئک بطريق موجب كما مر۔(شامی ص۳۶۴ ج۳،قبیل : مایفسد الصوم وما لا یفسد)

۲؎......اخبرني الكريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاويةؓ بالشام ،قال: فقدمت الشام فقيضت حاجتها واستهلّ عليّ هلال رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة، ثم قدمت المدينة فى اٰخر الشهر، فسالني ابن عباسؓ ثم ذكر الهلال ، فقال: متى رأيتم الهلال؟ فقلت رأيناه ليلة الجمعة ، فقال انت رأيته ليلة الجمعة ؟ فقلت راه الناس وصاموا وصام معاويةؓ ،فقال: لكن رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلثين يوما او نراه، فقلت الا تكتفى برؤية معاوية و صيامه؟ قال: لا ، هكذا امرنا رسول الله ﷺ ۔

(ترمذی ص۱۴۸ ج۱،باب ما جاء لكل اهل بلد رؤيتهم، ابواب الصيام)

ہمارے نزدیک اعتبار نہیں۔ شرعی ثبوت پہونچ جانے پر صوم وافطار ضروری ہوگا۔

صائمین کے لئے باب ریان

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَاب يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَايَدْخُلُه' اِلَّا الصَّائِمُوْنَ۔ (متفق علیہ، ۱)

ترجمہ:...... بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ: جنت کے آٹھ دروازے ہیں جس میں ایک کا نام ریان ہے اس میں سے سوائے روزہ داروں کے کوئی جنت میں نہ جاسکے گا۔

ف:...... روزہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، اس سے قوت ملکیہ بڑھ جاتی ہے اور قوت بہیمیہ اور خواہشات نفسانی کمزور ہو جاتی ہیں۔ روح کے چہرے کی صفائی کے لئے روزہ سے بڑھ کر کوئی قلعی نہیں اور نفس وطبیعت کو مغلوب کرنے کے لئے کوئی دوا روزہ سے زیادہ مفید نہیں۔

روزہ کی حکمت

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: روزہ تم پر اس واسطے فرض کیا گیا کہ تم اس کی بدولت دائرۂ بہیمیت سے نکل کر متقی و پرہیزگار بن جاؤ اور ملکوت کے رہنے والوں کے مشابہ ہو جاؤ۔ ۲

۱...... بخاری ص ۲۵۴ ج ۱، باب الریان للصائمین۔ مسلم ص ۳۶۴ ج ۱، باب فضل الصیام۔ مشکوۃ ص ۱۷۳، کتاب الصوم۔

۲...... ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۳)

روزہ کی فضیلت

روزہ سے جس قدر خواہشات نفسانی کمزور ہوتی ہے اتنی ہی خطائیں اور گناہ کم ہوتے ہیں اور فرشتوں کی حالت سے مشابہت بڑھتی جاتی ہے، اس لئے فرشتوں کو روزہ داروں سے انس اور محبت بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور خدا بھی اسے اپنا دوست بنالیتا ہے اور اس قدر چاہنے لگتا ہے کہ اس کے منہ کی بو کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند کرتا ہے۔[۱]

اور اسی خاص محبت اور عنایت کا ثمرہ ہے جو اس نے فرمایا کہ: روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں، یا میں اس کا بدلہ اپنے دست خاص سے بدوں واسطے فرشتے کے عطا کروں گا۔[۲]

روزہ میں لڑائی وغیرہ سے احتیاط

اور چونکہ روزہ کی حالت میں قرب خداوندی زیادہ نصیب ہوتا ہے اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کو بڑی تاکید فرمائی ہے کہ اپنی زبان سے بری بات نہ نکالے اور شور وشغب نہ کرے بلکہ کوئی لڑاک آدمی اس سے لڑائی جھگڑا گالم گلوچ کرنے لگے تو جواب میں صاف کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں باوا مجھے لڑائی جھگڑے سے معاف کر۔

(متفق علیہ، [۳])

---

[۱]......[۲]......[۳]......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((كل عمل ابن ادم يضاعف الحسنة بعشر امثالها ضعف، قال الله تعالى: الا الصوم يدع شهوته وطعامه من اجلى، للصائم فرحتان: فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه، ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك، والصيام جنة، واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب، فان سابّه احد او قاتله فليقل انى امرؤ صائم)) متفق عليه ۔(مشکوۃ ص۱۷۳، کتاب الصوم)

تحفۂ رمضان

از

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحؒ

﴿یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض کئے گئے ان پر جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ (روزے رکھو) گنتی کے چند دنوں میں۔

فضائل رمضان

رمضان المبارک کا مہینہ اسلامی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت کا مہینہ ہے، اس مبارک مہینے میں حق سبحانہ وتعالی کی خاص رحمتوں کا بندوں پر نزول ہوتا ہے۔ بہت خوش قسمت اور مبارک ہیں وہ لوگ جو روزہ رکھیں اور اس پاک مہینہ کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔

۱:......حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: رمضان المبارک کا چاند ہوتے ہی شیاطین اور سرکش جن گرفتار کر کے قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پکارنے والا (فرشتہ) پکارتا ہے کہ اے بھلائی تلاش کرنے والے سامنے آ! اور اے برائی کی طرف جانے والے رک جا! اور ہر روز خدائے تعالی بہت سے گنہگاروں کو عذاب سے نجات دیتا ہے۔[۱]

۲:......اور حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ: یوں تو ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں تو ضرور اور بقدر اخلاص سات سو گنے تک میں دیتا ہی ہوں، مگر چونکہ روزہ خاص میری خوشنودی کے لئے رکھا جاتا ہے اس لئے اس کا بدلہ میں خود دوں گا۔ کیسی خوشی کی بات ہے۔[۲]

۳:......اور فرمایا کہ: روزہ عذاب دوزخ سے بچانے کی ایک ڈھال ہے۔[۳]

۴:......اور فرمایا کہ: روزہ دار کے منھ کی بھبک خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب و

---

[۱]......مشکوۃ ص۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الثانی۔

[۲]......مشکوۃ ص۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الاول۔

[۳]......مشکوۃ ص۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الاول۔

مقبول ہے۔[۱]

۵:......اور فرمایا کہ: جو شخص رمضان کے دن میں روزہ رکھے اور رات کے وقت عبادت کرے (تراویح وغیرہ) اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔[۲]

۶:......اور فرمایا کہ: روزہ دار سے اگر کوئی جاہل لڑنے لگے تو کہدے کہ بھائی! میں تو روزہ سے ہوں، یعنی مجھے لڑائی جھگڑے سے معاف رکھو۔[۳]

۷:......اور فرمایا کہ: جس شخص نے بغیر عذر شرعی رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کے قائم مقام نہ بن سکیں گے، یعنی ثواب وفضیلت میں ایک روزے کے برابر نہ ہوں گے۔ ورنہ قضا تو صرف ایک روزہ سے صحیح ہوجائے گی۔[۴]

یہ تمام حدیثیں ترمذی و بخاری و دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اوران کے علاوہ رمضان شریف کے فضائل حدیثوں سے ثابت ہیں۔

احکام رویت ہلال

شعبان کی ۲۹ر تاریخ کو رمضان کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ اگر آسمان پر ابر یا غبار وغیرہ ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک شخص عادل یعنی نیک بخت، پرہیزگار یا مستور الحال کی گواہی کافی ہے، اگر ایسا شخص گواہی دے تو رمضان کا چاند ثابت ہوجائے گا۔ اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں عید کے چاند کے لئے دو نیک بخت، پرہیزگار آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔ اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عیدین دونوں کے لئے بکثرت

[۱]......مشکوۃ ص ۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الاول۔

[۲]......کنز العمال، رقم الحدیث ۲۳۷۳۰ و ۲۳۷۳۱۔

[۳]......مشکوۃ ص ۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الاول۔

[۴]......مشکوۃ ص ۱۷۷، کتاب الصوم، باب تنزیہ الصوم، الفصل الثانی۔

گواہی دینے والے گواہوں کی ضرورت ہے۔ایک یا دو کی گواہی کافی نہیں۔

اگر رمضان المبارک یا عید کے چاند کی خبر کسی دوسرے قریب یا بعید مقام سے آئے اور ایسے طریقے سے آئے جو شرعاً معتبر ہے تو رمضان یا عید کا ثبوت اس جگہ بھی ہو جائے گا' جہاں خبر آئی ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

((صوموا لرویته وافطروا لرویته)) ۔[۱]

یعنی چاند دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور عید کا چاند دیکھے جانے پر افطار کرو، یعنی کوئی دیکھے' کہیں دیکھے' جب دیکھنے کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر صوم و افطار لازم ہو جاتا ہے۔اسی قول کو صاحب کنز اور خلاصہ نے ترجیح دی۔اسی قول کو فتح القدیر شرح ہدایہ میں احوط فرمایا ہے اور فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کا یہی مذہب ہے۔

تار کے ذریعہ سے آنے والی خبروں کا شرعاً اعتبار نہیں، اسی پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ اور اس مسئلہ کی پوری تفصیل رسالہ ''البیان الکافی'' میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

اگر ۲۹؍شعبان کو رویت نہ ہو تو ۳۰؍شعبان کو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ رمضان کا چاند ہو گیا ہوگا تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا' ورنہ نفل ہو جائے گا' مکروہ ہے۔اور اسی کو حدیث شریف میں منع فرمایا ہے، اور اسی پر ''فقد عصی ابا القاسم ﷺ'' فرمایا گیا ہے،[۲] جیسا امام جعفر طحاویؒ نے 'طحاوی'' میں تصریح کی ہے کہ بہ نیت رمضان روزہ رکھنا رویت سے پہلے ممنوع ہے، پس اگر خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں، بشرطیکہ نیت میں تردد نہ ہو۔

---

[۱]......مشکوۃ ص۱۷۴، باب رؤیة الھلال، کتاب الصوم ، الفصل الاول۔

[۲]......دیکھئے! حاشیہ سوال نمبر؍۶۴۳۔

روزہ فرض ہونے کی شرطیں

مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم، تندرست ہونا اوران عذروں سے خالی ہونا جن کی وجہ سے روزہ رکھنا مباح ہوجاتا ہے۔ان عذروں کا ذکرآگے آتا ہے۔

روزہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نیت یعنی دل سے روزہ کا قصد کرنا اورزبان سے ''بصوم غد نویت '' کہنا مستحب ہے، اگرنیت روزہ کی نہ کرے اورتمام دن نہ کھائے، نہ پیئے تاہم روزہ صحیح نہ ہوگا۔روزہ کی نیت سحری کھانے کے بعد کرلی ، لیکن ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو نیت کے بعد بھی صبح صادق سے پہلے کھانا، پینا درست ہے۔رمضان کے ہرروزہ کی نیت ہرروز کرنی چاہئے۔ سحری کھانا نیت کے قائم مقام ہے۔

سحری کھانے کا بیان

سحری کھانے کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے اوراس کوانبیاء علیہم السلام کی سنت فرمایا گیا ہے۔حضورﷺ نے فرمایا کہ:سحری کھایا کرو،اس میں بہت برکت ہے۔[۱] یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھرکرہی کھائے ، بلکہ جس قدر رغبت ہوکھا، پی لے۔ایک آدھ لقمے کھالینے یا پانی کے دوایک گھونٹ پی لینے سے بھی سنت ادا ہوجائے گی۔سحری آخری وقت میں کھانا مستحب ہے، بشرطیکہ طلوع صبح صادق سے یقیناً پہلے ختم کردی جائے ، اگرصبح صادق ہوجانے کا شبہ ہوجائے تو پھرنہ کھائے۔سحری کھانے کی اجازت صبح صادق سے پہلے پہلے تک ہے،کسی ناواقف مؤذن کی اذان یا کسی مرغ بے ہنگام کی بانگ سے سحری

---

[۱]......مشکوۃ ص ۱۷۵، کتاب الصوم ،باب الفصل الاول۔

کھانا ممنوع نہیں ہوجاتا۔

افطار کا بیان

آفتاب غروب ہوتے ہی افطار کرنا مستحب ہے، دیر نہ کرنی چاہئے، ہاں ابر کے دن احتیاطا تھوڑی دیر تاخیر بہتر ہے۔ کھجور سے افطار مستحب ہے۔ کھجور نہ ہوتو پانی افضل ہے۔ اگر کسی اور چیز سے افطار کیا جائے جب بھی مضائقہ نہیں۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا بہتر ہے: ''اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت ، ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء الله تعالی''۔ [1]

مستحباتِ روزہ

روزہ میں فضول اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا۔ کثرت سے عبادت کرنا۔ شب بیداری کرنا۔ عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کرنا۔

مکروہاتِ روزہ

روزے میں یہ چیزیں مکروہ ہیں، ان میں سے کسی بات کے کرنے سے روزہ کا ثواب کم ہوجاتا ہے: غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ چغلی کھانا۔ کسی کو برا کہنا۔ گالی دینا۔ بلاضرورت کسی چیز کو چبا کر تھوک دینا۔ روزے کی حالت میں بلاضرورت ناپاک رہنا۔ منہ میں قصدا تھوک جمع کر کے نگل جانا۔

مفسداتِ روزہ

قصدا کھا، پی لینا۔ قصدا منہ بھر کے قے کرنا۔ کان یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصداً جماع

---

[1]...... مشکوۃ ص۱۷۵، کتاب الصوم ،باب الفصل الاول۔

کرنا۔حلق کے راستے یا حقنے کے ذریعہ پیٹ میں دوا پہنچانا۔روزہ یاد ہونے کی حالت میں کلی کرتے ہوئے بلا قصد حلق میں پانی چلا جانا۔صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھا لینا۔دن میں یہ سمجھ کر کہ شام ہوگئی' افطار کر لینا۔ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔اور صرف اس صورت میں کہ کوئی غذا یا دوا قصداً کھا' پی لے یا قصداً جماع کرے' کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

مستثنیاتِ روزہ

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا: بھولے سے کھا' پی لینے سے، یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بلا اختیار حلق میں مکھی' مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔کان میں پانی چلا جائے، یا خود بخود قے ہوجائے، یا خواب میں احتلام ہوجائے، یا قے خود بخود آ کر حلق میں لوٹ جائے، یا آنکھ میں دوا ڈالی جائے' تو ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یا بذریعۂ انجکشن جسم میں دوا پہنچانے سے، ایسے ہی سوزاک کے مرض میں مرد کے خاص مقام میں پچکاری سے دوا پہنچانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔روزہ میں مسواک کرنا' خوشبو سونگھنا' سرمہ لگانا' سر میں تیل ڈالنا جائز ہے۔

روزہ نہ رکھنے کے اعذار

اگر مرض پیدا ہونے یا مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو'یا عورت حاملہ ہو اور روزہ سے نقصان کا خوف ہو'یا مسافر ہو'یا عورت کو حیض و نفاس آتا ہو'یا اس قدر کمزوری ہو کہ روزہ رکھنے کی برداشت نہ ہو'یا جہاد میں ہو'یا شدت بھوک و پیاس سے جان کا خوف ہو'ان تمام حالتوں میں جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور عذر زائل ہونے کی صورت میں قضا کرے۔سوائے حیض و نفاس کے باقی تمام عذروں

کے ہوتے ہوئے روزہ رکھ لے تو ہو جائے گا۔ اور اتنا بوڑھا کہ نہ اسے روزہ کی طاقت ہو اور نہ آئندہ امید کہ طاقت ہو' اسے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے، اور ہر روزہ کے بدلے ایک صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔

نماز تراویح

نماز تراویح رمضان شریف میں مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے' جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے، اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ مسافر اور مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائے اور اسی طرح وہ کافر جو اسلام لائے' ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اگر چہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ (مراقی الفلاح)

تراویح کا وقت بعد نماز عشا شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔

وتر کا بعد تراویح پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

نماز تراویح کی بیس رکعت باجماع صحابہ ؓ ثابت ہے، کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں صحابۂ کرام ؓ کا مسجد نبوی میں بلانکیر بیس رکعت تراویح پڑھنا اور حضرت عمر ؓ کا آخر میں بیس رکعت پڑھنے کے لئے امر فرمانا سنن بیہقی' مؤطا امام مالک' مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ' قسطلانی' مصابیح سیوطی' کشف الغمہ وغیرہا میں براویت کثیرہ ثابت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صرف حضرت عمر ؓ کا فعل بھی مطابق حدیث ''علیکم بسنتی'' الخ ہمارے لئے واجب التعمیل ہے' تو جبکہ تمام صحابہ ؓ اور خلفائے ثلاثہؓ کے طرز عمل سے بیس رکعت کا ثبوت

ملتا ہے اور اس وقت سے آج تک تمام مسلمان اسی پر عمل کر رہے ہیں۔

اور ائمۂ اربعہ میں سے بیس رکعت سے کم کا کوئی قائل نہیں، تو اس میں کیا شک رہا کہ تراویح کی بیس رکعتیں صحیح اور راجح اور قابل عمل ہے۔ بیس رکعت دس سلام سے پڑھنی بہتر ہیں۔ ہر چار رکعت کے بعد بغرض راحت بمقدار ترویحہ یا کچھ کم وبیش بیٹھنا مستحب ہے۔ (بحرالرائق)

بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے، چاہے نوافل پڑھے، چاہے تسبیح پڑھے، یا چپکا بیٹھا رہے۔[۱]

---

[۱]...... ہمارے اس زمانہ میں تسبیح تراویح میں بہت غلو ہونے لگا ہے، خصوصا برطانیہ کی اکثر مساجد میں تراویح کی یہ تسبیح "سبحان ذی الملک الملکوت" الخ، بڑے بڑے پوسٹر اور اشتہار کی شکل میں قبلہ کی دیوار پر بڑی تعداد میں چسپاں کی جاتی ہیں، حالانکہ کسی مستحب کے ساتھ زیادہ اہتمام اور واجب کا سا معاملہ ہونے لگے تو فقہاء اس کے ترک کا حکم فرماتے ہیں۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ عوام تو عوام، علماء تک اسے بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں، اور لطف یہ کہ بالجہر پڑھنے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ اولا اس تسبیح کا ثبوت حدیث سے مشکل ہے۔ علامہ شامیؒ نے ضرور اسے لکھا ہے اور ان کی اتباع میں یہ دعا ہمارے کتب فقہ وفتوی میں درج ہوگئی ہے، حالانکہ جو دعائیں اور اذکار احادیث میں مروی ہیں ان کا پڑھنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔۔ اسی وجہ سے حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کا معمول اس کے بجائے ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھنے کا تھا۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: احقر کہتا ہے کہ کلمہ ''سبحان اللہ'' الخ کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول ومختار تھا حضرت محدث وفقیہ گنگوہیؒ کا''۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۲۴۶ ج ۴، سوال نمبر ۱۷۶۱)

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ترویحہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: شرعا کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں، باقی میں پچیس مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہوں۔ (تحفۂ رمضان ص ۱۱۱)

اعتکاف

رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں مسجد میں ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا چاہئے ، بلاضرورت باہر نہ جائے۔اعتکاف میں نفلیں، تسبیحیں، تلاوت قرآن شریف کرنی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ عبادت کا اہتمام خصوصا اخیرہ عشرہ میں زیادہ فرماتے تھے اور اعتکاف بھی اخیر عشرہ میں فرماتے تھے۔ تخصیص کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر غالبا اسی عشرہ میں ہوتی ہے، جس کی نسبت قرآن شریف میں وارد ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

صدقۂ فطر

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوۃ واجب ہو یا مال زکوۃ تو نہ ہو، مگر ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال اس کے پاس ہو جتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے' تو اس پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے، اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تو باپ پر واجب نہیں، بلکہ انہیں کے مال سے دے۔میاں پر بیوی کی طرف سے اور بیوی پر شوہر کی طرف سے دینا واجب نہیں' دیدیں تو استحسانا' جائز ہے۔صدقۂ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا دے' تو انگریزی تول سے پونے دو سیر دینا چاہئے اور جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دگنا، اگر دوسرا کوئی اناج دینا چاہے تو اتنا دے کہ اس کی قیمت پونے دوسیر گیہوں کے برابر ہو' اور جو کی قیمت دیدی جائے تو جائز ہے۔ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دے یا کئی فقیروں کو' اختیار ہے۔صدقۂ فطر کے مستحق وہ ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔

سنن عید الفطر

غسل کرنا۔حتی المقدور عمدہ کپڑے پہنا۔خوشبو لگانا۔کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ایک راستے جانا۔دوسرے سے واپس آنا۔پیدل جانا۔آہستہ تکبیر کہنا۔

نماز عید الفطر

نماز کی نیت یہ ہے: نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی' ساتھ چھ زائد تکبیروں کے' پیچھے امام کے۔'' اللہ اکبر '' کہہ کر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے، پھر تین مرتبہ'' اللہ اکبر '' کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ اٹھائے، پہلی دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دے' تیسری بار باندھ لے، دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہے' ہاتھ ہر بار چھوڑ دے، چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے۔نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور سب لوگ خاموشی سے سنیں۔دور والے لوگ جن کو آواز نہ پہنچے وہ بھی خاموش بیٹھے رہیں۔عید کی نماز میں اذان و تکبیر نہیں ہوتی۔

مسائل روزہ

اس رسالہ میں بہت مختصر الفاظ میں روزہ کے بکثرت جزئیات اپنے بزرگوں کے فتاوی اور فقہ کی معتبر کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں۔

از

مرغوب احمد لاجپوری
ڈیوزبری

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ الذی ھدانا الی سبیل الھدایة والعرفان،وجعلنا من اھل الاسلام والایقان، ووھب لنا لیلة القدر ھی خیر من الف شھر وافضل افراد الزمان،وشرع لنا الاعتکاف فی بیوت الرحمن،والصلوة والسلام علی سیدنا محمد سید اھل البوادی والعُمران،وعلی الہ واصحابہ سادات اھل الایمان والعرفان۔

روزہ اوراعتکاف کے مسائل مختصرلفظوں میں اس نیت سے جمع کئے تھے کہ رمضان المبارک کا ٹائم ٹیبل جب بنایا جائے گا تو اس کی دوسری طرف ان مسائل کوشائع کیا جائے تاکہ عوام کے لئے مفید ہواور روزہ میں غلطی سے بچ سکے،مگر اللہ تعالی کی شان کئی اہل علم نے اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

اللہ تعالی کا مزید احسان یہ ہوا کہ اس کا گجراتی ترجمہ رفیق محترم مولانا عبدالحئی سیدات صاحب مدظلہ نے بہت عمدہ طریقہ سے کردیا۔

انہیں مسائل کورسالہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے اور حوالہ کا اہتمام کیا تاکہ کسی کومزید تحقیق کرنی ہوتو کی جاسکے۔

اللہ تعالی اس حقیر محنت کوقبول فرمائے اور ذخیرۂ نجات بنائے،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

۱۷/رجب ۱۴۲۵ھ ۲/ستمبر ۲۰۰۴ء

بروز جمعرات

تقریظ از: حضرت مولانا مفتی عتیق احمد قاسمی بستوی مدظلہ العالی

ماہ رمضان میں مسلمانوں کو روزہ واعتکاف کے مسائل جاننے کی بے انتہا ضرورت پیش آتی ہے۔ عبادات و بندگی کا یہ موسم بہار چونکہ گیارہ ماہ بعد آتا ہے، اس لئے ہر ماہ رمضان میں مسائل روزہ واعتکاف کو تازہ کرنا پڑتا ہے اور ان کا استحضار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

عوام وخواص کی ضرورت کے پیش نظر روزہ واعتکاف کے مسائل کو سادہ زبان اور مختصر الفاظ میں چند صفحات کے اندر جمع کرنا ضروری تھا۔

اس ضرورت کا احساس کر کے برادر گرامی قدر جناب مولانا مفتی مرغوب احمد لاجپوری زیدت معالیہ (ڈیوزبری' برطانیہ) نے زیر نظر رسالہ ''مسائل روزہ واعتکاف'' میں روزہ واعتکاف کے مسائل کو بڑے سلیقہ سے مستند کتب فقہ وفتاوی کے حوالے سے یکجا کر دیا ہے، ہر مسئلہ کے آگے اس کتاب کا نام لکھ دیا گیا ہے جس سے مسئلہ اخذ کیا گیا ہے، تاکہ ضرورت پڑنے پر اہل علم اصل کتابوں کی طرف مراجعت کرسکیں۔

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ مصنف کی اس کوشش کو قبول فرمائیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچے۔

عتیق احمد قاسمی بستوی

خادم تدریس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سکریٹری مجمع الفقہ الاسلامی الہند

وارد حال لیسٹر (برطانیہ)

۲۰۰۵/۶/۲۳ء

روزہ توڑنے والی چیزیں

م:......قصداً کھا پی لینا۔ (عمدہ)

م:......ناک میں دوا ڈالی اور جوف تک پہنچ گئی۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۳۸ ج۱۳)

م:......کان اور ناک میں دوا ڈالنا۔ (او استعط فی انفه شيئا او اقطر فی اذنه دهنا او داوی جائفةً او آمةً۔ (در، فتاوی دارالعلوم ۴۱۶ و ۴۱۷، امداد الفتاوی ص ۱۲۷)

کان میں دوا ڈالنا مفسد ہے یا نہیں؟ عامۂ کتب فقہ میں اسے مفسدات میں شمار کیا ہے، مگر عصر حاضر کے ارباف افتاء کی تحقیق کے لئے تفصیلی فتوی دیکھئے! ص ۴۴۷ پر۔

م:......حلق کے راستے یا حقنے کے ذریعہ پیٹ میں دوا پہنچانا۔ (وما وصل الی الجوف او الی الدماغ من المخارق الاصلية الخ۔ (بدائع ص۹۳ ج۲، فتاوی رحیمیہ، ۲/۱۷)

م:......دمہ کی دوا کا پاؤڈر سانس کے ساتھ چڑھانا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ۲۸۸)

م:......دمہ کے مریض کا انہیلر گیس پمپ استعمال کرنا۔ (حقانیہ ۴/۱۷۰۔ خیر الفتاوی ۴/۹۸)

م:...... پیٹ یا دماغ کے آپریشن میں اندر کوئی دوا یا مصنوعی عضو لگانا۔ (جدید فقہی مسائل ۸۹)

م:......''ٹلوس'' دوا (جس کی تیزی دماغ تک پہنچتی ہے) لگانا۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۱۸)

م:......بواسیر کے مرض کے لئے پاخانہ کی جگہ دوا پہنچائی جاتی ہے' اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص۲۵۹ ج۱)

م:......دل کے درد کی وجہ سے گولی زبان کے نیچے رکھنے کی وجہ سے اس کے اثرات پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص۳۱۰ ج۳)

م:......انجکشن سے براہِ راست معدہ میں دوا پہنچانا، جیسے پاگل کتے کے کاٹنے کا انجکشن۔ (نظام الفتاوی ۱/۱۳۳۔ مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص۴۸ ج۲)

م:......مقعد میں دوا کا حقنہ (چار انگل کی مقدار) تک پہونچ جانا۔

(خیر الفتاوی، ۵۹ ج ۴، زبدۃ الفقہ ص ۹۶)

م:......آپریشن سے پہلے یا پاخانہ بند ہونے کی صورت میں اینمہ لگانا۔ (مسائل روزہ، ۱۳۲)

م:......استنجاء میں مبالغہ سے پانی کا حقنہ کے مقام تک پہونچ جانا۔

(والصائم اذا استقصی فی الاستنجاء حتی بلغ الماء مبلغ الحقنة یفسد صومه هکذا فی البحر الرائق)۔ (عالمگیری ص ۱۰۵/۱، خیر الفتاوی، ۶۱ ج ۴، عمدہ ۳۰۷)

م:......قصداً منھ بھر کر قے کرنا۔ (وان استسقاء ای طلب القئی عامداً أی متذکراً لصومه ان کان ملء الفم فسد بالاجماع مطلقاً در)۔ (خیر الفتاوی ص ۶۷ ج ۴)

م:...... بلا ارادہ منھ بھر کے قے آئی پھر قصداً منھ میں نگل جانا، چاہے چنے کی مقدار یا اس سے زیادہ ہو۔ (احسن الفتاوی ص ۴۳۳ ج ۴)

م:......کلی کے وقت بلا قصد حلق میں پانی چلا جانا۔

م:......منھ کی رال بہہ کر ٹھوڑی کے نیچے تک آجائے اور اس کا تار منھ کے لعاب سے ٹوٹ گیا پھر رال کا نگل جانا۔ (عمدۃ الفقہ)

م:......دوسرے کا یا اپنا تھوک نکال کر نگل جانا۔ (ولو ابتلع بزاق غیره فسد صومه ...وان ابتلع بزاق نفسه من یده فسد صومه ،الخ۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۵۳ ج ۱۷)

م:...... پان کھا کر سو گیا اور صبح میں پان ہی کے ساتھ جاگنا، (کہ سرخی حلق میں اتر جائے)

(فتاوی دار العلوم ۴۱۵، ۶/۴۲۰، امداد الفتاوی ۲/۱۳۰)

م:......ٹوتھ پیسٹ کا حلق میں چلا جانا۔

م:......رنگین دھاگا منھ میں داخل کیا جس سے اس کا رنگ تھوک میں ظاہر ہوا، اس کو نگل

جانا۔

م:......شکر یا مصری کی ڈلی چوس کراس کا پانی حلق میں داخل کرنا۔

م:......آنکھ سے آنسونکل کر منھ میں داخل ہو جائیں اوراس قدر رہوں کہ ان کی نمکینی منھ میں پائی جاوے، اسے نگل جانا۔(عمدۃ الفقہ ۳/۳۰۲)

م:......یہی حکم چہرے کے پسینہ کا ہے۔

م:......دانتوں سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ حلق میں جائے اور خون کا مزہ حلق میں محسوس ہو۔(عمدۃ الفقہ ۳/۳۰۲۔فتاوی حقانیہ ۱۶۹ج ۳)

م:......نکسیر کے خون کا پیٹ میں داخل ہونا۔(احسن الفتاوی ۴/۴۲۸)

م:...... مصطگی (ایک قسم کا گوند ہے) کے علاوہ کسی اور گوند کا چبانا۔

م:......زبان سے لفافہ کا گوند چاٹ کر نگل لینا۔(احسن الفتاوی ۴/۴۴۲)

م:......کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادۃً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچے گیہوں کا دانہ۔

م:......قصداً مکھی نگل جانا۔(عمدۃ الفقہ ۳/۳۰۳)

م:...... بندوق کی گولی کا لگ کر پیٹ میں رہ جانا۔(فتاوی حقانیہ ۴/۱۶۷)

م:......لوبان یا عود یا اگربتی کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا۔

(خیر الفتاوی ۳/۶۹، دار العلوم ۶/۴۲۴، فتاوی محمودیہ ۱۳/۱۲۸ و ۱۷/۱۶۰، فتاوی رحیمیہ ۸/۲۷۰)

م:...... بیڑی سگریٹ حقہ پینا۔(فتاوی دار العلوم ۶/۴۱۵، امداد الفتاوی ۲/۱۲۴)

م:......نسوار کا استعمال کرنا۔(فتاوی حقانیہ ۴/۱۶۷، خیر الفتاوی ۴/۳۷)

م:......منہ میں نسوار ڈالنے سے اگر نسوار کے ذرات لعاب کے ساتھ مل کر حلق سے نیچے چلے جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔اور عامۃً نسوار کے اجزاء منہ میں چلے ہی جاتے ہیں اس

لئے فساد صوم کا حکم لگایا جائے گا۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی، ص ۲۷۰ ج ۱)

م:......تمبا کو سونگھنا۔ (فتاوی دار العلوم ۴۱۱/۶)

م:......تمباکو کا حلق سے نیچے اتر جاتا۔

م:......تمباکو اور گڑ سے تیار کردہ منجن استعمال کرنا۔ (فتاوی محمودیہ ۱۴۵/۱۷)

م:......بھول کر کھا پی لیا پھر یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا یہ سمجھ کر قصداً کھا پی لینا۔

م:......رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کر لی۔

م:......دن باقی تھا، مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے روزہ افطار کر لیا۔

م:......عورت کو چھونے یا مباشرت و بوسہ سے انزال ہو جانا۔

(فتاوی حقانیہ ۱۷۱ ج ۳۔ دار العلوم ۴۲۰ ج ۶۔ رحیمیہ ص ۳۹۱ ج ۷)

م:......مشت زنی سے منی خارج ہو جانا۔ (احسن الفتاوی ص ۴۴۵ ج ۴۔ فتاوی رحیمیہ ص ۳۹۲ ج ۷)

م:......گھوڑے پر سواری کی حالت میں شرمگاہ کی حرکت سے منی خارج ہو جانا۔

(امداد الفتاوی ص ۱۲۵ ج ۲)

م:......عورت کا اپنی شرمگاہ میں پانی یا تیل ٹپکانا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۸ ج ۲)

م:......مرد و عورت کا فرج میں روئی یا کپڑا یا پتھر وغیرہ داخل کرنا اور پورا اندر چلا جانا۔

م:......روزہ کی حالت میں ایسے موٹے کپڑے پہن کر عورت کی فرج میں حشفہ کو داخل کیا کہ حرارت اور لذت محسوس نہ ہوئی تو ورزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اگر کپڑے باریک تھے جس سے لذت و حرارت محسوس ہوئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہے۔

(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی، ص ۳۳۱ ج ۳)

م:......روزے کی حالت میں بیوی کے منہ کا بوسہ لیا، اگر اس کا تھوک منہ میں آ گیا، اور چکھ

کرفوراتھوک دیا تو مکروہ ہے، مگر روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اور تھوک کی کچھ مقدار قصدا پیٹ میں داخل کرلی تو روزہ ٹوٹ جائے گا' قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ روزے پے درپے رکھے (اور اس کی طاقت نہ ہوتو۔ عمدۃ الفقہ ص ۲۸۷ ج ۳) ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کے متوسط کھانا کھلائے) اور اگر تھوک غلطی سے پیٹ میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہے' کفارہ نہیں۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص ۲۹۴ ج ۳)

م:...... بیوی کی شرمگاہ میں گیلی انگلی داخل کرنا، یا خشک انگلی داخل کرنے کے بعد پوری یا ذراسی کھینچ کر آگے کرنا۔ (احسن الفتاوی ص ۴۴۶ ج ۴۔ عمدہ ۳۰۷ ج ۳)

م:...... حیض یا نفاس کا آجانا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۹۱ ج ۷)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

م:...... سرمہ لگانے سے اگر چہ اس کا ذائقہ حلق میں یا اس کی سیاہی کا رنگ تھوک یا رینٹھ میں ظاہر ہو۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۷ ج ۲)

م:...... آنکھ میں دودھ یا دوا یا تیل ٹپکانا، اگر چہ مزہ حلق میں محسوس ہو۔

(فتاوی حقانیہ ص ۱۷۰ ج ۴۔ خیر الفتاوی ص ۴۶ ۔ احسن الفتاوی ص ۴۲۹۔ فتاوی دارالعلوم ۶/۴۰۸)

م:...... روزہ کی حالت میں عورتوں کا لبوں پر لپ اسٹک (سرخی) لگانا جائز ہے بشرطیکہ حلق میں کوئی جز نہ جانے پائے۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص ۴۹ ج ۲)

م:...... منھ میں رال بہہ کر ٹھوڑی تک آجائے اور اس کا تار منھ میں لعاب سے ملا ہوا ہو' اس رال کو کھینچ کر نگل جانا۔

م:...... کلی کے بعد منھ کی تری کو نگل جانا۔

م:......دماغ سے رینٹھ آئی یا ناک میں پیدا ہوئی اسے سانس کے ذریعہ عمداً نگل جانا، لیکن ایسا نہ کرے کیونکہ اس سے امام شافعیؒ کے یہاں روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

م:......حلق میں پیسنے یا چھاننے یا دوا کوٹنے یا دھواں یا خاک کا غبار داخل ہونا۔

م:......مکھی یا مچھر کا بلا قصد حلق میں چلا جانا۔ (خیر الفتاوی ص ۸۵ ج ۴۔ علم الفقہ)

م:......دھاگا بٹنے کے لئے بار بار منہ میں داخل کرنا۔

م:...... بلا عذر کسی چیز کو چکھ کر یا چبا کر تھوک دینا۔

م:......ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا جبکہ حلق میں نہ جائے۔

م:......قصداً تھوک کو جمع کر کے نگل جانا۔

م:...... مصطگی کا چبانا جبکہ اس کا حصہ حلق میں نہ جائے۔

م:......لفافہ کا گوند چاٹ کر تھوک دینا۔ (احسن الفتاوی ص ۴۴۲ ج ۴)

م:...... پانی میں ریح خارج کرنا، خواہ آواز سے یا بغیر آواز کے۔

م:......کان میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلا جانا۔ (قصداً پانی داخل کرنے میں فقہاء کے دو قول ہیں فسادوعدمِ فساد، اس لئے احتیاط اولی ہے)۔

(احسن الفتاوی ص ۴۲۰ ج ۴۔ امداد الفتاوی ص ۱۲۸ ج ۲۔ عمدہ ص ۳۰۵)

م:......کان میں تنکا پھرا کر باہر نکالا، پھر میل سمیت دوبارہ کان میں ڈالنا۔

م:......مرد کا ذکر (کے سوراخ میں) میں پانی یا تیل ڈالنا۔

م:...... پیشاب بند ہونے سے مثانہ میں نلکی ڈالکر پیشاب کرانا۔

م:......منھ کے اندر کی چنے سے کم مقدار کی چیز کو کھالینا، خواہ چبا کر یا نگل کر قصداً یا بلا قصد۔

م:......منھ میں فنا یا ریزہ ریزہ ہونے والی تل یا اس کے مانند چیز کو چبانا۔

م:......دانتوں سے قلیل خون نکل کر حلق میں چلا جانا جب کہ اس کا مزہ محسوس نہ ہو۔

م:...... پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا لگانا جب کہ اندر نہ پہو نچے۔

م:......ہومیو پیتھک دوا کا سونگھنا۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۲۶ ج ۳ و ۱۶۷ ج ۱۷)

م:......بھول کر کھا پی لینا۔(فتاوی حقانیہ ص ۱۶۶ ج ۴)

م:......نا قابلِ شہوت بچی سے جماع کرنا، جب کہ انزال نہ ہو۔

م:......عورت سے مباشرت و بوس کنار کرنا، جبکہ انزال نہ ہو۔(دار العلوم ص ۴۰۷ ج ۶)

م:...... بوس و کنار سے مذی کا نکلنا۔(فتاوی حقانیہ ۱۵۶ ج ۴۔احسن الفتاوی ص ۴۴۱ ج ۴)

م:......کسی عورت کو دیکھنے یا صرف خیال سے منی نکل جانا۔

(خیر الفتاوی ۶۵ و ۹۴ ج ۴۔فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۰ ج ۸)

م:......بھول کر جماع کر لینا (گرچہ صورت شاذ و نادر ہوتی ہے، صحبت تو آدمی عمداً ہی کرتا ہے مگر روزہ بھول سکتا ہے)۔

م:......احتلام ہو جانا۔(فتاوی حقانیہ ۱۶۵ ج ۴۔خیر الفتاوی ص ۶۰ ج ۴)

م:......خود بخود قے ہو جانا چاہے منہ بھر ہو۔(فتاوی حقانیہ ص ۱۶۴ ج ۴)

م:......قصداً قے کی مگر منہ بھر نہ ہونا۔

م:...... قے کا بے اختیار حلق میں اتر جانا۔

م:......بلغم کا پیٹ میں چلا جانا۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۸۶ ج ۳)

م:......مسواک کے ریشے کا حلق میں چلا جانا۔(احسن الفتاوی ص ۴۳۵ ج ۴)

م:......انجکشن لگوانا۔(امداد الفتاوی ص ۱۴۴ ج ۲۔فتاوی دار العلوم ص ۴۰۷ ج ۶۔فتاوی رحیمیہ ص ۳۱ ج ۲۔احسن الفتاوی ص ۴۲۲ ج ۴۔فتاوی حقانیہ ص ۱۶۲ ج ۴۔)

م:......گلوکوز چڑھانا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۸۸ ج ۳)

م:......دانت نکلوانا، جب کہ خون حلق میں نہ جائے۔

(فتاوی حقانیہ ص ۱۶۴ ج ۴۔ آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۹۰ ج ۳)

م:......حالتِ حمل میں بیماری کا خون آنا۔ (فتاوی حقانیہ ص ۱۵۷ ج ۴)

م:......کسی مریض کو اپنا خون دینا اور خون نکلوانا۔

(احسن الفتاوی ص ۲۳۵ ج ۴۔ آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۸۹ ج ۳)

م:......مچھر کی دوا کا دھواں ناک یا حلق میں چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص ۲۵۵ ج ۱، غیر مطبوعہ)

م:......جس کمرہ میں اگربتی اور دیگر خوشبودار اشیاء مثلا: لوبان، صندل، عود وغیرہ کی دھونی دی گئی ہو اور وہاں ان چیزوں کی خوشبو مہک گئی ہو، لیکن ان چیزوں کا دھواں باقی نہ رہا ہو، بلکہ ہوا میں تحلیل ہوگیا ہو تو ایسے کمرے میں جانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور نہ مکروہ ہوگا۔ البتہ ان چیزوں کا دھواں اگر قصدا ناک یا حلق میں پہنچائے تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔

(جواہر الفقہ ص ۳۷۸ ج ۱۔ مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص ۵۵ ج ۲)

م:......دوا سے حیض کے خون کو بند کرنا۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۱۸۰ ج ۳۔ فتاوی حقانیہ ص ۱۵۸ ج ۴)

م:......زہریلے حشرات الارض کا کاٹنا، (چونکہ زہر براہ راست معدہ میں نہیں پہونچتا)۔

(فتاوی حقانیہ ص ۱۵۹ ج ۴)

م:...... بندوق کی گولی کا پیٹ میں لگ کر باہر نکل جانا۔ (فتاوی حقانیہ ص ۱۶۷ ج ۴)

روزے کے سنن ومستحبات

م:......سحری کھانا۔(علم الفقہ ص۴۳۶ ج۳۔عمدہ)

م:......کھجور سے سحری کھانا۔(جواہر الفتاوی ص۲۱ ج۱)

م:......سحری اخیر وقت میں کھانا۔(علم الفقہ ص۴۳۶ ج۳)

م:......رات سے روزے کی نیت کرنا۔(عمدہ)

م:......غروب کے بعد روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا۔(علم الفقہ۔عمدہ)

م:......چھوہارے یا کھجور سے افطار کرنا۔(احسن الفتاوی ص۴۳۶ ج۴۔عمدہ)

م:......کھجور کا طاق عدد ہونا۔(عمدہ)

م:......کھجور نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز سے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا۔(عمدہ)

م:......افطار کی دعا ''اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ'' پڑھنا۔

نوٹ:......افطار کی دعا میں ''وبک آمنت وعلیک توکلت'' کی حدیث میں کوئی اصل نہیں ہے۔(بارہ مہینوں کے فضائل واحکام ص۷۷۱)

م:......مکروہات سے اجتناب کرنا۔(عمدہ)

م:......مسواک کرنا۔(فتاوی محمودیہ ص۱۴۷ ج۱۷۔عمدہ)

م:......عبادات وخیرات میں کثرت کرنا۔(علم الفقہ۔عمدہ)

م:......ان چیزوں سے بچنا جن سے دوسرے ائمہ کے نزدیک روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔
(علم الفقہ۔عمدہ)

م:......روزہ کی حالت میں پاک وصاف رہنا، ذکر وتلاوت، تعلیم وتعلم، میں مشغول رہنا۔
(جواہر الفتاوی ص۲۲ ج۱)

روزہ کے مکروہات

م:...... بلا عذر کسی چیز کو چبانا یا چکھنا۔ (عمدہ)

م:...... مصطگی کا چبانا۔ (عمدہ)

م:......لفافہ کا گوند چاٹنا اگر چہ تھوک دے۔ (احسن الفتاوی ص ۴۴۲ ج ۴)

م:......ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا۔

(امداد الفتاوی ص ۱۴۱ ج ۲۔ آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۹۰ ج ۳۔ احسن الفتاوی ص ۴۲۹ ج ۴۔ فتاوی حقانیہ ص ۱۶۸ ج ۴)

م:......قصداً منھ میں لعاب جمع کر کے نگلنا۔ (عمدہ ص ۲۶۳ ج ۳)

م:......کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۹۸ ج ۵)

م:......استنجاء میں مبالغہ کرنا۔ (عمدہ)

م:...... بیوی کے ہونٹ کا منھ میں لینا اور مباشرتِ فاحشہ۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۴۰۷ ج ۶)

م:......عورت کا لبوں پر سرخی لگانا جب کہ منھ میں جانے کا احتمال ہو۔

(احسن الفتاوی ص ۴۲۴ ج ۴)

م:......روزے کی حالت میں چیوگم چبانے سے فساد صوم میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کا ذائقہ اور مٹھاس حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر نہ جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن تشبہ بالمفطرین ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا بہر حال مکروہ ہے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص ۲۹۷، ج ۳)

م:...... بلا عذر گلوکوز چڑھانا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۸۸ ج ۳)

م:......صرف طاقت کا انجکشن لگوانا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۲۸۹ ج ۳)

م:...... بلا عذر دانت نکلوانا۔(احسن الفتاوی ص۴۲۶ ج ۴)

م:...... پانی میں تیرنا۔(عمدہ)

م:......کثیر پانی میں کھیلنا۔(عمدہ)

م:...... پانی میں دیر تک بیٹھے رہنا۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۲۸۴ ج ۳)

م:...... پانی میں ریح خارج کرنا۔(فتاوی حقانیہ ص۱۶۶ ج ۴۔عمدہ)

م:......روزہ کی حالت میں کسی مریض کوخون دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔البتہ اگر خون دینے سے ایسے ضعف کا خطرہ ہوکہ روزہ کی طاقت نہ رہے تو مکروہ ہے۔

(جدید فقہی مسائل ص۳۷۹ ج ا۔مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی،ص۳۱۹ ج ۳)

م:......ضعف کا خوف ہوتو پچھنے لگوانا وفصد کھلوانا۔(عمدہ ص۲۷۰ ج ۳)

م:......سحری میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح کا شک ہونے لگے۔

م:......ایسے کام کرنا جن سے اتنا ضعف ہوکہ روزہ توڑ دینا پڑے۔(عمدہ ص۲۷۰ ج ۳)

م:......قصداً غسلِ جنابت میں تاخیر کرنا۔(عمدہ ص۲۷۵ ج ۳)

م:......جھوٹ،گالی گلوچ،غیبت وغیرہ منہیات(منع کی ہوئی چیز) کاارتکاب کرنا۔

(عمدہ ص۲۷۵ ج ۳۔جدید فقہی مسائل ص۳۷۹ ج ا)

یہ چیزیں روزہ میں مکروہ نہیں

م:......مسواک کرنا۔(عمدہ)

م:......تھوک نگلنا۔(عمدہ)

م:......وضو کے بغیر بھی کلی کرنا،ناک میں پانی ڈالنا یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا،سر پر پانی ڈالنا،یا پانی میں بیٹھنا۔(عمدہ)

م:......نقصان کے اندیشہ سے کسی چیز کو چکھنا۔(عمدہ)

م:...... بوڑھے آدمی کا بیوی کو بوسہ دینا، بشرطیکہ اپنے نفس پر قابو ہو۔

(فتاوی حقانیہ ص۱۶۵ج۴)

م:......سرمہ لگانا۔(عمدہ)

م:......خوشبو سونگھنا۔(عمدہ)

م:......سر، ڈاڑھی، مونچھ، بدن پر تیل لگانا۔

(فتاوی دارالعلوم ص۴۰۴ ج۶۔ خیر الفتاوی ص۴۲ ج۴)

م:......ضعف کا خوف نہ ہوتو پچھنے لگوانا یا فصد کھلوانا۔

م:......ضرورۃً دانت نکلوانا۔(احسن الفتاوی ص۴۲۶ ج۴)

م:......جنبی شخص گٹوں تک ہاتھ دھوکر اور کلی کر کے سحری کھا سکتا ہے، سحری کھانے کے لئے غسل کرنا ضروری نہیں۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، ص۳۰۷ ج۱)

روزہ کی حالت میں کان میں دواڈالنے کا حکم

الحمد لله رب العالمین ، والصلوة والسلام علی سیدنا و نبینا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعین، اما بعد

یہ مسئلہ کافی عرصہ سے عالم اسلام کی مختلف علمی مجالس میں زیر بحث آرہا ہے کہ کان میں دواڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یانہیں؟ برصغیر کے مختلف دینی مدارس اور دارالافتاء میں اس سے متعلق سوالات بھی آرہے ہیں، اور بعض دینی جرائد میں معاصر علماء کے قلم سے اس موضوع پر چند مضامین اور بعض آراء بھی سامنے آئی ہیں۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر جامعہ دارالعلوم کراچی کے اکابر علماءاوردارالافتاء کے اہم رفقاء پر مشتمل ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' کا اجلاس منعقد ہوا....انفرادی واجتماعی غوروفکراور فقہاءؒ کی عبارات کے پیش نظر کان کے بارے میں تین صورتیں واضح طور پر سامنے آگئیں:

الف:......روزہ دار کے کان میں اگر پانی خود بخود چلا جائے مثلاً غسل، بارش یا حوض میں غوطہ لگانے وغیرہ کے دوران، تو تمام فقہاے احناف بلکہ مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کے نزدیک اس سے ورزہ فاسد نہیں ہوتا۔اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر سیدنا انس بن مالکؓ کا عمل بھی ''صحیح بخاری'' میں موجود ہے۔اور فقہی عبارات بھی اس بارے میں معروف ہیں۔

ب:......اگر پانی کان میں خود ڈالا گیا ہو، تو اس میں فقہاء احنافؒ کے دونوں قول ہیں، ایک قول میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہدایہ، تبیین الحقائق، محیط، ولوالجیہ اور درمختار میں اسے ہی مختار قرار دیا گیا ہے۔حضرت تھانویؒ نے بھی ''بہشتی زیور'' میں یہی قول اختیار کیا ہے۔جبکہ فتاوی قاضی خان، بزازیہ، فتح القدیر اور برہان میں پانی داخل کرنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم

لگایا گیا ہے۔

ج:......اگر کان میں دوا ڈالی جائے تو مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کی نصوص کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن مالکیہ اور شافعیہ نے فساد صوم کا قول اس شرط کے ساتھ کیا کہ پانی دماغ یا حلق تک پہنچ جائے' اور حنفیہ نے یوں کہا ہے کہ چونکہ کان کے ذریعہ پانی دماغ تک پہنچ ہی جاتا ہے اس لئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر بھی فقہی عبارات تمام معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔

البتہ یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ کیوں فاسد ہوگا؟ کسی بھی فقہی کتاب میں اس کی کوئی دلیل حدیث مرفوع' موقوف یا مقطوع کی صورت میں بیان نہیں کی گئی۔ اس کی فقہی وجہ بیان کرنے سے بھی بعض عبارات میں تو سکوت کیا گیا ہے' اور بعض میں '' الفطر مما دخل ، لا مما خرج '' کو بنیاد بنایا گیا ہے، اور بعض عبارات میں یہ تصریح ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے اگر دوا حلق میں جائے تو روزہ فاسد ہوگا' ورنہ نہیں۔

اور بعض عبارات بلکہ کئی عبارات میں اس کی صراحت ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے دوا دماغ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، اور دماغ یا تو بعض ائمہ کے نزدیک خود جوف معتبر ہے، اس لئے دماغ میں دوا پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک دماغ اس لئے جوف معتبر ہے کہ دماغ سے حلق کی طرف راستہ ہونے کی بنا پر دوا حلق یا معدے میں جائے گی، اور حلق یا معدے میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاءؒ کے نزدیک بھی کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دوا جوف معتبر یعنی دماغ یا حلق تک پہنچ جاتی ہے، '' وھو الاصل فی الافطار ''۔

اب رہی یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے کیا دوا' واقعۃً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعہ منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ طب اور فن ''تشریح الابدان'' سے تعلق رکھتا ہے، اور اس بارے میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جبکہ قرآن وسنت کی نصوص سرے سے موجود ہی نہ ہوں اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں، اور ان میں بھی فقہاء نے خود تشریح البدن کو مدار حکم بنایا ہو۔

چنانچہ خود فقہاءؒ نے اس کی صراحت فرما دی ہے کہ ان جیسے مسائل (تشریح البدن) کا تعلق فقہ سے نہیں (بلکہ طب سے ہے) یعنی ان جیسے مسائل میں نص شرعی نہ ہونے کی بنا پر فقہاء کی آراء تشریح اعضاء کے بارے میں اطباء کی آراء سے ماخوذ یا ان پر مبنی ہیں، جس کی چند نظیریں درج ذیل ہیں:

۱:......فقہاء احناف کے درمیان ''اقطار فی الاحلیل'' کے مفسد صوم ہونے میں اختلاف ہے، اور اس کی وجہ کوئی نص یا شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ اختلاف اس عضو کی تشریح میں اختلاف پر مبنی ہے۔

۲:......حضرات فقہاء شوافع کے درمیان خود کان کے مسئلہ میں دو قول ہیں، بعض حضرات نے ''اقطار فی الاذن'' کو مفسد صوم قرار نہیں دیا، اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ کان سے حلق یا دماغ تک کوئی منفذ نہیں۔

۳:......''اقطار فی فرج المرأۃ'' میں بعض فقہاء مالکیہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کو مفسد صوم قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ یہاں سے کوئی منفذ جوف کی طرف نہیں۔

۴:......حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہے کہ کان میں تیل ڈالنے سے اگر وہ حلق میں پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹے گا' ورنہ نہیں۔ اس سے بھی واضح ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک حکم شرعی کا

مدارتشریح عضو پر ہے۔

جب فقہاء کرام نے اس کی تصریح کردی ہے، تو اب دیکھا جائے گا کہ تشریح ابدان کے ماہر اطباء کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟ بظاہر قدیم اطباء کا موقف وہی ہے جو مذکورہ بالا فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے (اگرچہ فقہی عبارات میں اطباء کا حوالہ نہیں دیا گیا)۔

اس مقصد کے لئے ہم نے کچھ قدیم طبی کتابوں کی طرف براہ راست مراجعت کی کوشش کی، مگر طبی کتابوں سے ہمیں اس کی وضاحت نہ مل سکی، البتہ ''الموجز المحشی'' کے حاشیہ میں درج عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے اطباء کان کا تعلق دماغ سے تسلیم کرتے تھے۔

مگر اب ایک عرصہ سے تمام اطباء اور تشریح ابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر سے دماغ تک کوئی راستہ موجود نہیں ہے، اور اس بات پر بھی سارے اطباء اور ماہرین متفق ہیں کہ عام صحت مند آدمی کے کان سے حلق تک بھی کوئی ایسا راستہ کھلا ہوا نہیں ہے کہ جس سے دوا یا پانی حلق میں خود بخود جا سکے، کیونکہ کان کے آخر میں ایک باریک مگر مضبوط پردہ ہے جس نے حلق یا دماغ کی طرف جانے کا راستہ مسدود کیا ہوا ہے، اور عام حالات میں کان میں ڈالی جانے والی کوئی بھی دوا یا غذا حلق تک نہیں جاتی، الا یہ کہ کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے یا کان کے پردے میں واضح سوراخ ہو جائے تو ایسی بیماری یا غیر معمولی صورت حال میں دوا اندرونی کان سے حلق کی طرف منتقل ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں۔

ادھر یہ بات بھی بدیہی ہے کہ بیہوشی اور بیماری کی بعض صورتوں میں دوا اور غذا ناک کے راستہ سے ٹیوب کے ذریعہ معدے تک پہنچائی جاتی ہے، جس کا مشاہدہ ہسپتال وغیرہ

میں ہوتا ہے، لیکن کان کے ذریعہ غذا یا پانی حلق یا معدے تک پہنچانے کی کوئی صورت آج تک نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کان سے حلق تک کوئی منفذ موجود نہیں۔

اب جبکہ تمام اطباء اور تشریح ابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے سے دماغ تک اس کے پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے کی صورت میں حلق تک اس کے پہنچنے کا بھی عام حالات میں کوئی راستہ نہیں، تو اس کا کسی جوف معتبر تک پہنچنا ثابت نہیں ہوتا۔ اور مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ منافذ معتبرہ سے جوف معتبر تک پہنچنے ہی سے روزہ فاسد ہوتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ’’مجلس تحقیق مسائل حاضرہ‘‘ نے درج ذیل امور پر بطور خاص غور کیا:

۱:......فقہاء کرامؒ کی عبارات۔

۲:......حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کی وہ تحقیق جو حضرت موصوف نے اپنی تحقیقی کتاب ’’ضابط المفطرات‘‘ کے ص ۵۸ پر درج فرمائی ہے، اور جس کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہئے۔

۳:......حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم کا جو فتوی ۲۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ کو تحریر کیا گیا۔ اس فتوی میں بھی کان میں دوا ڈالنے کو مفسد صوم قرار نہیں دیا گیا۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد ’’مجلس تحقیق مسائل حاضرہ‘‘ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کان کے اندر پانی، تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، الا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو اور وہ پانی، تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے۔

البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یا دوا ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔

یہ تحریر ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' کے اجلاس منعقدہ ۲۰؍شعبان ۱۴۲۲ھ میں پڑھ کر سنائی گئی اور ترمیم واضافہ کے بعد آخری شکل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل تمام شرکاء نے اس کی تصدیق کی اور اپنے دستخط ثبت فرمائے:

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی اصغر علی ربانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین صاحب مدظلہم، حضرت مولانا تفضّل شاہ صاحب مدظلہم، مولانا زبیر اشرف صاحب مدظلہم، مولانا عمران اشرف صاحب مدظلہم، مولانا یحیٰ صاحب مدظلہم، مولانا عصمت اللہ صاحب مدظلہم، مولانا حنیف خالد صاحب مدظلہم، مولانا زبیر سمشی صاحب مدظلہم، مولانا حسین احمد صاحب مدظلہم، مولانا یعقوب صاحب مدظلہم، مولانا افتخار بیگ صاحب مدظلہم، مولانا حسان کلیم صاحب مدظلہم، مولانا خلیل صاحب مدظلہم، مولانا سلیمان صاحب مدظلہم، مولانا یاسر عرفات صاحب مدظلہم۔

نوٹ:...... اختصار کے پیش نظر تمام عبارتیں ''البلاغ'' سے حذف کردی گئی ہیں، جو حضرات عبارتیں حاصل کرنا چاہیں وہ دارالافتاء جامعہ کراچی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، بابت رمضان ۱۴۲۲ھ)

فدیۂ صوم کے مسائل

اس رسالہ میں فدیۂ صوم کے بکثرت جزئیات اپنے بزرگوں کے فتاوی
اورفقہ کی چند معتبر کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں

مرتب

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

فدیہ کا ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین﴾۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۸۴)

ترجمہ:......اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں (اور پھر روزہ رکھنے کو جی نہ چاہے تو) ان کے ذمہ (صرف روزے کا) فدیہ (یعنی بدلہ) ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا (کھلا دینا یا دیدینا) ہے۔

روزے کا فدیہ

﴿و علی الذین یطیقونہ﴾ اس آیت کے بے تکلف معنی وہی ہیں جو خلاصۂ تفسیر میں بتلائے گئے ہیں کہ جو لوگ مریض یا مسافر کی طرح روزہ رکھنے سے مجبور نہیں، بلکہ روزے کی طاقت رکھتے ہیں، مگر کسی وجہ سے دل نہیں چاہتا، تو ان کے لئے بھی گنجائش ہے کہ وہ روزے کے بجائے روزے کا فدیہ بصورت صدقہ ادا کردیں، اس کی ساتھ اتنا فرمادیا گیا کہ: ﴿وان تصوموا خیر لکم﴾ یعنی تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ ہی رکھو۔

یہ حکم شروع اسلام میں تھا، جب لوگوں کو روزے کا خوگر کرنا مقصود تھا، اس کے بعد جو آیت آنے والی ہے یعنی ﴿من شھد منکم الشھر فلیصمہ﴾ اس سے یہ حکم عام لوگوں کے حق میں منسوخ کردیا گیا، صرف ایسے لوگوں کے حق میں اب بھی باجماع امت باقی رہ گیا جو بہت بوڑھے ہوں (جصاص) یا ایسے بیمار ہوں کہ اب صحت کی امید ہی نہیں رہی۔ جمہور صحابہ وتابعین کا یہی قول ہے۔ (جصاص، مظہری)

صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، طبرانی وغیرہ تمام ائمۂ حدیث نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿و علی الذین یطیقونہ﴾ نازل ہوئی تو ہمیں

اختیار دیدیا گیا تھا کہ جس کا جی چاہے روزے رکھے، جس کا جی چاہے ہر روزے کا فدیہ دیدے، پھر جب دوسری آیت ﴿من شهد منكم الشهر فليصمه﴾ نازل ہوئی تو یہ اختیار ختم ہوکر طاقت والوں پر صرف روزہ ہی رکھنا لازم ہوگیا۔

مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ: نماز کے معاملات میں بھی ابتدائے اسلام میں تین تغیرات ہوئے اور ورزے کے معاملہ میں بھی تین تبدیلیاں ہوئیں۔ روزے کی تین تبدیلیاں یہ ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ہر مہینہ میں تین روزے اور ایک روزہ یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا رکھتے تھے، پھر رمضان کی فرضیت نازل ہوگئی ﴿كتب عليكم الصيام﴾ تو حکم یہ تھا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ روزہ رکھ لے یا فدیہ دیدے، اور روزہ رکھنا بہتر اور افضل ہے، پھر اللہ تعالی نے دوسری آیت ﴿من شهد منكم الشهر﴾ نازل فرمادی، اس آیت نے تندرست، قوی کے لئے یہ اختیار ختم کر کے صرف روزہ رکھنا لازم کردیا، مگر بہت بوڑھے آدمی کے لئے یہ حکم باقی رہا کہ وہ چاہے تو فدیہ ادا کردے۔ (معارف القرآن ص ۳۸۹ و ۳۹۰ ج ۱، سورۂ بقرہ آیت ۱۸۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور یہ بدلہ اس واسطے مقرر ہوا چونکہ یہ خدا کے واسطے ترک طعام و آب و نمک نہیں کرسکتے، بارے اتنا کرسکتے ہیں کہ بندۂ مسلمان کو گرسنگیٔ شب و روز سے نجات دیں اور وہ بندۂ مسلمان کہ اس عرصہ میں جو عبادت و طاعت کرے گا یہاں تک کہ روزہ بھی، تو اس کا حصہ بھی ثواب میں ہوجائے گا۔ اور نیز جو مقدار خدا کے واسطے دی گئی گویا معنیً خوراک ایک آدمی سے اپنے تئیں باز رکھا اور فی الجملہ مشابہت روزہ سے پیدا کی کہ اصل میں روزہ

خوراک ایک روز سے باز رہنا ہے۔(تفسیر عزیزی اردو ص ۹۸۰ ج ۲)

حضرات صحابہؓ کے افعال واقوال سے بھی فدیہ کا ثبوت ملتا ہے۔صرف بخاری شریف سے ایک قول اور ایک عمل نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔حضرت ابن عباسؓ یہ آیت ﴿و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین﴾ پڑھتے اور فرماتے: یہ آیت منسوخ نہیں ہے' یہ بہت بوڑھے مرد اور بہت بوڑھی عورت کے لئے ہے جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے' تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا (آدھا صاع گیہوں) کھلاوے۔

حضرت انسؓ جب کبرسنی کو پہنچ گئے تو روزانہ مسکین کو روٹی اور گوشت کھلاتے اور خود افطار فرماتے۔

(بخاری ص ۶۴۶ ج ۲، باب قوله : ﴿ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا﴾ الخ، کتاب التفسیر۔مصنف عبدالرزاق ص ۲۲۱ ج ۴، حدیث نمبر: ۷۵۷۴، باب الشیخ الکبیر)

مسائل فدیہ صوم

م:......جس شخص کا عذر مرتے دم تک زائل ہونے والا نہ ہو' مثلاً اتنا بوڑھا ہو گیا کہ روزے کی طاقت نہ رہی' یا ایسا بیمار ہو کہ اس کے اچھا ہونے کی امید نہ رہی ہو تو وہ روزے نہ رکھے' اور اگر وہ فدیہ دینے پر قادر ہو تو اس پر اپنی زندگی میں فوت شدہ روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے۔اور جس کا عذر زائل ہونے والا ہو' مثلاً مسافر' یا مریض ہو تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔اور اس کو اپنی زندگی میں فدیہ دینا جائز نہیں ہے' لیکن اگر ان کو قضا نہ کر سکا تو مرتے وقت ان دنوں کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔

(زبدۃ الفقہ ص ۱۰۵ تا ۱۰۷۔آئندہ زبدہ کے تمام حوالجات یہی ہیں)

اگر وصیت نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔مرتب۔

م:......اگر فدیہ ادا کر دینے کے بعد اس میں اتنی طاقت آ گئی کہ وہ روزے رکھنے پر قادر ہوگیا، تو اس پر روزے رکھنا واجب ہوگا اور جو فدیہ وہ دے چکا ہے وہ اس کی طرف سے نفلی صدقہ ہو جائے گا۔ (زبدہ)

م:...... ہر روز کے روزے کا فدیہ ہر فرض نماز کے فدیہ کی طرح ہے، اور صدقۂ فطر کے مانند ہے، پس ہر روزے کے بدلے میں نصف صاع (پونے دوسیر) گیہوں یا ایک صاع (ساڑھے تین سیر) جو، یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت دینا ہے۔ (زبدہ)

م:...... ہر روزے کے فدیہ کے لئے کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۹۸)

م:......ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی تقریبا پونے دو کلو غلہ (گندم)۔ پس ایک رمضان کے تیس روزوں کا فدیہ ساڑھے باون کلو ہوا، اور تین رمضان کے نوے روزوں کا فدیہ ۱۵۷.۵ کلو غلہ (گندم) ہوا، اسی کے مطابق مزید کا حساب کر لیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۰۲ ج ۳)

م:......فدیہ دینے میں مسکینوں کی تعداد اور ہر مسکین کے لئے صدقۂ فطر کی مقدار شرط نہیں ہے، پس اگر ایک فقیر کو دو دن کا فدیہ ایک صاع گندم یا ایک فقیر کو تمام روزوں کا فدیہ دے دیا، یا ایک روزہ کے فدیہ کا گیہوں تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیا تو جائز ہے۔

م:......فدیہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر کپڑا وغیرہ دینا بھی جائز ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۴۳۹ ج ۴)

م:......فدیہ دینے میں یہ اختیار ہے کہ تمام روزوں کا فدیہ شروع رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے یا کل فدیہ آخر رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے۔ (زبدہ)

م:......رمضان سے قبل فدیہ دینا درست نہیں، البتہ رمضان شروع ہونے پر آئندہ ایام کا فدیہ بھی دفعۃً دے سکتے ہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۴۳۶ ج ۴)

نوٹ:......فتاوی محمودیہ میں غالباً کتابت کی غلطی سے یہ مسئلہ غلط شائع ہوگیا ہے۔ اس میں ہے:

''جس صورت میں فدیہ کا حکم ہے، تو فدیہ یکمشت، قبل رمضان اور بعد رمضان اور روزانہ جس طرح دل چاہے ادا کیا جاسکتا ہے'' الخ۔ (فتاوی محمودیہ ص ۸۵ ج ۱۱)

(اس مسئلہ کی مزید تفصیل اس رسالہ کے آخر میں ایک فتوی میں ہے، اسے ملاحظہ فرمالیں)

م:......اگر شیخ فانی نے آنے والے دن کا فدیہ رات کے وقت دیدیا تو جائز ہے۔ (زبدہ)

م:......غریب جس پر فدیہ واجب ہے جیسا روکھا سوکھا کھاتا ہے ویسا ہی کسی محتاج کو بھی روزانہ دو وقت کھلا دیا کریں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۳۰۲ ج ۳)

م:......جس شخص پر روزہ کا فدیہ واجب ہے، اگر وہ تنگدستی کی وجہ سے اس کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالی سے استغفار کرتا رہے۔ (زبدہ)

ساتھ یہ نیت بھی رکھے کہ اگر زندگی میں مالی استطاعت ہوگی تو روزہ کا فدیہ ادا کروں گا۔

م:......اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے مرض یا سفر کی وجہ سے فوت ہوگئے اور مرض یا سفر کا عذر ابھی باقی تھا کہ وہ مرگیا تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے، اور اس پر ان کے فدیہ کے لئے وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہے، لیکن اگر پھر بھی اس نے وصیت کی کہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ دیا جائے تو وصیت صحیح ہوجائے گی، اور اس کے تہائی مال سے فدیہ دیا جائے گا، لیکن اگر مریض ایسا ہو کہ اس وقت روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور آئندہ

بھی مرتے دم تک اس کو روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہونے سے ناامیدی ہو تو وہ شیخ فانی کے حکم میں ہے، اور اس پر بیماری کے دنوں کے ہر روزہ کا فدیہ اپنی زندگی میں ادا کرنا لازمی ہے، اگر زندگی میں ادا نہ کیا تو مرتے وقت اس کی وصیت کرنا لازمی ہے۔ (زبدہ)

م:......اگر شیخ فانی نے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھے اور نہ ہی ان کا فدیہ ادا کیا اور رمضان کے بعد فوت ہو گیا اور ایک دن بھی زندہ نہیں رہا تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرے، بخلاف مریض و مسافر کے کہ اگر وہ عذر زائل ہونے کے پہلے مر جائے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ (زبدہ)

م:......حمل والی عورت، دودھ پلانے والی، اور حیض و نفاس والی عورت اور ہر وہ شخص جس نے کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو، مریض کے حکم میں ہے کہ اگر وہ اس عذر کے زائل ہونے سے پہلے مر جائے تو اس پر فدیہ و وصیت کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ (زبدہ)

م:......اگر سفر و مرض و حمل وغیرہ عذرات والے لوگ عذر دور ہونے کے بعد فوت ہو جائیں تو ان کو جس قدر دن عذر دور ہونے کے بعد ملے ہیں، اتنے دن کے روزوں کی وصیت کرنا واجب ہے۔ پس اگر بیمار شخص بیماری سے اچھا ہونے سے قبل یا مسافر اپنے گھر پہنچنے سے پہلے مسافرت ہی میں مر گیا تو بیماری یا سفر کی حالت میں جس قدر روزے اس سے چھوٹے ہیں ان کا آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا اور اس پر ان کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت واجب نہیں ہوگی، کیونکہ اس کو ان کے قضا کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی۔

لیکن اگر بیماری میں دس روزے چھوٹ گئے تھے، پھر پانچ دن تندرست رہا، لیکن ان دنوں میں اس نے قضا روزے نہیں رکھے، تو اس سے پانچ روزے معاف ہیں اور ان پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر اس سے مؤاخذہ ہوگا، اس لئے صرف ان پانچ دن کا فدیہ دینے

کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ اور اگر پورے دس دن یا زیادہ اچھا رہا تو پورے دس دن کا مؤاخذہ ہوگا، اس لئے ان دس روز کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔

اسی طرح مسافرت میں چھوٹے ہوئے روزے اگر گھر واپس پہنچ کر نہیں رکھے تو واپسی کے بعد جتنے دن زندہ رہا اور قضا روزے نہیں رکھے اتنے دن کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ (زبدہ)

م:...... وصیت واجب ہونے کے اس حکم میں وہ شخص بدرجۂ اولی داخل ہے جس نے قصدا روزہ توڑ دیا ہو اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہوئی ہو۔ (زبدہ)

م:...... اور وصیت کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس مال ہو۔ میت کی وصیت کے بغیر اس کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے، لیکن وارثوں کی اجازت سے جائز ہے۔ (زبدہ)

م:...... جو شخص مر گیا اور اس کے ذمہ روزوں کی قضا ہے اور مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اس کا فدیہ ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے جو اس کی وفات کے بعد اس کے مال میں تصرف کرنے کا حقدار ہے۔

اور وہ میت کے مال سے تجہیز و تکفین و ادائے قرضہ کے بعد جو کچھ بچے اس میں سے تہائی مال سے فدیہ ادا کرے۔ اگر سب روزوں کا فدیہ اس مال سے پورا نہ ہو سکے تو جس قدر کا ادا ہو سکے ادا کیا جائے، وارثوں کی اجازت کے بغیر اس سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے، البتہ وارثوں کی اجازت سے جائز ہے، لیکن اگر کوئی نابالغ وارث بھی ہو تو اس کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے، اس کا حصہ الگ کر کے بالغ اپنے حصہ میں سے دیں تو جائز ہے۔ ہاں اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو تمام مال سے فدیہ ادا کیا جائے۔ (زبدہ)

م:......اگر میت نے وصیت نہ کی ہوتو وارث پر فدیہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر اس کا وارث یا کوئی اور شخص اپنی طرف سے بطور احسان ادا کرے تو جائز ہے۔ اور امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اس میت کو ان روزوں کے مواخذہ سے بری کر دے گا۔

م:......فرض نماز، روزہ وغیرہ جو میت کے ذمہ باقی ہے، میت کے وارث یا کسی اور شخص کو اس کی طرف سے قضا کرنا جائز نہیں ہے، یعنی اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔ اور نفلی نماز، روزہ وصدقہ وغیرہ کا ثواب میت کو بخشنا بھی جائز ہے۔ (زبدۃ الفقہ ص۱۰۵ تا ۱۰۷)

م:......اگر وارث کے پاس اتنا مال نہیں کہ مرحوم کی جانب سے نمازوں اور روزوں کے سارے فدیے یکمشت ادا کر سکے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنا بھی جائز ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۳۰۲ ج۳)

م:......رمضان کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی تھی تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔

(احکام میت ص۱۴۰، مسائل فدیہ نماز وروزہ وغیرہ اوران کی مقدار)

م:......اگر فوت شدہ روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تخمینہ سے حساب کیا جائے۔

(احکام میت ص۱۴۱)

م:......کئی سالوں کے روزے قضا ہیں، اب جس وقت فدیہ دیا جا رہا ہے اس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ چھوٹے ہوئے سال کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

م:......جس نرخ سے اپنی ضروریات پوری کی جاتی ہیں، اسی نرخ میں فطرہ اور فدیہ دے۔ ظاہر ہے کہ آج کل کنٹرول سے عامۃً ضروریات پوری نہیں ہوتی، اس لئے بازاری نرخ

سے دیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۸۶ ج ۱۱)

م:......فدیہ دیندار حاجت مند کو دینا افضل ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۸۷ ج ۱۱)

م:......غریب مسکین لوگ اس فدیہ کے مستحق ہیں۔ (مالداروں کو دینا جائز نہیں)۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......فدیہ میں کھانا پکا کر غریب طلبہ کو بطور تملیک دیدینا بھی جائز ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......فدیہ کا کھانا کافر حربی کو دینا بالاتفاق جائز نہیں' اور ذمی کو دینے میں اختلاف ہے' عدم جواز راجح ہے۔ (ردالمحتار، احسن الفتاوی ص ۴۳۲ ج ۴)

م:......فدیہ صوم میں بہت بوڑھے مرد یا بہت بوڑھی عورت کو کھانا کھلانا جائز ہے۔

(امدادالاحکام ص ۱۳۵ ج ۲)

م:......فدیہ صوم وصلوۃ میں نابالغ کو کھانا کھلانا کافی نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۴۵۰ ج ۴)

م:......روزے کا فدیہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۳۰ ج ۳)

م:......مسجد و مدرسہ کی مرمت و تعمیر میں فدیہ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......بعض لوگ تقوی کے جوش میں میت کی وصیت کے بغیر ہی مشترک ترکہ میں سے میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ دے دیتے ہیں' حالانکہ اگر میت نے وصیت نہ کی ہوتو اس کی طرف سے جو وارث فدیہ یا زکوۃ یا حج ادا کرنا چاہے' اپنے حصۂ میراث یا اپنے دوسرے مال سے ادا کرے جس کا بہت ثواب ہے، لیکن دوسرے وارثوں کے حصہ میں

سے ان کی مرضی کے بغیر دینا جائز نہیں۔اور نابالغ یا مجنون کے حصہ میں سے دینا ان کی اجازت سے بھی جائز نہیں۔(احکام میت ص۱۵۵،ترکہ کے متعلق کوتاہیاں)

م:......فدیہ کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہے کہ کوئی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارث نماز' روزوں کے فدیہ وغیرہ سے کم درجہ کے مصارف میں ، بلکہ فضول مصارف میں حتی کہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ناجائز رسموں اور بدعتوں میں میت کا ترکہ اڑاتے ہیں،مگراس طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں کہ اور مصارف بند کر کے اپنے حصۂ میراث میں سے کچھ میت کی طرف سے فدیہ میں دیدیں' یا اگر میت کے ذمہ زکوۃ یا حج وغیرہ رہ گئے' تو وہ ادا کریں۔

اگر چہ وصیت کے بغیر ادا کرنے سے بعض فقہاء کے نزدیک میت اپنے فرائض و واجبات سے سبکدوش نہیں ہوتا،لیکن فقہاء کے نزدیک سبکدوش ہوجاتا ہے۔اور جن فقہاء کے نزدیک نہیں ہوتا ان کے نزدیک بھی اس ادائیگی کا اس طرح سے تو نافع ہونا یقینی ہے کہ میت کو اس کا ثواب ہی پہنچ جائے گا' کیا عجب ہے کہ وہ ثواب اس کے ترک فرائض و واجبات کے عذاب کو زائل کردے۔(احکام میت ص۱۵۶،ترکہ کے متعلق کوتاہیاں)

فدیہ کی ادئیگی کے لئے حیلۂ اسقاط

م:......آج کل بہت سے دیہاتوں میں لوگوں نے یہ رسم نکالی ہے' جس کو''دور'' یا'' حیلہ اسقاط'' کہتے ہیں۔ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میت کے وارث کچھ نقد روپے دائرہ میں لاتے ہیں' امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے' وہ لے کر عربی میں کچھ الفاظ پڑھتا ہے' پھر وہ روپے دائرہ کے ایک شخص کو دے دیتا ہے' وہ شخص دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو دیتا ہے' اسی طرح ہر ایک اپنے برابر والے کو دیتا جاتا ہے' یہاں تک کہ روپے پھر پہلے شخص کے پاس آجاتے ہیں' اسی طرح تین مرتبہ اس رقم کو پھرایا جاتا ہے' اس کے بعد

نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جاہلوں کو بتلایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ میت کی تمام عمر کے نماز' روزوں اور حج وزکوۃ اور تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی ہوجاتی ہے۔

بلاشبہ فقہاء کے کلام میں ''دور'' اور ''اسقاط'' کا ایک خاص طریقہ مذکور ہے، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہے' عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں' نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے، بلکہ فوت شدہ فرائض وواجبات سے متعلق تمام شرعی احکام کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنالیا گیا ہے' جو چند پیسوں میں حاصل ہوجاتا ہے' پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز' روزہ کی محنت اٹھائے۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ کہ ''حیلۂ اسقاط'' بعض فقہاء نے ایسے شخص کے لئے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز' روزے وغیرہ اتفاقا فوت ہوگئے ہوں' قضا کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اتنا ترکہ نہیں چھوڑا کہ جس کے ایک تہائی سے تمام فوت شدہ نماز' روزوں کا فدیہ ادا کیا جاسکے' یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو' اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا اور مخلوق خدا کو فریب دیں۔ فقہ کی کتابوں ''درمختار وشامی'' وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ساتھ ہی اس حیلہ کی کچھ شرطیں ہیں جن کی آج کل بالکل رعایت نہیں کی جاتی' پس چند آدمی بیٹھ کر ایک رقم کی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کر کے اٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا اور وہ تمام فرائض وواجبات سے سبکدوش ہوگیا' حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا' نہ اس کے فرائض وواجبات ادا ہوئے' کرنے والے مفت میں گنہگار ہوئے۔

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور شرعی قواعد کے مطابق ہو، لیکن جس طرح کا رواج اور پابندی آج کل چل گئی ہے وہ بلاشبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے رسالہ ''حیلۂ اسقاط'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (احکام میت ص ۱۵۷)

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے! ''حکم الاقساط فی حیلة الاسقاط''، جواہر الفقہ ص ۳۸۷ ج ۱۔ کفایت المفتی ج ۴ ر پر بھی اس سلسلہ میں کئی سوالات اور ان کے جوابات ہیں۔ فتاوی حقانیہ ص ۶۰ ج ۲ ر میں اس مسئلہ پر عمدہ تفصیلی بحث ہے۔ مرغوب

حیلہ کی جائز صورت

م:...... جب ورثہ کے پاس وسعت وگنجائش نہ ہو اور حیلہ کرنا چاہیں تو حیلہ کی بھی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ورثہ فدیہ کی نیت سے کچھ رقم کسی غریب و نادار مصرف زکوۃ کو دے کر اس رقم کا اس کو بالکل مالک بنادے کہ وہ اگر واپس نہ کرے، خود استعمال کر ڈالے، جب بھی ان لوگوں کو اعتراض نہ ہو اور پھر جب وہ غریب شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر میں واپس نہ کروں تو ان کو اب واپس لینے کا اختیار نہیں ہے، لیکن پھر بھی محض اپنی خوشی سے واپس کردے اور ورثہ پھر اسی غریب کو یا جس غریب و مسکین کو چاہیں اس سابقہ طریقہ پر دیدیں اور وہ بھی اپنی خوشی سے سابق طریقہ پر واپس کردے، اس طرح بار بار یہ رقم یہ ورثہ غریب کو دیتے رہیں اور وہ اپنی خوشی و مرضی سے واپس کرتا رہے، یہاں تک کہ کل فدیہ کی مقدار ادا ہوجائے تو اس طرح بھی فدیہ ادا ہوجائے گا اور آخر میں جس غریب و نادار کو ملے گی وہی اس رقم کا مالک ومختار ہوگا، جہاں چاہے صرف کرے، ورثہ کا اپنے اندر تقسیم کر لینا یا غنی کو، مالدار کو اور غیر مسکین کا اس رقم کو لینا جائز نہ ہوگا، اور نہ اس

غریب پر کسی قسم کا واپسی کا دباؤ وغیرہ درست ہوگا، ہاں مسئلہ بتا سکتے ہیں اور ترغیب دے سکتے ہیں۔ حیلہ کے جواز کی یہ صورت ہے اس کے خلاف اور کسی کتاب میں لکھا ہو تو درست نہیں ہے اور اگر موافق ہو تو صحیح ہوگا۔ (نظام الفتاوی ص ۱۱۷ ج ۶، جزء:۱)

متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا یا اس کا برعکس

س:...... ایک روزے کا فدیہ دو مسکینوں کو اسی طرح متعدد روزے کے فدیے ایک مسکین کو دینا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... ایک فدیہ کے گیہوں تھوڑے تھوڑے متعدد مساکین کو دینا درست ہے اسی طرح اس کی قیمت بھی۔ علی ہذا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا بھی صحیح ہے۔ شامی میں ہے کہ ایک فدیہ متعدد مساکین پر تقسیم کرنے کے متعلق امام ابو یوسف کا قول جواز کا منقول ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کا حکم کفارہ کے مثل نہیں، بلکہ صدقۃ الفطر کی طرح ہے، لہذا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا درست ہے اور اس میں مشقت سے حفاظت ہے اور سہولت ہے ورنہ بڑی رقوم میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۹۹ ج ۵)

دوسری جگہ حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"ایک مسکین کو چند نمازوں یا چند روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ صاحب درمختار اور صاحب الجوہرۃ النیرۃ اور صاحب طحطاوی علی مراقی الفلاح نے جائز لکھا ہے۔

حضرت تھانوی اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مدظلہ صاحب احسن الفتاوی نے اسی پر فتوی دیا ہے اسی طرح ایک فدیہ کو چند مساکین کے درمیان تقسیم کرنا بھی امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسئلہ: ایک روزہ کے فدیہ کو دو آدمیوں میں تقسیم کرنا، یا چند روزوں کے فدیہ کو ایک ہی شخص کو ایک ہی تاریخ میں دینا درست نہیں، جیسا کہ شامی نے بحوالہ بحر از قنیہ نقل کیا ہے، اور بیان القرآن میں اسی کو نقل کیا گیا ہے، مگر حضرتؒ نے ''امداد الفتاوی'' میں فتوی اس پر نقل کیا ہے کہ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ شامی نے بھی فتوی اس پر نقل کیا ہے۔

البتہ ''امداد الفتاوی'' میں ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ ایک تاریخ میں ایک کو نہ دے، لیکن دیدینے میں بھی گنجائش ہے۔ یہ فتوی مورخہ ۱۶/ جمادی الاخری ۱۳۵۳ھ امداد الفتاوی جلد دوم ص ۱۲۴ میں منقول ہے۔

(معارف القرآن ص ۴۴۶ ج ۱، سورۂ بقرہ، پارہ: ۲/ رکوع: ۶) (امداد الفتاوی ص ۱۲۴ ج ۲ مطبوعہ پاکستان۔ ص ۱۶۱ و ۱۶۲ ج ۲ مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند)

''بہشتی زیور'' میں ہے: ''مسئلہ: وہ گیہوں (یعنی فدیہ کے گیہوں) اگر تھوڑے تھوڑے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے۔ (بہشتی زیور ص ۴۲ حصہ تیسرا، فدیہ کا بیان)

''احسن الفتاوی'' میں ہے:

س:...... پانچ، چھ روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... اس میں اختلاف ہے۔ درمختار میں جائز لکھا ہے، اور شامیہ میں بحر سے نقل کیا ہے کہ عند الامام جائز نہیں، امام ابو یوسفؒ سے جواز کی روایت ہے۔ شامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فدیہ متعدد اشخاص پر تقسیم کرنے کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کا قول جواز ماخوذ بہ ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حکم فدیہ کا لکفارہ نہیں، بلکہ کصدقۃ الفطر ہے، لہذا متعدد روزوں کا ایک فدیہ ایک مسکین کو دینے میں بھی امام ابو یوسفؒ کا قول ہی راجح ہوگا یعنی

یہی قول ماخوذ بہ ہے۔(احسن الفتاوی ص۳۶۶ ج۴، کامل مبوب، کتاب الصوم والاعتکاف)

(فتاوی رحیمیہ ص۴۷۸ ج۶)

نوٹ:...... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ اورحضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ کی رائے بھی اس مسئلہ میں دونوں صورتوں کے جواز کی معلوم ہوتی ہے۔(دیکھئے! فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۴۵۱ ج۶۔آپ کے مسائل اوران کاحل ص۳۰۱ ج۳)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کا فتوی عدم جواز کا ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اورایک روزہ کافدیہ کئی کودیناجائزنہیں''۔(فتاوی محمودیہ ص۱۱۵ ج۷)

مسائل اعتکاف

اس رسالہ میں بہت مختصر الفاظ میں اعتکاف کے بکثرت جزئیات اپنے بزرگوں کے فتاوی اور فقہ کی چند معتبر کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں۔

از

مرغوب احمد لاجپوری

اعتکاف کے سنن ومستحبات

م:......اعتکاف کی نیت' دل سے کافی ہے، زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۳۱۴ ج ۳)

م:......اکثر اوقات تلاوت وذکر میں رہنا۔(عمدہ ص ۴۰۲ ج ۳)

م:......دین کی تعلیم واشاعت میں مشغول رہنا۔(عمدہ ص ۴۰۲ ج ۳)

م:......مباح کلام تقرب کے قصد سے کرنا۔(عمدہ ص ۴۰۲ ج ۳)

م:......اخراجِ ریح کے لئے مسجد سے نکلنا۔

م:......اعتکاف میں احتلام ہوجائے تو تیمّم کر کے نکلنا مندوب ہے۔

(فتاوی قاضیخان بھامش الھندیہ ص ۲۴۶ ج ۱۔ مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ۳۴۹ ج ۱)

اعتکاف کے مباح وجائز اعمال

م:......باوضو سونے کی غرض سے نفل وضو کے لئے نکلنا۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۱ ج ۵)

م:......جن عبادتوں کے لئے وضو شرط ہے' ان کے لئے معتکف کا باہر جانا جائز ہے، اور جن کے لئے مستحب ہے ان کے لئے نہ جائے۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۶۵ ج ۳)

م:......طبعی ضرورت کے لئے نکل کر غسل جمعہ کرلیا تو جائز ہے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۷۱ ج ۳۔ ۱۳۱ ج ۲)

م:......معتکف اذان دے سکتا ہے' اور اذان کی جگہ جانا بھی جائز ہے' چاہے وہ جگہ باہر ہو۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۸۰ ج ۳)

م:......چادروں سے حجرہ بنانا۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۳ و ۲۰۵ ج ۵۔ آپ کے مسائل ص ۳۱۶ ج ۳)

م:......خط بال وغیرہ بنانا۔(احسن الفتاوی ص ۵۰۶ ج ۴)

م:......ناخن کاٹنا۔(خیر الفتاوی ص ۱۳۱ ج ۴)

م:......کوئی آدمی نہ ہوتو مسجد سے باہر پانی لینے کے لئے جانا۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۴ ج ۸)

م:......کھانا لانے والا نہ ہوتو گھر سے کھانا لانا۔(فتاوی حقانیہ ص ۲۰۹ ج ۴)

م:......مسجد کی خدمت کرنا(جب کہ باہر نہ جانا پڑے)۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۴۶و۱۵۲ ج ۱)

م:......استنجاء کے لئے نکل کر کسی سے بات کر لینا۔(مگر وقوف نہ کرے، ہاں رفتار سست کر دے)۔

م:......مسجد حرام میں معتکف بیت الخلاء کے لئے ہوٹل جا سکتا ہے،مگر فراغت کے بعد تاخیر نہ کرے۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۶۹ ج ۳)

م:......استنجاء کے لئے گیا اور پیسے یا کام کے کاغذات گم ہو گئے تو تلاش کے لئے جانا۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۴۸ ج ۱۳)

م:......ضروری خط و کتابت کرنا۔(جواہر الفتاوی ص ۴۵ ج ۱)

م:...... بقدرِ ضرورت دنیوی بات کرنا۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۱۷ ۳ ج ۳)

م:......حالت اعتکاف میں فون وغیرہ مسجد میں لانے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، ہاں دینی یا جائز دنیاوی ضرورت کی وجہ سے مجبورا لانا پڑے تو اس میں بیکار باتیں نہ کریں' صرف ضرورت کی بات کر کے بند کر دیں۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۴۰۶ ج ۳)

م:...... بیوی سے بات کرنا(مگر پیار و محبت کی نہ ہو)۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۲ ج ۸۔فتاوی حقانیہ ص ۲۰۵ ج ۴۔مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۱۲۰ ج ۲)

م:......تمبا کو والا پان کھانا جبکہ بدبو نہ ہو۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۱ ج ۳)

م:......مسجد میں ریح خارج کرنا۔

م:......حکیم وڈاکٹر کا تشخیص وادویات تجویز کرنا۔

(فتاوی دار العلوم ص۵۰۲ ج ۶۔فتاوی محمودیہ ص۱۶۰ ج ۱۳۔خیر الفتاوی ص۱۴۵ ج ۴)

م:......مسجد میں ٹہلنا۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۰۷ ج ۵۔احسن الفتاوی ص۵۰۱ ج ۴)

م:......ورزش کی عادت کی وجہ سے نا قابلِ برداشت تکلیف ہوتو خلوت میں ورزش کر لینا۔

م:......سخت گرمی میں دانے وغیرہ نکلنے کا خوف ہوتو غسلِ تبرید کرنا۔

(خیر الفتاوی ص۱۳۶ ج ۴)

م:......غسلِ فرض میں پانی کے گرم ہونے کا باہر انتظار کرنا۔

(فتاوی رحیمیہ ص۳۹ ج ۲۔احسن الفتاوی ص۵۰۸ ج ۴)

م:...... بیت الخلاء میں لائن ہوتو وہیں انتظار کرنا۔(احسن الفتاوی ص۵۰۱ ج ۴)

م:...... پہلے سے نیت کی ہوتو دوسری مسجد میں تراویح کے لئے جانا۔

(فتاوی دار العلوم ص۵۱۲ ج ۶۔خیر الفتاوی ص۱۴۱ ج ۴۔فتاوی حقانیہ ص۱۹۷ ج ۴)

م:......وظیفہ کے لئے مجبوراً آفس میں دستخط کے لئے جانا (ہاں احتیاط اس میں ہے کہ ایک دن کی قضا کر لے)۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۱۰ ج ۵)

م:......نیت کی ہوتو مقدمہ کی تاریخ پر کورٹ میں جانا، (جبکہ نصف یوم سے زیادہ وقت نہ لگے)۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۱۱ ج ۵۔خیر الفتاوی ص۱۳۴ ج ۴)

م:......مجبوراً مسجد میں بچوں کو پڑھانا (خواہ تنخواہ لے)۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۰۲ ج ۵)

م:......مسجد میں چارپائی پر سونا۔(فتاوی محمودیہ ص۱۲۵۔فتاوی رحیمیہ ص۲۰۷ ج ۵)

اعتکاف کے ناجائز امور

م:......جس پر جمعہ فرض نہ ہو (مثلاً گاؤں میں رہنے والا) اس کا شہر میں جمعہ کے لئے

جانا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۵۴ ج ۱۳ وص ۱۷۵ ج ۳ وص ۱۷۳ ج ۱۷)

م:......معتکف کا مسجد سے باہر تراویح کے لئے نکلنا درست نہیں۔

(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۱۲۸ ج ۲)

م:...... ہاتھ دھونے کے لئے نکلنا۔ (احسن الفتاوی ص ۵۰۰ ج ۴۔ خیر الفتاوی ص ۱۴۷ ج ۴)

م:...... بے تکلف خادم ہوتے ہوئے پانی وغیرہ کے لئے باہر نکلنا۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۴ ج ۸)

م:......وضو کے علاوہ وضوخانہ میں بیٹھ کر صابن سے ہاتھ دھونا۔

(احسن الفتاوی ص ۵۰۸ ج ۴)

م:......صرف منجن یا مسواک کے لئے نکلنا۔ (احسن الفتاوی ص ۵۰۱ ج ۴)

م:......تھوکنے کے لئے نکلنا (حجرہ میں تھوک دانی رکھ لے)۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۴ ج ۸)

م:......نفل غسل کے لئے نکلنا۔ (احسن الفتاوی ص ۴۹۷ ج ۴)

م:......غسلِ جمعہ کے لئے نکلنا۔ (خیر الفتاوی ص ۱۳۶ ج ۴۔ فتاوی حقانیہ ص ۲۲۰ ج ۴)

''احسن الفتاوی'' میں غسلِ جمعہ کے لئے نکلنے کا جواز لکھا ہے۔ (ص ۵۰۰ ج ۴)

م:......محض حقہ وسگریٹ پینے کے لئے نکلنا۔

(فتاوی دار العلوم ص ۵۰۵ ج ۶۔ کفایت المفتی ص ۲۳۲ ج ۴۔ فتاوی محمودیہ ص ۱۵۴ ج ۱۳۔ فتاوی حقانیہ ص ۲۰۴ ج ۴)

م:......اخراجِ ریح کے لئے نکلنا (بعض نے جواز کہا ہے)۔

(امداد الفتاوی ص ۱۵۲ ج ۲۔ فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۲ ج ۵۔ فتاوی محمودیہ ص ۱۲۲ ج ۱۳۔ فتاوی حقانیہ ص ۲۰۳ ج ۴)

م:......کھانا لانے والا ہوتے ہوئے باہر جانا۔ (خیر الفتاوی ص ۱۴۶ ج ۴)

م:......گھر ضرورۃً آیا تو ساتھ ساتھ ڈاک کا بکس کھول کر ڈاک لینا۔

م:......بیوی سے بوس وکنار کرنا۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۷۲ ج۸)

م:......معتکف کو مسجد میں ریڈیو لانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص۴۲۰ ج۳)

م:......ریڈیو کی خبریں سننا۔(فتاوی حقانیہ ص۲۰۸ ج۴)

م:......معتکف کو اخبار پڑھنے سے بچنا چاہئے، کیونکہ عموماً اخبار میں تصاویر ہوتی ہیں' اور تصاویر کا مسجد میں داخل کرنا جائز نہیں۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص۱۵۶ ج۲)

م:......اخبارات دیکھنا۔(فتاوی حقانیہ ص۲۰۸ ج۴۔ خیر الفتاوی ص۱۳۴ ج۴)

مفسداتِ اعتکاف

م:......بلا عذر مسجد سے باہر نکلنا۔(عمدہ ص۴۰۳ ج۳)

م:......کھانے، پینے، سونے کے لئے باہر نکلنا۔

م:......سر منڈانے کے لئے نکلنا۔(فتاوی رحیمیہ ص۲۲۰ ج۵)

م:......بیماری، خوف، عیادتِ مریض، نمازِ جنازہ کے لئے نکلنا۔(فتاوی حقانیہ ص۱۹۹ ج۴)

م:......بھول سے باہر نکل جانا (امام صاحبؒ کے نزدیک، اس میں احتیاط ہے، صاحبینؒ کے نزدیک مفسد نہیں، اس میں توسع ہے)۔

(احسن الفتاوی ص۴۹۷ ج۴۔ فتاوی حقانیہ ص۲۰۳ ج۴)

م:......دن میں عذر یا بلا عذر روزہ کو توڑنے والی چیز کا پایا جانا (چونکہ روزہ اعتکاف کے لئے شرط ہے)۔(فتاوی حقانیہ ص۱۹۶ ج۴)

م:......جماع، خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔(فتاوی حقانیہ ص۲۰۵ ج۴)

م:......لوازمِ جماع سے اگر انزال ہو جائے۔(عمدہ ص۱۴۰ ج ۳)

م:......حیض آ جانا۔(خیر الفتاوی ص۱۴۳ ج ۴)

م:......بیہوشی یا جنون کا دو دن یا زیادہ رہنا۔(عمدہ ص۱۴۱ ج ۳)

م:......اخراجِ ریح کے لئے نکلنا۔(اس میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں بعض نے جواز کہا، بعض نے عدم جواز، بعض نے مفسد، واللہ اعلم)۔

م:......ووٹ کے لئے جانا (اگر ضروری ہی ہو تو اعتکاف کی نذر مان کر پہلے ہی سے ووٹ کے لئے جانے کی نیت کر لے اور کم سے کم وقت میں آ جائے)۔(خیر الفتاوی ص۱۴۱ ج ۴)

ان چیزوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا

م:......طبعی یا شرعی حاجت سے مسجد سے باہر نکلنا۔(طبعی حاجت، مثلا، پیشاب، پاخانہ، وضو، فرض غسل۔شرعی حاجت مثلاً، اذان، نمازِ جمعہ وغیرہ)۔(فتاوی حقانیہ ص۲۰۶ ج ۴)

م:......مسجد گر جانے یا جبراً نکالنے کی وجہ سے دوسری مسجد منتقل ہو جانا جبکہ فوراً دوسری مسجد میں اعتکاف کر لیا ہو۔(خیر الفتاوی ص۲۰۲ ج ۴)

م:......حاجتِ ضروریہ کے لئے نکل کر غسلِ جمعہ کرنا۔

م:......مسجد میں پانی نہ ہو تو کھانے کے بعد کلی کے لئے باہر نکلنا۔

م:......مسجد کی دوسری منزل پر اعتکاف کرنا صحیح ہے، اگر چہ دوسری منزل کا راستہ مسجد کی صحن سے جاتا ہو۔(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص۳۹۳ ج ۳)

م:......طبعی حاجت کے لئے نکل کر نمازِ جنازہ پڑھنا یا عیادتِ مریض کرنا۔

م:......محراب میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی، ص۳۷۸ ج ۳ و ص۳۴۶ ج ۱، غیر مطبوعہ)

مکروہاتِ اعتکاف

م:......نیک باتوں کے سوا اور کوئی کلام کرنا۔ (فتاوی حقانیہ ص ۱۹۸ ج ۴۔ عمدہ ص ۴۰۱ ج ۳)

م:......گالی گلوچ، لڑائی (مکروہ تحریمی)۔ (عمدہ ص ۴۱۵ ج ۳)

م:......نمازِ جمعہ کے لئے دوسری مسجد جا کر لمبا ٹھیرنا۔

م:...... جمعہ کے لئے گیا پھر وعظ سننے کے لئے رکنا۔

م:......عبادت سمجھ کر خاموش رہنا (مکروہ تحریمی)۔ (امداد الفتاوی ص ۱۵۴ ج ۲۔ عمدہ ۴۱۲ ج ۳)

م:......تجارت کی نیت سے ضروری چیزوں کی بھی خرید وفروخت۔ (عمدہ ص ۴۱۴ ج ۳)

م:......مسجد میں تجارت کی نیت سے خرید وفروخت کی باتیں کرنا۔ (عمدہ ص ۴۱۳ ج ۳)

م:......سامانِ تجارت کا مسجد میں رکھنا (مکروہ تحریمی)۔ (عمدہ ص ۴۱۴ ج ۳)

م:......وطی اور اس کے لوازم (مکروہ تحریمی)۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۰۵ ج ۴)

یہ چیزیں اعتکاف میں مکروہ نہیں

م:......مسجد میں کھانا، پینا، سونا۔ (عمدہ ۴۱۳ ج ۳)

م:...... کپڑے بدلنا۔ (عمدہ ۴۱۳ ج ۳)

م:......خوشبو وتیل لگانا۔ (عمدہ ۴۱۳ ج ۳)

م:......عبادت نہ سمجھتے ہوئے خاموش رہنا۔ (عمدہ ۴۱۲ ج ۳)

م:......نکاح کرنا۔ (عمدہ ۴۱۳ ج ۳)

م:......طلاق سے رجوع کرنا (مگر بوسہ وغیرہ سے نہ کرے)۔ (عمدہ ۴۱۳ ج ۳)

م:......ضروری چیز مثلاً کھانا وغیرہ کا بلا نیت تجارت مسجد میں خریدنا یا بیچنا۔ (عمدہ ۴۱۲ ج ۳)

متفرقات

م:......اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ وہاں پانچ وقت کی جماعت ہوتی ہو۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۹ ج ۲۔احسن الفتاوی ص ۵۰۷ ج ۴)

م:......قید خانہ میں جہاں جماعت ہوتی ہے اعتکاف صحیح ہے۔(فتاوی محمودیہ ص ۴۰۴ ج ۱۶)

م:......نابالغ سمجھدار بچے کا اعتکاف صحیح ہے، مگر نفلی ہوگا۔

م:......اعتکاف پر اجرت لینا جائز نہیں۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۱ ج ۱۷۔خیر الفتاوی ص ۱۳۸ ج ۴)

م:......کسی مسجد میں عورتوں کی جماعت کے لئے علیحدہ جگہ ہو اور عورت نے اعتکاف کیا تو مردوں کی طرف سے وہ کافی نہ ہوگا۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۵۱ ج ۱۳)

م:......مسنون اعتکاف میں کسی کام کے لئے مسجد سے نکلنے کے لئے استثناء کرنا درست نہیں، اور کتب فقہ میں استثناء کا جو تذکرہ ہے' وہ اعتکاف منذور کے بارے میں ہے' نہ کہ مسنون کے بارے میں۔

(تتارخانیہ ص ۴۱۲ ج ۲۔طحطاوی علی مراقی ص ۳۸۵۔درمختار ص ۴۴۸ ج ۲۔عالمگیری ص ۲۱۲ ج ۱۔مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۵۹ ج ۱)

م:......تبلیغی جماعت میں جانے کی بنسبت رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف افضل ہے۔(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۹۱ ج ۳)

....

نوٹ:...... آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کتنی مرتبہ اعتکاف نہیں فرمایا؟ اس پر ''درس ترمذی'' میں دومرتبہ اعتکاف نہ فرمانا' بیان کیا گیا ہے۔ ''درس ترمذی'' کے اس بیان پر مجھے شبہ ہوا' تو میں نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی خدمت میں اپنا اشکال لکھ کر بھیجا' اس پر حضرت کا جو جواب موصول ہوا' اسے یہاں نقل کرنا مناسب لگا۔

اسی طرح معتکف کا مسجد میں اجرت لے کر پڑھانا کیسا ہے؟ اس پر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم کی ایک تحریر پر راقم کا خط اور حضرت کا جواب بھی نقل کرتا ہوں، انشاءاللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مرغوب

....

آنحضرت ﷺ کا اعتکاف کتنی مرتبہ چھوٹا؟

بسم الله الرحمن الرحيم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

از ڈیوزبری (برطانیہ) مرغوب احمد لاجپوری، بحمداللہ خیریت سے ہوں اور بارگاہِ ایزدی میں جناب والا کی خیروعافیت کا طالب ہوں۔

غرض تحریر اینکہ آپ کے ترمذی کے درس میں ہے:

''آنحضرت ﷺ سے دومرتبہ رمضان میں اعتکاف چھوٹا ہے'' الخ

(درس ترمذی ص ۶۴۳ ج ۲)

مجھے کتب سیرت کے مطالعہ کے دوران تین مرتبہ آپ ﷺ کا اعتکاف نہ فرمانا سمجھ

میں آیا: ایک غزوۂ بدر کے وقت، دوسرا فتح مکہ کے وقت، اور تیسرا جو واقعہ آپ نے بیان فرمایا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے:

۱:......غزوۂ بدر سترہ رمضان المبارک کو پیش آیا اور فتح کے بعد آپ ﷺ نے بدر میں تین روز قیام فرمایا، پھر مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے، درمیان میں مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت تقسیم فرمایا اور قیدیوں میں نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ صفراء سے چل کر مقام عرق الظبیہ میں عقبہ بن معیط کے قتل کا حکم فرمایا، اس طرح منزل بمنزل ٹھہرتے ہوئے آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے۔ (سیرۃ المصطفی ﷺ ص۱۰۵تا۱۰۸ ج۲)

اس تفصیل سے یہ تو صاف سمجھ میں آ رہا کہ نبی کریم ﷺ بیس کی شام بلکہ اکیس کی صبح تک بھی مدینہ منورہ تشریف نہ لاسکیں ہوں گے، اس لئے اس سال اعتکاف نہ فرمایا ہوگا۔

۲:......فتح مکہ کے لئے آپ ﷺ دس رمضان المبارک ۸ھ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، مع اختلاف الروایات، اور بیس رمضان المبارک کو مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے اور اسی روز مکہ فتح ہوا، پھر رمضان المبارک کے بقیہ ایام، بلکہ شوال کے کچھ روز آپ ﷺ مکہ معظّمہ ہی میں مقیم رہے۔ (اصح السیر ص۳۲۰)

اور مکہ معظّمہ میں آپ کا اعتکاف فرمانا نظر سے نہیں گذرا، اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ اس سال بھی آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں فرمایا۔

۳:......تیسرا واقعہ جو آپ نے بھی ’’درس ترمذی‘‘ میں نقل فرمایا ہے کہ: ازواج مطہرات نے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں خیمے لگالئے تو آپ ﷺ نے سب خیمے اٹھوادیئے اور خود بھی اعتکاف کا ارادہ ترک فرمادیا اور شوال میں قضا فرمائی۔

الغرض مدینہ منورہ کے نو سالہ قیامِ رمضان میں تین مرتبہ آپ ﷺ کا اعتکاف نہ

فرمانا سمجھ میں آتا ہے۔ یہ ایک ادنی طالب علم کا سوال ہے، حضرت کی ذات گرامی کا شمار عصر کے جبال علم میں ہیں، امید کہ تحقیق فرما کر تشفی فرمائیں گے۔ فقط طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

....

مکتوب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

مکرمی: آپ کا گرامی نامہ باعث مسرت وافتخار رہوا۔ میں نے مصروفیت کی وجہ سے تحقیق کے لئے ایک ساتھی کو لگایا تھا، انہوں نے جو جواب لکھا ہے وہ بظاہر درست ہے۔ آنجناب کی یاد فرمائی کے لئے تہ دل سے ممنون ہوں، والسلام۔

محمد تقی عفی عنہ

۱۴۲۴/۲/۲۸ھ

....

الجواب حامدا و مصلیا

آنحضرت ﷺ کا رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا معمول تھا، البتہ سفر وغیرہ کی وجہ سے آپ ﷺ سے اعتکاف چھوٹا بھی ہے۔ علامہ ابن القیمؒ نے ''زاد المعاد'' میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ اعتکاف چھوٹا ہے، جب کہ دیگر کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے دو مرتبہ اعتکاف چھوٹا ہے۔ ایک تو فتح مکہ کے سال اور دوسرے اس سال جب آپ ﷺ نے بعض ازواج مطہرات کو اپنے ساتھ اعتکاف کی اجازت دی اور سب نے مسجد میں اعتکاف کے لئے خیمے لگوادیئے، پھر آنحضرت ﷺ نے سارے خیمے اٹھوادیئے اور اس سال خود بھی اعتکاف نہیں فرمایا اور شوال میں اس کی قضاء فرمائی۔ ان دو مواقع کے علاوہ کسی تیسرے موقعہ پر اعتکاف کا چھوڑنا باوجود بسیار

تلاش کے کہیں منقول نہیں ملا، جب کہ ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقعہ پر آپ ﷺ کا اعتکاف نہ فرمانا بھی ظاہر ہے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے، لیکن محدثین کرام اور شراح حدیثؒ نے اسے ذکر نہیں فرمایا۔

احقر کے خیال میں اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ رمضان ۲ھ سے چند ہی روز قبل روزوں کی فرضیت ہوئی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے تو آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں فرمایا ہوگا اور روزوں کی فرضیت کے بعد پہلے رمضان میں آپ غزوۂ بدر میں مصروف رہے، اس سال کے بعد سے آپ ﷺ نے اعتکاف پر مواظبت فرمائی ہوگی، اس مواظبت کے دوران دو مرتبہ آپ نے اعتکاف نہیں فرمایا جس کا محدثین نے تذکرہ فرمایا اور غزوۂ بدر سے پہلے چونکہ اعتکاف شروع ہی نہیں کیا تھا اس لئے اس سال ترک اعتکاف کو محدثین نے شمار نہیں کیا ہے۔

نوٹ۔: اس بات کی کہیں تشریح نہیں دیکھی اور نہ ہی یہ معلوم ہوسکا کہ سب سے پہلے کس سال آپ ﷺ نے اعتکاف فرمایا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

فی صحیح البخاری: عن ابی هریرةؓ كان النبی ﷺ يعتكف فی كل رمضان عشرة ايام فلما كان العام الذی قبض فيه اعتكف عشرين يوما،

يقول الحافظ فی فتح الباری: واقوى من ذلك انه انما اعتكف فی ذلك العام العشرين لانه كان العام الذی قبله مسافرا و يعدل لذلك ما اخرجه النسائی واللفظ له وابو داؤد وصححه ابن حبان وغيره من حديث ابی بن كعبؓ ان النبی ﷺ كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان فسافر عاما فلم يعتكف فلما كان العام المقبل اعتكف عشرين ويحتمل تعدد هذه القصة بتعدد السبب، (فتح الباری ص۲۸۵ ج۴)

یقول السندی فی حاشیة السنن لابن ماجة تحت حدیث ابی بن کعب :قوله فسافر عاما الظاهر انه عام الفتح وقد علم انه سنة بلا سفر ایضا فقضی،

(السنن لابن ماجة ص۳۵۸)

یقول ابن القیمؒ فی زاد المعاد: ۲/۸۸: کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه الله عز وجل وترکه مرة فقضاه فی شوال،

وفی تاریخ الخمیس : ۱/ ۳۶۸: وفی شعبان هذه السنة (الثانية) نزلت فریضة رمضان.....وفی هذه السنة وقعت غزوة بدر الکبری.....قال ابن اسحا ق کانت وقعة بدر یوم الجمعة صبیحة السابع عشر ،والله سبحانه اعلم۔

خلیل احمد اعظمی عفی عنہ

۱۴۲۴/۲/۲۷

....

معتکف کا اجرت لے کر تعلیم دینا

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم نے یہ مسئلہ تحریر فرمایا کہ:

معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا جائز نہیں، خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا اور کوئی کام ہو‘‘۔ (الاشباہ، شامی۔ ’’فقہی رسائل‘‘ ص ۲۵ ج ۲)

اس پر راقم نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ:

’’ص ۲۵ ج ۲، میں معتکف کے لئے اجرت پر تعلیم دینے کا عدم جواز لکھا ہے، اس اطلاق کو اگر بلا عذر و بلا مجبوری کی قید کے ساتھ لکھا جائے تو کیسا ہے؟ کہ فقہاء کرام نے مجبوری میں اجرت پر تعلیم کی اجازت معتکف کو دی ہے‘‘۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۲ ج ۵، مجمع الزوائد ص ۲۵۷، بحوالہ آداب الاعتکاف ص ۷۷، عالمگیری ص ۲۱۵ ج ۲)

اس پر حضرت مدظلہم نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ:

’’اس مسئلہ پر مکرر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلا مسجد میں اجرت لے کر تعلیم دینا جائز نہیں، اور جہاں ضرورت کی بناء پر حضرات فقہاء کرام نے اجازت دی ہے وہاں ضرورت سے معلم کی ذاتی ضرورت مراد نہیں، بلکہ مسجد کی حفاظت و نگرانی وغیرہ کی ضرورت مراد ہے، جیسا کہ عبارتِ ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ غالبا اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی اپنے رسالہ ’’احکام اعتکاف‘‘ کے صفحہ ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

’’اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا بھی معتکف کے لئے فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ (بحر ص ۳۲۷ ج ۲) البتہ جو شخص اس کے بغیر ایام اعتکاف کی روزی بھی نہ کما سکتا ہو اس کے لئے بیع پر قیاس کر کے گنجائش معلوم ہوتی ہے‘‘۔

بہر حال مسائل اعتکاف میں فی الحال اصلاح کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

وفی الفتح القدیر (۳۶۹/۱) والذی یکتب اذا کان باجر یکرہ وبغیر اجر لا یکرہ، ھذا اذا کتب العلم والقرآن لانہ فی عبادۃ اما ھو لآء المکتوبون الذی تجتمع عندھم الصبیان واللغط فلا ،لو لم یکن لغط لانھم فی صناعۃ لاعبادۃ اذ ھم یقصدون الاجارۃ لیس ھو للہ بل للارتزاق ومعلم الصبیان القرآن کالکاتب ان کان لأجر و حسبۃ لا بأس بہ ومنھم من فصل ھذا اذا کان لضرورۃ الحر وغیرہ لا یکرہ والا فیکرہ وسکت عن کونہ بأجرا أو غیرہ و ینبغی حملہ علی ما اذا کان حبۃ فاما اذا کان بأجر فلا شک فی الکراھۃ،

وفی الدر المختار (۴۲۸/۶) ویفسق معتاد المرور بجامع ومن علم الاطفال فیہ ویوزر،... وفی رد المحتار (۴۲۸/۶) قلت: بل فی التتار خانیۃ عن العیون: جلس معلم او وراق فی المسجد فان کان یعلم او یکتب باجر یکرہ الا للضررو ۃ وفی الخلاصۃ تعلیم الصبیان فی المسجد لا بأس بہ اہ ،لکن استدل فی القنیۃ بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ''جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم''

وفی البحر الرائق (۳۰۳/۲)باب الاعتکاف : وکذا کرہ فی التعلیم والکتابۃ والخیاطۃ بأجر وکل شئی یکرہ فیہ کرہ فی سطحہ واستثنی البزازی من کراھۃ التعلیم بأجر فیہ ان یکون لضرورۃ الحراسۃ۔

اس مسئلہ میں فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری ؒ کا فتوی جواز کا ہے۔''فتاوی رحیمیہ'' سے من وعن نقل کرتا ہوں:

سوال:...... امام مسجد مکتب میں پڑھاتا ہے اور پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہے، وہ عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف میں بچوں کو مسجد میں تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:...... اعتکاف کے لئے مدرسہ سے رخصت لے لی جائے، رخصت نہ ملے تو مجبورا

مسجد کے اندر پڑھا سکتا ہے۔ ''ولو جلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبة والوراق یکتب لنفسه فلا بأس به ، لانه قربة، وان کان بالاجرة یکره الا ان یقع لهما الضرورة ، کذا فی المحیط السرخسی''۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۲۵ ج ٦۔فتاوی رحیمیہ ص۲۰۲ ج ۵)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا رجحان بھی جواز ہی کا معلوم ہوتا ہے' جیسا کہ خود حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''البتہ جو شخص اس کے بغیر ایام اعتکاف کی روزی بھی نہ کما سکتا ہو اس کے لئے بیع پر قیاس کر کے گنجائش معلوم ہوتی ہے''۔

حکیم صاحب کا اعتکاف میں مریض کو دیکھ کر نسخہ لکھنا مفسد اعتکاف ہے یا نہیں، فتاوی محمودیہ اور فتاوی دار العلوم کے جواب میں تضاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب و حضرت مفتی عباس صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

''فتاوی محمودیہ'' ص ۱۵۰ ج ۱۳، مسائل اعتکاف میں نمبر ۵۴ پر ہے:

''حکیم صاحب معتکف ہیں، لیکن مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹہ کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخے لکھتے ہیں'' کے جواب میں حضرتؒ نے فساد اعتکاف کا حکم لگایا ہے جبکہ ''فتاوی دار العلوم دیوبند'' ص ۵۰۱ ج ۶ اور ''خیر الفتاوی'' ص ۱۴۵ ج ۴ میں عدم فساد مرقوم ہے۔ آپ کے نزدیک جو صحیح ہو تحریر فرمائیں۔

اسی طرح معتکف کا ووٹ کے لئے اور حاکم یا افسر کے طلب پر مسجد سے نکلنا مفسد ہے یا نہیں؟

الجواب حامداو مصلیا:

حکیم صاحب کے دوران اعتکاف مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹہ کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخہ لکھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہونا چاہئے، اس لئے اس سلسلہ میں ''فتاوی دار العلوم'' اور ''خیر الفتاوی'' کے جوابات صحیح اور درست ہیں۔

ووٹ دینے کے لئے اور اسی طرح حاکم یا افسر کے طلب کرنے پر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، فقط واللہ تعالی اعلم۔ املاہ العبد احمد خانپوری عفی عنہ

الجواب صحیح، عباس داؤد بسم اللہ ۲۱ ؍ رجب ۱۴۲۳ھ